نظرثانی واضافہ شدہ ایڈیشن

کتاب المسائل

حج وعمرہ وزیارتِ مدینہ منورہ



جلد سوم

مرتب:
مفتی محمد سلمان منصورپوری
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ سوم)

حج وعمرہ وزیارتِ مدینہ منورہ

[نظرِ ثانی واضافہ شدہ اشاعت]

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ دہلی

اشاعت اول: ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۱ء

نام کتاب: کتاب المسائل (۳)

مرتب: مفتی محمد سلمان منصور پوری

کتابت وتزئین: محمد اسجد قاسمی مظفر نگری

صفحات: ۵۲۸

قیمت: ۲۵۰/روپیہ

ناشر:

المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمٹیڈ) دہلی

011-23289786 - 23289159

قَالَ اللّٰهُ تبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ○

(البقرۃ:)

ترجمہ:

اور اللہ کی رضا جوئی کے لئے حج اور عمرہ (کے ارکان ومناسک) پوری طرح ادا کیا کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

ایک مسلمان دنیا میں ہر چیز سے مستغنی ہوسکتا ہے؛ لیکن دینی مسائل واحکام اور پیش آمدہ واقعات کے متعلق شرعی رہنمائی سے کوئی بھی مسلمان کہیں بھی اور کبھی بھی مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ہر زمانہ میں حضرات علماء کرام ومفتیانِ عظام نے زمانہ کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے مسائل کے مجموعے مرتب کرکے امت کو پیش کئے۔ عربی زبان میں تو ایسی کتابیں بے شمار ہیں؛ تاہم اردو زبان کا دامن بھی ایسی کتابوں سے خالی نہیں ہے، بفضلہٖ تعالیٰ اکابر علماء کے علمی افادات فتاویٰ اور تصانیف کی صورت میں وافر مقدار میں موجود ہیں، جن سے امت فائدہ اٹھارہی ہے، اور انشاء اللہ تاقیامت فائدہ اٹھاتی رہے گی۔

لیکن چوں کہ روزانہ نت نئے مسائل پیش آتے رہتے ہیں؛ اس لئے نئے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر شرعی رہنمائی کی ضرورت ہر زمانہ میں برقرار رہتی ہے۔ یہی سوچتے ہوئے مسائل ودلائل کا یہ سلسلہ ماہنامہ ''ندائے شاہی'' مرادآباد میں آج سے ۱۳؍سال قبل ''کتاب المسائل'' کے عنوان سے شروع کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق شامل حال رہی کہ گذشتہ ۱۳؍سالوں میں عبادات سے متعلق بالترتیب مسائل کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہوگیا۔ اس سلسلہ کی دو جلدیں الحمد للہ پہلے شائع ہوچکی ہیں، پہلی جلد ''طہارت، نماز اور جنائز'' پر مشتمل تھی، جب کہ دوسری جلد میں ''روزہ، زکوۃ، قربانی اور عقیقہ'' کے مسائل شائع کئے گئے اور اب تیسری جلد میں ''حج وعمرہ'' کے اہم مسائل شائع کئے جارہے ہیں، **فالحمد للّٰہ علی ذٰلک**۔

کسی بھی کام کے وجود میں آنے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کو سب سے بڑا دخل ہوتا ہے اور توفیق کا مطلب یہ ہے کہ من جانب خداوندی اس کام میں غیر معمولی سہولتیں پیدا ہوجاتی ہیں اور راستہ سے موانع ہٹادئے جاتے ہیں۔ یہ ناکارہ یقیناً علمی اور عملی ہر اعتبار سے ناقص ہے؛ لیکن مقام صدشکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے بلا کسی استحقاق کے خیر کی توفیق سے سرفراز فرمایا اور عالم اسباب میں ایسی صورتیں پیدا فرمائیں کہ یہ ناکارہ اس خدمت کو انجام دے سکا، ان اسباب میں سے چند اسباب یہ ہیں:

○ حضرات والدین محترمین زید مجدہما کی تربیت اوران کی سحر گاہی دعائیں! جوقدم قدم پر شامل حال ہیں، **فَجَزَاهُمَا اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ، وَاَطَالَ اللّٰهُ عُمْرَهُمَا مَعَ الصِّحَّةِ وَالْعَافِیَةِ۔**

○ حضرات اساتذۂ کرام بالخصوص فقیہ الامت استاذ معظم، مشفق ومربی حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہٗ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کی بے مثال توجہاتِ عالیہ اور شفقتیں! جن کا شکرادا کرنے سے احقر قطعاً قاصر ہے، بس اللہ تعالیٰ ہی ان سب حضرات اساتذۂ عظام کودنیا وآخرت میں درجاتِ عالیہ سے نوازیں، آمین۔

○ دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد سے خادمانہ وابستگی! کہ اس کی بناپر فقہ میں اشتغال کا موقع میسر آیا۔

○ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے دینی واصلاحی رسالہ: ماہنامہ ''ندائے شاہی'' کی ادارتی ذمہ داریاں! جس کی بدولت قلم سے رشتہ مضبوط ہوا، اورتساہلی کے باوجود کچھ نہ کچھ لکھتے رہنے کا حوصلہ ملا۔ اور دیکھا جائے تو یہ ''کتاب المسائل'' بھی منجملہ ''ندائے شاہی'' کی برکات میں سے ہے، اللہ تعالیٰ اس خدمت کو دارین میں نجات کا سبب بنائیں اوراس چراغ کو تادیر روشن رکھیں، آمین۔

مزید اللہ تعالیٰ کا فضل یہ رہا کہ گذشتہ سالوں میں باربار حج وزیارت کی سعادت حاصل

ہوتی رہی جس کے دوران حج کے متعلق مسائل ومباحث سامنے آتے رہے، اس لئے بصیرت کے ساتھ مسائل کو منتخب کرنے میں سہولت ہوئی۔

احقر کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پورا احساس ہے، مسائل کے انتخاب واشاعت کا کام جس قدر نازک ہے، احقر اس کا ہرگز متحمل نہیں ہے؛ اس لئے سبھی قارئین سے دست بستہ عرض ہے کہ مطالعہ کے دوران جو بھی غلطی سامنے آئے (جس کا عین امکان ہے) تو اس سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں؛ تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کی جاسکے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر احقر اس موقع پر اپنے کرم فرما اور دار الافتاء کے رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کا شکریہ ادا نہ کرے کہ آں موصوف نے مسودہ کو بغور ملاحظہ فرمایا، اور اصلاحات فرمائیں اور قیمتی مشورے دئے، **فجزاهم الله تعالىٰ احسن الجزاء۔**

علاوہ ازیں محبّ مکرم جناب مولانا مفتی ابوجندل قاسمی اور عزیز مکرم مولانا قاری سید محمد عفان منصورپوری کا بھی مشکور ہوں کہ ان حضرات نے بھی مسودہ کی نظر ثانی کی۔

۱۴۳۲ھ میں جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد سے تکمیل افتاء کرنے والے احباب نے حوالوں کی مراجعت کی خدمت نہایت تن دہی سے انجام دی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائیں، آمین۔

عزیزم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری نے کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں ان تھک محنت کی، اور اپنی بہترین فنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا، وہ بھی یقیناً عند اللہ ماجور ہوں گے۔

محبّ مکرم جناب مولانا معز الدین صاحب قاسمی ناظم امارتِ شرعیہ ہند دہلی اور جناب محمد ناصر خاں صاحب مالک ''فرید بک ڈپو دہلی'' کا بھی احقر نہایت ممنون ہے کہ انہوں نے بہت جلد عمدہ طباعت کا انتظام کیا، اللہ تعالیٰ ان سبھی حضرات کو اجر جزیل سے نوازیں، آمین۔

اخیر میں بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ وہ محض اپنے فضل وکرم سے اس کتاب

کو اپنے دربار میں قبول فرمائیں، اور کوتاہیوں سے درگذر فرمائیں، اور احقر کے لئے اور اس کے والدین، واساتذہ اور سبھی معاونین اور کتاب کی تیاری میں جن جدید وقدیم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کے سبھی مؤلفین کے لئے اس کتاب کو صدقۂ جاریہ اور دارین میں فلاح وکامرانی کا ذریعہ بنادیں، آمین۔ **وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔**

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۸؍ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ ۱۷؍اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز دوشنبہ

❒❖❒

تأثرات: محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ
مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

نحمده ونصلي على رسوله الكريم: أما بعد! وَأَ ذِّ نْ فِي النَّا سِ بِا لْحَ جِّ
وَّعَلٰى كُ لِّ ضَا مِرٍ يَّأْ تِيْنَ مِنْ كُ لِّ فَ جٍّ عَمِيْقٍ. (الحج: ۲۷)
يَأْ تُوْ كَ رِ جَالاً

حج اسلام کے چار ارکان میں سے ایک عظیم ترین رکن اور عشقیہ عبادت ہے، اور یہ عبادت ایسی جگہ ادا کی جاتی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلیات اور انوار کا مرکز ہے۔ حضرت امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب شعب الایمان حدیث نمبر: ۳۹۹۴ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ: ''بیت اللہ شریف جس جگہ قائم ہے بعینہٖ اس کے اوپر ساتویں آسمان میں بیت المعمور قائم ہے، اور پھر بیت المعمور کے بالکل اوپر عرشِ الٰہی ہے، اگر کوئی چیز وہاں سے نیچے گرادی جائے تو کعبۃ اللہ کے اوپر آکر گرے گی، اور روزانہ ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی توجہات اور اس کی تجلیات کا نزول عرشِ الٰہی سے بیت المعمور سے ہوکر سب سے پہلے کعبۃ اللہ پر ہوتا ہے، پھر وہاں سے اس کی شعاعیں پوری دنیا میں پھیلتی ہیں''۔

وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جن کو وہاں کی حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت امام بیہقیؒ نے شعب الایمان حدیث نمبر: ۴۰۰۰ میں امام مجاہدؒ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ: ''سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے اعلان پر جس نے بھی لبیک کہا ہے، اسی کو وہاں کی حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے، اور وہی حج بیت اللہ کی سعادت سے ہم کنار ہوتا ہے''۔

برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ العالی کی طرف سے

''کتاب المسائل'' کے نام سے ایک اہم ترین سلسلہ جاری ہے، جس میں بے شمار مسائل وجزئیات

دلائل کے ساتھ نقل کئے جارہے ہیں۔ پہلی جلد ''کتاب الصلوٰۃ'' تک شائع ہوکر ناظرین کے سامنے آچکی ہے، پھر دوسری جلد ''کتاب الجنائز'' سے ''کتاب الاضحیۃ'' تک تیار ہوچکی ہے، جس میں زمانہ کے نئے اور مشکل مسائل کا حل بھی اچھے انداز سے پیش کیا گیا ہے، خاص طور پر رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کے لئے جانے والوں کے متعلق نئے مسائل جو سامنے آتے ہیں، مثلاً: وہاں سے عید کے دن ہندوستان کے لئے روانہ ہوجائے اور ہندوستان میں روزہ ہے، اسی طرح ہندوستان کی ۲۹؍شعبان کو کوئی ہندوستان سے سعودیہ عرب جاتا ہے، اور وہاں اس دن روزہ ہے، تو انہیں کیا کرنا چاہئے؟ اس طرح کے بہت سے مسائل کا حل اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔

اور تیسری جلد صرف ''حج وعمرہ اور زیارتِ مدینہ منورہ'' پر مشتمل ہے، اور اس میں حاجیوں کی ضرورت کے لئے ہر گوشہ کے بے شمار مسائل نقل کئے گئے ہیں، اور حج کے موضوع پر بہت سی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، ہر ایک سے حجاجِ کرام فائدہ اٹھا سکتے ہیں، مگر مؤلف موصوف کی اس تیسری جلد میں مزید کچھ نئے مسائل کا اضافہ بھی ہے، اس لئے اس کی افادیت میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ سے امید کی جاتی ہے کہ عازمین حج کو اس جلد سے بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا، یہ بندۂ ناچیز بارگاہِ الٰہی میں دعاء گو ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں میں مقبول ہو اور مؤلف موصوف کے لئے ذریعۂ نجات بنے۔ آمین۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَداً ❖ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

الله كبيراً والحمد لله كثيراً وسبحان الله بُكرة وأصيلاً.

(المعجم الكبير ۲/ ۱۳۵ حديث: ۱۵۷۰)

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۲؍ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ

❍❖❍

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسنِ ترتیب

کتاب الحج ۳۸۶-۵۷

□ احرام کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۹

بحالتِ احرام جماع کے مسائل ۱۸۸

□ مسائل حج بدل ---------- ۳۵۸

☐ حج فوت ہونا ---------- ۳۸۴

باب حج النساء ۳۸۷-۴۰۸

كتاب العمرة ۴۰۹-۴۱۹

حج کی رہنمائی ۴۲۱-۴۳۷

کتاب الدعاء

باب زیارة روضة الرسول ﷺ ۴۶۱-۴۸۴

مسک الختام...... ۵۲۸-۴۸۵

کتاب الحج

(حج وعمرہ کے ضروری مسائل)

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی:

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًاؕ

(اٰل عمران: ۹۷)

ترجمہ: اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا، جو شخص اس کی طرف راہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو۔

اَلْحَجُّ اَشْہُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِیْہِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ لا وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ ط وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی ز وَاتَّقُوْنِ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ (البقرۃ: ۱۹۷)

ترجمہ: حج کے چند متعین مہینے ہیں (شوال سے لے کر ذی الحجہ کی دسویں رات تک) پس جس نے ان میں اپنے اوپر حج کو لازم کرلیا (یعنی حج کا احرام باندھ لیا) تو اس کو عورت سے بے حجاب ہونا اور گناہ کرنا اور حج کے زمانہ میں جھگڑا کرنا جائز نہیں، اور جو تم نیکی کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے، اور زادِ راہ لے لیا کرو کہ بے شک بہترین توشہ، سوال سے بچنا، اور اے عقل مندو مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

حج کا بیان

حج کا سلسلہ کب سے جاری ہے؟

دنیا میں ''حج'' کی عبادت کا سلسلہ انسانِ اول سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے جاری ہے۔ تفسیر کی روایات سے ثابت ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے مکہ معظّمہ آکر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کی رہنمائی میں بیت اللہ شریف کی بنیادیں قائم فرمائیں اور حج ادا فرمایا، اوراس کے بعد برابر حجاز مقدس کے اسفار فرماتے رہے، جن میں سے ۳۰۰/اسفار حج کے لئے تھے اور ۷۰۰/اسفار عمرے کے لئے فرمائے۔ (اعیان الحجاج، مؤلفہ: محدثِ کبیر امیر الہند حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ ۲۱-۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے، تو انہوں نے خانۂ کعبہ کا سات چکر طواف کیا، اب جہاں مقامِ ابراہیم ہےاس کے مقابل دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سَرِيْرَتِيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَأَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ اِيْمَاناً يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْناً صَادِقاً حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضاً بِمَا قَسَمْتَ لِيْ.

اے اللہ! تو میرا باطن اور ظاہر سب جانتا ہے، پس میری معذرت قبول فرمالے اورتو میری حاجت کو بھی جانتا ہے؛ لہٰذا میری مانگ پوری کردے اورتو وہ سب جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے، پس میرے گناہ بخش دے، اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں پیوست ہو اور ایسا سچا یقین جس سے مجھے عین الیقین حاصل ہو کہ تو نے جو کچھ لکھ دیا ہےاس کے سوا ہرگز نہ مجھ کو کچھ ملے گا نہ کوئی تکلیف پہنچے گی، اور یہ چاہتا ہوں کہ تیری تقسیم سے راضی رہوں۔

جب حضرت آدم علیہ السلام یہ دعا کر چکے تو حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ: ''ہم نے تمہاری خطا بخش دی

اور تمہاری اولاد میں سے جو کوئی ہمارے یہاں آ کر تمہاری اس دعا کو پڑھے گا ہم اس کے گناہ بھی بخش دیں گے''۔(مجمع الزوائد ۱۰/۱۸۳، کتاب الادعیۃ ،اعیان الحجاج ۱/۲۲-۲۳، حج وزیارت نمبر ۲۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام حج کے مناسک ادا کر کے فارغ ہوئے تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ:''اے رب! ہر عمل کرنے والے کو بدلہ ملتا ہے، ہمارے لئے کیا فیصلہ ہے''؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اے آدم! میں نے تمہاری تو بخشش کر ہی دی، اور تمہاری اولادوں میں سے جو میرے گھر کے پاس آ کر اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا میں اسے بھی بخش دوں گا''۔ (البحر العمیق ۱/۶۷ بحوالہ اخبار مکہ، لازرقی)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام حج فرما چکے تو فرشتوں نے آپ سے ملاقات کر کے فرمایا کہ آپ کو حج مبارک ہو، ہم اس عبادت کو آپ سے پہلے دو ہزار سال سے کرتے آئے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم لوگ طواف کرتے ہوئے کیا پڑھتے ہو؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ ہم یہ کلمہ پڑھتے ہیں: **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ** ۔ چناں چہ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے بھی طواف میں اس کلمہ کی کثرت فرمائی ۔(البحر العمیق ۱/۷۷)

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا اعلانِ حج

بعد میں جب سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی (جس کے آثار طوفانِ نوح کے بعد مستور ہو چکے تھے) تو تعمیر مکمل ہونے پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ:

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالاً وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ. (الحج: ۲۷)

اور آپ لوگوں میں حج کا اعلان فرمادیں، وہ چلے آئیں آپ کے پاس پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر، چلے آئیں دور دراز راہوں سے۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہ العالمین! میری آواز آخر کہاں تک پہنچے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اعلان تمہارا کام ہے پہنچانا ہمارے ذمہ ہے، پس سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حکم کی تعمیل فرماتے ہوئے بلند پہاڑی پر چڑھ کر اعلان فرمایا کہ:''اے لوگو! تمہارے رب نے اپنا گھر بنایا ہے؛ لہٰذا اس کا حج کرو''، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس ''ندائے ابراہیمی'' کو نہ صرف اس وقت موجود تمام مخلوقات تک پہنچایا؛ بلکہ جو لوگ ماں کے پیٹوں اور باپ کی پیٹھوں میں تھے ان سب تک یہ آواز پہنچادی اور جس نے اس ندا پر جتنی مرتبہ لبیک کہا اس کو اتنی ہی مرتبہ بیت اللہ حاضری کی سعادت نصیب ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ ۔(ملخص: تفسیر ابن کثیر مکمل ۸۹۵ تفسیر قرطبی ۱۲/۳۶، نیز دیکھئے انوار مناسک، مؤلفہ: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی ۹۰-۹۷)

حج کی فرضیت

حج اسلام کا اہم ترین رکن ہے جو سن ۹ رہجری میں فرض کیا گیا، قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً، وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ. (ال عمران: ۹۷)

اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر اس کے گھر کا حج کرنا، جو شخص اس کی طرف راہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو اور جو شخص ناشکری کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو سارے جہاں والوں کی کوئی پروانہیں ہے۔

اس آیت کا انداز بجائے خود حج کی اہمیت کو بتلا رہا ہے کہ اس کی ابتدا ہی یہ کہہ کر کی گئی ہے کہ بندوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ حج کو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ظاہری وباطنی اور داخلی اور خارجی نعمتوں کا شکرادا کریں؛ لہٰذا جو شخص بھی جسمانی اور مالی قدرت واستطاعت رکھتا ہو اس پر جلد از جلد اس فریضہ سے سبک دوش ہونا لازم ہے اور اس میں تاخیر پسندیدہ نہیں ہے۔

حج؛ زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے

حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ ادا کرنا فرض ہے، بار بار حج فرض نہیں؛ البتہ کوئی نفلی حج کرنا چاہے تو بات الگ ہے۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض فرمایا ہے''، تو ایک صحابی حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال میں حج فرض ہے''؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ قُلْتُهَا لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْمَلُوْا بِهَا، اَلْحَجُّ مَرَّةً فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ. (رواه احمد وابوداؤد، تفسير ابن كثير مكمل ۲۵۳)

اگر میں ''ہاں'' کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا، اور اگر ایسا ہوتا تو تم اس پر عمل نہ کر پاتے اور تمہارے بس میں بھی نہیں تھا کہ تم اس پر عمل کرتے، حج تو بس ایک مرتبہ فرض ہے اور اس سے زیادہ نفل ہے۔

صاحبِ استطاعت حضرات حج کی ادائیگی میں جلدی کریں

جس شخص پر حج فرض ہو جائے اسے جلد از جلد اپنے فریضہ سے سبک دوشی کی فکر کرنی چاہئے، سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَعَجَّلُوْا اِلَی الْحَجِّ – یَعْنِیْ الْفَرِیْضَةَ – فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لاَ یَدْرِیْ مَا یُعْرَضُ لَهٗ. (مسند احمد، تفسير ابن كثير ٢٥٣، الترغيب والترهيب مكمل ٢٦١)

فریضۂ حج ادا کرنے میں جلدی کرو؛ کیوں کہ تم میں سے کسی کو نہیں معلوم کہ آئندہ کیا رکاوٹ پیش آجائے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیَتَعَجَّلْ. (رواه ابوداؤد، تفسير ابن كثير ٢٥٣)

جس شخص کا حج کا ارادہ ہوتو اسے چاہئے کہ جلدی کرے۔

بہت سے لوگ استطاعت کے باوجود حج میں بلا وجہ تاخیر کرتے ہیں اور بہت سے حضرات محض اس وجہ سے حج سے رکے رہتے ہیں کہ اپنی اولاد کی شادیوں وغیرہ سے فارغ ہوجائیں پھر حج کو جائیں تو یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ حج کی فرضیت کے بعد اولاً حج کی ادائیگی کی فکر ہونی چاہئے، بعد میں دیگر ضرورتیں پوری کریں، حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص کسی دنیوی ضرورت سے اپنا حج مؤخر کرتا ہے تو لوگ حج کرکے واپس بھی آجاتے ہیں، مگر اس شخص کی ضرورت باقی ہی رہتی ہے اور رکنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

چناں چہ ایک ضعیف حدیث میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ وَلاَ اَمَةٍ یَضِنُّ بِنَفَقَةٍ یُنْفِقُهَا فِیْ مَا یُرْضِی اللّٰهَ اِلَّا اَنْفَقَ اَضْعَافَهَا فِیْمَا یُسْخِطُ اللّٰهَ. وَمَا مِنْ عَبْدٍ یَدَعُ الْحَجَّ لِحَاجَةٍ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا اِلَّا رَأَی الْمُخَلَّفِیْنَ قَبْلَ اَنْ یَقْضِیَ تِلْکَ الْحَاجَةَ – یَعْنِیْ حَجَّةَ الْاِسْلَامِ – وَمَا مِنْ عَبْدٍ یَدَعُ الْمَشْیَ فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ قُضِیَتْ اَوْ لَمْ تُقْضَ اِلَّا اُبْتُلِیَ بِمَعُوْنَةِ مَنْ یَأْثَمُ عَلَیْهِ وَلاَ یُؤْجَرُ فِیْهِ. (رواه الاصفهاني، الترغيب والترهيب مكمل ٢٦١)

جو مرد یا عورت اللہ کی رضا کی جگہوں میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے تو اس سے کئی گنا زیادہ اسے اللہ کی ناراضگی کی جگہوں میں خرچ کرنا پڑتا ہے، اور جو شخص کسی دنیاوی ضرورت کی بنا پر اپنا فریضۂ حج چھوڑتا ہے تو وہ اس ضرورت کے پوری ہونے سے پہلے ہی حج سے واپس آنے والوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کی ضرورت میں اس کے ساتھ جانے سے منع کرے گا خواہ وہ ضرورت اس کے ذریعہ پوری ہوسکتی ہو یا نہ ہوسکتی ہو، تو اسے کسی گناہ کے کام میں مدد کرنے میں مبتلا ہونا پڑے گا جس پر اسے کوئی اجر نہ ملے گا۔

بریں بنا معمولی بہانوں کی وجہ سے وسعت رکھنے والے لوگوں کو حج کے ادا کرنے میں ٹال مٹول نہیں کرنی چاہئے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

آج کل ایک بات یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ اگر بیٹا صاحب استطاعت ہے اور والدین نے استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے حج نہیں کر رکھا ہے تو سرمایہ دار بیٹا اس وقت تک اپنے لئے حج کو جائز نہیں سمجھتا جب تک کہ والدین کو حج نہ کرا دے، اور پھر عموماً یہ ہوتا ہے کہ ضعیف اور بوڑھے والدین کو تنہا حج کو بھیجا جاتا ہے؛ تاکہ ان کے حج کرنے سے اپنے لئے حج کی راہ ہموار ہو سکے، حالاں کہ یہ خیال کہ والدین کے حج کے بغیر بیٹے کا حج ادا نہ ہوگا محض جہالت اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ حج کی فرضیت کا تعلق قدرت اور استطاعت سے ہے، اگر بیٹا استطاعت رکھتا ہے تو اسی پر حج فرض ہے اور وہ بلا تردد والدین سے پہلے اپنا فریضۂ حج ادا کر سکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ والدین کے حج کے انتظار میں اپنا حج مؤخر نہ کیا جائے؛ البتہ اگر کوئی سعادت مند بیٹا اپنی وسعت کے مطابق خود اپنی مرضی سے اپنے ساتھ والدین یا ان میں سے کسی ایک کو لے کر جائے اور سفر حج میں ان کی خدمت کرے تو یہ یقیناً سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہوگی

وسعت کے باوجود حج فرض ادا نہ کرنے پر وعیدیں

احادیث شریفہ میں ایسے شخص کے متعلق سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں جو وسعت اور قدرت کے باوجود حج کا فریضہ ادا کرنے میں تاخیر کرے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَلَکَ زَاداً وَرَاحِلَةً تَبْلُغُهُ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلاَ عَلَیْهِ اَنْ یَّمُوْتَ یَهُوْدِیاً اَوْنَصْرَانِیاً، وَذٰلِکَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ یَقُوْلُ: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلاً﴾. (ترمذی شریف: ۸۱۲، مناسك ملا علی قاری ۳۱، الترغیب والترهیب مکمل ۲۷۷)

جو شخص زادِ راہ اور بیت اللہ شریف تک پہنچانے والی سواری پر قادر ہو پھر بھی حج نہ کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔ اور یہ بات اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو شخص وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو﴾

اور دوسری روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

مَنْ لَمْ یَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ

جس کو حج سے کوئی ظاہری ضرورت یا ظالم حکمراں یا مجبور کن بیماری نہ روکے پھر بھی وہ حج کئے بغیر مر جائے

فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلِيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِياً اَوْنَصْرَانِياً. (رواه الديلمي فی الفردوس، مناسك ملا علی قاری ۳۱)

تو چاہے یہودی ہوکر مرے یا عیسائی ہوکر (اللہ کو کچھ پروا نہیں)

اس میں یہودی یا عیسائی ہوکر مرنے کی جو وعید سنائی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں مذاہب میں حج کی عبادت کی کوئی اہمیت نہیں ہے، دوسرے یہ کہ یہ لوگ صراحۃً اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی کتابوں سے روگردانی اور بغاوت کرنے والے ہیں ،تو گویا کہ وسعت وقدرت کے باوجود حج کو نہ جانے والا بھی حکم شرعی کوادا نہ کرکے ان لوگوں کی طرح سرکشی کا مرتکب ہورہا ہے ۔نعوذ باللہ۔

حج؛مغفرت کا بڑا ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے جن اعمال کو بندوں کی مغفرت کا ذریعہ اور سبب بنایا ہے ان میں حج کو امتیازی حیثیت حاصل ہے، چناں چہ احادیث شریفہ میں اس بات کو بخوبی واضح فرمایا گیا ہے۔

(۱) سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ. (البخاری ۱/۲۰۶، ابن ماجه ۲۶۸)

جو شخص اس طرح حج کرے کہ اس میں کوئی گناہ کا کام اور بے حیائی کی بات نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوکر واپس ہوتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

اس حدیث میں رفث سے ہر بے حیائی اور لغو بات مراد ہے، جب کہ فسوق میں ہر طرح کے گناہ شامل ہیں، یہ چیزیں اگرچہ حج کے علاوہ بھی منع ہیں ،لیکن حج کے ساتھ ان کی ممانعت مزید بڑھ جاتی ہے۔(البحرالعمیق ۱/۵۶)

(۲) مشہور صحابی رسول حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی رغبت ڈالی تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! دستِ مبارک بڑھایئے ؛تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرو، چناں چہ آپ نے اپنا دست اقدس بڑھایا، تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اس پر پیغمبر علیہ السلام نے بطور تعجب فرمایا کہ: ’’عمرو! تمہیں کیا ہوا‘‘؟ تو میں نے عرض کیا کہ: ’’میں آپ سے ایک شرط لگانا چاہتا ہوں‘‘، پیغمبر علیہ السلام نے پوچھا کہ: ’’کیا شرط‘‘؟ تو میں نے عرض کیا کہ: ’’شرط یہ ہے کہ میرے پچھلے سب گناہوں کو بخش دیا جائے‘‘، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرو اِنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ، وَاِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَاِنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ. (مسلم شريف: ۱۲۱، ابن خزيمة ۲۵۱۵، الترغيب و الترهيب مكمل ۲۵۸)

عمرو! کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام اس سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور ہجرت سابقہ زندگی کے گناہوں کو مٹادیتی ہے، اور حج ماقبل کے گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔

یہاں یہ ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ علماء کے نزدیک حج جیسی عبادات سے چھوٹے موٹے حقوق اللہ سے متعلق گناہ بغیر توبہ کے معاف ہوجاتے ہیں، جب کہ بڑے گناہوں کی معافی کے لئے ساتھ میں توبہ شرط ہے۔اورحقوق العباد سے متعلق گناہ محض حج سے یا محض توبہ سے معاف نہیں ہوں گے؛ بلکہ صاحب حقوق کوراضی کرنا لازم ہے؛ لہٰذا کوئی اس خوش گمانی میں نہ رہے کہ لوگوں کے حقوق کو ضائع کر کے محض حج کرنے سے اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے؛ بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی بہرحال لازم ہے۔(مستفاد: البحر العمیق ۶۲/۱-۶۳ وغیرہ)

(۳) سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِيُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. (رواه الترمذي وابن خزيمة وابن حبان، الترغيب والترهيب مكمل ٢٥٩)

حج وعمرہ پے در پے کیا کرو؛ کیوں کہ یہ دونوں عبادتیں فقر وفاقہ اور گناہوں کو ایسے مٹادیتی ہیں جیسے کہ بھٹی لوہے اور سونا چاندی کے کھوٹ کو (جلاکر) ختم کردیتی ہے، اور حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔

(۴) سیدنا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا کہ الٰہ العالمین! آپ کے جو بندے آپ کے گھر کی زیارت کو حاضر ہوں ان کے لئے کیا تحفہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِكُلِّ زَائِرٍ حَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ حَقًّا يَا دَاؤُدُ إِنَّ لَهُمْ عَلَيَّ أَنْ أُعَافِيَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَأَغْفِرَ لَهُمْ إِذَا لَقِيْتُهُمْ. (رواه الطبراني في الاوسط ٦٠٣٠، الترغيب والترهيب ٢٦١)

ہر مہمان کا میزبان پر حق ہوتا ہے، اے داؤد! ان زائرین کا مجھ پر حق یہ ہے کہ میں انہیں دنیا میں عافیت سے نوازوں گا اور (آخرت میں) جب میری ان سے ملاقات ہوگی تو ان کو مغفرت عطا کروں گا۔

حجاج کے لئے اجر وثواب کی بارش ہی بارش

(۵) سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک انصاری صحابی اور ایک ثقفی صحابی حاضر ہوئے، اور سلام کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! ہم کچھ پوچھنے کی غرض سے آئے ہیں''، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں ان سوالات کی خبر دے دوں جنہیں تم معلوم کرنے آئے ہو؟ اور چاہو تو خاموش رہوں، اور تم خود سوال کرو''؟ ان دونوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہی ارشاد فرمایئے! چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم یہ باتیں پوچھنے آئے تھے: (۱) گھر سے چل کر

بیت اللہ کی طرف جانے کا کیا ثواب ہے؟(۲)طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا کیا اجر ہے؟(۳)صفا و مروہ کی سعی کا کیا بدلہ ہے؟ (۴)وقوف عرفہ کی کیا جزاء ہے؟(۵) کنکری مارنے پر کیا اجر ملتا ہے؟(٦) اور قربانی کرنے سے انسان کس ثواب کا مستحق ہوتا ہے'؟ یہ سن کر ان دونوں صحابیوں نے فرمایا کہ:''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے ہم یہی سوالات کرنے حاضر ہوئے تھے''۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

(۱) فَاِنَّکَ اِذَا خَرَجْتَ مِنْ بَیْتِکَ تَؤُمُّ الْبَیْتَ الْحَرَامَ لَا تَضَعُ نَاقَتُکَ خُفاً وَلاَ تَرْفَعُهُ اِلاَّ کَتَبَ اللّٰهُ لَکَ بِهٖ حَسَنَةً وَمَحَا عَنْکَ خَطِیْئَةً.

(۱)جب تم اپنے گھر سے مسجد حرام کے قصد سے چلتے ہو تو تمہاری سواری کے قدم قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور تمہاری ایک غلطی معاف کی جاتی ہے۔

(۲) وَاَمَّا رَکْعَتَاکَ بَعْدَ الطَّوَافِ کَعِتْقِ رَقَبَةٍ مِنْ بَنِیْ اِسْمَاعِیْلَ.

(۲) اور طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا اجر بنی اسمٰعیل کے غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے۔

(۳) وَاَمَّا طَوَافُکَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ کَعِتْقِ سَبْعِیْنَ رَقَبَةً.

(۳) اور صفا و مروہ کی سعی کا ثواب ۷۰ غلاموں کو آزاد کرنے کے مثل ہے۔

(٤) وَاَمَّا وُقُوْفُکَ عَشِیَّةَ عَرَفَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَهْبِطُ اِلَی سَمَاءِ الدُّنْیَا فَیُبَاهِیْ بِکُمُ الْمَلاَئِکَةَ یَقُوْلُ عِبَادِیْ جَاؤُنِیْ شُعْثاً مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یَرْجُوْنَ رَحْمَتِیْ فَلَوْ کَانَتْ ذُنُوْبُکُمْ کَعَدَدِ الرَّمَلِ اَوْ کَقَطَرِ الْمَطَرِ اَوْکَزَبَدِ الْبَحْرِ لَغَفَرْتُهَا اَفِیْضُوْا عِبَادِیْ مَغْفُوْراً لَکُمْ وَلِمَنْ شَفَعْتُمْ لَهٗ.

(۴) اور تمہارا میدان عرفات میں وقوف کرنا تو اس دن اللہ ربّ العزت آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرما کر فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پراگندہ بالوں والے بندے دنیا کے کونے کونے سے میری جنت کی امید لگا کر میرے پاس آئے ہیں؛ لہٰذا ان کے گناہ اگر چہ ریت کے ذرات، بارش کے قطرات اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں پھر بھی میں انھیں بخش دوں گا۔ پس اے میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے واپس جاؤ، تم بھی بخش دیئے گئے اور جس کے لئے تم نے بخشش کی سفارش کی ان کی بھی مغفرت کردی گئی ہے۔

(٥) وَاَمَّا رَمْیُکَ الْجِمَارَ فَلَکَ بِکُلِّ حَصَاةٍ رَمَیْتَهَا تَکْفِیْرُ کَبِیْرَةٍ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ.

(۵) اور تمہارا شیطان کو کنکری مارنا تو ہر کنکری کے بدلے میں کسی بڑے ہلاکت خیز گناہ کی مغفرت ہوتی ہے۔

(٦) **وَاَمَّا نَحْرُکَ فَمَذْخُوْرٌ لَکَ عِنْدَ رَبِّکَ.**
وَاَمَّا حِلاقُکَ رَأْسَکَ فَلَکَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَلَقْتَهَا حَسَنَةٌ وَيُمْحَى عَنْکَ بِهَا خَطِيْئَةٌ.
وَاَمَّا طَوَافُکَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاِنَّکَ تَطُوْفُ وَلاَ ذَنْبَ لَکَ يَأْتِيْ مَلَکٌ حَتّٰى يَضَعَ يَدَيْهِ بَيْنَ کَتِفَيْکَ فَيَقُوْلُ: اِعْمَلْ فِيْمَا تَسْتَقْبِلُ فَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا مَضٰى. (رواه الطبراني في الكبير والبزار قال المعلى: وهي طريق لا بأس بها رواتها كلهم موثقون، الترغيب والترهيب مكمل ٢٦٢)

(٦) اور تمہارا قربانی کرنا تو اس کا ثواب آخرت کے ذخیرہ میں جمع کیا جاتا ہے۔
اور (احرام کھولتے وقت) تمہارا سر منڈانا تو ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک برائی مٹائی جاتی ہے۔
اور جب تم اس کے بعد طوافِ زیارت کرتے ہو تو تم گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوتے ہو اور ایک فرشتہ تمھارے دونوں شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ اب آئندہ کے لئے ازسرنو اعمال کرو، تمہارے گذشتہ سارے گناہ معاف کردیئے گئے ہیں۔

حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے

(٦) سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَآءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ، قِيْلَ وَمَا بِرُّهُ؟ قَالَ: اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَطِيْبُ الْكَلاَمِ. (مسند احمد ٣٢٥/٣، الترغيب والترهيب مكمل ٢٥٩)

حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں، پوچھا گیا کہ حج کا ''بر'' (یعنی خاص نیکی) کیا ہے؟ تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ''کھانا کھلانا اور اچھی گفتگو کرنا''۔

حج مبرور کا اطلاق کس حج پر ہوگا؟ اس بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں، جس میں سے تین اقوال درج ذیل ہیں: (١) وہ حج جس کے ساتھ کوئی گناہ شامل نہ ہو۔ (٢) وہ حج جو عند اللہ مقبول ہو، اور اس کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد وہ حاجی اعمالِ خیر میں زیادتی کرے اور جن گناہوں سے توبہ کرچکا ہے ان سے دور رہے۔ (٣) حج مبرور وہ حج ہے جس میں ریاکاری اور شہرت کا جذبہ نہ ہو۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ: ''حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ آدمی حج کرکے جب واپس آئے تو دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والا ہو۔ (البحر العمیق ١/٥٧-٥٨ وغیرہ)

حج؛ کمزوروں کے لئے جہاد ہے

(۷) جگر گوشۂ رسول سیدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میں طبعی طور پر بزدل اور کمزور ہوں (لہٰذا جہاد کرنا مشکل ہے) تو آپ نے ارشاد فرمایا:

هَلُمَّ اِلىٰ جِهَادٍ لاَ شَوْكَةَ فِيْهِ "اَلْحَجُّ". (رواه الطبرانی فی الکبیر والاوسط، الترغیب والترہیب ۲۵۸)

آؤ ایسے جہاد کی طرف جس میں کوئی کانٹا (جانی خطرہ) نہیں ہے، وہ ''حج'' ہے۔

(۸) ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے پیغمبر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جہاد افضل ترین عمل ہے تو کیا ہم عورتیں جہاد نہ کریں؟ تو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

لَكُنَّ اَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ. (صحیح البخاری: ۱۵۲۰، الترغیب والترھیب مکمل ۲۵۸)

تمہارے لئے (عورتوں اور کمزوروں کے لئے) افضل ترین جہاد حج مبرور ہے۔

(۹) سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمَرْاَةِ اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ. (رواه النسائی، الترغیب و الترھیب مکمل ۲۵۸)

بوڑھے، کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔

(۱۰) ام المؤمنین سیدتنا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيْفٍ. (رواه ابن ماجة ۲۹۰۲، الترغیب و الترھیب مکمل ۲۵۹)

حج ہر کمزور شخص کا جہاد ہے۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ ہزار سہولتیں ہو جانے کے باوجود کمزوروں کے لئے حج کی عبادت کی مشقتیں اپنی جگہ برقرار ہیں، اور ان پر جہاد کے ثواب کا وعدہ نہایت بشارت آمیز ہے۔

حاجیوں کی دعاؤں کا اثر

(۱۱) سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ دَعَاهُمْ فَاَجَابُوْهُ وَسَأَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ. (رواه البزار ورواته ثقات، الترغيب والترهيب ٢٦٠)

حج اور عمرہ کرنے والے حضرات اللہ کے مہمان ہیں، اللہ نے انہیں بلایا جس پر انہوں نے لبیک کہا اور یہ لوگ اللہ سے جو مانگیں گے اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائیں گے۔

(۱۲) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

يُسْتَجَابُ لِلْحَاجِّ مِنْ حِيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ اِلٰى اَنْ يَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَفَضْلَ اَرْبَعِيْنَ. (البحر العميق ٦٩/١)

مکہ معظّمہ میں داخلہ سے لے کر گھر واپسی تک حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے اور اسے مزید چالیس دن قبولیت کے عطا ہوتے ہیں۔

(۱۳) سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَمْسُ دَعَوَاتٍ لَا تُرَدُّ: (١) دَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ (٢) وَدَعْوَةُ الْغَازِیْ حَتّٰى يَرْجِعَ (٣) وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ (٤) وَدَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَأَ (٥) وَدَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِالْغَيْبِ، وَاَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِالْغَيْبِ. (البحر العميق ٧٠/١)

پانچ لوگوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں (۱) حاجی کی دعا جب تک واپس نہ آجائے (۲) مجاہد کی دعا جب تک لوٹ نہ آئے (۳) مظلوم کی دعا جب تک کہ اس کی مدد نہ ہو (۴) مریض کی دعا جب تک شفایاب نہ ہو (۵) اور ایک مسلمان بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دعا۔ ان میں سب سے زیادہ جلدی قبول ہونے والی دعا ایک مسلمان کا دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرنا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ: ’’بیت اللہ میں جو شخص بھی دنیا یا آخرت کی جو بھی حاجت لے کر آئے گا اس کی حاجت روائی ضرور ہو گی‘‘۔ (البحر العمیق ۷۲/۱)

اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جو شخص دنیا یا آخرت کی ضرورت کا طالب ہو تو وہ بیت اللہ شریف کا قصد کرے؛ کیوں کہ جو شخص بھی یہاں آکر اللہ تعالیٰ سے دنیا کی کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو اسے دنیا میں عطا کی جاتی ہے اور جو آخرت کی حاجت طلب کرتا ہے وہ اس کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھی جاتی ہے۔ (البحر العمیق ۷/۱)

حاجیوں سے دعا کی درخواست

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ، فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَهٗ. (مسند احمد ٦٩/٢، البحر العميق ٦٩/١)

جب تم حاجی سے ملو تو اس سے سلام ومصافحہ کرو اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے لئے استغفار کراؤ؛ کیوں کہ وہ بخشا یا ہے۔

(۱۳) سیدنا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَاجُّ يَشْفَعُ فِيْ اَرْبَعِ مِائَةٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ. (رواه البزار، الترغيب والترهيب ٢٥٩)

حج کرنے والا شخص اپنے گھرانے کے ۴۰۰؍آدمیوں کے حق میں سفارش کرے گا اور وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہوکر آتا ہے جیسے پیدائش کے وقت تھا۔

(۱۳) سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

يُغْفَرُ لِلْحَاجِّ وَلِمَنْ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ. (رواه البزار وابن خزيمة والحاكم، الترغيب والترهيب ٢٦٠)

حاجی کی بھی مغفرت ہوتی ہے اور جس شخص کے لئے حاجی مغفرت کرے اس کی بھی مغفرت کی جاتی ہے۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ حج وعمرہ کو جانے والوں سے دعا کی درخواست کرنا مسنون ہے۔

(۱۴) ایک روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ میں جانے کی اجازت چاہی تو پیغمبر علیہ السلام نے اجازت دے دی، پھر جب آپ عمرہ کو تشریف لے جانے لگے تو نبی اکرم علیہ السلام نے آپ سے فرمایا: **"يَا اُخَيَّ لَا تَنْسَنَا فِيْ دُعَائِکَ"**۔ (پیارے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں مت بھولنا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے "یا اخی" فرمانے سے مجھے اتنی مسرت ہوئی کہ اس کے بدلہ میں اگر وہ تمام دولتیں بھی مجھے مل جاتیں جن پر سورج طلوع ہوتا تو ان کے مقابلہ میں حضور کا یہ ارشاد مجھے زیادہ پسند ہے۔ (البحر العمیق ۱؍۶۹)

حج؛ رزق میں برکت کا سبب

حج کے جہاں اور فوائد ہیں ان میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ حج کی بدولت اللہ تبارک وتعالیٰ رزق میں برکت سے سرفراز فرماتے ہیں اور فقر وفاقہ سے بچاتے ہیں۔

(۱۵) حضرت عامر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

حُجَجٌ تَتْرىٰ وَعُمَرٌ نَسَقٌ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ وَعَيْلَةَ الْفَقْرِ. (البحر العميق ٦٧/١)

پے در پے حج اور بار بار عمرے کرنا بری موت اور فقر کی مشقت سے بچاتا ہے۔

(۱۶) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُجُّوْا تَسْتَغْنُوْا. (مصنف عبد الرزاق ۱۰/۵، البحر العمیق ۶۷/۱) حج کرو مستغنی رہوگے۔

(۱۷) اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا:

مَا اَمْعَرَ حَاجٌّ. (رواہ الفاکھی فی اخبار مکۃ، والطبرانی والبزار، البحر العمیق ۷۲/۱) حاجی کبھی فقیر نہ ہوگا، یا اس کا توشہ ختم نہ ہوگا۔

بریں بنا وسعت والے حضرات کو چاہئے کہ حج وعمرہ کا اہتمام رکھیں اور کم از کم پانچ سال میں ایک مرتبہ ضرور اس سعادت سے بہرہ ور ہوا کریں۔

(۱۸) چناں چہ سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ عَبْداً صَحَّحْتُ لَهٗ جِسْمَهٗ وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِيْ الْمَعِيْشَةِ تَمْضِيْ عَلَيْهِ خَمْسَةُ اَعْوَامٍ لاَ يَفِدُ اِلَيَّ لَمَحْرُوْمٌ. (صحیح ابن حبان ۲۰۴/٤ وغیرہ، انوار مناسک ۵۶)

میں نے جس بندے کو جسمانی صحت اور مالی وسعت سے نوازا ہو پھر اس پر اس حالت میں پانچ سال گذر جائیں کہ وہ میرے (گھر یعنی بیت اللہ کے) پاس حاضر نہ ہو تو وہ یقیناً محروم ہے۔

حج؛ عشقیہ عبادت ہے

حج اسلام کا وہ عظیم الشان رکن ہے جس کے ہر ہر پہلو سے عشق خداوندی اور محبت ایزدی کا اظہار ہوتا ہے۔ حج کا سفر سیر وتفریح نہیں بلکہ بندہ کی جانب سے جذبۂ عاشقی کا بھرپور مظاہرہ ہے۔ حاجی احرام باندھ کر گویا اعلان کرتا ہے کہ اب وہ دنیوی علائق سے آزاد ہوکر اپنے محبوب حقیقی سے وصال کے لئے رخت سفر باندھ چکا ہے۔ اب اس کی زبان پر ایک ہی رٹ ہے۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ (اے پروردگار میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں) وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر دیوانہ وار بیت اللہ شریف کا طواف کرکے اپنے جذبۂ عشق کو سکون عطا کرتا ہے۔ اسی طرح اسے حکم ہے کہ وہ صفا ومروہ کے درمیان عاشقانہ ناز وانداز سے سعی کرے۔ پھر یہی عشق اسے منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کی وادیوں میں لے جاتا ہے۔ بالآخر وہ بارگاہ ایزدی میں قربانی کرکے گویا اپنی جان کا نذرانہ محبوب کی خدمت میں پیش کردیتا ہے۔ الغرض سفر حج کا ہر لمحہ عشق ومحبت کا آئینہ دار اور بندہ کی جانب سے محبوب حقیقی سے سچی انسیت کا کھلا مظاہرہ ہے، اسی لئے اس عبادت کے فضائل بھی بہت عظیم الشان ہیں، جیسا کہ اوپر ذکر کئے گئے۔

حج؛ موت کی یاد کا ذریعہ

سفرحج دراصل انسان کو سفر آخرت کی یاد بھی دلاتا ہے، تمام گھر بار اور مال وجائیداد کو چھوڑ کر حاجی احرام باندھ کر جب روانہ ہوتا ہے تو اسے یاد کرنا چاہئے کہ ایک دن دنیا کو بھی اسی طرح چھوڑ کر جانا پڑے گا، اوراس وقت اس کے ساتھ سوائے اعمال کے توشہ کے کوئی نہ ہوگا، پھر جب وہ لبیک پڑھ کر دیوانہ وار عازمِ حرم ہوتا ہے اور ہر چہار جانب سے لبیک کی آوازیں سنائی دیتی ہیں تو یہ میدانِ محشر کی طرف لوگوں کے دوڑنے کی یاد دلاتا ہے۔اور میدانِ عرفات کا اجتماع میدانِ محشر کی نظیر ہے،اور رمی جمار کی بھیڑ بھاڑ قیامت میں نفسا نفسی کے عالم کا منظر ہے۔(مستفاد:البحر العمیق ۱/۳۳۹)

سفرِ حج کی اصل روح

سفرِ حج کی اصل روح پورے سفر کے دوران خاص طور پر منکرات وفواحش سے کلی اجتناب کرنا ہے۔حتی کہ اس سفر میں بہت سے ایسے امور بھی ناجائز قرار دیئے جاتے ہیں جو سفر سے پہلے جائز ہوتے ہیں مثلاً بیوی سے بے حجابی کی باتیں کرنا، زیب وزینت کرنا وغیرہ، دراصل حج کی قبولیت کا مدار انہی ہدایات کی پیروی کرنے پر ہے۔چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَارَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ. (البقرۃ: ۲۵)

حج کے چند مہینے ہیں معلوم، پھر جس شخص نے لازم کرلیا ان میں حج تو بے حجاب ہونا جائز نہیں عورت سے اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج کے زمانے میں اور جو کچھ تم کرتے ہو نیکی اللہ اس کو جانتا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا مقولہ ہے کہ جس حج میں بے حیائی کا کام کیا اس نے گویا اپنے حج کو فاسد کردیا(احیاء العلوم ص ۱/۱۶۴) یعنی اگرچہ اس کا فرض ادا ہوگیا لیکن قبولیت حاصل نہ کرسکا۔حج میں یہ جذبہ اسی وقت پیدا ہوسکتا ہے جبکہ یہ عبادت خالصۃً اللہ ربّ العزت کی رضا اور خوشنودی کے لئے ادا کی جائے۔اگر اس میں کوئی اور غرض شامل ہوگی یا منکرات سے بچنے کا اہتمام نہ ہوگا تو صحیح معنی میں حج کی غرض حاصل نہ ہوگی۔

سفرِ حج میں رائج منکرات

خادمِ رسول سیدنا حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے کجاوہ اور ایک پرانی چادر پر حج فرمایا۔جس کی قیمت چار درہم بھی نہ تھی۔پھر آپ نے ارشاد فرمایا: **اَللّٰهُمَّ حَجَّةً لَا رِيَاءَ فِيْهَا وَلَا سُمْعَةَ.** اے اللہ میں ایسے حج کو چاہتا ہوں جس میں کوئی ریاکاری اور شہرت کا جذبہ نہ ہو۔(الترغیب والترہیب ۲/۱۱۶، سنن ابن ماجہ، حدیث:۲۸۹۰)

اس کے برخلاف آج کل حج جیسی پرعظمت عبادت میں ریا کاری، شہرت طلبی، اسراف اور منکرات پر مبنی رسمیں جگہ پکڑتی جارہی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری طرح صادق آرہی ہے کہ:

''آخری زمانہ میں چار طرح کے لوگ حج کریں گے۔ بادشاہ تفریح کی غرض سے، امراء تجارت کے مقصد سے، فقراء بھیک مانگنے کے لئے، اور قرّاء اور علماء شہرت طلبی کے لئے'' ۔(البحرالعمیق ۱/۲۹۰، احیاء العلوم ۱/۱۶۲)

یہ غیر شرعی التزامات حاجی کے سفر پر جانے سے کافی دنوں پہلے سے شروع ہوجاتے ہیں۔ حاجی کی طول طویل دعوتیں ہوتی ہیں۔ کہیں کہیں قوالی کی محفلیں بھی منعقد کی جاتی ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ احکام حج کو سیکھا جائے اور آتش شوق میں اضافہ کیا جائے۔ فضول ملاقاتوں میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر جانے والے دن سارے خاندان کے افراد مرد وعورت جمع ہوتے ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ایک ایک حاجی کو ایئر پورٹ تک چھوڑنے کے لئے پچاسوں افراد جاتے ہیں جن میں بے پردہ عورتیں حتی کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور ایئر پورٹ پر وہ شوروغوغا، فوٹو گرافی اور بے حجابی کے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں کہ الامان الحفیظ۔ ایک میلہ لگا رہتا ہے جس میں عبادت کا جذبہ برائے نام اور سیر وتفریح اصل مقصود ہوجاتی ہے۔ حاجی کو پھولوں سے لاد کر اس کے ساتھ تصاویر کھنچوائی جاتی ہیں۔ اور بعض لوگ تو باقاعدہ ''ویڈیو فلم میکر'' کو ساتھ لے کر جاتے ہیں جوان سب مناظر کو کیمرے میں محفوظ کرنے کا ''فرض'' انجام دیتا ہے۔ گویا پہلے ہی مرحلے میں اللہ ربّ العزت کی نافرمانی سامنے آتی ہے اور حج کے سفر کی روح نکال دی جاتی ہے۔ پھر بہت سے لوگ حج کے ارکان کی ادائیگی کے وقت بھی جائز وناجائز کی طرف قطعاً دھیان نہیں دیتے۔ بیت اللہ شریف میں حجر اسود کے بوسہ کے لئے اس قدر ازدحام ہوتا ہے کہ مرد وعورت کا امتیاز اور لحاظ باقی نہیں رہتا۔ عورتیں بے حیائی کے ساتھ غیر مردوں کے درمیان گھس جاتی ہیں۔ اور مرد بھی بے محابا اجنبی عورتوں پر گرے پڑتے ہیں۔ جبکہ اس طریقہ پر معصیت کرکے حجر اسود کا استلام ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔ کیونکہ اگر بوسہ لینے کا موقع نہ ہوتو دور سے اشارہ کرکے ہاتھ چوم لینے سے بھی بعینہٖ وہی ثواب ملتا ہے، تو گناہ کے ارتکاب سے کیا فائدہ؟ اس مقدس اور مبارک مقام پر اس بے حیائی کا اظہار حد درجہ مذموم اور قابل ترک ہے۔ حج کے ہر ہر لمحہ میں اس طرح کے بے حیائی کے کاموں سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے۔ اللہ کا شکر ہے کہ حکومت سعودیہ کی توجہ سے حرم نبوی مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفاً) میں زیارت کے لئے مردوں اور عورتوں کے الگ الگ اوقات مقرر کردینے سے وہاں بے محابا اختلاط سے نجات مل گئی ہے۔ خدا کرے مسجد حرام میں بھی اس طرح کی کوئی شکل نکل آئے تو اس عموم بلویٰ سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح اپنی نظر کی حفاظت میں لوگ بڑی کوتاہی کرتے ہیں۔ یہ بڑی محرومی اور بدبختی کی بات ہے کہ انسان وہاں جاکر بھی اپنے نفس کو قابو میں نہ رکھ سکے۔

پھر جوں جوں واپسی کا وقت قریب آتا جاتا ہے۔ بہت سے حجاج اپنا مابقیہ وقت طواف و زیارت سے زیادہ حرم کے بازاروں اور جدّہ کی مارکیٹوں میں گذارنے لگتے ہیں اور وقت کو غنیمت نہ جان کر زیادہ تر احباب اور رشتہ داروں کے لئے تحفہ تحائف خریدنے میں مصروف رہتے ہیں، جو بجائے خود نہایت بے حسی اور محرومی کی بات ہے، گھر والوں کے لئے تحفے لانا یا خرید وفروخت ممنوع نہیں لیکن اس میں وقت کا ضرورت سے زیادہ ضیاع جذبۂ حج کے منافی ہے اور اس سے بچنا لازم ہے۔

اس کے بعد جب حاجی فریضۂ حج ادا کر کے وطن واپس ہوتا ہے تو پہلے ہی سے اس کے استقبال کے لئے ایئر پورٹ پہنچنے والے رشتہ دار (جن میں مرد وعورت سب شامل ہوتے ہیں) معصیت اور نافرمانی کی چیزیں، فوٹو اور ویڈیو کیمرے اسی طرح پھولوں اور نوٹوں کے ہار لئے تیار رہتے ہیں اور اطاعت خداوندی کا عہد کر کے لوٹنے والا حاجی آتے ہی ان معاصی میں مبتلا ہو کر قبولیت دعا کی سعادت سے محروم ہو جاتا ہے؛ اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ ''حجاج سے گھر لوٹنے اور گناہوں میں مبتلا ہونے سے پہلے دُعا کراؤ''۔ (مسند احمد ۲/ ۶۹، انوار مناسک ۵۳)

پھر گھر آ کر جو رسمیات اپنائی جاتی ہیں وہ سب بھی حج کی روح سے میل نہیں کھاتیں۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ''حج مبرور ومقبول کی نشانی یہ ہے کہ حاجی دنیا سے بے رغبت، آخرت کی یاد میں مستغرق اور دوبارہ زیارت حرمین شریفین کا شوق لے کر لوٹے۔ اگر یہ جذبات نہیں ہیں تو سمجھ لے کہ اس کا حج مبرور نہیں ہے''۔ (احیاء العلوم ۱/ ۱۶۲)

ہونا یہ چاہئے کہ حج، انسان کے اعمال میں انقلاب، اطاعت کی توفیق اور معاصی سے مکمل احتراز کا ذریعہ بن جائے، جبھی سفر حج کا واقعی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔

حج میں صرف حلال پیسہ لگائیں

آج گو کہ پہلے زمانہ کے مقابلہ میں حجاج کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے؛ لیکن تعداد کے اضافہ کے ساتھ ساتھ شوق وذوق اور واقعی جذبۂ عشق ومحبت میں کمی واقع ہوتی جارہی ہے، اس کوتاہی کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ حج میں جیسا حلال وطیب مال لگنا چاہئے وہ نہیں لگایا جاتا۔ حالانکہ حج کی قبولیت کے لئے نفقۂ طیب اولین شرط ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب حاجی مالِ حلال کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور تلبیہ پڑھتا ہے تو آسمان سے ندا آتی ہے کہ: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ، تیرا توشہ حلال ہے، تیری سواری بھی حلال ہے اور تیرا حج مقبول اور گناہوں سے دور ہے۔ اس کے برخلاف جب کوئی شخص حرام اور مشتبہ مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے تو منادی کہتا ہے کہ: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ. تیرا توشہ حرام، تیرا خرچہ حرام اور تیرا حج غیر مقبول اور موجبِ گناہ ہے۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط، الترغیب والترہیب مکمل: ۲۸۷ا)

اس لئے خاص طور پر حج میں حرام اور مشتبہ رقم لگانے سے احتراز ضروری ہے۔

حج کو جانے سے پہلے مسائل ضرور سیکھیں

سب سے اہم چیز جس کی طرف توجہ ضروری ہے وہ ارکان ومناسکِ حج سے واقفیت حاصل کرنا ہے، اس سلسلہ میں نہایت کوتاہی ہوتی ہے، اور بسا اوقات مسائل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے حج فاسد یا دم واجب ہوتا ہے، اور لاعلمی کی بنا پر احساس بھی نہیں ہوپاتا۔ یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ شریعت پر عمل کئے بغیر قبولیت کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا اس لئے ارکان حج کی واقفیت انتہائی ضروری امر ہے۔ حج پر لکھی ہوئی کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کرنا اور واقف کار علماء سے اس سلسلہ میں معلومات حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان امور کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔ اور باادب حاضری کی سعادت سے نوازے۔آمین۔

ذیل میں حج سے متعلق منتخب چند مسائل پیش کئے جارہے ہیں:

حج کی شرعی تعریف

حج ان خاص افعال (وقوف عرفہ اور طوافِ زیارت) عبادت کا نام ہے جو حج کی نیت سے احرام باندھنے کی حالت میں خاص اوقات (ایام حج) میں ادا کئے جاتے ہیں۔ **والظاهر انه اسم للافعال المخصوصة من الطواف الفرض والوقوف بعرفة فی وقته محرماً بنية الحج سابقاً.** (فتح القدير ٤١٥/٢، البحر الرائق زكريا ٥٣٧/٢، غنية الناسك ١٠)

حکم کے اعتبار سے حج کی قسمیں

حکم وصفت کے اعتبار سے حج کی درج ذیل ۵؍قسمیں ہیں:

(۱) فرض عین: یعنی مستطیع شخص کے لئے عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔ **يفترض على الانسان فی عمره مرة واحدةً وهی حجَّةُ الاسلام.** (البحر العميق ٣٤٩/١) **وأدائه فی العمرة مرةً.** (غنية الناسك ١٠، هندية ٣١٦/١، فتح القدير ٤١٦/٢)

(۲) واجب: مثلاً میقات سے بلا احرام آگے بڑھ گیا اور اس کی تلافی کے لئے حج کا ارادہ کیا تو یہ حج واجب کہلائے گا۔ **وقد تجب كما إذا جاوز الميقات بلا إحرام فيجب عليه**

أحد النسكين فإن اختار الحج اتصف بالوجوب. (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۲-۴۵۳، البحر الرائق زکریا ۲/۵۴۴، مجمع الانہر ۱/۳۸۳)

(۳) **نفل**: جو حج زندگی میں ایک سے زائد بار کیا جائے اور وہ واجب وغیرہ کی قبیل سے نہ ہو تو اس پر نفل کا اطلاق ہوگا۔ **وما زاد فتطوع.** (غنیة الناسك ۱۰) **لأن سببه البيت وهو واحد والزيادة تطوع.** (درمختار زکریا ۳/۴۵۲، فتح القدیر ۲/۴۱۷)

(۴) **حرام**: نام وری اور شہرت کے مقصد سے یا حرام مال سے حج کرنا حرام ہے۔ **وقد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام رياءً وسمعةً.** (شامی زکریا ۳/۴۵۳، البحر الرائق زکریا ۲/۵۴۴)

(۵) **مکروہ تحریمی**: مثلاً خدمت کے محتاج والدین کی اجازت کے بغیر حج کو جانا، یا اہل وعیال کے نان ونفقہ کا انتظام کئے بغیر سفر میں چلا جانا وغیرہ۔ **وبالكراهة التحريمة كالحج بلا إذن ممن يجب استئذانه.** (غنیة الناسك ۱۰، والتفصیل فی الشامی زکریا ۳/۴۵۴، فتح القدیر ۲/۴۱۲)

حج پہلی فرصت میں کریں

شرائط پائے جانے کے بعد پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی واجب ہے، اگر بلا عذر تاخیر کی تو گنہ گار ہوگا، تاہم اگر تاخیر کے بعد ادا کرلیا تو گناہ ساقط ہوجائے گا۔ **والفورية واجب فرض لظنية دليلها وهو الاحتياط، والحج مطلقاً هو الفرض فإذا أخره إلى العام الثاني بلا عذر يأثم لترك الواجب ولو حج بعد ذٰلک ولو فی اٰخر عمرہٖ يرتفع إثم التاخير وقع أداءً اتفاقاً.** (غنیة الناسك ۱۱، طحطاوی علی المراقی کراچی ۳۹۶، البحر الرائق ۲/۳۱۰) **وإذا أدّاه بعد سنين عادت عدالته لارتفاع الإثم.** (غنیة الناسك ۱۱)

بیوی کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر

جس شخص پر حج فرض ہوچکا ہو لیکن اس کی بیوی بیمار رہو تو یہ اس کے لئے حج کی ادائیگی میں تاخیر کا عذر نہیں بن سکتا (لہٰذا اسے بیوی کی تیمارداری کا معقول انتظام کرکے حج کو چلے جانا چاہئے)

من عليه الحج ومرضت زوجته لا يكون عذراً للتخلف عن الحج. (غنية الناسك ١٢، البحر العميق ٣٨٩/١)

والدین کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر کی گنجائش

اگر کسی شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک ایسے بیمار رہوں کہ ان کو اس کی خدمت کی ضرورت ہو تو اسے چاہئے کہ حج کے ارادے کو مؤخر کر دے اور والدین کی خدمت بجالائے۔ **ومرض الوالد والوالدة يكون عذراً إذا احتاجا إليه.** (غنية الناسك ١٢) **ينبغي لمريد الحج أو الغزو أن يستأذن أبويه فإن خرج بدون إذن مع الاحتياج إليه للخدمة أثم، وقيل يكره.** (طحطاوی علی المراقی ٣٩٦، ومثله فی الشامی زکریا ٤/٣ ٥٥، البحر العميق ٣٨٩/١)

چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر

اگر کسی عورت پر حج فرض ہو چکا ہو؛ لیکن اس کی گود میں چھوٹا بچہ ہو جس کی نگہداشت کی بنا پر وہ فوراً حج کرنے سے قاصر ہو تو بچہ کی رعایت میں اس کے لئے حج میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ **والولد الصغير المحتاج إليه عذر في التخلف مريضاً كان أو لم يكن.** (غنية الناسك ١٢) **فيه دلالة على أن التاخير في الحج لأجل الحاجة الظاهرة كحضانة الولد الصغير المحتاج إليه......، لا يوجب الوعيد.** (اعلاء السنن بيروت ١٠/١٠، انوار مناسك ١٥٩)

کیا دمہ یا نزلہ کا مریض حج مؤخر کر سکتا ہے؟

جس شخص کو دمہ کا مرض لاحق ہو کہ تھوڑا چلنے سے سانس پھولنے لگتا ہو یا نزلہ زکام کا مسلسل مریض ہو کہ ذرا سی ٹھنڈک بھی برداشت نہ ہو اس کے لئے بھی پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی لازم ہے، مذکورہ امراض اس کے لئے عذر نہیں بن سکتے، (گویا کہ مناسب سفری انتظامات مثلاً ضرورت کے کپڑے، دوائیں اور اسباب وغیرہ کا انتظام کر کے اسے فریضۂ حج ادا کرنا چاہئے) **يمشي قليلاً**

فيـضيـق نفسه فيحتا ج إلى الاستر احة ثم يمشى قليلاً فلا يقدر إلا بعد استر احة هٰكذا ولـه زاد وراحـلة لا يـجـوز له تأخير الحج، و كذا إذا كان يضره الهواء البارد ويجمد بلغمه ويضيق نفسه. (غنية الناسك ۱۲)

ہائی بلڈ پریشر اور شوگر کے مریض کا حکم

جو شخص ہائی بلڈ پریشر یا شوگر کا مریض ہو اور تھوڑا سا چلنے سے دل گھبرانے لگتا ہو، اس کا حکم بھی دمہ کے مریض کے مانند ہے کہ وہ اس مرض کی وجہ سے حج کو مؤخر نہ کرے؛ بلکہ دواؤں کا انتظام کرکے سفر کا ارادہ کرے۔ **يـمشـى قـليلاً فـيـضيـق نـفسه فيحتا ج إلى الا ستر احة الخ، وله زاد وراحلة لا يجوز له تأخير الحج.** (غنية الناسك ۱۲)

دل کے مریض کا حکم

جو شخص عارضۂ قلب میں مبتلا ہو اور اس کے پاس سفر خرچ اور سواری کا نظم ہو تو اسے صحت تک حج مؤخر کرنے کی اجازت ہے، اور اگر آخری عمر تک صحت یاب نہ ہوا تو حج کی وصیت لازم ہوگی۔ **أمـا إذا كـان غالب ظنه الموت اما يسبب الدم أو المرض فإنه يتضيق عليه الوجوب إجماعاً.** (غنية الناسك ۱۱)

آدمی پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

حج کے واجب ہونے کے شرائط ۷؍ ہیں:

(۱) مسلمان ہونا؛ لہٰذا جو شخص علانیہ کافر ہو اس پر حج کی ادائیگی واجب نہیں۔

(۲) حج کی فرضیت کا علم ہونا؛ خواہ علم حقیقی ہو یا علم حکمی ہو، حکمی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دارالاسلام میں یا اسلامی ماحول میں رہتا ہو کہ جہاں کے رہنے والے کو حکماً فرضیت کا علم رکھنے والا قرار دیا جائے گا اور اس کے لئے یہ عذر نہ ہوگا کہ مجھے علم نہ تھا۔

(۳) بالغ ہونا؛ لہٰذا نابالغ پر حج فرض نہیں اگرچہ وہ مال اور استطاعت والا ہو۔

(۴) عاقل ہونا؛ لہٰذا اگر مجنون ہے تو اس پر حج واجب نہیں۔

(۵) آزاد ہونا؛ لہٰذا غلام پر نہ تو حج واجب ہے اور نہ اس کے حج کرنے سے اس کا حج فرض ادا ہوگا۔

(۶) حج کے سفر پر قادر ہونا؛ یعنی بدنی طاقت، سواری اور توشہ کا ہونا، اگر یہ استطاعت نہیں ہے تو حج واجب نہیں۔

(۷) حج کا وقت ہونا: یعنی حج کے مہینوں: شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں یا اگر بہت دور دراز کا رہنے والا ہے تو ایسے وقت میں ہونا جس میں سفر کرکے وہ حج کرسکے۔ **الأول: الاسلام فلا یجب علی کافر الخ.** (غنیة الناسك ۱۲) **والثانی: العلم بکون الحج فرضاً إما بکونه فی دارالاسلام وإما بإخبار رجلین أو رجل وامرأتین الخ. والحاصل أن العلم المذکور یثبت للمسلم فی دارالاسلام لمجرد الوجود فیها سواء علم بالفرضیة أو لا الخ.** (غنیة الناسك ۱۳) **الثالث والرابع: البلوغ والعقل فلا یجب علی صبی أو مجنون الخ. الخامس: الحریة فلا یجب علیٰ عبد الخ فلو حج ولو باذن المولی فهو نفل لا یسقط الفرض.** (غنیة الناسك ۱۶) **السادس: الاستطاعة وهی القدرة علی زاد یلیق بحاله.** (غنیة الناسك ۱۶) **السابع: الوقت أی وجود القدرة فیه وهی اشهر الحج أو هو وقت خروج أهل بلده إن کانوا یخرجون قبلها.** (غنیة الناسك ۲۲، ومثله فی الهندیة ۱/۲۱٦-۲۱۷، البحر الرائق زکریا ۲/۵۳۹، اعلاء السنن کراچی ۱۰/٦)

❍❖❍

شرائط وجوب سے ملحق مسائل

اگر کوئی کافر حج کرلے تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی شخص کافر رہتے ہوئے اسی طرح حج کو چلا جائے اور حج کے تمام ارکان ادا کرلے تو اس کا حج معتبر نہ ہوگا، بعد میں اگر اسلام لائے تو حسبِ شرائط دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ **ولو حج الكافر ثم أسلم يجب عليه حجة الاسلام ولا يعتد بما حج في حال الكفر** (بدائع الصنائع ٢/٢٩٣، هندية ١/٢١٧) **فلا يصح منه أدائه.** (غنية الناسك ١٢)

جس شخص کو حج کی فرضیت کا علم نہیں تھا لیکن اس نے حج کرلیا

جس مسلمان شخص کی پرورش دارالحرب میں غیر اسلامی ماحول میں ہوئی اور اسے پہلے سے حج کی فرضیت کا علم نہ ہوسکا؛ لیکن اس نے حج کرلیا تب بھی اس کا حج ادا ہوجائے گا۔ **ونوزع بأن العلم بوجوب الحج ليس من شروط وقوع الحج عن الفرض، وبأن الحج يصح بمطلق النية بلا تعيين الفرضية.** (شامی زکریا ٣/٤٥٧، غنية الناسك ١٣)

بچہ کا حج کرنا

جو بچہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو وہ اگر حج کے تمام ارکان ادا کرلے تو اس کا حج صحیح ہوجاتا ہے؛ لیکن وہ اس کے حق میں نفل شمار ہوتا ہے۔ **ولو أن الصبي حج إذا كان قبل البلوغ فلا يكون ذٰلک عن حجة الاسلام ويكون تطوعًا.** (هندية ١/٢١٧، ومثله فى البدائع ٢/٢٩٣، خانية ١/٢٨١) **أما الصبي يعقل الأداء فيصح منه أداء الحج بنفسه إجماعاً.** (غنية الناسك ١٣)

ناسمجھ بچہ اور مجنون کی طرف سے ولی کا احرام باندھنا

جو بچہ بالکل ناسمجھ ہو یا جو شخص پاگل اور مجنون ہو تو ان دونوں کی طرف سے اگر ان کا ولی (باپ وغیرہ) احرام باندھ لے اور پھر ان دونوں سے ارکان ادا کرائیں تو ان کی طرف سے نفلی حج ادا ہوجائے گا اور ولی کو بھی ثواب ملے گا۔ **والثانی علی فعل الولی ویقع نفلاً لهما ولأبويهما أجر التسبب.** (غنية الناسك ١٣، و مثله في الشامي زكريا ٤٥٧/٣، منحة الخالق زكريا ٥٥٥/٢)

احرام باندھنے کے بعد بچہ بالغ ہوگیا

اگر بچہ نے حج کا احرام باندھا (خواہ سمجھ دار ہونے کی وجہ سے خود باندھا یا ناسمجھ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف سے ولی یعنی والدین میں سے کسی نے باندھا ہو) اور وقوف عرفہ سے پہلے یہ بچہ بالغ ہوگیا تو مذکورہ احرام سے اس کا حج حج فرض ادا نہ ہوگا؛ (بلکہ نفلی حج رہے گا) البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد احرام کی تجدید کرلی اور پھر وقوفِ عرفہ کیا تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ **ولو أحرم صبي عاقل بنفسهٖ أو غير عاقل باحرام وليه عنه ...... وبلغ ...... قبل الوقوف بعرفة فمضى لم يجز عن فرضهٖ لانعقاده نفلاً، ولو جدده بعد بلوغه ...... قبل الوقوف بعرفة ونوى الفرض أو أطلق أجزأه.** (غنية الناسك ١٣، ومثله في التاتارخانية ٤٧٧/٣، هندية ٣١٧/١، خانية ٣٨١/١، بدائع الصنائع ٢٩٥/٢)

احرام باندھنے کے بعد پاگل پن جاتا رہا

کسی پاگل شخص کی طرف سے ولی نے حج کا احرام باندھا اور پاگل کو ساتھ لے کر چلا پھر وقوفِ عرفہ سے پہلے وہ پاگل شخص تندرست ہوگیا تو اسے چاہئے کہ اپنے احرام کی تجدید کرے اس کے بعد ارکانِ حج ادا کرے، اگر تجدید کئے بغیر سابقہ احرام سے ارکان ادا کئے تو اس کا فریضۂ حج معتبر نہ ہوگا؛ بلکہ نفلی ہوجائے گا۔ **أو مجنون كذٰلك ...... أو أفاق ...... قبل الوقوف بعرفة فمضىٰ لم يجز عن فرضه لانعقادهٖ نفلاً، ولو جدد بعد بلوغه أو أفاقه قبل الوقوف بعرفة ونوى الفرض أو أطلق أجزأه.** (غنية الناسك ١٣، ومثله في الهندية ٢١٧/١، فتح القدير ٤٢٣/٢)

ولو أحرم الصبی أو المجنون أو الکافر ثم بلغ أو أفاق أو أسلم ووقت الحج باق فإن جدّد الإحرام یجزئهم عن حجة الاسلام. (غنية الناسك ١٤، ومثله فی الشامی زکریا ٣/٤٦٧)

دماغی معذور کا حکم

جو شخص پوری طرح پاگل تو نہ ہو؛ لیکن پوری سمجھ بھی نہ رکھتا ہو اس کا حکم سمجھ دار بچے کے مانند ہے کہ اس پر حج فرض تو نہیں؛ لیکن اگر ادا کرلے گا تو بطور نفل ادا ہو جائے گا۔ **وکذا لا یجب علی معتوه علی مافی عامة کتب الأصول أنه کالصبی العاقل فی کل الأحکام تبعاً لفخر الإسلام رحمه الله حتی لو أدّاه یصح منه.** (غنية الناسك ١٥، ومثله فی الشامی زکریا ٣/٤٥٦، تقریراتِ رافعی ٣/١٥٦)

تنبیه: البتہ اگر کوئی شخص عاقل بالغ ہے لیکن بچپن کے اثرات کی بنا پر مال خرچ کرنے میں بہت لاپرواہ اور چٹورپن کا عادی ہے تو ایسے شخص پر حج فرض ہے اور اس کا حکم عام سمجھ دار شخصوں کی مانند ہے؛ تاہم مناسب ہے کہ اخراجات کی کل رقم اس کے قبضہ میں نہ دی جائے؛ بلکہ کسی دیانت دار شریک سفر کے حوالہ کر کے اس کو حج کے لئے بھیجا جائے۔ **أما السفیه فهو المبذر المحجور فحکمه کالعاقل فإن أراد حجة الإسلام أو عمرة الإسلام أو کلیهما لا یمنع ولٰکن لا یدفع القاضی النفقة إلیه بل یدفع إلی ثقة یرید الحج معه حتی ینفق علیه ما یکفیه.** (غنية الناسك ١٥)

استطاعت سے کون سی قدرت مراد ہے؟

استطاعت سے مراد سفر کی ایسی قدرت ہے جو جانے والے کی حالت کے مناسب ہو، مثلاً جو شخص مکہ کا رہنے والا ہے اور پیدل چلنے پر قادر ہے تو اس کے لئے پیدل چلنا استطاعت ہے اور جو چلنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اگر سواری اس کے لئے مہیا ہو تو اس کے لئے سواری قدرت ہے، اور جو مکہ کے باہر رہنے والے ہیں تو اس مقام سے بسہولت جس سواری کے ذریعہ سفر حج کرنے کا معمول ہو، مثلاً خشکی کے راستے سے کاروں، بسوں یا ٹرین وغیرہ کے ذریعہ یا سمندری راستے سے پانی کے

جہازوں کے ذریعہ یا دور دراز کے ممالک سے ہوائی جہاز کے ذریعہ، الغرض جس جگہ سے جس طرح کی سواری سفر حج میں استعمال ہوتی ہو اس پر قدرت شرط ہے، یہی حال زادراہ کے سلسلہ میں ہے کہ جو شخص جس طرح کے کھانے کا عادی ہو سفر میں اسی طرح کے کھانے کا انتظام ہوجانا اس کے حق میں قدرت شمار ہوگا۔ **الاستطاعة وهي القدرة على زاد يليق بحاله ولو لمكيّ ملكاً لا بالإباحة وعلى راحلة مختصة به لغير مكي ومن حولها بالملك أو الإجارة الخ، وكذا المعتبر من الزاد ما يصلح معه بدنه فالمعتاد اللحم إذا قدر على خبز وجبن لا يعد قادراً.** (غنية الناسك ١٦، ومثله في البحر الرائق زكريا ٥٤٨/٢-٣١٣، شامی زکریا ٤٥٨/٣، اعلاء السنن کراچی ٦/١٠، الولوالجية ٢٥٣/١)

حج بدل کی وجہ سے غیر مستطیع پر حج فرض نہ ہوگا

اگر کسی شخص کے پاس خود اپنے حج کی استطاعت نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص اسے حج بدل کے لئے بھیجے تو اس مامور شخص پر خود اپنا حج فرض نہ ہوگا۔ **فإنه إذا وصل إلى الميقات لا يصير كالمكي بأن قدرته بقدرة غيره وهي لا تعتبر.** (غنية الناسك ١٨)

تنبیہ: البتہ یہ الگ مسئلہ ہے کہ حج بدل میں مذکورہ شخص کو بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے۔

آفاقی فقیر کا میقات سے تجاوز کر جانا

جس شخص پر فی نفسہ حج فرض نہیں تھا؛ لیکن وہ اپنی مرضی سے اپنا حج کرنے کے لئے حدود میقات میں داخل ہوگیا تو اس پر حج فرض ہوگیا، اگرچہ اس کے پاس مال اور سواری کا نظم نہ ہو۔ (یعنی اسے بہرحال حج کرنا ہوگا، چاہے اب کرے یا بعد میں کبھی بھی کرے) **والفقير الأفاقي إذا وصل إلى ميقات صار كالمكي فيجب عليه وإن لم يقدر على الراحلة الخ.** (غنية الناسك ١٨، ومثله في فتح القدير بيروت ٤١٩/٢، تاتارخانية ٥٥١/٣، شامی زکریا ٤٥٩/٣، منحة الخالق کوئٹہ ٣١٢/٢)

نوٹ: یہ حکم اس وقت ہے جب کہ یہ شخص کسی کی طرف سے حج بدل کرنے نہ جا رہا ہو؛ کیوں کہ اگر

فقیر شخص حج بدل کرنے جائے گا تو اس کی وجہ سے اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **وینبغی أن یراد به الفقیر المتنفل لنفسه لیخرج الفقیر المأمور، فإنه إذا وصل إلی المیقات لا یصیر کالمکی؛ لأن قدرته بقدرة غیره، وهی لا تعتبر فلا یجب علیه.** (غنیة الناسك ١٨)

کیا شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض ہوجاتا ہے؟

اگر کوئی ایسا شخص جس پر حج فرض نہ تھا وہ رمضان میں عمرہ کرنے گیا، پھر عید کے بعد شوال کے مہینہ میں اس نے مکہ معظّمہ جاکر عمرہ کرلیا تو کیا اس پر حج فرض ہوجائے گا؟ اس بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس حج کے ایام تک قیام کے مصارف واسباب مہیا ہیں، تو اس پر حج کرنا فرض ہوگا اور اگر اتنے مصارف نہیں ہیں تو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **مستفاد: والحاصل أن الزاد لا بد منه ولو لمکی کما صرح به غیر واحد کصاحب الینابیع والسراج الخ، الفقیر الأفاقی إذا وصل إلی میقات فهو کالمکی. قال شارحه: أی حیث لا یشترط فی حقه إلا الزاد و(لا) الراحلة.** (شامی زکریا ٤٥٨/٤-٤٥٩، مستفاد: زبدة المناسك ٢١، **کما أفاده فی غنیة الناسک بحثاً** ٣٣٨-٣٣٩)

نوٹ: ○ اور اگر حج تک رکنے کے مصارف تو ہیں؛ لیکن حکومت کی طرف سے اجازت نہ ہونے کی بناپر رکنا مشکل ہے، تو ایسی صورت میں بعض مفتیان کرام نے حج کی فرضیت کا قول کیا ہے۔ (دیکھئے: احسن الفتاویٰ ۴/۵۲۹)

○ اور جو شخص اپنا حج فرض پہلے کرچکا ہے اس پر شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض نہیں ہوتا، اس کا مذکورہ مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

زادِ سفر حوائجِ اصلیہ سے الگ ہونا چاہئے

حج میں جس مالی وسعت کی شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے وطن سے مناسب حال سواری سے مکہ معظّمہ آمد ورفت کا خرچ اس کے پاس ہو اور یہ خرچ اس کی لازمی ضروریات سے علیحدہ ہو اور لازمی ضروریات میں مکان، سواری، کاری گری کے آلات، عالم کے لئے مطالعہ کی کتابیں،

پہننے کے کپڑے، گھر کا ساز وسامان اور بقدر ضرورت تجارتی سرمایہ وغیرہ شامل ہے۔ **ومعنی القدرة علی زاد وراحلة ملک مال یبلغه إلی مکة بل إلی عرفة ذاهباً وجائیاً …… فاضلاً عن حاجته الأصلیة المذکورة فی الزکاة …… وعن نفقة عیاله من تلزمه نفقته.**

(غنیة الناسك ۱۹، ومثله فی مجمع الانهر جدید ۱/۳۸٦، البحر الرائق زکریا ۲/٤٥٤، هندیة ۱/۲۱۷)

حج کے لئے حوائجِ اصلیہ کو بیچا نہیں جائے گا

گھر کے ضروری ساز وسامان مثلاً فریج، کولر وغیرہ اگر چہ کتنے ہی قیمتی ہوں، ان کی وجہ سے حج کے وجوب کا حکم نہ ہوگا؛ لہٰذا انہیں بیچ کر حج کو جانا ضروری نہیں۔ (حج کے وجوب کے لئے حوائجِ اصلیہ سے زائد مال ہونا ضروری ہے) **فالحاصل أن الحوائج الأصلیة إذا کانت موجودة له لا یجب الحج، فلا تباع للحج، بل لا بد من مال فاضل عنها.** (غنیة الناسك ۲۰، ومثله فی مجمع الانهر جدید ۱/۳۸٦، هندیة ۱/۲۱۸، تاتارخانیة ۳/۳۷۱)

حج کو جائے یا گھر کا سامان خریدے؟

اگر کسی شخص کے پاس حج کے بقدر مال موجود ہو؛ لیکن اس کو گھر کے لئے مثلاً بڑا جنریٹر خریدنے کی ضرورت ہو تو اگر حج کا وقت آ گیا ہو تو جنریٹر نہ خریدے؛ بلکہ پہلے حج کر کے آئے، اور اگر حج کا وقت دور ہو تو ضرورت کے لئے جنریٹر خرید سکتا ہے، اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **وإن لم تکن موجودة عنده وهو محتاج إلیها یقدم الحج علیها إن حضر وقت خروج أهل بلده فلا یصرف المال إلیها؛ بل یحج به.** (غنیة الناسك ۲۰، ومثله فی منحة الخالق علی هامش البحر الرائق زکریا ۲/٥٤۹، هندیة ۱/۲۱۷، بدائع الصنائع زکریا ۲/۲۹۸)

ایامِ سفر میں اہل وعیال کا خرچ

استطاعت میں یہ بھی شرط ہے کہ جو شخص مکہ سے مسافت سفر سے زائد فاصلہ پر رہتا ہو اس کے پاس اپنے اور اہل وعیال کے نفقہ کا انتظام بھی ہو، لہٰذا جس شخص کے پاس زادِ سفر تو ہے؛ لیکن اہل وعیال کا خرچ نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **وأما الزاد فشرط لابد منه قدر ما**

یکفیه وعیاله فی أیام اشتغاله بنسک الحج. (غنیة الناسك ١٨، هندیة ٢١٨/١، بدائع الصنائع زکریا ٢٩٣/٢، تاتارخانیة ٤٧٢/٣، البحر العمیق ٣٨٢/١)

مکان بنانے کے لئے پیسہ رکھا تھا کہ حج کا وقت آ گیا

جس شخص کو مکان بنانے کی ضرورت ہے اور اس نے اس کے لئے پیسہ روک رکھا ہے ابھی یہ رقم مکان میں خرچ نہیں کی تھی کہ حج کو جانے کا زمانہ آ گیا اور یہ رقم اس قدر ہے کہ اس کے لئے حج کے تمام اخراجات کی کفالت کر سکتی ہے تو ایسے شخص پر حج کو جانا فرض ہے؛ البتہ اگر حج کے وقت سے پہلے ہی مکان وغیرہ میں خرچ کر دیا تو اب اس پر حج فرض نہیں۔ **ومن لا مسکن له ولا خادم وهو محتاج إلیهما وله مال یکفیه لقوت عیاله من وقت ذهابه إلی حین إیابه وله مال یبلغه فلیس له صرفه إلیهما إن حضر وقت خروج أهل بلده الخ.** (غنیة الناسك ٢٠، ومثله فی منحة الخالق زکریا ٥٤٩/٢، بدائع الصنائع زرکیا ٢٩٦/٢، هندیة ٢١٧/١، تاتارخانیة ٤٧٣/٣)

پہلے شادی کرے یا حج؟

اگر شادی کی ضرورت ہے اور حج کا وقت آ جائے تو اولاً حج کرے، اور اگر حج کے وقت میں دیر ہو تو شادی کرنے کو ترجیح ہوگی۔ (یہی حکم اپنے بچوں کی شادی وغیرہ کا ہے کہ بچوں کی شادی کی وجہ سے حج کو مؤخر نہ کیا جائے) **له ألف وخاف العزوبة إن کان قبل خروج أهل بلده فله التزوج ولو وقفه لزمه الحج.** (غنیة الناسك ٢٠، شامی زکریا ٤٩١/٣، البحر العمیق ٣٨١/١، تاتارخانیة ٤٧٣/٣، هندیة ٢١٧/١، فتح القدیر بیروت ٤١٣/٢)

کس قدر زرعی زمین پر حج فرض ہے؟

اگر کوئی شخص اتنی جائیداد اور زرعی زمینوں کا مالک ہو کہ اس کی کچھ مقدار بیچ کر اس کے لئے حج کے ضروری اخراجات مہیا ہو سکیں اور وہ واپس آ کر مابقیہ زمین کی پیداوار سے گذر بسر کر سکے تو اس پر حج فرض ہوگا، اور اگر اتنی مقدار میں زمین نہ ہو تو حج فرض نہیں ہے۔ **وإن کان له من**

الضياع ما لو باع مقدار ما يكفى الزاد والراحلة يبقى بعد رجوعه من ضيعته قدر ما يعيش بغلته الباقى، يفترض عليه الحج وإلا فلا. (غنية الناسك ۲۰ – ۲۱، ومثله فى التاتارخانية ۴۷۲/۳، هندية ۲۱۸/۱، خانية ۲۸۳/۱ – ۲۸۴)

بڑے مکان کا کچھ حصہ بیچ کر حج کو جانا لازم نہیں

اگر کسی شخص کی بڑی حویلی ہو اور اس کے بعض حصہ کو بیچ کر حج کو جانا ممکن ہو پھر بھی اس کے لئے بعض حصہ کو بیچنا لازم نہیں ہے؛ لیکن اگر بعض حصہ کو بیچ کر حج کو چلا جائے تو فضیلت پر عمل کرنے والا ہوگا۔ **ولو كان منزله كبيراً يمكنه الاستغناء ببعضه والحج بالفاضل لا يلزمه بيع الفاضل، نعم هو الأفضل.** (غنية الناسك ۲۱، ومثله فى الشامى زكريا ۴۶۱/۳، البحر الرائق زكريا ۵۴۹/۲، تاتارخانية ۴۷۲/۳، هندية ۲۱۷/۱، خانية ۲۸۴/۱)

زائد از ضرورت مکان یا سامان بیچ کر حج کو جانا

اگر کسی شخص کے متعدد مکانات ہوں، یا ایسا سامان ہو جس کی اسے فی الفور ضرورت نہ ہو، یا ضرورت سے زائد کپڑے وغیرہ ہوں، تو اگر ان کی قیمت حج کے اخراجات کو کافی ہو سکتی ہو تو انہیں بیچ کر حج کو جانا ضروری ہے۔ **وإن كان له مسكن فاضل لا يسكنه أو عبد لا يستخدمه أو متاع لا يمتهنه ...... أو نحو ذٰلك مما لا يحتاج إليها يجب بيعها إن كان به وفاء بالحج.** (غنية الناسك ۲۱، تاتارخانية ۴۷۲/۳، خانية ۲۸۴/۱، بدائع الصنائع زكريا ۲۹۸/۲، عناية ۴۲۴/۲)

عاریت یا اباحت سے قدرت ثابت نہیں ہوتی

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کسی دوسرے کو حج کے اخراجات دے یا سواری کی پیش کش کرے، تو اس پیش کش کی وجہ سے اس پر حج فرض نہیں ہوگا، اور یہ پیش کش قبول کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ **ولا تثبت الاستطاعة بالعارية والاباحة، فلو بذل الابن لأبيه الطاعة وأباح له الزاد والراحلة لا يجب عليه الحج، وكذا لو وهب مالاً ليحج به لا يجب عليه قبوله.** (غنية الناسك ۲۱، ومثله فى البحر الرائق زكريا ۵۴۸/۲، هندية ۲۱۷/۱، شامى زكريا ۴۵۸/۳)

مال حرام سے حج قبول نہیں

اگر کسی شخص کے پاس مال حرام کتنا ہی زیادہ ہو تو اس کی وجہ سے حج فرض نہیں ہوتا، اور اگر مال حرام سے حج کرلے تو گو کہ اس کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہوجاتا ہے؛ لیکن اسے حج کا ثواب نہیں ملتا۔ **ولا بمال حرام ولو حج به سقط عنه الفرض لكنه لا تقبل عنه حجته، كما ورد في الحديث .** (غنية الناسك ۲۱، ومثله في البحر الرائق زكريا ۵۴۱/۲)

مکہ معظّمہ سے پیدل حج کرنے کا ثواب

جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ پیدل حج کرنے سے تھک جائے گا، جس کی وجہ سے مناسک ادا کرنے میں رکاوٹ ہوگی (جیسا کہ عام لوگوں کا حال ہے) تو ایسے شخص کے لئے سوار ہوکر حج کرنا افضل ہے؛ اور جو شخص صحت منداور تندرست ہو اور اسے اپنے اوپر اس بات کا بھروسہ ہو کہ پیدل چلنے سے اس کو ضعف نہ ہوگا اور مناسک کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں ہوگی، یا اس کے مزاج میں کوئی خلل نہیں پڑے گا، تو اس کے لئے پیدل حج کرنا افضل ہے۔ بعض احادیث میں وارد ہے پیدل حج کرنے میں ہر قدم پر ستر ہزار نیکیوں کا ثواب ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ”جو شخص مکہ معظّمہ سے پیدل حج کو جائے اور واپسی تک پیدل ہی سب ارکان ادا کرے تو اس کو ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات لاکھ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے“۔ (اس حساب سے ہر قدم پر ستر لاکھ نیکیوں کا ثواب ملے گا) **والحج راكباً أفضل منه ماشياً؛ لأن في الركوب عوناً لقوة النفس على قضاء النسك الخ، وأما من يتق بنفسه ولا يتفاوت حاله فالمشي أفضل في نفسه من الركوب لأنه أقرب إلى التواضع والتذلل الخ.** (غنية الناسك ۱۷، ومثله في التاتارخانية ۶۸۸/۳، هندية ۲۲۰/۱، البحر الرائق زكريا ۵۴۱/۲، شامي زكريا ۴۵۹/۳) **ولانه روى عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم قال: من حج من مكة ماشياً حتى يرجع إليها**

كتب له بكل خطوة سبع مائة حسنة من حسنات الحرم، وحسنات الحرم الحسنة بمائة ألف حسنة. (رواه الحاكم وصحح اسناده، غنية الناسك ١٧)

شرائطِ وجوبِ ادا

حج کی شرائطِ وجوبِ ادا یعنی مالی استطاعت وغیرہ کی وجہ سے حج کے وجوب کے بعد جن باتوں کے پائے جانے کے وقت بذاتِ خود حج کرنا ضروری ہو جاتا ہے وہ پانچ ہیں:

(۱) تندرستی یعنی اتنی صحت ہونا کہ مناسک حج ادا کئے جاسکیں۔

(۲) حکومت کی طرف سے اجازت، یعنی حج کا ویزا۔

(۳) راستہ کا پرامن ہونا۔

(۴) بالغ عورت کے لئے محرم یا شوہر کا ساتھ مہیا ہونا، خواہ عورت جوان ہو یا بڑھیا ہو۔

(۵) عورت کا عدت میں نہ ہونا، خواہ عدت موت کی ہو یا طلاق کی۔

نوٹ: اگر یہ شرائط یا ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے، تو خود حج کو جانا تو ضروری نہیں ہے؛ لیکن حج بدل یا حج کی وصیت صاحبین کے نزدیک ضروری ہے، اسی پر اکثر مشائخ کا فتویٰ ہے۔ **وأما شرائط وجوب الأداء خمسة على الأصح: الأول: الصحة ...... الثاني: عدم الحبس والمنع والخوف من السلطان ...... الثالث: أمن الطريق براً وكذا بحراً على الأصح. الرابع: المحرم أو الزوج لامرأة بالغةٍ ولو عجوزاً ...... والخامس: عدم عدة عليها مطلقاً.** (غنية الناسك ٢٣-٢٩) **فإن وجدت هٰذه الشرائط وما قبلها من شرائط الوجوب وجب عليه الأداء بنفسه، وإن فقد واحد من هٰذه مع تحقق جميع ما سبقها لا يجب عليه الأداء بنفسه بل عليه الاحجاج في الحال والايصاء به في المأل.** (مناسك كبير ٥١، ومثله في الشامي زكريا ٤٥٥/٣-٤٥٦، اعلاء السنن كراچی ٧/١٠-٨، هندية ٢١٨/١-٢١٩، البحر الرائق كوئٹه ٣٠٨/٢)

سخت بیمار شخص خود حج کرلے؟

اگر کوئی شخص سخت بیمار تھا؛ لیکن اس نے مشقت اٹھا کر کسی طرح حج کرلیا تو اس کا حجِ فرض

ادا ہو گیا، اگر وہ بعد میں تندرست ہو جائے تو دوبارہ حج کرنا لازم نہیں ہے۔ **ولو تكلف هؤلاء الحج بأنفسهم سقط عنهم بالاتفاق حتى لو صحوا بعد ذلک لا يجب عليهم الأداء.** (غنية الناسك ٢٤، هندية ١/٢١٨، فتح القدير ٢/٤١٦، البحر الرائق زكريا ٢/٥٤٦)

حج کا ویزا نہ ملنا مانع وجوبِ ادا ہے

سعودی حکومت کی طرف سے حج کے انتظامات کے پیش نظر ہر ملک میں مسلم آبادی کے تناسب سے حج کے لئے ویزوں کا کوٹہ مقرر ہے، اس مقررہ تعداد سے زیادہ ویزے نہیں دئے جاتے۔ اسی طرح ویزے کے اجراء کے لئے دیگر شرائط بھی لازمی کردی گئی ہیں، جن کو پورا کئے بغیر ویزا ملنا مشکل ہوتا ہے، بریں بنا اگر کوئی شخص صاحب استطاعت ہو اور تندرست بھی ہو؛ لیکن کوشش کے باوجود اسے حج کا ویزا نہ مل پائے، تو اس کے حق میں وجوبِ ادا کی شرط نہیں پائی جائے گی، اور اس بنا پر حج میں تاخیر کا گناہ اسے نہ ہوگا۔ تاہم اس پر لازم ہے کہ وہ ہر سال ویزے کی کوشش کرتا رہے، اور زندگی سے مایوس ہونے کے وقت اپنی طرف سے حج کی وصیت کرے۔ **فالمحبوس والخائف من السلطان كالمريض لا يجب عليهما أداء الحج بأنفسهما ولكن يجب عليهما الاحجاج أو الايصاء به عند الموت عندهما.** (غنية الناسك ٢٤، ومثله فی فتح القدير زكريا ٢/٤١٧-٤١٨، هندية ١/٢١٨، اعلاء السنن كراچی ١٠/٨، البحر الرائق ٢/٣١١)

وبائی مرض کے خطرہ سے حج میں تاخیر؟

وبائی مرض پھیلنے کے خطرہ سے فرض حج میں تاخیر کی اجازت نہیں ہے (جیسا کہ کبھی کبھی ''سوائن فلو' ملیریا، یا' برڈ فلو' وغیرہ بیماری کا شور اٹھ جاتا ہے، تو اس کی بنا پر حج فرض کو جانے والے حجاج کے لئے اپنا سفر ملتوی کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر حکومت ویزے پر پابندی لگا دے تو یہ مجبوری ہوگی اور وجوبِ ادا میں مانع ہوگی) **لا يجوز له تأخير الحج وكذا إذا كان يضره الهواء البارد وينجمد بلغمه ويضيق نفسه.** (غنية الناسك ١٢)

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط وہی ہیں جو مردوں کے لئے ہیں، یعنی تندرست ہونا اور مالی وسعت کا ہونا وغیرہ؛ البتہ عورت کے لئے مزید شرط یہ ہے کہ وہ اپنے حج کے اخراجات کے ساتھ محرم یا شوہر کے حج کے اخراجات کی بھی مالک ہو؛ لہٰذا اگر اس کے پاس صرف اپنے حج کے بقدر مال ہے تو اس پر راجح قول کے مطابق حج فرض نہیں؛ تاہم اگر وہ کسی محرم یا شوہر کے ساتھ اسی روپیہ سے حج کو چلی گئی تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ **فيشترط ان تكون قادرة على نفقتها و نفقته.** (شامی زکریا ۳/٤٦٤، انوار مناسك ١٧٤)

محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حجِ فرض سے نہیں روک سکتا

اگر عورت پر حج فرض ہوچکا ہو اور اس کے ساتھ جانے کے لئے کسی قابل اعتماد محرم کا انتظام بھی ہو تو شوہر اسے فرض سفر حج سے منع نہیں کرسکتا؛ لیکن اگر نفلی حج ہو تو شوہر کو منع کرنے کا حق ہے۔ **وليس للزوج منعها من حجة الإسلام إذا كان معها محرم وإلا فله كما يمنعها من غير حجة الإسلام.** (غنية الناسك ٢٨، المحيط البرهانی ٣/٣٩٤، ومثله فی التاتارخانية ٣/٤٧٥، درمختار زكريا ٣/٤٦٥، تبيين الحقائق ٢/٢٤٣، البحر الرائق زكريا ٢/٥٥٢، فتح القدير ٢/٤٢٨)

شوہر کا عورت کو نامحرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا

اگر عورت نے نامحرم کے ساتھ فریضۂ حج کے سفر کا ارادہ کرلیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ تاہم ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ **وان لم يكن لها محرم فمحصرة فله منعها وتحليلها بالهدى.** (غنية الناسك ٣١٠)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر

سے روک دیا، تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوا دے اور اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ **ومنہ منع الزوج زوجتہ اذا احرمت بنفل او عمرۃ.** (غنیۃ الناسک ۳۱۰) **فلھما ان یحللھما فی الحال ولا یؤخر تحلیلھما الی ذبح الھدی ثم علیھا ھدی الاحصار و حجۃ وعمرۃ.** (غنیۃ الناسک ۳۱۵، البحر العمیق ۲۱۰۸/٤)

محرم کا مامون ہونا شرط ہے

عورت کے ساتھ جانے والا محرم ایسا ہونا چاہئے جو خود ثقہ اور پاک باز ہو، اگر وہ مامون نہ ہو یا اس کے ساتھ جانے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ حج کو جانا عورت کے لئے جائز نہ ہوگا۔ **ویشترط أن یکون المحرم أو الزوج ماموناً عاقلاً بالغاً غیر فاسق ما جن لا یبالی.**

(غنیۃ الناسک ۲٦، و مثلہ فی التاتارخانیۃ ٤۷٥/۳، خانیۃ ۲۸۳/۱، تبیین الحقائق ۲٤۳/۲)

ساس کا داماد کے ساتھ سفر

اگر ساس عمر دراز ہو اور کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو وہ اپنے داماد کے ساتھ سفر حج میں جاسکتی ہے؛ لیکن جوان ساس کا داماد کے ساتھ سفر میں جانا فتنہ کے خطرہ کی وجہ سے ممنوع ہے۔ **ویؤیدہ کراھۃ الخلوۃ بھا کالصھرۃ الشابۃ فینبغی استثناء الصھرۃ الشابۃ ھنا أیضاً؛ لأن السفر کالخلوۃ.** (غنیۃ الناسک ۲۷، ومثلہ فی اعلاء السنن ۱۰/۱۰، شامی زکریا ٤٦٤/۳)

حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ

تنہا عورتوں کی جماعت بنا کر حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔ **ولو عجوزاً ومعھا غیرھا من النساء الثقات.** (غنیۃ الناسک ۲٦، زبدۃ المناسک ۳۲، خواتین کے مسائل حج وعمرہ ۲۴)

عورت کا بغیر محرم یا شوہر کے حج کرنا

اگر کوئی عورت محرم یا شوہر کے بغیر دور دراز سے سفر کر کے حج کو جائے اور حج کے تمام ارکان

ومناسک ادا کر لے، تو اگر چہ وہ مکروہِ تحریمی کے ارتکاب کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگی؛ لیکن اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ **ولو حجت بلا محرم أو زوج جاز حجها بالاتفاق، كما لو تكلف رجل مسألة الناس وحج ولكن مع الكراهة التحريمية للنهي.** (غنية الناسك ۲۹، ومثله في الدر المختار مع الشامي زكريا ۴٦٥/۳، طحطاوي على المراقي ۳۹۷، البحر العميق ۴۰۵/۱)

بوڑھی عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر حج

یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ جب تک محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے عورت پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی؛ لیکن اگر کوئی عورت بوڑھی ہو اور فتنہ کا بظاہر اندیشہ نہ ہو اور اس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہوچکا ہو تو آیا وہ کسی نامحرم کے ساتھ سفر حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہ کی عام کتابوں میں ممانعت ہی لکھی ہے، اور صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کو بھی بلا محرم سفر حج کرنے سے منع لکھا گیا ہے۔ **المرأة عجوزاً كانت المرأة أو شابة.** (مناسك ملا علي قاري ٥٦) **الرابع المحرم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عجوزاً أو معها غيرها من النساء الثقات والرجال الصالحين.** (غنية الناسك ٢٦، رسول الله كا طريقه حج ٦٩٣)

تاہم بعض اکابر مفتیان کی عبارات اور فتاویٰ سے ۶۰-۷۰؍سال کی بوڑھی عورت کو بلا محرم قابل اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے، اس لئے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی۔ **أما العجوز التي لا تشتهي فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلوا إذا أمن عليه وعليها وإلا لا.** (درمختار كراچی ٣٦٨/٦، امداد الفتاوىٰ ٢٠١/٤، فيض الباري ٣٩/٢، انوار مناسك ١٧٧-١٧٨)

نوٹ: لیکن سفر حج میں قدم قدم پر سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے احتیاط بہرحال اسی میں ہے کہ کوئی بھی عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، وہ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر حج کا ارادہ نہ کرے۔
(مستفاد: فتح الملہم ۳۷٦/۳)

سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آجائے؟

اگر سفر حج شروع ہونے سے پہلے وفات یا طلاق کی عدت شروع ہوجائے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کردے اور آئندہ حج کرے، (اور اگر عدت کے زمانہ میں سفر کرکے حج کرے گی تو حج ادا تو ہوجائے گا؛ لیکن گنہگار ہوگی)۔ **فلو كانت معتدة عند خروج أهل بلدها لا يجب عليها الخ، فإن حجت وهي في العدة جازت بالاتفاق و كانت عاصية الخ.** (غنية الناسك ۲۹، انوار مناسك ۱۸۱، حج و زيارت نمبر ۲۳۷)

سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟

اور اگر دورانِ سفر عدت کی صورت پیش آئی ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) اگر طلاقِ رجعی کی وجہ سے عدت ہوئی ہے اور شوہر اس کے ساتھ ہے تو اس پر لازم ہے کہ شوہر کے ساتھ ہی رہے، خواہ شوہر واپس وطن لوٹ آئے یا حج کے لئے جائے، اور شوہر کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ رجعت کرلے۔ **فان لزمتها في السفر فان كان الطلاق رجعياً تبعت زوجها رجع أو مضى، ولايفارقها زوجها والأفضل أن يراجعها.** (غنية الناسك ۲۹-۳۰)

(۲) اگر طلاقِ بائنہ یا شوہر کی وفات کی وجہ سے عدت واجب ہوئی ہے تو ہندوستان وغیرہ سے روانہ ہونے والی عورتوں کے لئے الگ الگ صورتوں کے الگ الگ احکام ہوں گے، جن میں سے چند صورتیں ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

الف: اگر وطن سے روانہ ہوگئی اور ایئرپورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے کم ہے، اسی درمیان عدت کی صورت پیش آگئی (مثلاً شہر میرٹھ کی رہنے والی عورت جہاز پر سوار ہونے کے لئے دلی روانہ ہوئی، اور راستہ میں یا دلی پہنچ کر اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا یا اسے طلاقِ بائن ہوگئی) تو اس پر لازم ہے کہ وہ سفر حج ملتوی کردے اور عدت گذارے۔ **أو بائناً فإن كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة السفر تخير، أو إلى أحدها سفر دون الآخر تعين أن تصير إلى الآخر.** (غنية الناسك ۲۹)

ب: اوراگرایئرپورٹ اس کےوطن سے مسافت سفر سے زائد ہے (مثلاً مرادآباد کی عورت دہلی سے سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئی، اوردہلی پہنچ کرعدت کی صورت پیش آئی) تو ایسی صورت میں اگرمحرم ساتھ نہ ہوتو اسے واپس لوٹ آنا ضروری ہے،اوراگرکوئی اورمحرم ساتھ جارہاہوتب بھی اولیٰ یہی ہے کہ وہ حج کومؤخرکرکے وطن لوٹ آئے؛ تاہم اگرمحرم کےساتھ سفرجاری رکھے،تو بعض فقہی روایات سےاس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ **وفی منسک الفارسی وإن كان كل واحد من الطرفين سفراً، فان كانت فى المفازة مضت ان شائت، او رجعت بمحرم او بغير محرم والرجوع اولىٰ.** (غنية الناسك ٣٠)

ج: اگرایئرپورٹ سے روانہ ہونے کے بعد یا سعودیہ پہنچنے کے بعدعدت واجب ہوئی اوروہاں عدت گذارنے کی کوئی صورت نہیں ہے، (یعنی وہاں جدہ وغیرہ میں کوئی ایسا رشتہ دارنہیں جس کے یہاں رہ کر وہ عدت کا زمانہ گذار سکے، یا مزید ویزا ملنے کا امکان نہیں ہے) تو چوں کہ قافلہ اور گروپ سے ہٹ کرعام طورپر کسی عورت کاتنہا قیام کرنا سخت مشکل ہے؛اس لئے ایسی معتدہ عورت کو چاہئے کہ وہ ساتھیوں کےساتھ رہ کرمناسک حج اداکرے،اورعدت کی دیگر پابندیوں مثلاً قیام گاہ سے بےضرورت باہر نکلنےاورزیورات کااستعمال وغیرہ سےاحترازکرتی رہے۔ **أو كل منهما سفر فإن كانت فى مصرٍ استقرت فيه إلى أن تنقضى عدتها ولا تخرج الخ، وإن كانت فى قريةٍ أو مفازةٍ لا تأمن على نفسها ومالها فلها أن تمضى إلى موضع امنٍ الخ.** (غنية الناسك ٢٩-٣٠، درمختار مع الشامى زكريا ٤٦٦/٣، تاتارخانية زكريا ٤٧٥/٣-٤٧٦، بدائع الصنائع زكريا ٣٠١/٢، فتح القدير ٤٢٦/٢)

خنثیٰ مشکل کاحکم

جوشخص مخنث ہویعنی یہ پتہ چلنا دشوار ہوکہ یہ مرد ہے یاعورت،تواس کے لئے بھی بغیرمحرم کے حج کا سفرکرنا جائزنہیں ہے؛ تاہم اگر وہ حج کرلے گا تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ **والخنثى المشكل يشترط فى حقه ما يشترط فى حق الانثىٰ احتياطاً.** (غنية الناسك ٢٩، البحر العميق ٤١٠/١، درمختار زكريا ٥٥٢/٣)

شرائطِ صحتِ ادا

حج کی ادائیگی صحیح ہونے کی شرطیں نو ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (لہٰذا کافر کا حج کرنا معتبر نہیں)

(۲) حج کا احرام باندھنا (لہٰذا بلا نیت احرام مناسک حج ادا کرنے کا کوئی اعتبار نہیں)

(۳) حج کا زمانہ پایا جانا (یعنی حج کے مہینوں (شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ) اور ایام حج (۸ر تا ۱۲ر ذی الحجہ) میں حسبِ تفصیل مناسک ادا کرنا)

(۴) مقاماتِ مقدسہ (مسجد حرام، بیت اللہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ وغیرہ) میں مناسک کی ادائیگی۔ (لہٰذا مذکورہ مقامات کے علاوہ مناسک کی ادائیگی کا کوئی اعتبار نہیں)

(۵) امتیاز کی صلاحیت (یعنی حج کرنے والا اتنا شعور رکھتا ہو کہ وہ حج اور دیگر افعال میں تمیز کرسکے)

(۶) عاقل ہونا (لہٰذا بے عقل کی طرف سے حج فرض ادا نہیں ہوسکتا)

(۷) ارکانِ حج کا خود ادا کرنا (لہٰذا بلاعذر اگر ارکان خود نہیں ادا کئے تو حج درست نہ ہوگا؛ البتہ اگر عذر ہو تو اس کی تفصیلات الگ ہیں)

(۸) احرام کی حالت میں جماع نہ کرنا (اس لئے کہ وقوف عرفہ سے قبل جماع کرنے سے حج فاسد ہوجاتا ہے)

(۹) جس سال احرام باندھا ہے اسی سال حج کرنا (لہٰذا اگر اس سال میں حج ادا نہ کیا تو اس احرام سے اگلے سال حج ادا کرنا درست نہ ہوگا) **وأما شرائط صحة الأداء فتسعة: الإسلام والإحرام والزمان والمكان والتمييز والعقل ومباشرة الأفعال إلا لعذرٍ كالاغماء ونحوه وعدم الجماع والأداء من عام الإحرام.** (غنية الناسك ٣٠، شامي زكريا ٤٥٦/٣، منحة الخالق زكريا ٥٣٨/٢) **ولا يصح ادائه باحرام الفائت فى الثانية.** (غنية الناسك ٣٢، ومثله فى البحر الرائق زكريا ٥٥٩/٢)

دورانِ سفرِ حج انتقال ہوگیا

اگر کسی شخص پر حج فرض ہوگیا تھا اور اس نے بلا تاخیر حج کا سفر شروع کیا اور اتفاقاً حج سے پہلے ہی اس کی وفات ہوگئی، تو اس پر اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت واجب نہیں ہے۔ اور اگر حج کئی سال پہلے واجب ہو چکا تھا؛ لیکن اس نے نہ تو حج کے لئے کوشش کی اور نہ سفر کے لئے نکلا؛ تا آں کہ وفات کا وقت آ گیا تو اس پر حج بدل کی وصیت لازم ہے۔ (جو اس کے متروکہ تہائی مال سے پوری کی جائے گی) **فلو لم يحج حتى مات فعليه الايصاء به هٰذا إذا لم يحج ولم يخرج إلى الحج، فأما لو حج من عامه ومات في الطريق لا يجب عليه الايصاء؛ لأنه لم يؤخر بعد الايجاب.** (غنية الناسك ٣٣، فتح القدير ٤٢٢/٢، البحر الرائق زكريا ٥٤٦/٢)

وسعت کے بعد فقیر ہوگیا

کسی شخص کے پاس اتنا مال تھا کہ وہ بآسانی حج کرسکتا تھا؛ لیکن وہ غفلت میں پڑا رہا تا آں کہ حج کا وقت گزر گیا، پھر وہ فقیر ہوگیا تو بھی اس پر حج برابر فرض رہے گا اور مال ختم ہونے کی وجہ سے فرضیت ساقط نہیں ہوگی۔ **وكذٰلك لو لم يحج حتى افتقر تقرر وجوبه ديناً في ذمته بالاتفاق ولا يسقط عنه بالفقر.** (غنية الناسك ٣٣، ومثله في الهندية ٢١٧/١، فتح القدير ٤١٥/٢، طحطاوي ٣٩٦)

قرض لے کر حج کرنا

جو شخص وسعت کے بعد فقیر ہوگیا ہو اس کے لئے قرض لے کر حج کو جانے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ قرض کی ادائیگی کے اسباب موجود ہوں، اور اگر قرض کی ادائیگی کی کوئی شکل نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ وہ قرض نہ لے۔ **ووسعه أن يستقرض ويحج الخ، أما إن علم أنه ليس له جهة القضاء أصلاً فالأفضل عدم الاستقراض لأن تحمل حقوق الله تعالىٰ أخف من ثقل حقوق العباد.** (غنية الناسك ٣٣، ومثله في الدر المختار مع الشامي زكريا ٤٥٥/٣، خانية ٢٨٤/١، البحر العميق ٣٨٦/١، طحطاوي على المراقي ٣٩٧)

صحت کے بعد مفلوج ہوگیا

جس شخص پر مالی وسعت کی بناپر حج فرض ہو چکا ہواور وہ تندرست بھی ہو؛ لیکن ابھی حج نہیں کیا تھا کہ ایسی بیماری نے آ گھیرا کہ وہ حج کرنے سے معذور ہوگیا، تو اس پر حج بدل کرانا یا حج کی وصیت کرنا لازم ہے۔ **وكذا لو لم يحج حتى اقعد أو أزمن أو نحو ذٰلك مما يمنعه من الأداء بنفسه تقرر وجوبه ديناً في ذمته بالاتفاق ووجب عليه الاحجاج أو الايصاء به عند الموت .** (غنية الناسك ٣٣، ومثله في فتح القدير بيروت ٢/٤١٦-٤١٧، البحر العميق ١/٣٧٧، شامي زكريا ٣/٤٥٧، البحر الرائق زكريا ٢/٣١١)

سفر حج کے آداب

جب کوئی شخص سفر حج کے لئے عازم ہوتو اسے درج ذیل باتوں کا خیال ضرور رکھنا چاہئے:

(۱) اللہ تعالیٰ سے اپنے سب گناہوں کی توبہ کرے۔

(۲) اگر اپنے اوپر کسی کا مالی یا جانی حق ہوتو اسے ادا کرے یا معاف کرائے، اور اگر اہل حقوق وفات پاگئے ہوں تو ان کے لئے دعا واستغفار کرے، اور مالی حقوق ان کے وارثین کو ادا کرے، اور وارث کا پتہ نہ چلے تو بلا نیت ثواب اتنی رقم غریبوں کو بانٹ دے۔

(۳) والدین وغیرہ کی رضامندی سے سفر کرے۔

(۴) اپنے پاس اگر کوئی امانت یا عاریت کی چیز رکھی ہوتو وہ مالک کو واپس لوٹا دے۔

(۵) اپنے اوپر دوسروں کے حقوق مثلاً قرض وغیرہ اور دوسروں پر اپنے حقوق کے بارے میں تحریری وصیت لکھ کر جائے۔

(۶) استخارہ کر کے سفر کا آغاز کرے؛ تاکہ ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہے۔

(۷) بہتر ہے کہ کسی نیک رفیق سفر کو ساتھ لے لے، جو دینی ودنیوی اعتبار سے اس کا معاون ہو۔

(۸) حج کے ضروری مسائل ومناسک سیکھ کر سفر شروع کرے، یا کسی معتبر عالم کے قافلہ

میں شامل ہوکر سفر کرے۔

(۹) بہتر ہے کہ سفر میں خالص عبادت کی نیت ہو تجارت وغیرہ مقصود نہ ہو۔

(۱۰) دورانِ سفر اشیاء کی خریداری میں زیادہ مول بھاؤ نہ کرے؛ بلکہ فراخ دلی سے خرچ کرے؛ کیوں کہ حج کے سفر میں ہر روپیہ کے بدلہ سات لاکھ روپئے خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(۱۱) زیادہ تر باوضو رہنے کی کوشش کرے اور پاکی کی حالت میں سونے کا اہتمام کرے۔

(۱۲) زبان کو غیر ضروری باتوں سے محفوظ رکھے۔

(۱۳) جمعرات کے روز سفر کا آغاز مسنون ہے۔

(۱۴) جب سفر کا ارادہ کرے تو اپنے گھر میں دو رکعت نماز سفر کی نیت سے پڑھے، اور اس طرح گھر سے نکلے گویا کہ دنیا چھوڑ کر جارہا ہے۔

(۱۵) دورانِ سفر ذکر اور دعا کی کثرت کرے؛ کیوں کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۶) سفر میں غصہ گرمی سے اجتناب کرے، اور نرم روی اور حسن خلق کا مظاہرہ کرے، اور بھیڑ کی جگہوں پر دھکا مکی سے پرہیز کرے۔

(۱۷) حتی الامکان سفر میں اکیلے رہنے سے بچے؛ بلکہ ساتھیوں کے ساتھ رہنے کا اہتمام کرے؛ کیوں کہ اکیلے ہونے کی وجہ سے بسا اوقات بہت پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ (غنیۃ الناسک ۳۴-۴۰، تاتارخانیۃ ۳/ ۴۸۰، ہندیۃ ۱/ ۲۱۹-۲۲۱، فتح القدیر ۲/ ۴۱۲، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۴۱)

❍❖❍

مسائلِ میقات

میقاتِ زمانی

حج کے مناسک کی ادائیگی کے لئے شرعاً ایک وقت مقرر ہے، جس کو ''میقاتِ زمانی'' کہا جاتا ہے، یہ شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔ اس وقت سے پہلے حج کا کوئی عمل مثلاً طوافِ زیارت یا سعی وغیرہ ادا کرنا معتبر نہیں ہے، اور حج کا احرام باندھنا بھی ان مہینوں سے پہلے مکروہِ تحریمی ہے؛ اس لئے شوال کا مہینہ شروع ہونے کے بعد ہی حج کے اعمال کا آغاز کرنا چاہئے۔ **وأما الميقات الزماني فأشهر الحج، وهي: شوال وذو القعدة وعشر من ذي الحجة كما روى عن العبادلة الثلاثة.** (غنية الناسك ٤٩، درمختار زکریا ٣/٤٧٤) **وفائدة التوقيت بها ابتداءً أنه لو فعل شيئاً من أفعال الحج قبلها لا يجزيه.** (غنية الناسك ٤٩، درمختار ٣/٤٧٤، ومثله في الهندية ١/٢١٦، تاتارخانية ٣/٤٨٦) **وحتى لو أحرم به قبلها يكره تحريماً مطلقاً.** (غنية الناسك ٤٩، درمختار زکریا ٣/٤٧٤)

میقاتِ مکانی

جس طرح مناسک حج کی ادائیگی کے لئے وقت متعین ہے اسی طرح جگہیں بھی متعین ہیں جن کو ''میقاتِ مکانی'' کہا جاتا ہے، اس اعتبار سے ساری دنیا درج ذیل تین حصوں میں بٹی ہوئی ہے: **وأما الميقات المكاني فيختلف باختلاف الناس فإنهم في حق المواقيت أصناف ثلاثة: أهل الآفاق وأهل الحل وأهل الحرم.** (غنية الناسك ٥٠، تاتارخانية ٣/٥٥٠، شامی زکریا ٣/٤٧٨، بدائع الصنائع ٢/٣٧١)

(۱) **حرم:** یہ بیت اللہ شریف کے اردگرد کا مخصوص علاقہ ہے، جس کی تعیین سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی نشان دہی پر کی تھی، اور اس کے نشانات حکومت کی طرف سے نصب ہیں۔ اس کی مشہور حدود درج ذیل ہیں:

(۱) تنعیم: یہ طریق المدینۃ المنورہ پر واقع ہے، یہاں اس وقت شاندار ''مسجد عائشہ'' بنی ہوئی ہے، یہ جگہ حرم مکی سے ساڑھے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(۲) نخلہ: یہ طائف اور مکہ کے درمیان حرم مکی سے ۱۳ رکلومیٹر دور ہے۔

(۳) اضاۃ لبن: اسے عکیشیہ بھی کہاجاتا ہے، اس کا فاصلہ مسجد حرام سے ۱۶ رکلومیٹر ہے۔

(۴) جعرانہ: یہ بھی طائف کی جانب واقع ہے، اور مسجد حرام سے ۲۲ رکلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(۵) حدیبیہ: جسے شمیسیہ بھی کہاجاتا ہے، اس کا فاصلہ بھی ۲۲ رکلومیٹر ہے۔

(۶) جبل عرفات: اس کو ذات السلیم بھی کہتے ہیں، اس جانب کا فاصلہ بھی ۲۲ رکلومیٹر ہے۔ (اطلس السیر ۃ النبو یہ/ شوقی ابوالخلیل ۲۵۳)

ان حدود کے اندر رہنے والے کو اہل حرم یا مکی کہاجاتا ہے۔ **وعلى الحرم علامات منصوبة في جميع جوانبه نصبها ابراهيم الخليل عليه الصلاة والسلام وكان جبرئيل عليه السلام يريه مواضعها.** (شامی زكريا ٤٨٥/٣، غنية الناسك ٥٩)

(۲) **حِلّ**: یہ حرم اور خارجی میقات کا درمیانی حصہ ہے، یہاں کے رہنے والوں کو اہل حل یا حلی کہاجاتا ہے، اور ان کے لئے بلا احرام حدود حرم میں جانے کی فی الجملہ اجازت ہے۔ (جب کہ حج یا عمرہ کا قصد نہ ہو) **وهم أهل داخل المواقيت الى الحرم، والمراد بالداخل غير الخارج الخ، وحل لهم دخول مكة بلا إحرام ما لم يردوا نسكاً.** (غنية الناسك ٥٥، ومثله في الدر المختار مع الشامي زكريا ٤٨٣/٣، تاتارخانية ٥٥١/٣، هندية ٢٢١/١)

(۳) **آفاق**: یہ دنیا کا وہ تمام علاقہ ہے جو میقات سے باہر ہے، یہاں کے رہنے والوں کو ''آفاقی'' کہاجاتا ہے، اور ان کے لئے احرام کے بغیر میقات سے گذرنا ممنوع ہے۔ (جب کہ ان کا حدودِ حرم میں جانے کا ارادہ ہو) **ولا يجوز للآفاقي ان يدخل مكة بغير إحرام نوى النسك اولا.** (هندية ٢٢١/١، ومثله في الدر المختار مع الشامي زكريا ٤٨٢/٣، تاتارخانية ٥٥١/٣)

اہل آفاق کی میقات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ میقاتوں کا تعین ثابت ہے:

(۱) **ذوالحليفه**: یہ اہل مدینہ اور وہاں سے گذرنے والوں کے لئے میقات ہے، یہ مدینہ منورہ سے طریق ہجرت پر چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، یہاں ایک شاندار ''مسجد میقات'' بنی ہوئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں یہیں سے احرام باندھا تھا۔ اس مقام سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ ۴۱۰ رکلومیٹر ہے۔

(۲) **جُحفه**: جو لوگ مصر وشام سے تبوک ہوتے ہوئے مکہ کا سفر کریں، ان کے لئے ''جُحفہ'' میقات ہے۔ آج کل یہ جگہ متعین نہیں ہے؛ اس لئے اس کے قریب ''رابغ'' نامی ساحلی قصبہ سے احرام باندھا جاتا ہے، جو طریق بدر پر واقع ہے، اس جگہ سے مکہ معظّمہ کی مسافت ۱۸۷ رکلومیٹر ہے۔

(۳) **قرن المنازل**: نجد سے آنے والے لوگوں کے لئے ''قرن المنازل'' میقات ہے، اس مقام کو آج

کل ’’السیل‘‘ کہا جاتا ہے، یہاں سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ تقریباً ۸۰؍کلومیٹر ہے۔

(۴) **یلملم**: یہ اہل یمن کے لئے میقات ہے، اس کو آج کل ’’سعدیہ‘‘ کہا جاتا ہے، یہاں سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ ۱۲۰؍کلومیٹر یا اس سے کچھ زائد ہے۔

(۵) **ذات العرق**: یہ عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے، امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اہل عراق کے سوال کے جواب میں اس کے میقات ہونے کی صراحت فرمائی تھی۔ یہاں سے مکہ معظّمہ کی مسافت ۹۰؍کلومیٹر ہے۔

نیز بعض روایات میں ’’وادیٔ عقیق‘‘ نام کی میقات کا بھی ذکر ہے، جو مدائن کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات قرار دی گئی، یہ جگہ ’’ذاتِ عرق‘‘ کے قریب ہے۔

اس کے علاوہ جو لوگ جس جانب سے بھی حرم کے لئے آئیں گے، ان کو مذکورہ مواقیت کی سیدھ سے گذرنے سے پہلے احرام باندھنا لازم ہوگا، خواہ وہ خشکی پر سفر کر رہے ہوں یا ہوائی جہاز سے سفر ہو رہا ہو۔

عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه قال: وقت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لأهل المدینة ذا الحلیفة و لأهل الشام الجحفة ولأهل نجد قرن المنازل ولأهل الیمن یلملم، فهن لهن و لمن أتی علیهن من غیرهن لمن کان یرید الحج والعمرة فمن کان دونهن فمهله من أهله و کذٰلک حتی أهل مکة یهلون منها. (بخاری شریف ۱/ ۲۰٦ وغیره)

اخبرني أبو الزبیر أنه سمع جابر بن عبد اللّٰه رضی اللّٰه عنه یسئل عن المهل فقال: احسبه رفع الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال: مهل أهل المدینة من ذی الحلیفة و الطریق الاٰخر الجحفة و مهل أهل العراق من ذات عرق و مهل أهل نجد من قرن و مهل أهل الیمن من یلملم. (مسلم شریف ۱/ ۳۷۵، نخب الافکار ٦/ ۳٦)

عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وقت لأهل الشرق العقیق. (ترمذی شریف ۱/ ۱۷۱، انوار مناسك حاشیه ۲٤۱)

عن انس بن مالک رضی اللّٰه عنه أنه سمع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وقت لأهل المدائن العقیق ولأهل البصرة ذات عرق و لأهل المدینة ذا الحلیفة و لأهل الشام الجحفة. (الطبرانی فی المعجم الکبیر حدیث: ۷۲۱، نخب الافکار ۳۸، حاشیه انوار مناسك ۲٤۱)

قال العینی فی نخب الأفکار: فإن الاٰثار اختلفت فیمن وقّت لأهل العراق ذات عرق، ففی بعضها أن عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه هو الذی وقت ذٰلک إذ العراق فتح فی زمانه، والصحیح الذی علیه الاثبات أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم هو الذی وقته. وفی صحیح البخاری: أن عمر رضی اللّٰه عنه وقته ورجحه بعض أهل العلم بما ذکرناه

مـن أنها فتحت في زمانه وأنها كانت في حياة النبي صلى الله عليه وسلم ذات كفر، وهٰذا الاحتـجاج باطل لأن الشام كانت حينئذٍ دار كفر أيضاً باجماع النقلة. (نخب الافكار طبع: الوقف الخير المدني ديوبند ٣٠/٦، وانظر: الدر المختار زكريا ٤٧٨/٣، هندية ٢٢١/١، تاتارخانية ٥٥٩/٣)

''جدہ'' کی حیثیت کیا ہے؟

اس وقت سعودی عرب میں عازمین حج کی آمد کا سب سے بڑا مرکزشہر ''جدہ'' ہے، جو بحر احمر کے ساحل پر آباد ہے، یہاں نہایت عظیم الشان وسیع وعریض ایئر پورٹ ہے، اور دنیا کی اہم ترین بندرگاہ ہے۔ جدہ سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ تقریباً ۸۰؍کلومیٹر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جدہ حج وعمرہ کے مسائل میں ''حل'' میں ہے یا ''آفاق'' میں؟ اگر ''حل'' میں ہے تو یہ میقات کے اندر ہے یا بجائے خود میقات ہے؟ چوں کہ اس موضوع پر علماء نے بہت زیادہ بحثیں کی ہیں؛ اس لئے تمام مباحث وجزئیات سامنے رکھ کر راقم الحروف نے جو سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص آفاق سے ایسے راستہ سے جدہ پہنچے کہ اس کا گذر کسی عین میقات سے نہ ہو، مثلاً مصر اور سوڈان سے بحری راستہ سے آنے والے لوگ، یا افریقہ اور مغرب وغیرہ سے ہوائی راستہ سے آنے والے حجاج، تو ان کے لئے جدہ اکثر علماء کے نزدیک میقات کے حکم میں ہے؛ لہٰذا وہ جدہ آکر احرام باندھ سکتے ہیں، پہلے سے احرام باندھنا ان پر لازم نہیں ہے؛ لیکن جو حضرات مذکورہ پانچ متعینہ مواقیت میں سے کسی عین میقات سے گذر کر آئیں، مثلاً مدینہ منورہ سے طریق الہجرۃ سے مکہ معظّمہ جانے والا شخص یقیناً ''ذوالحلیفہ'' سے گذرے گا، جو متعین میقات ہے، اب اگر وہ ذوالحلیفہ سے احرام نہ باندھے؛ بلکہ جدہ آکر احرام باندھے تو اس کے لئے جدہ میقات نہیں ہے؛ کیوں کہ فقہاء کا اصول ہے کہ: ''عین میقات سے گذرنے والے کے لئے بعد میں محاذات سے گذرنے کا کوئی اعتبار نہیں''، اور جدہ عین میقات نہیں؛ بلکہ محاذات یا مسافت کے اعتبار سے میقات کے حکم میں ہے؛ اس لئے مدینہ سے خشکی کے راستہ سے آنے والے شخص کے لئے جدہ تک احرام کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہوگا، لہٰذا اگر وہ جدہ سے احرام باندھے گا تو مذکورہ اصول کے مطابق اس پر دمِ جنایت واجب ہونا چاہئے؛ البتہ مدینہ منورہ سے بذریعہ ہوائی جہاز جدہ آنے والے شخص کا گذر عین میقات ذوالحلیفہ سے نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ ''ذوالحلیفہ'' کی محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتا ہے؛ لہٰذا ایسی صورت میں اگرچہ اولیٰ یہی ہے کہ پہلی محاذات سے قبل احرام باندھ لیا جائے؛ لیکن دوسری محاذات تک مؤخر کرنے کی بھی گنجائش ہے؛ لہٰذا مدینہ منورہ سے ہوائی سفر کر کے جدہ آکر احرام باندھنے کی گنجائش ہوگی۔

ہندو پاک اور دیگر مشرقی علاقوں سے جو ہوائی جہاز جدہ جاتے ہیں، ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ''قرن المنازل'' کی عین میقات سے گذرتے ہیں؛ لہٰذا مذکورہ اصول کے تحت ہوائی سفر کرنے والے حجاج کے لئے ''قرن المنازل'' کی میقات سے قبل احرام باندھنا لازم ہے، اور جدہ تک احرام کو مؤخر

کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر یہ تحقیق ہو جائے کہ جہاز کا گذر عین ''قرن المنازل'' سے نہیں ہوا؛ بلکہ اس کی محاذات سے ہوا ہے، تو ایسے لوگوں کے لئے جدہ جا کر بھی احرام باندھنے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جدہ کلی طور پر مطلق میقات نہیں ہے؛ بلکہ اسے محاذات یا مسافت کے اعتبار سے ہی میقات کے حکم میں رکھا گیا ہے۔ (راقم الحروف نے اس موضوع پر مفتی مدینہ منورہ حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ سے ایک طویل گفتگو کی تھی، موصوف کی رائے بھی یہی تھی کہ جو شخص کسی عین میقات سے گذر کر آیا ہو اس کے لئے کوئی بھی محاذاتی جگہ بشمول جدہ میقات نہیں بن سکتی، اسے کسی نہ کسی عین میقات پر واپس جانا پڑے گا) واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولو لم يمر بها تحرى وأحرم إذا حاذى أحدها وأبعدها أفضل (درمختار) وقال الشامي: كذا في الفتح، ومفاده أن وجوب الاحرام بالمحاذاة إنما يعتبر عند عدم المرور على المواقيت، اما لو مر عليها فلا يجوز له مجاوزة اٰخر ما يمر عليه منها، وإن كان يحاذي بعده ميقاتاً اٰخر. (رد المحتار بيروت ٤٢٦/٣، ومثله في الهندية ٢٢١/١، البحر الرائق زكريا ٥٥٧/٢)

تنبيه: فلو مر بميقات ومحاذاة الثاني لا تعتبر المحاذاة. (غنية الناسك ٥٣) **تنبيه: فلو كان يمر بواحد منها عيناً فلا تعتبر المحاذاة بعده.** (غنية الناسك ٥٤) **وإن لم يعلم المحاذاة فعلى مرحلتين عرفيتين من مكة كجدة من طرف البحر، فإنها على مرحلتين عرفيتين من مكة وثلاث مراحل شرعية.** (غنية الناسك ٥٤، ومثله في الهندية ٢٢١/١، فتح القدير ٤٢٦/٢، البحر الرائق زكريا ٥٥٧/٢)

نوٹ: شہر ''جدہ'' جحفہ (رابغ) اور ''یلملم'' کے درمیان واقع ہے، اب اگر نقشہ کے اعتبار سے جحفہ سے یلملم تک لکیر کھینچی جائے تو یہ لکیر مقام ''بحرہ'' سے گذرتی ہے جو جدہ سے کچھ فاصلہ پر مکہ معظّمہ کے راستہ پر واقع ہے، اس اعتبار سے جدہ ''حل'' سے باہر ہو جاتا ہے، جیسا کہ ''زبدۃ المناسک'' میں حضرت مولانا شیر محمد صاحب سندھیؒ نے ایک نقشہ بنا کر اس کی وضاحت فرمائی ہے؛ لیکن بہت سے جزئیات سے یہ واضح ہے کہ فقہاء نے جدہ کو ''حل'' کے اندر شمار فرمایا ہے، اور آج تک لوگوں کا عمل بھی اسی پر ہے کہ جدہ کو حل میں داخل سمجھتے ہیں، اور جدہ کے لوگ بے تکلف احرام کے بغیر مکہ معظّمہ آتے جاتے ہیں، اس لئے جدہ کو اقرب المواقیت یعنی ''قرن المنازل'' کے بقدر مسافت (۸۰/کلومیٹر) پر واقع ہونے کے اعتبار سے حل میں داخل ماننا چاہئے، جو آفاق والوں کے لئے بحکم میقات ہے۔ (مرتب)

أما لو قصد موضعاً من الحل كخليص وجدة حل له مجاوزته بلا احرام. (درمختار بيروت ٤٢٧/٣، درمختار زكريا ٤٨٢/٣، الدر المنتقى ٣٩٣/١) **ومما يجب التيقظ له سكان جدة الخ، وأهل الاودية القريبة من مكة غالباً يأتون في سادس أو سابع ذي الحجة بلا احرام**

ویحرمون للحج من مکة فعلیهم دم المجاوزة لکن بعد توجههم إلی عرفات ینبغی سقوطه عنهم بوصولهم إلی أول الحل ملبیین. (غنیة الناسك ٥٧، ومثله فی منحة الخالق زکریا ٥٥٩/٢، شامی زکریا ٤٨٤/٣) [اہل علم حضرات ''جدہ'' کے متعلق مزید مباحث کے لئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ فرماسکتے ہیں: (۱) زبدۃ المناسک، مؤلفہ: مولانا شیر محمد سندھی ۵۵ تا ۶۴۔ (۲) احسن الفتاویٰ، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ ۵٦٦ تا ۵۷۴۔ (۳) انوار مناسک، مؤلفہ: مولانا مفتی شبیر احمد صاحب، ۲۴۴ تا ۲۴۷۔ (۴) فتاویٰ محمودیہ جدید مطبوعہ ڈابھیل، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ۳۷۵ تا ۳۷۹، اس کے حاشیہ میں بھی اچھی بحث ہے۔(مرتب)]

اہل حل کی میقات

جولوگ حل میں رہتے ہیں وہ اگر حج وعمرہ کا ارادہ کریں تو ان کے لئے پورا علاقۂ حل میقات ہے؛ البتہ اپنی جائے سکونت سے احرام باندھنا ان کے لئے افضل ہے۔ **وأما میقات أهل الحل الخ، فالحل للحج والعمرة واحرامهم من دویرة أهلهم أفضل.** (غنیة الناسك ٥٥، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ٤٨٤/٣، البحر الرائق زکریا ٥٥٩/٢، تبیین الحقائق ٢٤٨/٢)

اہل حرم کی میقات

اہل حرم اگر حج کا ارادہ کریں تو پورا دائرۂ حرم ان کے لئے میقات ہے، اور اگر عمرہ کا ارادہ کریں تو حدودِ حل مثلاً تنعیم وغیرہ میں جا کر احرام باندھنا ضروری ہوگا۔ **وأما میقات أهل الحرم الخ فالحرم للحج فیحرمون من دورهم ومن المسجد أفضل، وجاز تاخیره إلی اٰخر الحرم والحل للعمرة والأفضل احرامهما من التنعیم من معتمر عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها.** (غنیة الناسك ٥٧-٥٨، درمختار زکریا ٤٨٤/٣، البحر الرائق زکریا ٥٦٠/٢، تبیین الحقائق ٢٤٨/٢)

نوٹ: جوحجاج حج تمتع کا عمرہ کرنے کے بعد مکہ معظّمہ میں مقیم رہتے ہیں، وہ اہل حرم کے حکم میں ہیں؛ لہٰذا وہ حج کا احرام اپنے کمروں سے باندھیں گے، اور مسجد حرام میں جا کر احرام کی نیت کریں تو فضیلت زیادہ ہوگی۔ **وکذٰلک أی مثل حکم أهل الحرم کل من دخل الحرم من غیر العلة وإن لم ینو الاقامة به کالمفرد بالعمرة والمتمتع أی من أهل الاٰفاق.** (مناسك کبیر ٨٣، شامی زکریا ٤٨٤/٣، البحر الرائق زکریا ٣١٩/٢)

میقات کی حکمت

شاہی دربار میں حاضری کے کچھ آداب اور ضوابط ہوتے ہیں، اسی اعتبار سے احکم الحاکمین رب

العالمین کے دربار میں حاضری کے آداب بھی مقرر ہیں۔ میقات کی پابندیاں اسی قبیل سے ہیں کہ جو شخص باہر سے دربارِ خداوندی میں حاضری کے ارادہ سے اندر آئے، اس کے لئے میقات پر پہنچتے ہی احرام کی پابندی لازم ہے، اور احرام کی حالت کمال عاجزی کی حالت ہے، جس میں آدمی اپنی سب شان وشوکت کو اتار کر ایک عاجز بندے کی شکل میں ننگے سر اور کھلے پاؤں حاضر ہوتا ہے، اس حکم میں امیر غریب، بادشاہ یا رعایا میں کوئی فرق نہیں ہے، اس عالی دربار میں سب کو یکساں انداز میں حاضر ہونے کا حکم ہے۔ **ولأن هٰذه بقعة شريفة لها قدر وخطر عند الله تعالىٰ، فالدخول فيها يقتضى التزام عبادة اظهاراً لشرفها على سائر البقاع.** (بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۳۷۱)

ذیل میں میقات سے گذرنے سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جاتے ہیں:

میقات سے احرام باندھے بغیر گذر جانا

میقات سے باہر رہنے والا مکلّف مسلمان اگر مکہ (یا حدودِ حرم) کے لئے عازم سفر ہو خواہ یہ سفر کسی بھی مقصد سے ہو، اور وہ میقات سے احرام باندھے بغیر گذر جائے تو اس پر حج یا عمرہ کی ادائیگی اور احرام باندھنے کے لئے میقات کی طرف لوٹنا واجب ہے، اگر نہ لوٹے تو گنہگار ہوگا اور دم بھی لازم ہوگا۔ **افاقی مسلم مکلف أراد دخول مكة أو الحرم ولو لتجارة أو سياحة وجاوز اٰخر مواقيتهٖ غير محرم ثم أحرم أو لم يحرم اثم ولزمه دم وعليه العود إلى ميقاته الذى جاوزه الخ.** (غنية الناسك ٦٠، ومثله فى الهندية ١/ ٢٥٣) **ومن دخل أى من أهل الاٰفاق مكة أو الحرم بغير إحرام فعليه أحد النسكين أى من الحج والعمرة، وكذا عليه دم المجاوزة أو العود.** (مناسك ملا علی قاریؒ ٨٧، ومثله فى البحر العميق ٣/ ٦١٨، درمختار ٣/ ٦٢٦، تاتارخانية ٣/ ٥٥٢)

حائضہ عورت بلا احرام حدودِ حرم میں پہنچ گئی

اگر کوئی حائضہ عورت میقات سے احرام باندھے بغیر گذر کر مکہ معظّمہ پہنچ گئی تو اس پر لازم ہے کہ وہ کسی میقات پر جا کر عمرہ یا حج کا احرام باندھے، اگر مکہ سے احرام باندھے گی تو دم واجب ہو جائے گا۔ **فان جاوز الأفاقى الموضع الذى يجب عليه الاحرام فيه غير محرم**

اثم، ولزمه أن يعود إليه ويحرم منه. (البحر العميق ۶۱۹/۱، مناسك ملا علی قاری ۸۴، معلم الحجاج ۹۴-۹۵)

حائضہ عورت کا مکہ معظّمہ پہنچ کر پاکی سے قبل مدینہ منورہ کا نظام ہوتو کیا کرے؟

اگر عورت ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت حائضہ ہو اور اس کے قافلہ کا مکہ معظّمہ پہنچ کر دو دن کے بعد مدینہ منورہ جانا طے ہو، تو اس پر لازم ہے کہ میقات پر اسی حالت میں احرام باندھ لے اور مکہ معظّمہ پہنچ کر پاک ہونے تک مدینہ کا سفر مؤخر کرانے کی کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ملے تو اسی احرام کی حالت میں مدینہ منورہ چلی جائے، اور وہاں بھی مسلسل احرام میں رہے اور ممنوعاتِ احرام سے بچتی رہے، پھر پاک ہونے کے بعد واپس آ کر عمرہ کرے۔ **مستفاد: ولا يجب لتأخير طواف العمرة، ولا لتأخير سعيها، ولا لتأخير الحلق شيءٌ؛ لأن وقت العمرة واسع في جميع السنة.** (البحر العميق ۲۰۵۷/۴)

نــــوٹ : اور اگر وہ میقات سے احرام کے بغیر آگے چلی جائے گی تو گنہگار ہوگی اور اس پر دم لازم ہوجائے گا، اور کسی میقات پر واپس جا کر عمرہ کا احرام باندھ کر آنا واجب ہوگا، پھر جب وہ مدینہ منورہ جا کر احرام باندھ کر آئے گی تو دم ساقط ہوجائے گا، اور اس پر بہرحال توبہ واستغفار ضروری ہوگا۔ **آفاقي مسلم مكلف أراد دخول مكة ......، وجاوز آخر ميقاته غير محرم ثم أحرم أو لم يحرم أثم ولزمه دم وعليه العود إلى ميقاته الذي جاوزه أو إلى غيره أقرب أو أبعد الخ، وكذا إن عاد من عامه ذٰلك فأحرم بغيره سقط عندنا.** (غنية الناسك ۶۰)

دوسری میقات تک احرام کو مؤخر کرنا

اگر کسی کے راستہ میں دو متعین میقاتیں پڑتی ہوں، تو افضل تو یہی ہے کہ پہلی میقات سے احرام باندھے؛ لیکن دوسری میقات سے بھی احرام باندھنے کی گنجائش ہے، مثلاً مدینہ منورہ سے براہِ

بدر مکہ معظّمہ جانے والا شخص اگر ذوالحلیفہ کے بجائے جحفہ (رابغ) سے احرام باندھے تو اس پر کوئی دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔ **والـمـدنـی و مـن بـمعناه إن جاوز وقته أی تجاوز عن ميقاته الـمعروف بذی الحليفة غير محرم ...... إلى الجحفة كره وفاقاً.** (مناسك كبير ۸۱، و مثله فی الدر المختار زكريا ۴۸۰/۳، البحر الرائق زكريا ۵۵٦/۲، هندية ۲۵۳/۱)

میقات سے آگے احرام باندھ لیا

جو آفاقی شخص حدودِ حرم میں بغیر احرام باندھے داخل ہوجائے اور میقات پر واپس آئے بغیر احرام باندھ لے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو اس کو تو دوہرا گناہ ہوگا۔ (ایک میقات سے بلا احرام گذرنے کا اور دوسرے میقات کے بغیر احرام باندھنے کا) **فـإن لم يعد و لا عذر له اثم اخـرىٰ لتـركـهٖ العود الواجب.** (غـنية الـنـاسك ٦٠، و مثـلـه فـی التاتارخانية ۵۵۲/۳، هندية ۲۵۳/۱، درمختار زكريا ٦۲۱/۳)

کسی عذر کی وجہ سے میقات پر واپس نہ آسکا

آفاقی شخص حدودِ حرم میں احرام باندھے بغیر داخل ہوگیا اور کسی عذر مثلاً وقت تنگ پڑنے یا رفقاءِ سفر سے بچھڑ جانے کا خوف ہونے کی وجہ سے میقات تک واپس آئے بغیر احرام باندھ لیا تو اس پر صرف میقات سے بلا احرام گذرنے کا گناہ ہوگا، واپس نہ لوٹنے کا گناہ نہ ہوگا؛ لیکن میقات سے احرام نہ باندھنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ **عـن ابـن عبـاس رضی اللّٰـه عـنـه قال: إذا جاوز الوقت فلم يحرم حتى دخل مكة رجع إلى الوقت فأحرم وإن خشـی إن رجـع إلـى الـوقـت فـانه يحرم ويهريق لذلک دماً.** (فتح الـقدير ۴۳۳/۲، بيروت ۴۲٦/۲) **فـإن كـان لـه عـذر كـخـوف الـطريق، أو الانقطاع عن الـرفـقة، أو ضيـق الـوقت أو مرض شاق ونحو ذٰلک فاحرم من موضعه ولم يعد إليه لم يأثم بترک العود وعليه الاثم والدم بالاتفاق.** (غنية الناسك ٦٠، البحر العميق ٦۱۹/۳، الدر المختار ٦۲۲/۳، هندية ۲۵۳/۱)

نوٹ : یہ صورت سعودی عرب میں ملازمت پیشہ غیرملکی عازمین حج کے ساتھ عموماً پیش آتی ہے کہ وہ حکومتی گرفت سے بچنے کے لئے ریاض یا دمام وغیرہ سے احرام کی نیت کئے بغیر مکہ معظّمہ میں داخل ہوجاتے ہیں ،اور پھران کے لئے کسی میقات کی طرف واپس جانا اور وہاں سے احرام باندھنا سخت مشکل ہوتا ہے، تو ایسے لوگوں پر مکہ معظّمہ سے حج کا احرام باندھنے کا حکم ہوگا، اور ایک دم دینا ضروری ہوگا، جیسا کہ عبارت بالا سے واضح ہے؛ البتہ اگر ایسے لوگ میقات سے گذرتے ہوئے سلے ہوئے کپڑے پہنے پہنے احرام کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ لیں اور مکہ معظّمہ پہنچ کر کپڑے اتار کر احرام پہن لیں، تو ان کا احرام صحیح ہوجائے گا اور کچھ دیر (۱۲ر گھنٹے سے کم) احرام کی خلاف ورزی کی وجہ سے صدقہ واجب ہوگا۔ **وکذا لا یشترط ای لصحة الاحرام هیئة ای صورية ولا حالة فلو احرم لابساً المخيط او مجامعاً انعقد فی الاول صحيحاً ای ويجب عليه دم ان دام لبسه يوماً والا فصدقة.** (مناسك علی قاریؒ ٩٤، ومثله فی الدر المختار ٥٧٧/٣، هداية ٢٤٥/١، هندية ٢٤٢/١)

مناسک شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا

اگر میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھا مگر افعال حج یا عمرہ مثلاً طواف شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا اور میقات پر آ کر تلبیہ پڑھ لیا تو اس سے دم اور گناہ دونوں ساقط ہوجائیں گے۔ **فإن عاد قبل أن يشرع فی نسک ولبّی عند الميقات يعنی داخله فشمل ما إذا لبّی خارجه بعد ما جاوزه ثم رجع ومر به ساكتاً سقط الاثم والدم عندنا.** (غنية الناسك ٦٠، ومثله فی البدائع ٢٧٣/٢، هندية ٢٥٣/١، تاتارخانية ٥٥٢/٣)

افعالِ حج شروع کرنے کے بعد لوٹا

اگر میقات سے آگے بڑھنے کے بعد احرام باندھا اور افعالِ حج میں سے کچھ مثلاً طواف کا ایک چکر وغیرہ شروع کرنے کے بعد میقات پر آ کر تلبیہ وغیرہ پڑھا تو اس سے نہ تو دم ساقط ہوگا اور

نہ ہی گناہ۔ **وإن عاد بعد ما طاف شوطاً أو وقف بعرفة أو استلم الحجر وقطع التلبية وكان محرماً بالعمرة لا يسقط بالاتفاق.** (غنية الناسك ٦٠، ومثله فی التاتارخانية ٥٥٢/٣، هداية ٣٠٩/١، مجمع الانهر ٤٤٨/١)

اعادۂ طوافِ زیارت کے لئے میقات کے باہر سے آنے پر احرام لازم ہے

اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں طوافِ زیارت کر کے آفاق میں چلی گئی، تو اس پر بدنہ کی قربانی کے ساتھ ساتھ پاک ہوکر طوافِ زیارت کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا (تاہم اعادۂ طواف کے بعد اس کے اوپر سے بدنہ ساقط ہو جائے گا)

اور اس طواف کے اعادہ کے لئے اسے میقات سے نیا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے؛ اس لئے کہ سابقہ ناپاکی کا طواف شرعاً معتبر ہو چکا ہے اور احرام کلی طور پر کھل چکا ہے؛ لہٰذا اب بلا احرام آنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (پس اگر بلا احرام میقات سے آئی تو راجح قول کے مطابق حسبِ ضابطہ اس پر دم واجب ہوگا) **ولو طاف للزيارة جنباً أو حائضاً أو نفساء كله أو أكثره فعليه بدنة وعليه أن يعيده طاهراً حتماً، ولو رجع إلى أهله وجب عليه العود لاعادته ثم ان جاوز الوقت أي الميقات يعود باحرام جديد.** (مناسك ملا علی قاری ٣٤٤، البحر العميق ١١٢٣/٢)

مکۃ المکرّمہ میں احرام کے بغیر بار بار داخل ہونا

آفاقی شخص مکۃ المکرّمہ یا حدودِ حرم میں احرام کے بغیر داخل ہو تو حنفیہ کے نزدیک جتنی بار داخل ہوگا ہر مرتبہ کے بدلہ ایک حج یا ایک عمرہ کرنا اس پر لازم ہوگا، اور ہر مرتبہ الگ دم بھی واجب ہوگا۔ **ولو دخلها مراراً بلا احرام فعليه لكل دخول حج أو عمرة.** (غنية الناسك ٦٢، هندية ٢٥٣/١، تاتارخانية ٥٥٢/٣، البحر العميق ٦٢٣/٣) **وكذا لكل دخول دم مجاوزة.** (مناسك كبير ٨٨)

کاروباری حضرات اور ڈرائیوروں وغیرہ کے لئے گنجائش

ایسے ٹیکسی ڈرائیور جنہیں بار بار آفاق سے حدودِ حرم میں جانا پڑتا ہے، یا وہ کاروباری لوگ جنہیں وقفہ وقفہ سے بار بار مکہ مکرمہ آنے جانے کی ضرورت پیش آتی ہے اگر انہیں ہر مرتبہ احرام باندھنے اور عمرہ کرنے کا حکم دیا جائے تو بڑی مشقت پیش آئے گی جس کا تحمل دشوار ہوگا، اس لئے ایسے حضرات کے لئے گنجائش ہے کہ وہ مذہب شافعی وغیرہ پر عمل کرتے ہوئے ہر مرتبہ مکہ معظّمہ آتے وقت احرام نہ باندھیں؛ البتہ جب عمرہ یا حج کے ارادہ سے آئیں تو احرام باندھنا ہوگا۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال: لا یدخل مکة أحد بغیر احرام إلا الحطا بون والعمالون وأصحاب منافعهما.** (مصنف ابن ابی شیبة ۲۲۷/۸) **قال الشیخ محمد زکریا الکاندهلویؒ نقلاً عن الامام موفق ابن قدامة: القسم الثانی من یرید دخول الحرم اما الی مکة او غیرها فهم علی ثلاثة اضربٍ: احدها من یدخلها لقتال مباح او من خوف او لحاجة متکررة کالحشاش والحطاب وناقل المیرة، ومن کانت له ضیعة یتکرر دخوله وخروجه الیها فهؤلاء لا احرام علیهم الخ، وبهٰذا قال الشافعیؒ، وقال ابوحنیفةؒ لا یجوز لاحد دخول الحرم بغیر احرام الامن کان دون المیقات.** (اوجز المسالک قدیم ۷۳۱/۳، انوار مناسک ۲۵۱، وغیرہ)

بچہ میقات سے گذرنے کے بعد بالغ ہوا

نابالغ آفاقی بچہ میقات سے احرام باندھے بغیر گذر گیا، پھر آگے جاکر بالغ ہوگیا تو اسے میقات پر واپس جانا ضروری نہیں؛ بلکہ وہ بالغ ہونے کی جگہ سے احرام باندھ کر حج فرض وعمرہ ادا کرسکتا ہے، اس پر کوئی دم وغیرہ بھی واجب نہیں ہے۔ **ولو جاوزه کافر فاسلم او صبی فبلغ أو مجنون فافاق ثم احرم من حیث هو ولو من مکة اجزاه عن حجة الاسلام ولم یکن علیه دم بمجاوزة المیقات بغیر احرام.** (غنیة الناسک ٦١، ومثله فی التاتارخانیة ٤٨٦/٣، هندیة ٢٥٣/١، البحرالرائق زکریا ٥٠/٣)

مجنون میقات سے احرام کے بغیر گذر گیا پھر افاقہ ہوگیا

آفاقی مجنون میقات سے احرام باندھے بغیر گذر گیا پھر اس کو افاقہ ہوگیا اور اس نے میقات پر واپس آئے بغیر احرام باندھ لیا تو یہ احرام اس کے حج فرض یا عمرہ کے لئے کافی ہوجائے گا اور اس کو کوئی گناہ بھی نہیں ہوگا۔ **او مجنون فافاق ثم احرم من حيث هو ولو من مكة اجزأه عن حجة الاسلام ولم يكن عليه دم بمجاوزة الميقات بغير احرام لانه لم يكن من اهل الحج ولا من اهل الاحرام عند المجاوزة.** (غنية الناسك ٦١-٦٢)

اہل مکہ کا حل میں جانا آنا

اہل مکہ اگر حدودِ حل میں آئے جائیں تو ان پر احرام باندھنے کا لزوم نہیں ہے؛ لیکن اگر عمرہ کا ارادہ ہو تو حل سے احرام باندھ کر آئیں گے۔ **المكى اذا خرج الى الحل لحاجة له ان يدخل المكة بلا احرام.** (غنية الناسك ٦٤-٦٥، و مثله فى الهندية ١/٢٢١، درمختار مع الشامى زكريا ٣/٤٨٤)

اہل مکہ کا آفاق میں جا کر واپس آنا

اگر کوئی مکی شخص کسی ضرورت سے آفاق میں جائے تو واپسی کے وقت اسے بھی احرام باندھ کر واپس آنا ہوگا۔ **المكى اذا خرج منها وجاوز الميقات لا يحل له العود بلا احرام.** (شامى زكريا ٣/٤٨٤، غنية الناسك ٦٥)

اہل حل کا آفاق میں جا کر اپنے وطن واپس آنا

حل میں رہنے والا شخص اگر آفاق میں چلا جائے تو اس کے لئے اپنے جائے قیام واپسی کے وقت احرام باندھنا لازم نہیں ہے؛ البتہ اگر حدودِ حرم میں جانے کا ارادہ ہو تو احرام باندھنا ہوگا۔ **مستفاد: اما لو قصد موضعاً من الحل كخليص و جده حل له مجاوزته بلا احرام.** (الدر المنتقى ١/٣٩٣، درمختار زكريا ٣/٤٨٢)

آفاقی کا حدودِ حل میں جانا

اگر آفاقی شخص حدود حل میں جانے کا ارادہ کرے تو اس پر احرام باندھنا لازم نہیں ہے، مثلاً ہندوستان کا کوئی شخص اپنی ضرورت سے جدہ جانا چاہتا ہے تو اس کے لئے احرام باندھ کر جانے کا حکم نہیں ہے۔ **اما لو قصد موضعاً من الحل کخلیص و جدہ حل له مجاوزته بلا احرام.** (درمختار ۴۸۲/۳، ومثله فی البحر الرائق کراچی ۴۹/۳، الدر المنتقی ۳۹۳/۱)

نــــوٹ : اگر آفاقی شخص اپنے کسی کام سے جدہ گیا پھر وہاں جا کر ارادہ ہوا کہ مکہ معظّمہ بھی حاضری دے دیں تو اس کے لئے احرام باندھ کر مکہ جانا لازم نہیں؛ بلکہ بلااحرام جا سکتا ہے؛ لیکن اگر عمرہ یا حج کا ارادہ ہو تو احرام باندھنا ہوگا۔ **ومن جاوز وقته یقصد مکاناً فی الحل ثم بدا له ان یدخل مکة فله ان یدخلها بلا احرام.** (البحر الرائق کراچی ۴۹/۳، تاتارخانیة ۵۵۳/۳، منحة الخالق زکریا ۵۵۲/۲، غنیة الناسك ۵۷)

اہل جدہ کا مکہ معظّمہ آکر احرام باندھنا

''جدہ'' یا حل میں رہنے والا شخص اگر مکہ معظّمہ یا حدودِ حرم میں آکر حج یا عمرہ کا احرام باندھے تو اس پر اپنی میقات (حل) کے بغیر احرام باندھنے کی وجہ سے دم واجب ہوجائے گا؛ لیکن جب وہ عرفات پہنچے گا تو حل سے تلبیہ پڑھتے ہوئے گذرنے کی وجہ سے اس کا دم ساقط ہوجائے گا۔ **قال العلامة قطب الدین فی منسکه: ومما یجب التیقظ له سکان جدة بالجیم واهل حدة بالمهملة واهل الاودیة القریبة من مکة فانهم فی الاغلب یأتون الی مکة فی سادس ذی الحجة او فی السابع بغیر احرام ویحرمون من مکة للحج، فعلی من کان حنفیاً منهم ان یحرم بالحج قبل ان یدخل الحرم والا فعلیه دم لمجاوزة المیقات بغیر احرام.** (حاشیة لمناسك ملا علی قاریؒ ۸۳، ومثله فی منحة الخالق زکریا ۵۵۹/۲) **لکن بعد توجههم إلی عرفات ینبغی سقوطه عنهم بوصولهم**

إلی أول الحل ملبّین الخ. (غنیة الناسک ۵۷، شامی زکریا ۳/ ۴۸۴)

چھوٹے ہوئے طوافِ زیارت کو ادا کرنے کے لئے نئے احرام کے بغیر واپس آنا

اگر کسی شخص کا حج میں طوافِ زیارت چھوٹ گیا تھا اور وہ میقات سے باہر چلا گیا تو چوں کہ اس کے لئے ازدواجی تعلق حرام ہونے کی حد تک اس کے حج کے احرام کا اثر باقی ہے؛ لہٰذا وہ نئے احرام کے بغیر ہی واپس آ کر طوافِ زیارت کرے گا، اور نئے عمرہ یا حج کا احرام باندھنا اس کے لئے درست نہ ہوگا۔ (اس صورت میں اگر نیا احرام باندھ کر آئے گا تو دم لازم ہوجائے گا) **ولو ترک طواف الزیارة کله او اکثره فهو محرم ابداً فی حق النساء حتی یطوف......، فعلیه حتماً ان یعود بذٰلک الاحرام ویطوفه.** (غنیة الناسک ۲۷۳) **ولا یجوز احرام العمرة علی افعال الحج.** (مناسک ملا علی قاری ۳۴۵-۳۴۶، معلم الحجاج ۱۷۹)

طوافِ وداع کے بغیر میقات سے باہر چلا گیا

اگر کوئی شخص طوافِ وداع کے بغیر میقات سے باہر چلا گیا تو اگر وہ طواف کی ادائیگی کے لئے حرم واپس آئے گا تو اس کے لئے نیا احرام باندھنا ضروری ہوگا، (اگر نئے احرام کے بغیر آ گیا تو دم لازم ہوگا، اور اس معاملہ میں طوافِ وداع اور طوافِ زیارت کا حکم الگ الگ ہے) **ولو ترک کله او اکثره ......، وبعده یخیر بین اراقة الدم والرجوع باحرام جدید بعمرة الخ.** (غنیة الناسک ۲۷۵)

❍❖❍

حج وعمرہ کے ارکان وافعال

حج کے فرائض

حج کے فرائض میں دوطرح کے اعمال شامل ہیں: ایک تو وہ عمل جس کا تحقق اصل عمل سے پہلے ضروری ہے، جسے اصطلاح میں شرط کہا جاتا ہے۔ دوسرے وہ ارکان جو اصل اعمال میں شامل ہیں۔ ان دونوں کو ملا کر حج کے فرائض اصلاً تین ہوتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) احرام باندھنا (یہ شرط ہے، احرام کے بغیر حج درست نہیں ہوسکتا)

(۲) ۹؍ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے وقت سے ۱۰؍ ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفہ میں کسی وقت ٹھہرنا چاہے ایک ہی منٹ کیوں نہ ہو۔ (یہ رکن ہے)

(۳) طوافِ زیارت کرنا (یہ بھی رکن ہے)۔ **اما فرائض الحج: وهي اعم من الشرائط فثلاث: الاول: الاحرام قبل الوقوف بعرفة وهو وصف شرعي الخ. والثاني: الوقوف بعرفة في وقته ولو ساعة. والثالث: طواف الزيارة في وقته ومكانه.** (غنية الناسك ٤٤، درمختار زكريا ٤٦٨/٣، تاتارخانية ٤٧٨/٣، بدائع الصنائع ٣٠٢/٢-٣٦٤، الموسوعة الفقهية ٤٩/١٧)

فرض کا حکم

فرائض کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بھی فرض چھوٹ جائے تو حج صحیح نہ ہوگا اور نہ ہی اس کی تلافی دم وغیرہ کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔ **وحكم الفرائض أنه لا يصح الحج إلا بها.** (مناسك ملا علی قاریؒ ٦٧، غنية الناسك ٤٥، شرح النقاية ١٨٥)

ملحق بہ فرائض اعمال

درج ذیل دو باتیں بھی فرائض حج کے ساتھ ملحق ہیں:

(۱) وقوف عرفہ سے پہلے احرام کی حالت میں عورت سے صحبت نہ کرنا (کیوں کہ اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع پایا گیا تو حج فاسد ہو جائے گا اور اس کی تلافی کی کوئی شکل نہ ہوگی؛ البتہ وقوفِ عرفہ کے بعد جماع کی تلافی ممکن ہے)۔ **واُلحق بالفرائض ترک الجماع قبل الوقوف بعرفة.** (غنية الناسك ٤٥)

(۲) احرام، وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت میں ترتیب (کیوں کہ ان میں سے کسی بھی طرح ترتیب الٹی تو حج درست نہ ہوگا) **وبقي من فرائض الحج نية الطواف و الترتيب بين الفرائض: الاحرام ثم الوقوف ثم الطواف الخ.** (شامی زکریا ٤٦٩/٣، انوار مناسك ٢٦٩)

نوٹ: علامہ شامیؒ نے مذکورہ دو باتوں کے علاوہ درج ذیل امور کو بھی فرض کے ساتھ ملحق کیا ہے: (۱) طوافِ زیارت میں مطلق طواف کی نیت (۲) ہر فرض کو اپنے وقت میں ادا کرنا، یعنی وقوفِ عرفات کو یوم عرفہ کے زوال کے وقت سے یوم النحر کی صبح صادق کے درمیان ادا کرنا، اس کے بعد عمر میں کبھی بھی طواف زیارت کرنا (یہ وقت ادائیگیِ فرض کے لئے ہے، ورنہ طوافِ زیارت کی واجب ادائیگی کا وقت ۱۲/ویں ذی الحجہ کے غروب تک ہے، جب کہ کوئی عذر نہ ہو) (۳) وقوفِ عرفہ کی جگہ میدانِ عرفات مخصوص ہونا اور طوافِ زیارت کی جگہ مسجد حرام متعین ہونا۔ (دیکھئے شامی زکریا ۴۶۹/۳) تاہم یہ سب امور اصل رکن میں شامل نہیں؛ بلکہ ارکان کے ملحقات سے ہیں۔

واجباتِ حج

واجباتِ حج اصلاً چھ ہیں:

(۱) وقوفِ مزدلفہ (جس کا وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ہے)

(۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۳) رمی جمار کرنا۔

(۴) قارن ومتمتع کودم شکر دینا۔

(۵) حلق یا قصر کرانا۔

(۶) آفاقی کوطواف وداع کرنا۔

واما واجباته فستة: وقوف جمع فی وقته ولو لحظة، والسعی بین الصفا والمروة، ورمی الجمار، والذبح للقارن والمتمتع، والحلق او التقصیر فی اوانه ومکانه، وطواف الصدر للاٰفاقی غیر الحائض والنفساء إذا لم یستوطن بمکة قبل النفر الأول. (غنیة الناسك ٤٥، تنویر الابصار مع الدر المختار ٤٦٩/٣-٤٧٢، بدائع الصنائع زکریا ٣١٦/٢، هندیة ٢١٩/١)

واجب سے ملحق افعال

حج کے اصل واجبات کے ساتھ بہت سے واجبات ملحق ہیں، جیسے: ممنوعاتِ احرام مثلاً وقوفِ عرفہ کے بعد جماع کرنے، سلا ہوا کپڑا پہننے، سر اور چہرہ کو ڈھانکنے سے بچنا وغیرہ۔ **وألحق بالواجبات ترک محظورات الاحرام کالجماع بعد الوقوف بعرفة، ولبس المخیط.** (غنیة الناسك ٤٦، درمختار مع الشامی زکریا ٤٧٣/٣، مراقی الفلاح جدید ٧٢٩، ملتقی الابحر ٣٧٩/١، مناسك ملاعلی قاریؒ ٧٢)

نوٹ: ان تمام ملحقات کو ملاکر واجبات کی تعداد ۳۵ تک پہنچ جاتی ہے۔ **فصار المجموع ای مجموع الواجبات بلحوق ترک المحظورات خمسة وثلاثین واجباً.**

(مناسك ملا علی قاری ٧٢)

واجبات کا حکم

مذکورہ واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بلا عذر ادائیگی سے رہ جائے تو دم واجب ہوگا اور حج درست ہو جائے گا، چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر۔ **وکل ما هو واجب فحکمه**

وجوب الدم بتركه بلا عذر وجواز الحج سواء تركه عمداً او سهواً او خطأً او جاهلاً او عالماً لكن العامد اثم. (غنية الناسك ٤٦ ،مناسك ملا علی قاری ٧٢، شامی زکریا ٤٧٣/٣ ، خانية ۲۹۸/۱ ، البحر الرائق زکریا ٥٣٩/٢)

نوٹ: اور اگر کسی معقول عذر سے ترک واجب ہوا ہے تو حکم میں تخفیف ہوگی۔

حج کی سنتیں

حج کے چند اہم مسنون اعمال درج ذیل ہیں:

(۱) احرام باندھنے کے لئے غسل کرنا۔

(۲) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔

(۳) تلبیہ پڑھنا۔

(۴) مفرد بالحج آفاقی اور قارن کو طوافِ قدوم کرنا۔

(۵) طوافِ قدوم میں رمل کرنا، اگر اس میں نہ کر سکے تو طوافِ زیارت یا طوافِ وداع میں رمل کرنا۔

(۶) طواف کرتے وقت بدن اور کپڑے کا نجاست حقیقیہ سے پاک وصاف ہونا۔

(۷) صفا ومروہ کی سعی کے دوران میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا (مردوں کے لئے)۔

(۸) حجر اسود سے طواف شروع کرنا۔

(۹) امام کا تین مقام پر خطبہ دینا (ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں، نویں کو عرفہ میں اور گیارہویں کو منیٰ میں)

(۱۰) نویں ذی الحجہ کی رات کو منی میں قیام کرنا۔

(۱۱) نویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات جانا۔

(۱۲) عرفات سے امام کے چلے جانے کے بعد نکلنا۔

(١٣) عرفات میں غسل کرنا۔

(١۴) ایام منیٰ میں رات کو منیٰ ہی رہنا۔

(١۵) تینوں جمرات کی رمی میں ترتیب باقی رکھنا۔

اس کے علاوہ اور دیگر سنتیں بھی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ مسائل کے ضمن میں بیان کی جائیں گی۔ **واما سننه: فالغسل للاحرام وكون الاحرام فى اشهر الحج والتلبية وطواف القدوم للآفاقى المفرد بالحج والقارن ولو فى غير اشهر الحج الخ.** (غنية الناسك ٤٧، طحطاوى على المراقى اشرفيه ٧٣٠-٧٣١، مناسك ملاعلى قاريؒ ٧٤، تاتارخانية ٥٠٦/٣)

سنتوں کا حکم

سنتوں کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً ترک کرنا برا ہے مگر چھوٹ جانے سے جزا لازم نہیں ہوتی ہے۔ **وحكمها الاساءة بتركها وعدم لزوم الجزاء.** (غنية الناسك ٤٧، هندية ٢٢٠/١، مناسك ملاعلى قاريؒ ٧٤، مجمع الانهر ٢٨٩/١-٢٩٠، حاشية على التبيين ٢٧٧/٢)

حج کی قسمیں

حج کی ادائیگی تین طرح ہوسکتی ہے:

(١) **حج افراد**: اس میں میقات سے صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے، اور ارکانِ حج کی ادائیگی کے بعد ہی احرام کھلتا ہے، اور حج کے بعد عمرہ کرنے سے افراد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ **المفرد الذى احرم بالحج وحده دون ان يأتى بالعمرة.** (لغة الفقهاء ٤٤٦) **قال فى المبسوط: والافراد بالحج ان يحج اولاً ثم يعتمر بعد الفراغ من الحج او يؤدى كل نسك فى سفر على حدة او يكون اداء العمرة فى غير اشهر الحج.** (غنية الناسك ٢١١) **وقال المفرد بالحج بلسانه مطابقاً لجنانه: "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِىْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّىْ".** (درمختار زكريا ٤٨٩/٣)

(۲) **حج تمتع**: اس میں آفاقی شخص اشہر حج میں اپنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے، اور عمرہ کرکے احرام کھول دیتا ہے، پھر اسی سفر میں (المام تام یعنی وطن اصلی کی طرف لوٹے بغیر) حج کا احرام الگ سے باندھ کر حج کرتا ہے۔ **وشرعاً ان یفعل العمرة او اکثر اشواطها فی اشهر الحج الخ، ویطوف ویسعی الخ، ثم یحرم للحج فی سفر واحد حقیقة وحکماً بان یلم باهله الماماً غیر صحیح.** (درمختار زکریا ۵۶۱/۳-۵۶۴، هندية ۲۳۸/۱، خانية ۳۰۴/۱، تاتارخانية ۶۲۱/۳)

(۳) **حج قران**: اس کا مطلب یہ ہے کہ آفاقی شخص حج کے مہینوں میں ایک ساتھ حقیقۃً یا حکماً عمرہ وحج کے احرام کی نیت کرے اور مکہ معظمہ آکر عمرہ کرنے کے بعد احرام ہی کی حالت میں رہے، اور حج کے مناسک کی ادائیگی کے بعد حلال ہو۔ **والقارن هو ان یجمع بین احرامی الحج والعمرة من المیقات.** (هندية ۲۳۷/۱، خانية ۳۰۱/۱، مراقی الفلاح ۳۳۹، تنویر الابصار مع الشامی زکریا ۵۵۴/۳) **وشرعاً ان یهل ای یرفع صوته بالتلبیة بحجة وعمرة معاً حقیقة وحکماً.** (درمختار زکریا ۵۵۴/۳)

مکی اور حلی کے لئے قران وتمتع ممنوع

حدود حرم اور حدود حل میں رہنے والوں کے لئے حج کے مہینوں میں حج وعمرہ کو جمع کرنا یعنی تمتع یا قران کرنا ممنوع ہے، اگر انہوں نے ایسا کرلیا تو گنہگار رہوں گے اور جنایت میں دم واجب ہوجائے گا۔ **لا قران لاهل مکة ای حقیقة وحکماً ولا لاهل المواقیت وهم الذین منزلهم فی نفس المیقات، وکذا من حاذاهم من غیرهم، ولا لاهل الحل وهم الذین بین المواقیت والحرم وهٰذا لقوله تعالیٰ: ﴿ذٰلِکَ لِمَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ اَهۡلُهٗ حَاضِرِی الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ﴾ والاشارة الی التمتع وفی معناه القران.** (مناسك ملا علی قاریؒ ۲۶۹، کنز الدقائق مع البحر زکریا ۶۴۰/۲، خانية ۳۰۴/۱، تنویر الابصار مع الشامی زکریا ۵۶۷/۳)

عمرہ کے افعال

۱	احرام باندھنا	شرط
۲	طواف	رکن
۳	رمل	سنت
۴	اضطباع	سنت
۵	سعی	واجب
۶	سر منڈانا، یا کترانا	واجب

تنبیہ: ❍ رمل واضطباع کا حکم صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے نہیں ہے۔ **ولا تضطبع ولا ترمل.** (غنیۃ الناسک ۹۴، الدر المختار ۳/ ۵۵۱، خانیۃ ۱/ ۲۸۶، البحر الرائق زکریا ۲/ ۶۲۲، طحطاوی علی المراقی ۷۳۸) ❍ **اور ہر طواف کے بعد دو رکعت واجب الطواف پڑھنا سب کے لئے ضروری ہے۔ ومن الواجبات رکعتا الطواف.** (غنیۃ الناسک ۱۱۶، ومثلہ فی البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۸۰، درمختار زکریا ۳/ ۵۱۲) ❍ **عمرۂ منفردہ میں طوافِ قدوم یا طوافِ وداع کا حکم نہیں ہے۔ ولیس لھا طواف القدوم ولا بعدھا طواف الصدر.** (غنیۃ الناسک ۱۹۷)

نوٹ: عمرہ کے مزید مسائل الگ باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حجِ افراد کے افعال

۱	حج کا احرام	شرط
۲	طوافِ قدوم	سنت
۳	قیام منیٰ (از ظہر ۸؍ ذی الحجہ تا فجر ۹؍ ذی الحجہ)	سنت
۴	وقوفِ عرفہ (۹؍ ذی الحجہ)	رکن
۵	وقوفِ مزدلفہ (۱۰؍ ذی الحجہ)	واجب

٦	آخری جمرہ کی رمی (۱۰؍ذی الحجہ)	واجب
۷	سر منڈانا، یا کترانا	واجب
۸	طوافِ زیارت (۱۰تا۱۲؍ذی الحجہ)	رکن
۹	رمل واضطباع	سنت
۱۰	سعی	واجب
۱۱	تینوں جمرات کی رمی (۱۱-۱۲؍ذی الحجہ)	واجب
۱۲	منیٰ میں شب گذاری (۱۱-۱۲؍ذی الحجہ)	سنت
۱۳	طوافِ وداع (بوقت واپسی)	واجب

نوٹ: ○ حج افراد کرنے والے کے لئے طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنا افضل ہے۔ (شامی زکریا ۳؍۵۳۷) ○ لیکن اگر وہ چاہے تو طوافِ قدوم کے بعد بھی سعی کرسکتا ہے، ایسی صورت میں وہ طوافِ قدوم میں رمل واضطباع کرے گا، اور طوافِ زیارت میں نہیں کرے گا؛ کیوں کہ رمل واضطباع صرف اسی طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو۔ (غنیۃ الناسک ۲۰۵، البحرالرائق زکریا ۲؍۵۷۸) ○ اور حج افراد میں قربانی واجب نہیں ہے؛ بلکہ صرف مستحب ہے۔ (شامی زکریا ۳؍۵۳۴) لہٰذا اگر چاہے تو نفلی قربانی کرسکتا ہے۔

حجِ قران کے افعال

۱	حج وعمرہ کا احرام	شرط
۲	طوافِ عمرہ (۴؍شوط)	رکن
۳	رمل واضطباع	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب

۵	طوافِ قدوم مع رمل واضطباع	سنت
۶	حج کی سعی	واجب
۷	قیام منیٰ (از ظہر ۸/ذی الحجہ تا فجر ۹/ذی الحجہ)	سنت
۸	وقوفِ عرفہ (۹/ذی الحجہ)	رکن
۹	وقوفِ مزدلفہ (۱۰/ذی الحجہ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی (۱۰/ذی الحجہ)	واجب
۱۱	قربانی (۱۰ تا ۱۲/ذی الحجہ)	واجب
۱۲	سر منڈانا	واجب
۱۳	طوافِ زیارت	رکن
۱۴	تینوں جمرات کی رمی (۱ تا ۱۲/ذی الحجہ)	واجب
۱۵	منیٰ میں شب گذاری (۱۱-۱۲/ذی الحجہ)	سنت
۱۶	طوافِ وداع (بوقت واپسی)	واجب

نوٹ: ○ قارن کے لئے حج کی سعی طوافِ قدوم کے ساتھ کرنا افضل ہے؛ لیکن اگر وہ چاہے تو طوافِ زیارت کے بعد بھی سعی کرسکتا ہے، ایسی صورت میں طوافِ زیارت کے ساتھ رمل واضطباع کرے گا، اور اگر احرام سے حلال ہونے کے بعد طوافِ زیارت کرے اور سعی کا ارادہ ہو، تو صرف رمل کرے گا، اضطباع کا حکم نہیں ہے۔ **ثم یسعی ان اراده بعد طواف القدوم کما هو الافضل للقارن او یسن، وان اخره الی ما بعد طواف الزیارة یؤخر الرمل الیه أیضاً وسقط الاضطباع.**

(غنیة الناسك ٢٠٥، ومثله فی الشامی زکریا ٥٥٧/٣، تبیین الحقائق ٣٣٧/٢، البحر الرائق کوئٹه ٣٥٩/٢)

قران کے صحیح ہونے کی شرطیں

حج قران کے صحیح اور معتبر ہونے کے لئے پانچ شرطیں لازم ہیں:

(۱) عمرۂ قران کے طواف کے کم از کم چار چکر حج کے مہینوں میں ادا کرنا (لہٰذا اگر شوال سے قبل طواف کر لیا تو قران نہ ہوگا)

(۲) طوافِ عمرہ کا اکثر حصہ وقوفِ عرفہ سے قبل بجالانا (لہٰذا اگر طوافِ عمرہ کے بغیر وقوفِ عرفہ کر لیا تو قران باطل ہوجائے گا)

(۳) اکثر طوافِ عمرہ سے قبل حج کا احرام باندھ لینا (لہٰذا اگر اکثر طوافِ عمرہ کے بعد حج کا احرام باندھا تو وہ قران نہ ہوگا؛ بلکہ تمتع ہوجائے گا)

(۴) عمرہ کو فاسد کرنے سے قبل حج کا احرام باندھ لینا۔

(۵) حج وعمرہ کو فساد سے محفوظ رکھنا (پس اگر طواف سے قبل عمرہ کو فاسد کر دیا یا وقوفِ عرفہ سے قبل جماع وغیرہ کر کے حج کو فاسد کر لیا تو قران باطل ہوجائے گا) (غنیۃ الناسک ۲۰۳)

قارن کا المام صحیح موجب بطلان نہیں ہے

اگر قارن شخص عمرہ کر کے اپنے وطن واپس چلا جائے اور برابر احرام میں رہے اور حج کے وقت آ کر حج کے مناسک ادا کر کے حلال ہوجائے تو اس کا حج قران صحیح اور درست ہوجائے گا (جب کہ تمتع المام صحیح یعنی وطن اصلی کی طرف لوٹ جانے سے باطل ہوجاتا ہے) **ولا يشترط لصحته الالمام الصحيح**. (غنية الناسك ٢٠٣)

حج تمتع کے افعال

۱	عمرہ کا احرام	شرط
۲	عمرہ کا طواف	رکن
۳	رمل واضطباع	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب
۵	سر منڈانا، یا کترانا	واجب

۶	حج کا احرام باندھنا	شرط
۷	قیام منیٰ (از ظہر ۸/ ذی الحجہ تا فجر ۹/ ذی الحجہ)	سنت
۸	وقوفِ عرفہ (۹/ ذی الحجہ)	رکن
۹	وقوفِ مزدلفہ (۱۰/ ذی الحجہ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی (۱۰/ ذی الحجہ)	واجب
۱۱	قربانی	واجب
۱۲	سر منڈانا، یا کترانا	واجب
۱۳	طوافِ زیارت	رکن
۱۴	حج کی سعی	واجب
۱۵	تینوں جمرات کی رمی (۱۱-۱۲-/ ذی الحجہ)	واجب
۱۶	منیٰ میں شب گذاری (۱۱-۱۲/ ذی الحجہ)	سنت
۱۷	طوافِ وداع	واجب

نوٹ: تمتع کرنے والا طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے گا؛ لیکن اگر وہ پہلے سعی کرنا چاہے تو احرام باندھنے کے بعد ایک نفلی طواف کر کے حج کی سعی کرسکتا ہے، اس نفلی طواف میں رمل واضطباع کرے گا، پھر بعد میں طوافِ زیارت میں رمل واضطباع نہیں کیا جائے گا۔ **ویرمل فی طواف الزیارة ویسعی بعده، وان اراد تقدیم السعی لزمه ان یتنفل بطواف بعد احرامه للحج ویضطبع فیه ویرمل ثم یسعی بعده.** (غنیة الناسك ٢١٦، ومثله فی الشامی زکریا ٣/٥٦٤، الجوهرة النیرة ١/٢٤٠، اللباب ١/١٧٨)

تمتع صحیح ہونے کی شرطیں

حج تمتع صحیح ہونے کے لئے درج ذیل شرائط پایا جانا ضروری ہے:

(۱) تمتع کرنے والا شخص آفاق (میقات سے باہر) کا رہنے والا ہو (اہل مکہ اور اہل حل کے لئے تمتع کی اجازت نہیں ہے)

(۲) تمتع والے عمرہ کا اکثر حصہ (چار چکر) حج کے مہینوں (شوال شروع ہونے کے بعد) میں ادا کیا ہو۔

(۳) تمتع کا عمرہ حج کا احرام باندھنے سے قبل ادا کیا ہو۔

(۴) جس سال اشہر حج میں عمرہ کرے اسی سال حج بھی کرے۔

(۵) عمرہ اور حج کے درمیان ''اِلمام صحیح'' نہ پایا جائے یعنی ایسا نہ ہو کہ عمرہ کر کے آفاق میں اپنے وطن اصلی لوٹ جائے اور اس کے بعد آکر حج کرے تو یہ شخص متمتع نہ ہوگا۔ (مثلاً کسی شخص نے شوال میں ہندوستان سے آکر عمرہ کیا پھر وہ واپس ہندوستان لوٹ گیا اور پھر اسی سال میقات سے حج کا احرام باندھ کر آیا تو وہ متمتع نہ ہوگا؛ بلکہ مفرد کہلائے گا)

(۶) تمتع کے عمرہ کو فاسد نہ کیا ہو۔

(۷) حج کو فاسد نہ کیا ہو۔

(۸) عمرہ کے بعد مکہ کو وطن اصلی دائمی بنانے کی نیت نہ کی ہو۔ (اگر مکہ معظّمہ کو دائمی وطن بنالیا تو پھر اسی سال حج کیا تو وہ تمتع نہ کہلائے گا)

(۹) اشہر حج کے شروع میں وہ شخص غیر محرم ہونے کی حالت میں مکہ معظّمہ یا حل میں مقیم نہ ہو (پس اگر یکم شوال کو کوئی شخص احرام عمرہ کے بغیر مکہ میں مقیم ہو اور بعد میں مکہ ہی سے عمرہ کر کے اسی سال حج کرے تو اس کا تمتع صحیح نہ ہوگا؛ کیوں کہ وہ مکی کے حکم میں ہے، البتہ اگر وہ اپنے وطن اصلی لوٹ جائے اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور عمرہ کے بعد اسی سال حج کرلے تو اس کا تمتع صحیح ہوجائے گا) (تلخیص: غنیۃ الناسک ۲۱۲-۲۱۴)

جس شخص کا وطن آفاق اور حرم دونوں میں ہو اس کا تمتع؟

جس شخص کا وطن مثلاً مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہو تو گو کہ وہ سال کا اکثر حصہ مدینہ

منورہ میں گذارتا ہو پھر بھی اس کے لئے تمتع درست نہیں ہے۔ **ومن كان له أهل بمكة وأهل بالمدينة لم يكن له تمتع، وإن كانت اقامته بالمدينة اكثر.** (غنية الناسك ۲۱۲)

متمتع کا میقات سے باہر جا کر حج کا احرام باندھ کر آنا

اگر متمتع عمرہ کرنے کے بعد میقات سے باہر غیر وطن چلا گیا، مثلاً ہندوستان کا شخص عمرہ کر کے مدینہ منورہ چلا گیا پھر واپسی میں حج کا احرام باندھا، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا حج تمتع درست ہوجائے گا۔ (کیوں کہ میقات سے باہر غیر وطن میں جانا المامِ فاسد ہے، اس سے تمتع باطل نہیں ہوتا؛ البتہ صاحبینؒ کے نزدیک المامِ فاسد سے بھی تمتع باطل ہو جاتا ہے اور ان کے نزدیک مسئولہ صورت میں تمتع درست نہ ہوگا؛ بلکہ حج افراد ہوگا) **ولو عاد إلى غير أهله إلى موضع لأهله التمتع والقران...... يكون متمتعاً عنده لا عندهما.** (غنیۃالناسک ۲۱۳)

متمتع کا میقات سے باہر جا کر قران کا احرام باندھ کر آنا

اگر متمتع شخص عمرہ کرنے کے بعد میقات سے باہر چلا جائے تو وہاں سے واپسی میں اس کے لئے قران کا احرام باندھ کر آنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے، (مثلاً ہندوستان سے کوئی شخص حج کے مہینوں میں مکہ معظّمہ جائے اور عمرہ کر کے وہاں سے مدینہ منورہ چلا جائے تو جب وہ مدینہ منورہ سے واپس آئے گا تو یا تو عمرہ کا احرام باندھ کر آئے یا حج کا احرام باندھ کر آئے، دونوں کو جمع کر کے قران کا احرام باندھ کر آنا اس کے لئے جائز نہ ہوگا) اور اگر اس نے ایسا کرلیا ہے، تو عمرہ یا حج کے احرام کو فسخ کرنا اس پر ضروری ہوگا، جس کی بنا پر دم جنایت بھی لازم ہوگا۔ **وكذا لو خرج الى الأفاق لحاجة فقرن، لا يكون قارناً عند ابى حنيفة وعليه رفض احدهما ولا يبطل تمتعه.** (غنية الناسك ۲۱۵)

اہلِ مکہ اگر تمتع کی صورت اپنالیں تو کیا حکم ہے؟

اہلِ مکہ، اہلِ حل اور اہلِ مواقیت اگر اشہرِ حج میں عمرے پر عمرے کریں پھر اسی سال حج

کرلیں تو ان پر حکم شریعت کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے دم جنایت لازم ہوگا (اور چوں کہ ان کا تمتع معتبر نہیں ہے اس لئے دم تمتع ساقط ہو جائے گا) **لا تمتع ولا قران ولا جمع بينهما في غير اشهر الحج لأهل مكة وأهل المواقيت الخمسة ......، وإنما لهم أن يفردوا الحج أو العمرة فإن قارنوا أو تمتعوا فقد أساءوا، ويجب عليهم الدم لاسائتهم......، ولو تمتع بطل تمتعه.** (غنية الناسك ۲۱۹-۲۲۰)

حج کی کونسی قسم افضل ہے؟

حنفیہ کے نزدیک اگرچہ حج قران افضل ہے؛ لیکن چوں کہ حج قران میں احرام کی مدت تمتع کے مقابلہ میں لمبی ہوتی ہے، جس میں احرام کی پابندیوں کی رعایت کرنا عام لوگوں کے لئے مشکل ہے؛ اس لئے فقہاء متأخرین نے تمتع کو افضل قرار دیا ہے؛ تاکہ حج کوتاہیوں سے محفوظ رہے۔

(مستفاد: شامی بیروت ۴۹۱/۳، منحۃ الخالق زکریا ۶۲۶/۲)

❍❖❍

احرام کا بیان

احرام کی حکمت

احرام دراصل دربارِ خداوندی میں حاضری کے آداب میں داخل ہے کہ جو شخص بھی آفاق سے حدودِ حرم میں آئے وہ ویسے ہی لاپرواہی سے نہ آجائے؛ بلکہ حج یا عمرہ کے احرام کی نیت کر کے تلبیہ کی رٹ لگاتے ہوئے آئے؛ تاکہ عظمتِ خداوندی کا اظہار ہو، اسی لئے بحالتِ احرام بہت سی حلال چیزوں کی بھی ممانعت کردی گئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ باور فرمایا کہ تحلیل وتحریم کا اختیار بندوں کے پاس نہیں ہے؛ بلکہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے، جس کی تعمیل کے بغیر چارۂ کار نہیں۔ احرام اسی حقیقت کو یاد دلانے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔

احرام کی فضیلت

احرام کی حالت میں رہنا بجائے خود باعثِ فضیلت ہے، سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَظَلُّ يَوْمَهُ مُحْرِماً اِلَّا غَابَتِ الشَّمْسُ بِذُنُوْبِهٖ. (رواه الترمذی: ۸۱۰، الترغیب والترهیب مکمل: ۲٦٧)	جو مسلمان شخص ایک دن احرام کی حالت میں رہتا ہے تو سورج اس کے گناہوں کو اپنے ساتھ لے کر ڈوبتا ہے۔

بریں بنا احرام کی طوالت کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہئے؛ بلکہ عبادت سمجھ کر احرام کا وقت گذارنا چاہئے۔

ذیل میں احرام سے متعلق چند ضروری مسائل نقل کئے جاتے ہیں:

احرام کی حقیقت

احرام؛ دراصل نیت اور تلبیہ (یا اس کے قائم مقام کوئی ذکر خداوندی) کے اجتماع سے عبارت ہے، یعنی حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لینے سے احرام شروع ہوجاتا ہے، خاص کپڑوں

یا ہیئت کا نام احرام نہیں ہے (بقیہ پابندیاں احرام سے ملحق امور میں شامل ہیں، بجائے خود احرام نہیں ہیں، جن کی تفصیل آگے آئے گی) **الاحـرام شـرعـاً: الـدخـول فـی حـرمـات مـخـصـوصـة أی التـزامهـا غيـر أنـه لا يتـحقق شرعاً الا بالنية مع الذكر والمراد بالذكر التلبية ونحوها.** (شامی زکریا ۴۸۵/۳، منحة الخالق زکریا ۵۶۰/۲، فتح القدیر ۴۲۹/۲)

وكذا لا يشترط اى لصحة الاحرام هيئة اى صورية ولا حالة. (مناسك كبير ٩٤)

حج کا احرام باندھا مگر نفل یا فرض کی تعیین نہیں کی

کسی آدمی نے حج کا احرام باندھا مگر نفل، فرض یا نذر وغیرہ کی تعیین نہیں کی تو بھی اس کا احرام حج کے لئے درست ہوجائے گا اور استحساناً یہ احرام حج فرض کا ہوگا۔ **وهٰكـذا لو أطلق نية الـحـج بـان احـرم بحجة ولم يعين فرضاً ولا نفلاً صح احرامه للحج وصرف الى الـفـرض استحساناً على المذهب.** (غنية الناسك ۸۰، شامی زکریا ۴۹۰/۳، المناسك فی المسالك ۳۴۸/۱، بدائع الصنائع زکریا ۳۷۰/۲، هندية ۲۲۳/۱)

گونگا شخص کیسے احرام باندھے؟

گونگا شخص جو بولنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے صرف احرام کی نیت کرنا کافی ہے، اس پر زبان ہلانا لازم نہیں ہے۔ **ولا يـلـزم الـعـاجـز عـن الـنـطـق كاخرس وامى تحريك لسانه. (درمختار) ونقل الشامی بحثاً: فينبغی ان لا يلزمه فی الحج الاولیٰ، لان القراءة فرض قطعی والتلبية امر ظنی.** (شامی زکریا ۱۸۱/۲-۱۸۲) **قـال الرافعی: قوله ولكن يحتاج الى الفرق بين التحريمة والتلبية: يظهر انه على القول بلزوم التحريك فی التحريمة يلزمه فی التلبية والقراءة ايضاً ومقابله عدم اللزوم فی الكل وهو المختار.** (الرافعی ۱۵۹/۲) **قـال الـحـموی فی شرح الاشباه: قوله الاخرس يلزمه تحريك اللسان الصحيح انه لا يجب عليه تحريك اللسان، قال فی المحيط:**

الاخرس والامی افتتحا بالنية اجزأهما لانهما اتيا بامضی ما فی وسعهما. فی شرح منية المصلی ولا يجب عليهما تحريک اللسان عندنا وهو الصحيح. (الاشباه والنظائر قديم ۱۸۵)

نــوٹ: بعض فقہی جزئیات سے گونگے شخص کے لئے تلبیہ کی جگہ زبان ہلانا ضروری معلوم ہوتا ہے؛ لیکن راجح قول یہی ہے کہ اس شخص پر زبان ہلانا ضروری نہیں ہے؛ البتہ اگر ہلالے تو بہتر ہے۔(مرتب)

سمجھ دار بچہ کا احرام

سمجھ دار اور باشعور بچہ خود ہی احرام باندھے گا، اور حج کے تمام ارکان ومناسک بالغ شخص کی طرح خود ہی ادا کرے گا، بلاعذر اس کی طرف سے نیابت درست نہ ہوگی۔ **فالمميز لا يصلح النيابة عنه فی الاحرام ولا فی اداء الأفعال الا فی ما لم يقدر عليه فيحرم بنفسہٖ ويقضی المناسک كلها بنفسہٖ ويفعل كما يفعل البالغ.** (غنية الناسك ۸۳، ومثله فی الشامی زكريا ٤٦٧/٣، هندية ٢٣٦/١، البحر الرائق زكريا ٥٥٣/٢)

ناسمجھ بچہ کا احرام

ناسمجھ اور بے شعور بچہ کا خود احرام باندھنا معتبر نہیں ہے؛ بلکہ اس کی طرف سے اس کا ولی احرام کی نیت کرے گا، اور تلبیہ پڑھے گا۔ **اما غير المميز فلايصح ان يحرم بنفسہٖ لانه لا يعقل النية ولا يقدر التلفظ بالتلبية وهما شرطان فی الاحرام.** (غنية الناسك ۸۳، ومثله فی الهندية ٢٣٦/١، الولوالجية ٢٩٧/١، البحر الرائق زكريا ٥٥٣/٢، شامی زكريا ٤٦٧/٣)

مجنون کا احرام

مجنون یعنی پاگل کا حکم ناسمجھ بچہ کی طرح ہے کہ اس کی طرف سے ولی احرام باندھے گا اور وہی سب ارکان بجالائے گا۔ **والمجنون كالصبی الغير المميز فی جميع ما ذكرنا.**

(غنية الناسك ٨٤، البحر الرائق زكريا ٥٥٤/٢، شامی زكريا ٤٦٨/٣، منحة الخالق زكريا ٥٥٤/٢، الولوالجية ٢٩٧/١)

بے ہوش شخص کا احرام

اگر کوئی شخص حج یا عمرہ کی نیت سے نکلے مگر احرام باندھتے وقت بے ہوش ہوجائے تو اس کے ساتھی کو چاہئے کہ اپنے احرام باندھنے سے پہلے یا اس کے بعد اس بے ہوش ساتھی کی طرف سے بھی احرام کی نیت کرلے، یہ احرام اس بے ہوش آدمی کے لئے بھی کافی ہوگا۔ **من خرج يريد حجة الاسلام فاغمى عليه قبل الاحرام او كان مريضاً فنام قبله فنوى ولبّى عنه رفيقه او غيره بامره نصاً اولاً من الميقات او بمكة بعد احرام نفسه او قبله جاز عندنا ويجزئه عن حجة الاسلام ويصير محرماً بذٰلك.** (غنية الناسك ۸۱، ومثله فى الهندية ۲۳۶/۱، هداية ۲۷۷/۱، درمختار مع الشامى زكريا ۵۴۸/۳-۵۴۹)

احرام کے واجبات

احرام میں فی الجملہ تین چیزیں واجب ہیں: (۱) میقات سے احرام باندھنا۔ (۲) ممنوعات احرام سے بچنا۔ (۳) (مردوں کے لئے) سلے ہوئے کپڑوں کو اتار دینا۔ (لہٰذا اگر کسی نے احرام اس حالت میں باندھا کہ وہ سلا ہوا کپڑا پہنے ہوئے تھا تو اس پر ان کپڑوں کو اتارنا لازم ہوگا اور جزا بھی حسب قواعد واجب ہوگی) **أما واجباته فكونه من الميقات وصونه من المحظورات والتجرد عن المخيط حتى لو احرم وهو لابسه يكره ويلزمه الترک والجزاء.** (غنية الناسك ۶۷، ومثله فى الدر المختار مع الشامى زكريا ۴۷۱/۳-۴۷۳، البحر الرائق زكريا ۳۰۸/۲، هندية ۲۲۴/۱) **لو احرم بنسک وهو لابس المخيط لم ار فيه نصاً صريحاً ومقتضى قولهم ان الارتفاق الكامل الموجب للدم لا يحصل الا بلبس يوم كامل.** (شامى زكريا ۵۷۷/۳)

احرام کی چند سنتیں

احرام باندھتے وقت کی چند اہم سنتیں درج ذیل ہیں:

(۱) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔ (اگر شوال سے قبل احرام باندھ لیا تو خلافِ سنت اور مکروہ ہوگا) (شامی زکریا ۳؍۴۸۳)

(۲) اپنے شہر کے مخصوص راستہ اور میقات سے احرام باندھنا۔ (شامی زکریا ۳؍۴۸۱)

(۳) احرام سے قبل غسل یا وضو کرنا۔ (دار قطنی ۲؍۱۹۷، تا تارخانیہ ۳؍۴۸۵، ہندیہ ۱؍۲۲۲، منحۃ الخالق ۲؍۵۶۱)

(۴) ایک چادر اور ایک لنگی پہننا (مردوں کے لئے) (ہندیہ ۱؍۲۲۲، درمختار مع الشامی ۳؍۴۸۷)

(۵) دو رکعت نماز ادا کرنا (لیکن کسی نے اگر مکروہ وقت میں احرام باندھا ہے تو اس وقت نماز ادا نہیں کرے گا) (البحر الرائق زکریا ۲؍۵۶۳، درمختار مع الشامی زکریا ۳؍۴۸۸)

(۶) احرام کے بعد تلبیہ کا برابر ورد رکھنا۔ (کتاب الام رقم: ۹۱۹، شامی زکریا ۳؍۵۰۱، البحر الرائق زکریا ۲؍۵۷۰)

(۷) تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا۔ (مردوں کے لئے) (الدر المختار مع الشامی زکریا ۳؍۵۰۲، البحر الرائق زکریا ۲؍۵۷۰)

ومن سننه كون الاحرام فى اشهر الحج وان لا يعدل من خصوص ميقات بلده وطريقه والغسل او الوضوء ولبس ازار ورداء واداء الركعتين الا فى وقت الكراهة وتعيين التلبية وزيادتها على مرة واحدة ورفع الصوت بها الخ. (غنية الناسك ٦٧)

احرام کے بعض مستحبات

احرام کے چند مستحبات درج ذیل ہیں:

(۱) دو نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا (مردوں کے لئے)۔ (البحر الرائق زکریا ۲؍۵۶۰-۵۶۲)

(۲) چپل پہننا۔

(۳) نماز کے فوراً بعد بیٹھنے کی حالت ہی میں نیت کرنا اور تلبیہ پڑھنا۔ (درمختار مع الشامی ۳؍۴۸۹-۴۹۰)

(۴) اگرممنوعات احرام سے بچنے کی پوری امید ہوتو (اشہرحج میں)احرام میقات سے پہلے باندھنا۔(البحرالرائق کوئٹہ۲/۳۱۹، ہندیۃ ۱/۲۲۱)

(۵) مونچھ کترنا۔(تاتارخانیۃ ۳/۴۸۵)

(٦) ناخن تراشنا۔(البحرالرائق زکریا ۲/۵٦۱)

(۷) بغل صاف کرنا۔(تاتارخانیۃ ۳/۴۸۵)

(۸) موئے زیرناف صاف کرنا۔(درمختارمع الشامی زکریا ۳/۴۸۷)

(۹) اگر بیوی پاس ہواورکوئی مانع نہ ہوتواس سے جماع کرنا (تاکہ احرام کےدوران دل فارغ رہے)(درمختارمع الشامی زکریا ۳/۴۸۷ ،البحرالرائق زکریا ۲/۵٦۱ ،مجمع الانہر ۱/۲٦۷، ہندیۃ ۱/۲۲۲)

ومن مستحباته: لبس ثوبين جديدين او غسيلين ولبس النعلين والنية بعد الصلاة بلا فصل جالساً وسوق الهدى وتقليده وتقديم الاحرام على وقته المكانى ان ملك نفسه. (غنية الناسك ٦٧) **فاذا اراد ان يحرم يستحب له قبل الغسل كمال التنظيف بان يقص شاربه ويقلم اظفاره وينظف ابطيه او يحلقهما ويحلق عانته او ينتفها.** (غنية الناسك ٦٨) **وان يجامع اهله او جاريته لو معه ولا مانع منه.** (غنية الناسك ٦٨)

بدن پرخوشبولگانے کاحکم

احرام باندھنے کے لئےغسل کرنے کے بعد بدن میں عطروغیرہ لگانامسنون ہے، جب کہ خوشبوبسہولت میسر ہو۔ **ويسن بعد الغسل ان يستعمل الطيب فى بدنه ان كان عنده والاّ فلا يطلبه.** (غنية الناسك ٧٠، ومثله فى درمختار مع الشامى زكريا ٣/٤٨٨، اللباب ١/١٦٦، تبيين الحقائق ٢/٢٥١، البحر الرائق زكريا ٢/٥٦٢، مجمع الانهر ١/٢٦٧)

احرام کےکپڑوں میں خوشبولگانا

احرام کے کپڑوں میں ایسی گاڑھی خوشبولگانا (مثلاً جما ہوا مشک) جس کا اثر بعد تک باقی

رہےناجائز ہے؛ البتہ ایسی خوشبو جو گاڑھی نہ ہواوراس کا اثر بعد میں باقی نہ رہے،اس کا کپڑوں پر لگانا گوکہ جائز ہےمگرنہ لگانا ہی بہتر ہے۔ **اما الثوب فلا يجوز ان يطيب بما تبقى عينه بعد الاحرام الخ، والاولىٰ ان لا يطيب ثوبه.** (غنية الناسك ٧٠، ومثله فى البحر الرائق زكريا ٥٦٢/٢، مجمع الانهر ٢٦٧/١، هندية ٢٢٢/١، درمختار مع الشامى زكريا ٤٨٨/٣)

غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا

احرام کے لئےغسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا مستحب ہے۔ **ويستحب ان يسرّح رأسه عقيب الغسل.** (غنية الناسك ٧٠، ومثله فى تبيين الحقائق ٢٥١/٢، الدر المنتقى ٢٦٧/١، اللباب ١٦٦/١)

غسل کے بعد تیل لگانا

احرام کے لئےغسل کرنے کے بعد سر اور داڑھی میں تیل لگالینا بھی مستحب ہے، وہ تیل چاہےخوشبودار ہو یا خوشبودار نہ ہو۔ **وان يدهنه بأىّ دهن كان مطيباً او غير مطيبٍ وكذا لحيته.** (غنية الناسك ٧٠، ومثله فى التاتارخانية ٤٨٦/٣، هندية ٢٢٢/١، خانية ٢٨٥/١، حاشية الشلبى على التبيين ٢٥٠)

احرام کے کپڑے کتنے لمبے ہوں؟

مرد کے احرام کے لئے جن کپڑوں کا استعمال کیا جائے ان میں ازار یعنی لنگی کم ازکم ناف سے لےکر گھٹنے تک ہونی چاہئے؛ تاکہ ستر اچھی طرح ڈھک جائے اور رداء یعنی چادر ایسی لمبی ہونی چاہئے جو (اضطباع کے وقت) داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آجائے۔ **يستحب لبس ازار من السرة الى الركبة ورداء على ظهره ويسن ان يدخله تحت يمينه ويلقيه على كتفه الايسر (درمختار) هٰذا يسمى اضطباعاً وهو مخالف لقول البحر: والرداء على الظهر والكتفين والصدر، وههنا عزاه**

القهستانی للنهایة، وعزاه فی شرح اللباب للبرجندی عن الخزانة ثم قال: وهو موهم أن الاضطباع یستحب من اول احوال الاحرام وعلیه العوام ولیس کذٰلک فان محله المسنون قبیل الطواف الی انتهائه لا غیر الخ. (شامی زکریا ۴۸۸/۳، غنیة الناسک ۷۱)

تنبیہ: واضح رہے کہ اضطباع (دائیاں کندھا کھولنے) کی سنت صرف اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو؛ لہٰذا عام حالت میں کندھا کھلا رکھنا خلافِ سنت ہے۔

احرام میں مردوں کے لئے سفید کپڑوں کا استعمال افضل ہے

احرام میں مردوں کے لئے سفید کپڑوں کا استعمال افضل ہے۔ **ابیضین ککفن الکفایة فی العدد والصفة غیر مخیطین.** (غنیة الناسک ۷۱، شامی زکریا ۴۸۸/۲، البحر الرائق زکریا ۵۶۲/۲، تبیین الحقائق ۲۵۰/۲)

احرام میں رنگین کپڑوں کا استعمال

اگر کسی نے سفید کے علاوہ کوئی اور دوسرا رنگ مثلاً کالا، لال، پیلا یا ہرا وغیرہ استعمال کرلیا تو بھی درست ہے، یا رنگین اونی چادر یا رزائی وغیرہ اوڑھ لی تو بھی کوئی حرج نہیں۔ **وفی أسودین وکذا فی اخضرین وازرقین وفی مرقعة.** (غنیة الناسک ۷۱، ومثله فی الشامی ۴۸۸/۳)

سلی ہوئی لنگی کا استعمال

احرام کے کپڑوں میں بہتر یہی ہے کہ وہ بالکل سلے ہوئے نہ ہوں؛ لیکن اگر کسی نے لنگی کے ایک کونے کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوالیا تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوگی۔ **والافضل ان لا یکون فیه خیاطة اصلاً وان زرر احدهما او خلله بخلال أومیل او عقده بان ربط طرفه بطرفه الأخر او شده علی نفسه بحبل ونحوه اساء ولا شئ علیه.** (غنیة الناسک ۷۱، شامی زکریا ۴۹۹/۳، البحر الرائق زکریا ۵۶۸/۲)

نوٹ: اگر کسی شخص کو بے سلی لنگی پہننے کی بالکل عادت نہ ہو، اور ایسی لنگی پہننے سے کشف عورت کا واقعی خطرہ ہو تو اس کے لئے سلی ہوئی لنگی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ (مرتب)

پرس کمر میں باندھنا

روپئے پیسے کی حفاظت کے لئے کمر میں پٹہ یا پرس وغیرہ باندھنا بلا کراہت درست ہے۔

بخلاف شد الهميان في وسطه فانه لا بأس به. (غنية الناسك ٧٢، هندية ٢٢٤/١، اللباب ١٦٨/١، تبيين الحقائق ٢٦٢/٢)

احرام کی پابندیاں (مردوں کے لئے)

احرام شروع ہونے کے بعد مردوں کو درج ذیل باتوں کی پابندی کرنا لازم ہے:

(۱) خوشبو استعمال نہ کرے (۲) سلا ہوا کپڑا نہ پہنے (۳) سر اور چہرہ نہ ڈھانکے (۴) بالوں کو نہ کاٹے (۵) بدن سے جوں وغیرہ نہ مارے اور نہ گرائے (۶) ناخون نہ تراشے (۷) جماع یا دواعیٔ جماع اختیار نہ کرے (۸) خشکی کے جانور کو نہ چھیڑے اور نہ مارے (۹) بند جوتے نہ پہنے۔ (مستفاد: درمختار مع الشامی زکریا ۴۹۵/۳-تا-۵۰۰، تبیین الحقائق ۲۵۹/۲-۲۶۱، ملتقی الابحر جدید ۳۹۷/۱، ہندیۃ ۲۲۴/۱، اللباب ۱۶۷/۱، غنیۃ الناسک ۲۲۸)

احرام کی پابندیاں (عورتوں کے لئے)

عورت کے لئے بھی وہی پابندیاں ہیں جو مردوں کے لئے ہیں؛ البتہ وہ سلا ہوا کپڑا اور بند جوتا پہن سکتی ہے، اسی طرح سر حسب دستور ڈھانپے گی؛ لیکن چہرے کو اس طرح رکھے کہ اس پر کپڑا نہ لگنے پائے (تاہم اجنبیوں سے چہرہ چھپانے کی کوشش ضرور کرے) **هي فيه كالرجل غير انها لا تكشف رأسها وتكشف وجهها والمراد بكشف الوجه عدم مماسة شيءٍ له.** (غنية الناسك ٩٤، ومثله في الطحطاوي على المراقي جديد ٧٣٨، اللباب ١٧٦/١، درمختار مع الشامي زكريا ٥٥١/٣-٥٥٢، البحر الرائق زكريا ٦٢٢/٢)

کن ٹوپ لگانا

حالت احرام میں سردی سے بچنے کے لئے ایسا ''کن ٹوپ'' لگانا جس سے چہرہ یا سر نہ ڈھکے جائز ہے۔ **ولا بأس بان یغطی اذنیه وقفاه ......الخ**. (غنیة الناسك ٢٥٥، درمختار مع الشامی زکریا ٥٧٩/٣، تاتارخانية ٥٧٨/٣، خانية ٢٧٩/١، هندية ٢٢٤/١)

احرام میں کیسا چپل/ جوتا پہنا جائے؟

احرام کی حالت میں مردوں کے لئے ایسا جوتا پہننا منع ہے جس سے قدم کی اوپری ابھری ہوئی ہڈی ڈھک جائے؛ لہٰذا اگر ایسا جوتا پہنا جس سے یہ ہڈی اور ٹخنے کھلے رہتے ہیں، تو اس کو بحالت احرام پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ **ولبس کل شیءٍ فی رجله لا یغطی الکعب الذی فی وسط القدم**. (غنیة الناسك ٩٢، البحر الرائق زکریا ٥٦٧/٢، شامی زکریا ٥٠٠/٣) **بل وجب قطعها حتی یکونا اسفل من الکعبین**. (غنیة الناسك ٨٧) **والکعب هنا المفصل الذی فی وسط القدم عند معقد الشراک**. (هندية ٢٢٤/١، اللباب ١٦٧/١)

تنبیہ: بعض لوگ احرام میں ہوائی چپل پہننا ہی ضروری سمجھتے ہیں تو ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے؛ بلکہ ہر وہ چپل یا جوتا احرام میں پہننا جائز ہے جس سے ٹخنے اور قدم کی اوپری ہڈی نہ ڈھکتی ہو۔

عورت کا احرام میں دستانے پہننا

عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہاتھ میں دستانے پہننا علماء حنفیہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ **واما المرأة فیندب لها عدمه عندنا لقوله صلی الله علیه وسلم: ولا تلبس القفازین**. (غنیة الناسك ٨٦، ومثله فی الشامی زکریا ٤٩٩/٣، البحر الرائق زکریا ٥٦٨/٢)

عورت کا زیورات پہننا

عورت کو حالت احرام میں ہر طرح کے زیورات پہننا جائز ہے۔ **وتلبس الحریر**

والذهب وتتحلی بأی حلی شاءت. (غنية الناسك ٩٤، ومثله فی الدر المختار ٣/٥٥١-٥٥٢، طحطاوی ٧٣٨، سکب الانهر ٤٢١/١)

غسل یا وضو کرتے ہوئے بالوں کا ٹوٹ جانا

اگر کسی محرم کے داڑھی یا سر کے بال غسل یا وضو کرتے ہوئے خود بخود ٹوٹ جائیں تو اس صورت میں ہر تین بال کے بدلہ میں ایک مٹھی غلہ یا ہر بال کے بدلہ میں ایک کھجور واجب ہوگی، اور احتیاط کرنی چاہئے کہ بدن کے بال ٹوٹنے نہ پائیں۔ **فلو سقط من رأسه او لحيته ثلاث شعراتٍ عند الوضوء او غيره فعليه كف من طعام......الخ.** (غنية الناسك ٢٥٧، ومثله فی فتح القدير ٣٢/٣، تاتارخانية ٥٨٦/٣) **او تمرة لكل شعرة.** (غنية الناسك ٢٥٧)

بچہ کو بھی چادر اور لنگی پہنائی جائے

مناسب ہے کہ بچہ کی طرف سے احرام باندھنے کے وقت اس کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے اتار کر چادر اور لنگی پہنا دی جائے۔ **وينبغی للولی ان يجرده قبل الاحرام ويلبسه ازاراً ورداءً.** (غنية الناسك ٨٤، البحر الرائق زكريا ٥٥٤/٢، شامی زكريا ٤٦٧/٣، تبيين الحقائق ٢٤٥/٢، فتح القدير ٤٢٣/٢)

بچہ کو بھی ممنوعاتِ احرام سے بچایا جائے

ولی کو چاہئے کہ بچہ کو بھی ممنوعات احرام سے بچائے رکھے؛ (تاہم اگر بچہ کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کرلے تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کوئی چیز لازم نہ ہوگی)۔ **واذا احرم له ينبغی ان يجنبه من محظورات الاحرام ولو ارتكب محظوراً لا شئ عليهما.** (غنية الناسك ٨٤، شامی زكريا ٤٦٧/٣، هندية ٢٣٦/١)

بچہ کی طرف سے مناسک اس کا ولی ادا کرے

جب ناسمجھ بچہ کی طرف سے اس کا ولی احرام باندھے تو ولی ہی اس کی طرف سے تمام

مناسک ادا کرے گا، بس طواف کی دو رکعتیں اس کی طرف سے نہیں پڑھے گا، اور یہ دو رکعت بچے کے ذمہ سے ساقط ہیں۔ **الصبی الذی یحج به ابوه یقضی المناسک ویرمی الجمار اذا کان لا یعقل الاداء بنفسه.** (هندية ۲۳٦/۱، منحة الخالق ۵۵۵/۲، الولوالجية ۲۹۷/۱)

وجاز النیابة عنه فی کل شئ الا فی رکعتی الطواف فتسقط. (غنية الناسك ۸٤، شامی زکریا ۵۱۲/۳)

نوٹ: البتہ اگر بچہ سمجھ دار ہو تو وہ جو رکن خود ادا کر سکتا ہے اسے خود ادا کرنا ہوگا، ولی کی نیابت کافی نہ ہوگی۔ **وکل ما قدر الصبی علیه بنفسه لا تجوز فیه النیابة.** (شامی زکریا ٤٦۷/۳)

❍❖❍

مسائلِ تلبیہ

تلبیہ کے الفاظ

حج میں تلبیہ کی حیثیت تقریباً ایسی ہی ہے جیسی نماز میں تکبیر تحریمہ کی، اور تلبیہ کے منقول الفاظ یہ ہیں:
لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ. (بخاری شریف ۲۱۰/۱، مسلم شریف ۳۷۵/۱، غنیة الناسك ۷۳)

ترجمہ: میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں آپ کا کوئی ساجھی نہیں، میں حاضر ہوں، ہر طرح کا شکر اور سب نعمتیں صرف آپ ہی کے لئے ہیں اور ساری بادشاہی آپ ہی کے اختیار میں ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

نوٹ: ○ دیگر اذکار مثلاً لا الٰہ الا اللہ، الحمد للہ وغیرہ بھی تلبیہ کے قائم مقام ہو سکتے ہیں۔ **والحاصل ان اقتران النية بخصوص التلبية ليس بشرط وانما الشرط اقترانها باى ذكر كان**. (شامی زکریا ۴۹۰/۳، هندية ۲۲۲/۱، البحر العميق ۶۵۱/۲، تاتارخانية زكريا ۴۸۲/۳، تبيين الحقائق ۲۵۶/۲، معلم الحجاج ۱۰۲)

○ عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں تلبیہ کا ترجمہ بھی پڑھا جا سکتا ہے مگر عربی افضل ہے۔ (معلم الحجاج ۱۰۲) **وكما يجوز التلبية بالعربية يجوز بالفارسية والعربية افضل**. (خانية ۲۸۵/۱) **ولو بالفارسية او غيرها كالتركية والهندية الخ، واشار الى ان العربية افضل**.

(شامی زكريا ۴۹۰/۳، البحر العميق ۶۷۱/۲، تاتارخانية زكريا ۴۸۸/۳)

تلبیہ: ندائے ابراہیمی کا جواب ہے

تلبیہ دراصل اس ندائے ابراہیمی کا جواب ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کے بعد بحکم خداوندی پہنچائی تھی، تو جس شخص نے بھی اس ندا کے جواب میں عالم ارواح میں جتنی مرتبہ لبیک کہا تھا اسے اتنی ہی مرتبہ حج وعمرہ کی توفیق نصیب ہوگی۔ حضرت ابوالطفیل سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے تلبیہ کی اصل کیا ہے؟ تو میں

نے عرض کیا کہ نہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم ہوا تو پہاڑوں نے اپنی چوٹیاں جھکا لیں اور شہر اور آبادیاں ان کے لئے بلند کردی گئیں، پھر آپ نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا، تو ہر چیز نے لبیک اللّٰھم لبیک کہہ کر جواب دیا''۔ (تفسیر قرطبی ۱۲/۳۶)

نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت تک وہی لوگ حج کریں گے جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب (تلبیہ پڑھ کر) دیا ہوگا۔ (عمدۃ القاری ۹/۱۷۲، بحوالہ: رسول اللہ کا طریقۂ حج ۱۷۰)

تلبیہ: حج کا شعار ہے

تلبیہ حج کا خاص ذکر ہے، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر یہ ہدایت کی کہ آپ اپنے صحابہ کو بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کا حکم دیں، کیوں کہ تلبیہ حج کا خاص شعار ہے''۔ (سنن ابن ماجہ: ۲۹۲۳، ابن حبان ۹۷۴، مستدرک حاکم ۱/۴۵۰، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۷)

اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ حج میں کونسا عمل سب سے زیادہ افضل اور پسندیدہ ہے؟ تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ''اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ''۔ (یعنی بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا اور قربانی میں خون بہانا) (رواہ ابن ماجہ والترمذی وغیرہم، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۷)

تلبیہ پڑھنے والے کے ساتھ دیگر مخلوقات کی شرکت

اور تلبیہ کے ذکر میں ایک امتیازی بات یہ ہے کہ جب حج یا عمرہ کرنے والا احرام باندھ کر تلبیہ پڑھتے ہوئے چلتا ہے تو اس کے دائیں بائیں نباتات و جمادات تا حد زمین اس کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہیں۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ مُلَبٍّ يُلَبِّيْ اِلَّا لَبّٰى مَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ مَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ.

(جامع الترمذی: ۸۲۸، سنن ابن ماجة: ۲۹۲۱، الترغیب والترهیب مکمل ۲۶۷)

جو بھی تلبیہ پڑھنے والا تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے دائیں بائیں جتنے بھی پتھر یا درخت یا مٹی کے ذرات ہیں وہ سب تا منتہائے زمین اس کے ساتھ تلبیہ پڑھنے لگتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب پورا ماحول ہی تلبیہ کا ہو تو پھر اس کی کیفیت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، اور اس تصور کے ساتھ تلبیہ پڑھنے کا کیف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔

تلبیہ سے گناہ معاف

تلبیہ کی کثرت گناہوں کی معافی کا سبب بھی ہے، چناں چہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَا رَاحَ مُسْلِمٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مُجَاھِدًا اَوْ حَاجًّا مُھِلاًّ أَوْمُلَبِّیاً اِلَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ بِذُنُوْبِہٖ وَخَرَجَ مِنْھَا. (رواہ الطبرانی فی الاوسط: ۶۱۶۱، الترغیب والترھیب مکمل ۲۶۱)

جو مسلمان اللہ کے راستہ میں جہاد یا حج کے لئے کلمہ طیبہ یا تلبیہ پڑھتے ہوئے چلے تو سورج غروب ہونے تک اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ گناہوں سے باہر آجاتا ہے۔

تلبیہ محبتِ الٰہیہ کا مظہر ہے

جب بندہ یہ سوچ کر لبیک کہتا ہے کہ اس کے ربِ کریم نے اسے بلایا ہے تو واقعۃً انسان کے دل میں چھپی ہوئی عشق خداوندی کی چنگاری شعلہ جوالہ بن جاتی ہے، اور جس طرح ایک چھوٹا بچہ ماں کے آواز دینے پر بے قراری کے عالم میں اس کی جانب لپکتا ہے اسی طرح حج وعمرہ کا مسافر دیوانہ وار لبیک کی صدا لگاتے ہوئے چل پڑتا ہے، اس کیف ومستی کا صحیح اندازہ عشاق ہی لگا سکتے ہیں، اور بکمال استحضار تلبیہ پڑھنے کی کیفیت کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنا مشکل ہے، خدا کرے سچے عشاق کے عشق حقیقی کا کوئی قطرہ ہم سیاہ کاروں کو بھی نصیب ہوجائے، آمین۔

ذیل میں تلبیہ سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جارہے ہیں:

تلبیہ زبان سے کہنا شرط ہے

تلبیہ زبان سے اس طرح کہنا شرط ہے کہ حروف صحیح ادا ہوں اور کم از کم خود سن رہا ہو اگر دل دل میں تلبیہ پڑھا یا اس طرح زبان سے پڑھا کہ حروف تو صحیح ہوگئے مگر خود سن نہیں سکا یعنی بہت ہی آہستہ پڑھا تو بھی تلبیہ معتبر نہیں ہوگا۔ **وشرط التلبیة ان تکون باللسان فلو ذکرھا بقلبه لم یعتد بھا وکذا لو صحح الحروف بلسانه ولم یسمع نفسه لم یعتد بھا علی الصحیح.** (غنیة الناسك ۷۴، ومثله فی الشامی زکریا ۳/ ۴۹۰-۲/ ۴۱۰، مناسك علی قاری ۱۰۱)

تلبیہ کے الفاظ میں کمی زیادتی

تلبیہ کے الفاظ میں بعد میں زیادتی تو مستحب ہے مگر درمیان میں زیادتی کرنا یا تلبیہ کے منقول الفاظ سے کم کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **وندب ان یزید فیها لا فی خلالها بل بعدها وجاز قبلها الخ، اما النقص عنهااو الزیادة فی خلالها فیکره تنزیهاً.** (غنیة الناسك ۷٤، و مثله فی تبیین الحقائق زکریا ۲/۲٥٥، البحر الرائق کوئٹه ۲/۳۲۲، شامی زکریا ۳/٤۹۲، هندیة ۱/۲۲۳)

مرد تلبیہ زور سے پڑھیں

مردوں کے لئے تلبیہ قدرے بلند آواز سے پڑھنا مسنون ہے، مگر اس قدر زور سے بھی نہ پڑھے کہ تکان ہوجائے۔ **ویسن أن یرفع صوته بالتلبیة بشدة من غیر ان یبلغ الجهد فی ذٰلک کیلا یتضرّر.** (غنیة الناسك ۷٤، و مثله فی الهندیة ۱/۲۲۳، هدایة ۱/۲٤۰، البحر العمیق ۲/٥٦٦، منحة الخالق کوئٹه ۲/۳۲۲)

عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں

اور عورت تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھے کہ کوئی اجنبی نہ سن سکے۔ **والمرأة لا ترفع صوتها بالتلبیة.** (فتاویٰ سراجیة ۱۷۷، مناسك ملا علی قاری ۱۰٤)

چند آدمی مل کر تلبیہ نہ پڑھیں

اگر چند آدمی ایک ساتھ ہوں تو اجتماعی طور پر (مثلاً ایک آدمی پڑھے پھر کچھ لوگ آواز ملا کر الفاظ دوہرائیں) تلبیہ نہ پڑھیں؛ بلکہ ہر آدمی علیحدہ بذاتِ خود تلبیہ پڑھے۔ **واذا کانوا اجماعة لا یمشی احد علی تلبیة الاٰخر، بل کل انسان یلبی بنفسه.** (شامی زکریا ۳/٥۰۲، درمختار ۳/٥٥۱، غنیة الناسك ۷٥، ومثله فی البحر العمیق ۲/٦٦۹)

نوٹ: آج کل اس بارے میں سخت کوتاہی ہوتی ہے، دورانِ سفر آواز ساتھ ملا کر تلبیہ پڑھا جاتا ہے جو صحیح نہیں ہے؛ بلکہ اس طریقہ کو علماء نے بدعت کہا ہے۔ (مرتب)

تلبیہ کتنی بار مستحب ہے؟

تلبیہ تین بار پڑھنا مستحب ہے جس کی صورت یہ ہونی چاہئے کہ تین بار لگاتار پڑھے اور تلبیہ کے دوران کوئی اور بات چیت نہ کرے۔ **ویستحب ان یکرر التلبیة ثلاثاً وان یوالی بین الثلاثِ و لایقطعها بکلام او غیرہٖ.** (غنیة الناسك ۷٤، شامی زکریا ٤٩٢/٣، البحر العمیق ٦٥٦/٢، البحر الرائق کوئٹه ٣٢٥/٢)

تلبیہ کب تک پڑھنے کا حکم ہے؟

احرام باندھنے کے وقت سے تلبیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو عمرہ میں طواف شروع کرنے تک اور حج میں دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک جاری رہتا ہے، ان اوقات کے بعد تلبیہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ۱۰۴) **عن الفضل بن عباسؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لبی حتی رمیٰ جمرة العقبة.** (ابوداؤد شریف ٢٥٢/١، بخاری شریف ٢٢٨/١) **وقطع التلبیة باولها (درمختار) فی الحج الصحیح والفاسد مفرداً او متمتعاً او قارناً الخ، وقید بالمحرم بالحج لان المعتمر یقطع التلبیة اذا استلم الحجر لان الطواف رکن العمرة فیقطع التلبیة قبل الشروع فیها.** (شامی زکریا ٥٣٢/٣)

تنبیه: بعض لوگ احرام بے احرام ہر وقت تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ عمرہ کے طواف اور طوافِ زیارت کے دوران تلبیہ کا ورد رکھتے ہیں، تو یہ طریقہ خلافِ سنت ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

گونگا کس طرح تلبیہ پڑھے؟

گونگے کے لئے تلبیہ کے وقت زبان ہلانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ صرف مستحب ہے۔ **والاخرس یلزمه تحریک لسانه، وقیل: لا بل یستحب ومال شارحه الی الثانی؛ لان الاصح انه لا یلزمه التحریک فی القراءة للصلاة فهٰذا اولی لان الحج اوسع ولان القراءة فرض قطعی علیه بخلاف التلبیة.** (شامی زکریا ٤٩٠/٣)

تلبیہ پڑھنے والے کوسلام کرنا

اگر کوئی آدمی تلبیہ پڑھ رہا ہو تو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ **ولکن یکرہ لغیرہ ان یسلم علیه حالة التلبیة.** (غنیة الناسك ٧٤، شامی زکریا ٥٠٢/٣، البحر الرائق کوئٹه ٣٢٥/٢، البحر العمیق ٦٧٠/٢، مناسك علی قاری ١٠٢)

تلبیہ پڑھنے والا سلام کا جواب کب دے؟

اگر کسی نے تلبیہ پڑھنے والے کو سلام کرلیا تو تلبیہ پڑھنے والے کو چاہئے کہ درمیان تلبیہ میں جواب نہ دے؛ بلکہ تلبیہ کے ختم پر جواب دے؛ البتہ اگر سلام کا جواب فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر درمیان ہی میں سلام کا جواب دے دینا جائز ہے۔ **ولو ردّ السلام فی خلالها جاز کما جاز تاخیره حتی یرده بعد فراغها ان لم یفته الجواب فانه مستحق علیه.** (غنیة الناسك ٧٤، شامی زکریا ٥٠٢/٣، البحر الرائق کوئٹه ٣٢٥/٢، مناسك علی قاری ١٠٢، البحر العمیق ٦٧٠/٢)

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے

احرام کی ابتداء میں ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا شرط ہے اور ایک سے زائد مرتبہ تلبیہ پڑھنا مسنون ہے، مگر ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے، کھڑے بیٹھے، چلتے پھرتے اور پاکی ناپاکی الغرض ہر حالت میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے۔ **والتلبیة مرة شرط وهو عند الاحرام لا غیر والزیادة علی المرة سنة والإکثار منها مستحب فی کل حال قائماً و قاعداً و مضطجعاً و ماشیاً وراکباً و نازلاً وواقفاً وسائراً و طاهراً و محدثاً و جنباً وحائضاً.**

(غنیة الناسك ٧٥، البحر العمیق ٦٦٨/٢، تاتارخانیة ٤٩٠/٣، شامی زکریا ٤٩٢/٣)

اوقات اور احوال کے تغیر کے وقت تلبیہ کا حکم

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے، مگر احوال اور اوقات کی تبدیلی مثلاً کسی بلند مقام کی طرف چڑھتے وقت یا کسی پست جگہ کی طرف اترتے وقت، صبح اور شام

اور فرض نمازوں کے بعد اس کے استحباب میں اور زیادہ تاکید ہو جاتی ہے، یعنی ان اوقات میں بطور خاص تلبیہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ **ویتأکد استحباب اکثارها عند تغیر الاحوال والأزمان وکلما علا شرفا او هبط وادیاً او لقی رکباناً وعند اقبال اللیل وبالاسحار وبعد المکتوبات اتفاقاً.** (غنیة الناسك ۷۵، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۷۰، شامی زکریا ۴۹۲/۳، ملتقی الابحر ۲۷۰/۱، تبیین الحقائق زکریا ۲۶۳/۲، مبسوط سرخسی بیروت ۸/٤)

ایامِ تشریق میں تلبیہ کس طرح پڑھے؟

حجاج کے لئے ایامِ تشریق میں فرض نمازوں کے بعد تلبیہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً تکبیر تشریق پڑھے پھر تلبیہ پڑھے، اور اگر کسی نے پہلے تلبیہ پڑھ لیا تو اب اس کے ذمہ سے تکبیر تشریق کا وجوب ساقط ہو جائے گا۔ **ان الذی بمکة وعرفة یبدا فیها بالتکبیر ثم بالتلبیة.** (الدر المختار زکریا ۵۸/۳) **یبدأ بتکبیر التشریق ثم بها فلو بدأ بها سقط التکبیر.** (غنیة الناسك ۷۵)

مسبوق امام کے ساتھ تلبیہ نہ کہے

اگر امام کے ساتھ ساتھ مسبوق بھی تلبیہ کہہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے مسبوق کو چاہئے کہ پہلے اپنی باقی ماندہ نماز ادا کرے پھر تلبیہ پڑھے۔ **والمسبوق لو تابع امامه فی التلبیة تفسد.** (غنیة الناسك ۷۵)

❍❖❍

جنایاتِ احرام

جنایات کی تفصیل

حج وعمرہ کے دوران شرعاً جن افعال کا کرنا منع ہے ان کو جنایات کہتے ہیں، اور جنایات میں سے بعض کا تعلق احرام سے ہے اور بعض کا تعلق حدودِ حرم سے ہے۔

احرام کی جنایات حسبِ ذیل ہیں: (۱) خوشبو استعمال کرنا۔ (۲) سلا ہوا کپڑا پہننا۔ (۳) سر اور چہرہ ڈھانکنا۔ (۴) بالوں کو مونڈنا یا کتروانا (اور جوں وغیرہ بدن سے جدا کرنا۔) (۵) ناخون تراشنا۔ (۶) جماع یا دواعی جماع کا اختیار کرنا۔ (۷) واجبات حج میں سے کسی واجب کو چھوڑ دینا۔ (۸) خشکی کے جانوروں سے تعرض کرنا۔

اور حرم کی جنایات یہ ہیں: (۹) حرم کے جانوروں سے تعرض کرنا۔ (۱۰) حرم کے پیڑ پودوں سے تعرض کرنا۔ **الجناية في الشرع اسم لفعل محرم شرعاً، والمراد هنا ما يكون حرمته بسبب الاحرام او الحرم، وحاصل الاول ثمانية: التطيب واللبس والتغطية وازالة الشعر وقص الاظفار والجماع صورةً ومعنىً او معنىً فقط وترك واجب من واجبات الحج والتعرض لصيد البر، وحاصل الثاني التعرض لصيد الحرم وشجره.**

(غنية الناسك ۲۳۸، حاشية الطحطاوي على المراقي جديد ۷۴۱، الدر المختار زكريا ۳/۵۷۱، البحر الرائق كوئٹه ۲/۳)

ہم خاص طور پر جنایاتِ احرام سے متعلق مسائل ذیل میں درج کریں گے، اور واجباتِ حج میں سے کسی واجب کو چھوڑ دینے سے متعلق مسائل، متعلقہ باب کے ساتھ ملحق کر کے بیان کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ؛ تاکہ متعلقہ مسائل یکجا ہو جائیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

بعض اصطلاحات کی وضاحت

جنایات کے باب میں کچھ خاص اصطلاحات مستعمل ہیں، ان کی وضاحت درج ذیل ہے:

دم: اس سے مراد ایک بکرا/ بکری وغیرہ، یا بڑے جانور (اونٹ، گائے، بیل وغیرہ) کا ساتواں حصہ ہوتا ہے۔ **وحیث ما اطلق الدم فالمراد الشاۃ الخ.** (غنیة الناسك ۲٤٠، شامی زکریا ۵۷۲/۳، مراقی الفلاح ۷٤۱) **کل دم یتأدی بالشاۃ یکفی فیه سبع بدنة.** (غنیة الناسك ۲٤٠)

بَدَنَه: اس سے مراد اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ جانور ہیں۔ (لغۃ الفقہاء ۱۰۵، العمر الرائلہ ۳۵۶/۲)

صــدقــه: عموماً اس سے مراد ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہوتی ہے، یعنی ایک صاع جو، کھجور، کشمش وغیرہ، یا نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت (اور صاع کی مقدار تین کلو ڈیڑھ سو گرام اور نصف صاع کی مقدار ڈیڑھ کلو پچھتر گرام ہوتی ہے) لیکن یہ اصطلاح عام نہیں؛ کیوں کہ بعض صورتوں میں صدقہ کی مقدار اس سے کم وبیش بھی ہوتی ہے، اس کی تفصیل جزئیات کے ضمن میں درج ہوگی۔ **وحیثما اطلق الصدقة فی جنایة الاحرام فهی نصف صاع من بر او صاع من غیرہ الا فی جزاء اللبس والطیب والحلق الخ.** (غنیة الناسك ۲٤٠، ومثله فی الشامی زکریا ۵۷۲/۲، هدایة ۲٦٦/۱، البحر الرائق کوئٹه ۹/۳، خانیة ۲۸۸/۱)

جـزاء/ کـفـاره/ فدیـه: ان الفاظ کا اطلاق حسبِ موقع دم اور صدقہ دونوں پر ہوتا ہے؛ لہٰذا جہاں یہ الفاظ استعمال ہوں وہاں دیگر شرائط کو ملحوظ رکھ کر حکم متعین کرنا ہوگا۔

دم صرف حدودِ حرم میں ذبح ہوگا

دم کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، اگر حدودِ حرم سے باہر ذبح کیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ **والثامن ذبحه فی الحرم فلو ذبح فی غیرہ لا یجزئه عن الذبح.** (غنیة الناسك ۲٦۲، هدایة ۳۰۱/۱، تبیین الحقائق زکریا ٤۳٤/۲، اللباب ٤٠/٤، فتح القدیر ۷۸/۳)

دم جنایت مالک کو کھانا درست نہیں

دم جنایت کا گوشت خود مالک کے لئے کھانا درست نہیں؛ بلکہ وہ فقراء ہی کا حق ہے۔ **والعاشر: التصدق بلحمه عند الامکان فلا یجوز له الاکل منه.** (غنیة الناسك ۲٦۳،

و مثله فی البحر الرائق کوئٹه ۷۱/۳، شرح نقایة ۲۲۷/۱، مجمع الانهر ۳۱۰/۱، اللباب فی شرح الکتاب ۱۹۵/۱، البحر العمیق ۸۱۱/۲)

دم جنایت کا گوشت خود کھالیا یا اپنے گھر والوں کو کھلا دیا

اگر مالک نے دم جنایت کا گوشت خود کھالیا یا اپنے بیوی بچوں وغیرہ کو کھلا دیا، یا بیچ ڈالا، تو اس کی قیمت کا اندازہ کرکے صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ **ولو استهلكه بنفسه بعد الذبح بان باعه ونحوه ضمن قيمته الخ، فلو تصدق على اصله او فرعه الخ فعليه قيمته.**

(غنیة الناسك ۲٦۳، شامی زکریا ۳۹/٤، منحة الخالق کوئٹه ۷۲/۳)

صدقہ کہاں ادا کیا جائے گا؟

جب صدقہ واجب ہو تو وہ کہیں بھی دیا جا سکتا ہے، اس میں حدود حرم کی قید نہیں؛ لیکن فقراء حرم کو دینا افضل ہے۔ **يجوز له التصدق فى غير الحرم وفيه على غير اهله وفقراء مكة افضل.** (غنیة الناسك ۲٦٦، مراقی الفلاح ٤۰٤، البحر الرائق کوئٹه ۷۲/۳، اللباب فی شرح الکتاب ۱۹٤/۱، البحر العمیق ۸۱۲/۲)

ایک صدقہ ایک ہی فقیر کو دینا

ہر فقیر کو ایک صدقۂ فطر مکمل دینا چاہئے یعنی ایک صدقہ میں کئی ایک فقراء کو شریک نہ کرے۔ **ان لا يفرق نصف صاع على فقيرين او اكثر.** (غنیة الناسك ۲٦۳، هندیة ۱۹۳/۱، تبیین الحقائق زکریا ۱٤۳/۲، درمختار زکریا ٦۰۰/۳)

کئی صدقے ایک فقیر کو دینے کا حکم

بیک وقت کئی صدقات ایک ہی فقیر کو نہ دئے جائیں ورنہ صرف ایک صدقہ شمار ہوگا، اور زائد مقدار نفلی ہوگی۔ **اما لو دفعه اليه فى يوم واحد دفعة فلا رواية فيه، اختلف المشائخ فقال بعضهم يجوز وقال عامتهم: لا يجوز الا عن واحد، وعليه الفتوىٰ، وكذا لو ادى الكل**

إلى مسكينين لايكفي الا عن اثنين و الباقي تطوع. (غنية الناسك ٢٦٧، و مثله في الشامي زكريا ٦٠١/٣ - ٦٠٢، البحر العميق ٨١١/٢، المحيط البرهاني ١٩٩/٥، فتح القدير ٧٩/٣)

الگ الگ دن ایک ہی فقیر کو صدقہ دینا

ہر صدقہ مکمل الگ الگ فقیر کو دینا چاہئے؛ البتہ الگ الگ دن ایک ہی فقیر کو دینے کی گنجائش ہے۔ **ولا يشترط عدد المساكين صورة فلو دفع طعام ستة مساكين مثلاً الى مسكين واحد في ستة ايام كل يوم نصف صاع او غدى و احداً وعشاه ستة ايام اجزأه.** (غنية الناسك ٢٦٧، شامي زكريا ١٤٥/٥، هندية ٥١٤/١، البحر الرائق كوئٹه ١٠٩/٤، المحيط البرهاني ١٩٩/٥)

ارتکاب جنایات کی چند صورتیں

جنایات کے ارتکاب کی چند صورتیں ہیں:

(۱) ممنوعات احرام میں سے کسی ممنوع کا مکمل ارتکاب بلا عذر کرے (مثلاً حالتِ احرام میں ۱۲ر گھنٹے مسلسل سلے ہوئے کپڑے بلا کسی عذر کے پہنے رہے) تو اس صورت میں ایک دم واجب ہوتا ہے۔ **جزاء الجنايات اما دم حتماً اذا ارتكب المحظور كاملاً بلا عذرٍ.**

(غنية الناسك ٢٣٨، ومثله في شرح نقاية ٢١٠)

(۲) ممنوعاتِ احرام میں سے کسی ممنوع کا ارتکاب بلا عذر مکمل نہ کرے؛ بلکہ ناقص ارتکاب کرے (مثلاً ۱۲ر گھنٹے سے کم سلے ہوئے کپڑے حالت احرام میں پہنے رہے) تو اس صورت میں جزاء کے طور پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ **او صدقة حتماً اذا ارتكب المحظور ناقصاً بلاعذرٍ.** (غنية الناسك ٢٣٨)

(۳) کسی معتبر عذر کی بنا پر ممنوعات احرام میں سے کسی کا ارتکاب کامل طور پر کرے (مثلاً شدید سردی یا سخت بیماری کی وجہ سے ۱۲ر گھنٹے سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے) تو اس صورت میں مرتکب کو اختیار ہے، چاہے روزہ رکھے یا صدقہ دے یا دم دے۔ (یہاں صدقہ سے مراد چھ صاع کھجور وغیرہ

(۱۸ر کلو ۹۰۰ رگرام)یا ۳ر صاع گیہوں (۹ ر کلوساڑھے چار سو گرام) ہے۔ **او علی التخییر بین الصوم والصدقة والدم اذا ارتکب المحظور کاملاً بعذر الخ.** (غنية الناسك ٢٣٨) **اذا فعل شيئاً منها كاملاً بعذر فهی ثلاثة اصوع طعام او ستة من غيره.** (غنية الناسك ٢٤٠)

(۴) اور اگر ممنوعات احرام کا ارتکاب ناقص کسی عذر کی وجہ سے کیا ہے (مثلاً سخت سردی کی وجہ سے کچھ دیر ۱۲ر گھنٹے سے کم سر ڈھک لیا) تو اس صورت میں اس کو اختیار ہے، چاہے روزہ رکھے یا صدقہ دے۔ **او علی التخییر بین الصوم والصدقة اذا ارتکب المحظور ناقصاً بعذر.** (غنية الناسك ٢٣٩)

عذر کونسا معتبر ہے؟

عذر صرف وہی مانع جزاء اور معتبر ہے جو من جانب اللہ ہو، (مثلاً بیماری اور حیض ونفاس وغیرہ) اگر وہ عذر بندوں کی طرف سے ہو (مثلاً کوئی شخص دوسرے پر جبر کرے یا اس کی مرضی کے بغیر جنایت کرادے) تو ایسا عذر معتبر نہیں سمجھا جائے گا۔ یعنی اگر کسی نے خوشبو لگانے یا سلا ہوا کپڑا پہننے پر محرم کو مجبور کر دیا، تو ان صورتوں میں اس کو کسی قسم کا اختیار نہیں دیا جائے گا؛ بلکہ حسب قواعد جزاء واجب ہوگی۔ **ثم مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالىٰ فلو كان من العباد فليس بعذر، حتى لو اكره على محظورات الاحرام كالطيب واللبس فانه لا يتخير فى الجزاء بين الاشياء الثلاثة بل عليه عين ما وجب عليه.** (غنية الناسك ٢٣٩)

معتبر اعذار کی وجہ سے ممنوعات کا ارتکاب

اگر کوئی شخص کسی معتبر عذر کی وجہ سے درج ذیل افعال کا ارتکاب کرے تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا ہے:

(۱) سخت بھیڑ یا کمزوری کی وجہ سے مزدلفہ کا وقوف نہیں کر سکا۔

(۲) حیض، نفاس، قید یا مرض کی وجہ سے طواف زیارت کو ایام نحر (۱۰-۱۱-۱۲ر ذی الحجہ سے) مؤخر کرنا پڑا۔

(۳) حیض یا نفاس کی وجہ سے طواف صدر (وداع) چھوٹ گیا۔

(۴) کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے طواف یا سعی پیدل نہیں کرسکا؛ بلکہ سواری (وہیل چیئر وغیرہ) پر طواف وسعی کی۔

(۵) سرے سے سعی کرنا ہی بھول گیا۔

(۶) رفقاءِ سفر سے بچھڑ جانے کے خوف سے سعی نہیں کرسکا۔

(۷) سر میں پھوڑے پھنسی ہونے کی وجہ سے حلق نہیں کرسکا، وغیرہ۔ **اما ترک الواجبات بعذر فلا شیء فیہ.** (والتفصیل فی غنیة الناسک ۲۳۹-۲۴۰، زبدة المناسک ۳۴۶، شامی زکریا ۵۲۹/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۲۳/۳، شرح نقایة ۲۱۰-۲۱۱)

وجوبِ جزاء کے شرائط

جزاء واجب ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) مسلمان ہونا؛ لہٰذا کافر پر جزاء واجب نہیں۔

(۲) عقل مند ہونا؛ لہٰذا پاگل اور دیوانہ پر جزاء واجب نہیں، الا یہ کہ وہ احرام باندھنے کے بعد پاگل ہوا ہو اور پھر اس کو افاقہ ہوگیا ہو، چاہے سالوں بعد ہی کیوں نہ ہو تو اس پر افاقہ کے بعد جزاء لازم ہوگی۔

(۳) بالغ ہونا؛ لہٰذا بچہ پر جزاء واجب نہیں اور نہ ہی اس کے ولی پر واجب ہے۔ **ویشترط فی وجوب الجزاء الاسلام فلا یجب علی کافر والعقل والبلوغ.** (غنیة الناسک ۲۴۰)

قارن پر دوہری جزا

جن ممنوعات احرام کے ارتکاب کی وجہ سے مفرد اور متمتع پر ایک جزاء لازم ہوتی ہے ان کی وجہ سے قارن پر دو جزاء لازم ہوں گی؛ اس لئے کہ وہ دو احرام باندھے ہوئے ہے؛ البتہ اگر وہ میقات سے احرام باندھے بغیر گذر جائے تو اس پر صرف ایک دم واجب ہے۔ **کل محظور الاحرام علی المفرد بہ جزاء فعلی القارن جزاء ان لجنایتہ علی احرامین الا**

لمجاوزة الميقات غير محرم فعليه دم واحد. (غنية الناسك ۲٤۰، شامی زکریا ۳/٥٦٥، منحة الخالق کوئٹه ۲/۳٥۸، خانية ۱/۲۹۱، الاشباه قديم ۲۰۱، تبيين الحقائق زکریا ۲/۳۹۱، سراجية ۱۷٦)

سوتے ہوئے جنایت کا ارتکاب

اگر سوتے ہوئے کسی شخص نے ممنوعات کا ارتکاب کیا، مثلاً سوتے ہوئے کروٹ لینے سے کوئی پرندہ دب کر مر گیا تو اس پر جزا لازم ہوگی۔ **واما النائم والمغمی علیه فیجب علیهما الجزاء بارتكاب المحظورات فلو انقلب النائم على صيد فقتله او على طيب فتلطخ به الخ، فعليه الجزاء وكذا المغمى عليه.** (غنية الناسك ۲٤۱، شامی زکریا ۳/٥۷۲، منحة الخالق کوئٹه ۳/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳/۷، حاشية الطحطاوی زکریا ۷٤۱، مناسك علی قاری ۲۹۹)

بے ہوشی میں جنایت کا ارتکاب

اگر کوئی آدمی بے ہوشی کی حالت میں اپنے جسم وغیرہ پر خوشبو مل لے یا سلا ہوا کپڑا پہن لے تو اس پر بھی جزاء لازم ہوگی۔ **واما النائم والمغمی علیه فیجب علیهما الجزاء بارتكاب المحظورات فلو انقلب النائم على صيد فقتله او على طيب فتلطخ به الخ، فعليه الجزاء وكذا المغمى عليه.** (غنية الناسك ۲٤۱، شامی زکریا ۳/٥۷۲، منحة الخالق کوئٹه ۳/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳/۷، حاشية الطحطاوی زکریا ۷٤۱، مناسك ملا علی قاری ۲۹۹)

بھول چوک سے جنایت

اگر بھول چوک سے کوئی جنایت ہو جائے، مثلاً بھول کر خوشبو لگا لی تو بھی کفارہ واجب ہوگا۔ **ثم لا فرق في وجوب الجزاء فيما اذا جنى عامداً او خاطئاً الخ او ناسياً.**

(مناسك ملا علی قاریؒ ۲۹۹، شامی زکریا ۳/٥۷۲، منحة الخالق کوئٹه ۳/۳، البحر الرائق ۳/۷، حاشية الطحطاوی زکریا ۷٤۱، مناسك علی قاری ۲۹۹)

ناواقفیت کی وجہ سے جنایت

اگر کوئی شخص مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کسی جنایت کا مرتکب ہو جائے تو بھی اس پر جزاء

واجب ہوگی ۔ **او ناسیاً عالماً او جاهلاً بالمسألة.** (مناسك كبير ۲۹۹، شامی زکریا ۵۷۲/۳، منحة الخالق كوئٹه ۳/۳، البحر الرائق كوئٹه ۷/۳، حاشية الطحطاوی زکریا ۷٤۱، مناسك علی قاری ۲۹۹)

جان بوجھ کر جنایت

اگر محرم نے جان بوجھ کر جنایت کی ہے تو گنہگار ہوگا اور محض فدیہ کی وجہ سے وہ گناہ معاف نہیں ہوگا؛ بلکہ توبہ اور استغفار ضروری ہے ۔ **وذكر ابن جماعة عن الائمة الاربعة انه ان ارتكب محظور الاحرام عامداً يأثم ولا تخرجه الفدية والعزم عليها عن كونه عاصياً.** (مناسك ملا علی قاریؒ ۲۹۸، شامی زکریا ۵۷۲/۳، غنية الناسك ۲٤۲)

ضروری تنبیه : آج کل بہت سے مال دار سہولت پسند لوگ بلا کسی خاص عذر کے جان بوجھ کر جنایت کے مرتکب ہوتے ہیں، اور پھر دم جنایت دے کر سمجھتے ہیں کہ ہماری ذمہ داری پوری ہوگئی، تو یہ بڑی جہالت اور جسارت کی بات ہے، ایسی غلطی کر کے اپنے حج کو ضائع نہیں کرنا چاہئے ۔ **قال النووی: وربما ارتكب بعض العامة شيئاً من هٰذه المحرمات، وقال: انا افدی متوهما انه بالتزام الفداء يتخلص من وبال المعصية وذٰلک خطأ صريح وجهل قبيح.** (مناسك ملا علی قاریؒ ۲۹۸، شامی زکریا ۵۷۲/۳)

تعدد جنایات

اگر ایک قسم کی جنایات کا ایک مجلس میں متعدد مرتبہ ارتکاب کیا (مثلاً ایک مجلس میں کئی بار خوشبو لگائی یا کئی بار بال تراشے وغیرہ) تو ایک ہی جزاء لازم ہوتی ہے؛ لیکن اگر کئی قسم کی جنایات ایک مجلس میں جمع کرلیں (مثلاً ایک مجلس میں خوشبو لگائی کپڑے پہنے اور جماع کیا وغیرہ) یا الگ الگ مجلسوں میں ایک طرح کی جنایات کیں (مثلاً ایک دن ٹوپی اوڑھی دوسرے دن کرتا پہنا وغیرہ) یا ایک مجلس میں جنایت کرکے اس کا کفارہ دے دیا، پھر اسی مجلس میں وہی جنایت کی تو ان سب صورتوں میں ہر جنایت کا کفارہ الگ الگ دینا ہوگا ۔ **واذا تعددت الجنايات تعدد**

الجزاء الا اذا اتحد المجلس فی التطیب والحلق ......، واذا کفر للاولیٰ تعدد الجزاء فی جمیع الصور واذا اختلف جنس الجنایة تعذر التداخل. (غنیة الناسك ۲٤۱، ومثله فی الشامی زکریا ۵۸۵/۳، فتح القدیر ۳۹/۳، مبسوط سرخسی بیروت ۷۸/٤، البحر الرائق کوئٹه ۱۲/۳، تبیین الحقائق زکریا ۳٦۱/۲)

احرام ختم کرنے کی نیت سے جنایت

اگر احرام کھولنے کی غرض سے کسی جنایت کا ارتکاب کیا اور اس کے بعد متعدد قسم کی جنایات کرتا رہا، تو اس پر سب جنایتوں کے عوض ایک ہی دم لازم ہوگا (لیکن اس بے وقت احرام کھولنے سے اس کا احرام درحقیقت ختم نہ ہوگا؛ بلکہ اسے دوبارہ احرام کی پابندیاں اپنانا لازم ہوگا؛ تا آں کہ وہ ضابطہ کے مطابق (مناسک ادا کرکے یا قربانی کرکے) حلال نہ ہو) **فان المحرم اذا نوی رفض الاحرام فجعل یصنع ما یصنعه الحلال من لبس الثیاب والتطیب والحلق والجماع وقتل الصید فعلیه دم واحد بجمیع ما ارتکب ولو فعل کل المحظورات ولا یخرج بذٰلک القصد من الاحرام وعلیه ان یعود کما کان محرماً.** (غنیة الناسك ۲٤۱، شامی زکریا ۵۸۵/۳، البحر الرائق کوئٹ ۱٦/۳، مبسوط سرخسی بیروت ۱۲۲/٤، فتح القدیر ٤٤/۳، البحر العمیق ۸۸۲/۲)

کفارہ کی ادائیگی میں جلدی کرنا

کفارہ کی ادائیگی میں جلدی کرنا افضل ہے؛ کیوں کہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں؛ تاہم اگر کسی وجہ سے اس میں تاخیر ہو جائے تو گناہ نہ ہوگا؛ لیکن جب زندگی سے بالکل مایوسی ہو جائے تو فوری ادائیگی یا وصیت کرنا لازم ہے۔ **ثم الکفارات کلها واجبة علی التراخی فیکون مؤدیاً فی ای وقت وانما یتضیق علیه الوجوب فی اٰخر عمره فی وقت یغلب علی ظنه**

انـه لـو لـم يؤده لفات، فان لم يؤد فيه حتى مات اثم وعليه الوصية به. (شامی زکریا ۵۷۲/۳، غنية الناسك ۲٤۲، شرح نقاية ۲۱۱، البحر العميق ۸۱۲/۲، مناسك ملا علی قاری ۳۸٤)

میت کی طرف سے جنایت کی ادائیگی

اگر کسی شخص پر جنایت کی وجہ سے کفارہ واجب تھا؛ لیکن وہ زندگی میں ادا نہیں کرسکا، تو دیکھا جائے گا کہ اس نے وفات سے پہلے ادائیگی کی وصیت کی تھی یا نہیں، اگر وصیت کی تھی تو تہائی ترکہ سے اس کی ادائیگی کی جائے گی، اور اگر وصیت نہیں کی تھی تو وارثین پر اس کے ترکہ میں سے کفارہ کی ادائیگی لازم نہیں؛ لیکن اگر کوئی وارث اپنے مال میں سے اس کی ادائیگی کردے تو اسے کافی سمجھا جائے گا۔ **ولـو لـم يـوص لـم يـجـب على الورثة ولو تبرعوا عنه جاز الا الصوم.** (شامی زکریا ۵۷۲/۳، شرح النقاية ۲۱۱، البحر الرائق کوئٹہ ۱۰۱/٤، البحر العميق ۲۱۳/۲، مناسك ملا علی قاری ۳۸٤)

❍❖❍

خوشبولگانے سے متعلق مسائل

قواعدِ کلیہ

احرام میں خوشبولگانے سے متعلق چنداصولی باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں، واضح ہو کہ جو چیزیں بدن پرلگائی جاتی ہیں وہ تین قسموں پر ہیں:

(۱) خالص خوشبو جیسے مشک وعنبر، گلاب، زعفران وغیرہ، ان کا استعمال ہرطرح موجب جزاء ہے، حتیٰ کہ اگر ان چیزوں کو بطوردوا استعمال کیا تب بھی جزا لازم ہوگی۔ **وقد قال اصحابنا: ان الاشياء التى تستعمل فى البدن على ثلاثة انواع: نوع هو طيب محض معد للتطيب به كالمسک والكافور والعنبر وغير ذٰلک، وتجب به الكفارة على اى وجه استعمل حتى قالوا لو داوى عينه بطيب تجب عليه الكفارة.** (بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢، هندية ٢٤٠/١)

(۲) وہ اشیاء جو نہ تو خود خوشبو ہیں اور نہ ہی ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے جیسے چربی اور چکنائی وغیرہ، تو ان کے استعمال میں کوئی جزا لازم نہیں۔ **ونوع ليس بطيب بنفسه ولا فيه معنى الطيب ولا يصير طيباً بوجه كالشحم لا تجب الكفارة.** (بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢، هندية ٢٤٠/١)

(۳) وہ اشیاء جو خود خوشبو تو نہیں؛ لیکن ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے، جیسے زیتون اور تل کا تیل وغیرہ، تو ان میں نیت کا اعتبار رہے، اگر خوشبو کی نیت سے انہیں استعمال کیا ہے تو جزا لازم ہوگی، اور اگر محض غذا یا دوا کے طور پر استعمال کیا ہے تو جزا لازم نہ ہوگی۔ **ونوع ليس بطيب بنفسه لكنه اصل الطيب يستعمل على وجه الطيب ويستعمل على وجه الادام كالزيت والشيرج فيعتبر فيه الاستعمال فان استعمل استعمال الادهان فى البدن يعطى له حكم الطيب وان استعمل فى ماكول او شقاق رجل لا يعطى له حكم الطيب كالشحم.** (بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢، هندية ٢٤٠/١، ملخص: زبدة المناسك، ٣٤٧-٣٤٨)

ان اصولی باتوں کے بعد مزید مسائل درج ذیل ہیں:

کامل بڑے عضو پر خوشبو لگالی

اگر محرم نے ایک کامل بڑے عضو (جیسے سر، چہرہ، داڑھی، پنڈلی اور ران وغیرہ) پر خوشبو لگائی، تو اس پر ایک دم واجب ہوگا، چاہے لگا کر فوراً دھوڈالے۔ **فان طيب عضواً كبيراً كاملاً من اعضائه فما زاد كالرأس والوجه واللحية والفم والساق الخ، فعليه دم وان غسله من ساعته.** (غنية الناسك ٢٤٣ – ٢٤٤، ومثله فى الفتاوىٰ السراجية ١٨٦، بدائع الصنائع زكريا ٤١٥/٢، خانية ٢٨٨/١، هداية ٢٦٥/١، اللباب ١٨١/١)

بدن کے بعض حصہ پر خوشبو لگانا

اگر محرم نے ایک بڑے عضو کے بعض حصہ پر یا کسی چھوٹے عضو (مثلاً ناک، کان آنکھ، انگلی اور مونچھ) پر تھوڑی سی خوشبو لگائی تو اس پر صدقہ واجب ہے۔ **وفى اقلــه ولو اكثره صدقة الخ، وفى حكم اقله العضو الصغير كالانف والاذن والعين والاصبع والشارب.**

(غنية الناسك ٢٤٤، ومثله فى بدائع الصنائع ٤١٥/٢، خانية ٢٨٨/١، هداية ٢٦٦/١)

بدن کی متفرق جگہوں پر خوشبو لگالی

اگر محرم نے بدن کے متفرق اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو سب کو جمع کر کے دیکھا جائے گا، اگر سب مل کر ایک بڑے عضو کی مقدار کے برابر ہوجاتی ہے تو اس پر دم واجب ہوگا اور اگر ایک عضو کامل کی مقدار کے برابر نہ ہو تو صرف صدقہ واجب ہوگا۔ **ولـو طيـب مواضع متفرقة يجمع ذٰلک فلو بلغ عضواً كاملاً فعليه دم والا فصدقة.** (غنية الناسك ٢٤٤، تاتارخانية ٥٨٩/٣، هندية ٢٤١/١، البحر الرائق كراچى ٤/٣، بدائع الصنائع زكريا ٤١٥/٢، مناسك ملا على قارى ٣١٣)

پورے بدن پر ایک مجلس میں خوشبو لگائی

اگر محرم نے ایک ہی مجلس میں اپنے تمام اعضاء پر خوشبو لگالی تو اس کو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ **ولـو طيب جميع اعضائه فى مجلس واحد كفاه دم.** (غنية الناسك ٢٤٤، مجمع الانهر جديد ٤٣١/١، هندية ٢٤١/١، بدائع الصنائع زكريا ٤١٦/٢، مناسك على قارى ٣١٣، البحر الرائق كراچى ٤/٣)

الگ الگ مجلسوں میں خوشبو لگائی

اگر کسی محرم نے الگ الگ مجلسوں میں اپنے اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو اس پر ہر مرتبہ کی وجہ سے الگ الگ کفارہ واجب ہوگا، اگر یہ خوشبو ایک بڑے عضو کامل پر لگائی گئی ہے تو دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ واجب ہوگا۔ **وفی مجالس لکل طیب کفارة فان شمل عضواً کبیراً کاملاً او اکثر فدم والا فصدقة.** (غنیة الناسك ٢٤٤، ومثلـه فی البدائع الصنائع زکریا ٤١٦/٢، تاتارخانیة زکریا ٥٨٩/٣، البحر الرائق کراچی ٤/٣، مناسك علی قاری ٣١٣)

تھوڑی جگہ میں زیادہ خوشبو لگائی

اگر محرم نے ایک انگلی میں خوشبو لگائی مگر اس میں اتنی خوشبو لگ گئی کہ جو ایک بڑے عضو کامل میں لگنے کی مقدار کے برابر تھی تو بھی دم واجب ہوگا۔ **و لو مس طیباً فلزق به مقدار عضو کامل وجب الدم سواء قصد التطیب او لم یقصد.** (هندیة ٢٤١/١، غنیة الناسك ٢٤٤، و مثله فی التاتارخانیة زکریا ٥٨٩/٣، فتح القدیر بیروت ٢٥/٣)

صدقہ کا اندازہ کیسے؟

اور خوشبو کے معاملہ میں صدقہ کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اگر آدھے عضو پر خوشبو لگی ہے تو بکرے کی آدھی قیمت واجب ہوگی، اور چوتھائی پر لگی ہے تو چوتھائی قیمت واجب ہوگی، مثلاً اگر بکرے کی قیمت ۴۰۰ ریال ہے اور آدھے عضو پر خوشبو لگی ہے تو ۲۰۰ ریال کا صدقہ کیا جائے گا اور اگر چوتھائی عضو پر خوشبو لگی ہے تو ۱۰۰ ریال کا صدقہ واجب ہوگا۔ الی آخرہ۔ **حتی لو طیب ربع عضو فعلیه من الصدقة قدر قیمة ربع شاة، وان طیب نصف عضو تصدق بقدر قیمة نصف شاة هٰکذا.** (بدائع الصنائع زکریا ٤١٥/٢، شامی زکریا ٥٧٤/٣، انوار مناسك ٢٢٦)

احرام سے پہلے کی خوشبو بعد میں دوسرے عضو پر لگ گئی

محرم نے احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی تھی؛ لیکن احرام باندھنے کے بعد وہ خوشبو اپنی

جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ لگ گئی تو اس صورت میں اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی ہے۔ **لان الحلال لو طیب عضواً ثم احرم فانتقل منه الی مکان اٰخر من بدنه فلا شیء علیه اتفاقاً.** (طحطاوی ۷٤۲، شامی زکریا ۵۷۳/۳، غنیة الناسك ۲٤۵، ومثله فی الهندیة ۲٤۲/۱، البحر الرائق کراچی ۳/۳، فتح القدیر بیروت ۲٤/۳)

خوشبودار سرمہ کا حکم

خوشبودار سرمہ ایک دو بار لگانے سے ایک صدقہ واجب ہے؛ البتہ اگر چند بار لگایا تو دم واجب ہو جائے گا۔ (اور اگر سرمہ خوشبودار نہ ہو تو اس کے لگانے سے کچھ واجب نہیں) **اذا اکتحل بالکحل المطیب فعلیه صدقة فان فعل ذٰلک مراراً کثیرة فعلیه دم، ولو اکتحل بکحل لیس فیه الطیب فلا بأس به.** (غنیة الناسك ۲٤٤-۲٤۹، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ۵۸۸/۳، الولوالجیة ۲۷٦/۱، خانیة ۲۸٦/۱، بدائع الصنائع زکریا ٤۱۸/۲-٤۱۹، هندیة ۲٤۱/۱، البحر الرائق کراچی ٤/۳)

احرام میں دھونی دیا ہوا کپڑا استعمال کرنا

کپڑے میں عود وغیرہ کی دھونی دی گئی جس سے کپڑا خوشبودار ہو گیا؛ لیکن خوشبو کپڑے میں نہیں لگی تو ایسا کپڑا احرام میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **لا بأس ان یلبس الثوب المبخر لانه غیر مستعمل لجزء من الطیب وانما یحصل منه مجرد الرائحة وذٰلک لایکون طیباً.** (غنیة الناسك ۸۸، شامی زکریا ٤۹٦/۳، خانیة ۲۸۷/۱)

حالت احرام میں خوشبودار تیل یا کریم لگانا

احرام کی حالت میں خوشبودار تیل یا کریم بدن پر لگانا جائز نہیں ہے، اگر یہ کریم یا تیل ایک بڑے کامل عضو پر لگا لیا تو دم واجب ہوگا، اور اگر پورے عضو پر نہیں لگا تو صدقہ ہوگا۔ **وأما المطیب منهما وهو ما القی فیه الانوار کدهن البنفسج والیاسمین والورد والبان**

والخيري وما أشبه ذٰلک، فإذا ادهن به عضواً كبيراً كاملاً فعليه دم بالاجماع؛ لانه طيب، وفي الاقل منه صدقة. (غنية الناسك ٢٤٨-٢٤٩)

حالت احرام میں بلاخوشبو والا تیل لگانا

اگر بحالت احرام خوشبو کے بطور ایسا تیل لگایا جس میں بظاہر خوشبو نہیں ہوتی مگر اس میں خوشبو بسائی جاتی ہے (مثلاً زیتون اور تِل کا تیل) تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کو لگانے سے بھی حسب ضابطہ جزا لازم ہوگی؛ البتہ اگر اس طرح کا تیل خوشبو کے طور پر استعمال نہیں کیا؛ بلکہ کسی اور ضرورت سے استعمال کیا ہے، (مثلاً زیتون کا تیل کھانے میں استعمال کیا یا زخم پر بطور دوا لگایا) تو بالاتفاق کوئی جزاء لازم نہ ہوگی۔ ولو ادهن بزيت بحت او خل بحت غير مطبوخ كل منهما واكثر فعليه دم عند ابي حنيفةؒ وصدقة عندهما الخ، هٰذا اذا استعملها على وجه التطيب سواء استعملها في الشعر او في الجسد عندنا، اما اذا استعلها على وجه التداوي او الاكل فلا شيء عليه بالاجماع. (غنية الناسك ٢٤٨) قال في الشامي: لانه ليس بطيب من كل وجه فاذا لم يستعمل على وجه التطيب لم يظهر حكم الطيب فيه. (شامي زكريا ٥٧٦/٣، زبدة المناسك ٣٤٨)

حالتِ احرام میں واسلین وغیرہ لگانا

اگر محرم نے خشکی دور کرنے کی غرض سے واسلین جیسی کوئی کریم لگائی جس میں خوشبو نہیں ہوتی، تو اس سے کوئی جزا لازم نہ ہوگی۔ (اور اگر خوشبو والی واسلین لگائی تو حسب قاعدہ جزاء واجب ہوگی) اما اذا استعملها (الزيت والخل) على وجه التداوي او الاكل فلا شيء عليه بالاجماع، فلو اكلهما او استعطهما او داوىٰ بهما جراحته او شقوق رجليه او اقطر في اذنيه فلا شيءَ عليه. (غنية الناسك ٢٤٨، فتح القدير ٢٧/٣، تبيين الحقائق ٣٥/٢، درمختار ٥٧٦/٣)

خوشبودار صابن کا حکم

خوشبودار صابن سے ایک دو بار سر یا ہاتھ دھویا، تو صرف صدقہ واجب ہوگا، اور اگر بار

بار دھویا تو دم واجب ہوگا۔ **ولو غسل رأسه او يده باشنان فيه الطيب فان كان من راٰه سماه اشناناً فعليه صدقة الا ان يغسل مراراً فدم.** (غنية الناسك ۲۴۹، تاتارخانية زكريا ۵۹۲/۳، هندية ۲۴۱/۱، فتح القدير بيروت ۲۸/۳، خانية ۲۸۹/۱، مناسك على قارى ۳۲۳، شامى زكريا ۵۷۷/۳)

بغیر خوشبو کے صابن کا استعمال

احرام کی حالت میں بغیر خوشبو کے صابن کے استعمال سے کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ **ولو غسل رأسه بالحرض والصابون والسدر ونحوه الى مما لا رائحة فيه لا شيء عليه اى بالاجماع.** (مناسك ملا على قارى ۳۲۳)

احرام میں خوشبودار شیمپو کا استعمال

بالوں کی صفائی کا شیمپو عموماً خوشبودار ہوتا ہے؛ لہٰذا اس کو لگا کر سر دھونے سے دم واجب ہوگا۔ **واما المطيب منهما وهوما القى فى الانوار كدهن البنفسج والياسمين والورد والبان والخيرى وماشبه ذلك فإذا ادهن به عضواً كبيراً كاملاً فعليه دم بالاجماع.** (غنية الناسك ۲۴۸-۲۴۹، بدائع الصنائع زكريا ۴۱۶/۲، هندية ۲۴۱/۱، تاتارخانية ۵۹۲/۳، مناسك على قارى ۳۲۳)

بال منڈاتے وقت خوشبودار کریم کا استعمال

بالوں کو نرم کرنے کے لئے حلق کرتے وقت جو کریم لگائی جاتی ہے اگر اس میں خوشبو غالب ہو تو اس کو پورے سر پر لگانے کی صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک محرم پر دم واجب ہوگا۔ **ولو غسل رأسه بالخطمى فعليه دم عند أبى حنيفة وقالا صدقة الخ.** (غنية الناسك ۲۴۹، تاتارخانية زكريا ۵۹۲/۳، الولوالجية ۲۷۶/۱، بدائع الصنائع زكريا ۴۱۹/۲، فتح القدير بيروت ۲۸/۳، هندية ۲۴۱/۱)

تنبیہ: اکثر دیکھا گیا ہے کہ حرم شریف کے اردگرد ''بال بر'' کی دوکانوں پر اکثر حلق یا قصر کے

وقت بے تکلف خوشبودار کریم یا خوشبودار صابن استعمال کرتے ہیں، جس کی بنا پر دم واجب ہونے کا امکان رہتا ہے، اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے اور اس وقت بھی خوشبو کے استعمال سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مرتب)

بیری کے پتوں سے سر کی دھلائی

اگر کسی محرم نے بیری کے پتوں سے سر وغیرہ دھویا اور صفائی حاصل کی تو اس پر کوئی جزاء واجب نہیں ہے؛ تاہم احرام کی حالت میں ایسی صفائی پسندیدہ نہیں ہے۔ **لو غسل رأسه بالسدر لا شيء عليه.** (غنية الناسك ٢٤٩، مناسك ملا علی قاری ٣٢٣، فتح القدير بيروت ٢٦/٣)

ہتھیلی میں پتلی مہندی لگائی

مہندی خوشبو میں شامل ہے لہٰذا اگر محرم عورت یا مرد نے اپنی ہتھیلی میں مہندی لگائی تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ **ولو خضب رأسه أو لحيته أو كفه بحناء فعليه دم ان كان مائعاً.** (غنية الناسك / ٢٥٠، ومثله فی مناسك علی قاری ٣٢٢، ملتقى الابحر مع المجمع ٤٣١/١، تاتارخانية زكريا ٥٩١/٣، هندية ٢٤١/١، بدائع الصنائع زكريا ٤١٩/٢)

گاڑھی مہندی لیپنا

اگر کسی محرم مرد نے ایسی مہندی لگائی جو گاڑھی تھی جس سے سر (یا اس کا چوتھائی حصہ) ۱۲ر گھنٹے یا اس سے زائد ڈھکا رہا، تو اس پر دو دم واجب ہوں گے ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے اور دوسرا دم خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے، اور اگر ۱۲ر گھنٹے سے کم مہندی لپی رہی تو ایک دم واجب ہوگا اور ایک صدقہ لازم ہوگا۔ (اور اگر محرم عورت نے یہ عمل کیا تو اس پر بہرحال صرف ایک دم (خوشبو کے استعمال کی وجہ سے) واجب ہوگا کیونکہ عورت کے لئے سر ڈھکنا جنایت نہیں ہے)۔ **وان كان ثخينا فلبد رأسه فعليه دمان على الرجل دم للتطيب و دم للتغطية وعلى المرأة دم واحد للتطيب فقط هذا ان دام يوماً او ليلة على جميع رأسه او ربعه**

والا فصدقة للتغطية ودم للتطيب. (غنية الناسك ۲۵۰، مناسك ملا علی قاری ۳۲۲، تاتارخانية زكريا ۵۹۱/۳، مجمع الانهر ۴۳۱/۱، شامی زكريا ۵۷۵/۳، هندية ۲۴۱/۱)

مصنوعی مہندی (خضاب) لگانا

بحالت احرام خضاب (کالی مہندی) لگانے سے کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا؛ کیوں کہ وہ خوشبو میں داخل نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ خضاب ایسا گاڑھا ہو کہ اس کے لیپنے کی وجہ سے سر ۱۲/ گھنٹے یا اس سے زیادہ ڈھکا رہے تو مرد محرم پر ایک دم واجب ہوگا، ورنہ صدقہ ضروری ہوگا۔ **ولو خضب رأسه بالوسمة فان كانت متلبدة فعليه دم للتغطية ان دام يوماً وفي اقله صدقة وان كانت مائعة اوخضب بها لحيته فلاشيء عليه لانها ليست بطيب** (غنية الناسك / ۲۵۰، مناسك ملا علی قاری ۳۲۲، منحة الخالق كراچی ۵/۳، هندية ۲۴۱/۱، هداية ۲۶۶/۱، تاتارخانية زكريا ۵۹۰/۳)

نوٹ: مردوں کے لئے کالا خضاب مکروہ ہے۔

خوشبودار کپڑے کا استعمال

اگر محرم نے کپڑوں میں خوشبو لگائی یا خوشبو لگا ہوا کپڑا اوڑھا اور خوشبو مقدار میں زیادہ تھی یا مقدار میں تو کم تھی؛ لیکن ایک بالشت مربع (یعنی طول وعرض میں ایک بالشت) سے زیادہ لگی ہوئی تھی، اور وہ کپڑا ایک دن یا ایک رات استعمال کرتا رہا تو دم واجب ہوگا، اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم پہنا تو صدقہ واجب ہوگا۔ **ظاهره ان ما زاد على الشبر كثير لكن لا لاعتبار الكثرة من الثوب بل لكثرة الطيب حينئذ عرفاً فان مكث يوماً فعليه دم او اقل منه فهو صدقة وحينئذ اذا كان الطيب فی نفسه كثيراً لزم الدم وان اصاب من الثوب اقل من شبر**. (غنية الناسك ۲۴۵، ومثله فی الشامی زكريا ۵۷۵/۳، معلم الحجاج ۲۲۹)

خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے کو اوڑھنا

اگر محرم نے زعفران یا اس جیسی خوشبو سے رنگی ہوئی چادر وغیرہ ایک دن رات تک اوڑھے

رکھی، تو اس پر دم لازم ہے، اور اگر ایک دن رات سے کم اوڑھی تو صدقہ لازم ہوگا۔ **ولو لبس مصبوغاً بعصفر او ورس او زعفران مشبعاً یوماً فعلیه دم وفی اقله صدقة.** (مناسك ملا علی قاری ۳۲۰، غنية الناسك ۲٤٥، بدائع الصنائع زکریا ٤١٥/٢، معلم الحجاج ۲۳۰)

پھول اور پھل سونگھنا

خوشبودار پھول اور پھل بحالت احرام بالقصد سونگھنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ **ولا یلزمه شیء بشم الریحان والطیب والثمار المطیبة مع کراهة شمه.**

(هندية ۲٤۲/۱، ومثله فی الخانية ۲۸٦/۱، تاتارخانية ۵۹۰/۳، شامی زکریا ۵۷۳/۳، معلم الحجاج ۲۲۷)

کپڑے میں خوشبو باندھنا

اگر محرم نے اپنی چادر یا تہبند کے پلہ میں زیادہ مقدار میں مشک، زعفران، عنبر یا کوئی خوشبو ایک دن باندھے رکھی تو دم واجب ہوگا، اور اگر ایک دن سے کم باندھے رکھی تو صدقہ واجب ہوگا۔ **ولو ربط مسکا او کافوراً او عنبراً کثیراً من طرف ازاره او رداءه ودام علیه یوماً لزمه دم.** (غنية الناسك ۲٤٥، معلم الحجاج ۲۲۹، ومثله فی الهندية ۲٤۲/۱، شامی زکریا ۵۷۵/۳، مناسك علی قاری ۳۲۱)

عود کی لکڑی کپڑے میں باندھ کر رکھنا

اگر محرم نے عود کی لکڑی چادر میں باندھ لی اور چادر کو اوڑھے رکھا تو ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اس پر کوئی جزا لازم نہیں، اگرچہ لکڑی سے خوشبو آتی ہے۔ **وان ربط العود فلا شیء علیه وان وجد رائحته.** (مناسك علی قاری ۳۲۲، غنية الناسك ۲٤٥، هندية ۲٤۲/۱، معلم الحجاج حاشیه ۲۲۷)

دھونی دیتے ہوئے خوشبو کپڑے میں چپک گئی

اگر کسی محرم نے اپنے کپڑوں کو دھونی دی اور کپڑوں میں خوشبو زیادہ لگ گئی اور وہ کپڑا ایک دن پہنے رہا تو دم واجب ہوگا اور تھوڑی لگی ہے تو صدقہ واجب ہوگا۔ **ولو اجمر ثوبه فعلق به**

كثيـر فعليه دم او قليل فصدقة. (غنية النـاسك ٢٤٦، و مثله في الهندية ٢٤١/١، مناسك على قارى ٣٢١، معلم الحجاج ٢٣٠)

عود وغیرہ کی دھونی دئے ہوئے کپڑے کا استعمال

اور اگر دھونی دینے کی وجہ سے کپڑے میں کچھ بھی نہ لگے صرف خوشبو آتی رہے جیسا کہ عود کی دھونی میں ہوتا ہے، تو کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر احرام سے پہلے کپڑے کو دھونی دی تھی اور احرام کے بعد بھی اس میں خوشبو مہکتی رہے تو کوئی جزاء لازم نہیں، اگرچہ کپڑے میں خوشبو لگانا بہر حال محرم کے لئے مکروہ ہے۔ **و ان لـم يـعلق به شيءٌ فلا شيء عليه الخ.** (هندية ٢٤١/١) **ولـو اجـمـر ثيابه قبل الاحرام ولبسها ثم احرم لا شيء عليه وان كان يكره التطيب في الثوب اتفاقاً.** (غنية الناسك ٢٤٦، مناسك ملا على قارى ٣٢١، معلم الحجاج ١١٤-٢٣٠)

خوشبودار رنگ میں رنگے ہوئے تکیہ کا استعمال

محرم کو ایسا تکیہ استعمال کرنا مکروہ ہے جس کو زعفران یا کسم وغیرہ جیسی خوشبودار چیز میں رنگ دیا گیا ہو، لیکن اس کے استعمال سے فدیہ لازم نہیں ہوتا۔ **لا يـنبـغـي للمحرم ان يتوسد ثوباً مـصبـوغاً بالزعفران ولا الورس و لا ينام عليه.** (خانية ٢٨٦/١، فتح القدير بيروت ٢٤/٣) **لـو شـم الـطيـب لا يـلـزمـه شـيء وإن كـان مكروهاً، كما لو توسد ثوباً مصبوغاً بالزعفران.** (غنية الناسك ٢٤٦)

خوشبودار فرش پر لیٹنا بیٹھنا

محرم کو زعفران یا کسم وغیرہ جیسی خوشبودار چیز میں رنگا ہوا فرش استعمال کرنا مکروہ ہے، مگر اس کی وجہ سے جزا لازم نہیں ہوتی۔ **لا يـنبـغـي ان يتـوسد ثوباً مصبوغاً بالزعفران ولا الـورس ولا ينام عليه لانه يصير مستعملاً للطيب فكان كاللبس.** (غنية الناسك ٢٤٦، و مثله في الخانية ٢٨٦/١، فتح القدير بيروت ٢٤/٣)

خالص خوشبو کھانے کا حکم

اگر محرم نے زیادہ مقدار میں خالص خوشبو (جیسے زعفران یا الائچی جو کسی اور کھانے کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو) کھائی ہے یعنی اتنی خوشبو کھائی جو منہ کے اکثر حصوں میں لگ گئی ہے تو دم واجب ہوگا اوراگر کم مقدار یعنی اتنی کہ جو منہ کے اکثر حصوں میں نہیں لگی ہے تناول کی، تو صدقہ واجب ہوگا۔ **فلو اكل طيباً كثيراً وهو ان يلتصق باكثر فمه يجب الدم وان كان قليلاً بان لم يلتصق باكثر فمه فعليه الصدقة.** (غنية الناسك ٢٤٦، ومثله فی الهندية ٢٤١/١، بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢، البحر الرائق كراچی ٥/٣، تاتارخانية زكريا ٥٩١/٣، سراجية ١٨٦) **وهٰكذا كله اذا اكله كما هو ای من غير خلط او طبخ.** (منحة الخالق كراچی ٥/٣، مناسك ملا علی قاری ٣١٤)

پکے ہوئے کھانے میں ملی ہوئی خوشبو کا حکم

اگر محرم نے خوشبو کھانے میں ملا کر کھائی ہے اس طور پر کہ خوشبو کھانے میں پکادی گئی ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اس سے پکنے کے بعد بھی خوشبو کیوں نہ آتی ہو، (مثلاً زعفران چاول میں ملا دیا گیا) **فلو جعله فی الطعام وطبخه فلا بأس باكله لانه خرج من حكم الطيب وصار طعاماً.** (غنية الناسك ٢٤٦، ومثله فی الهندية ٢٤١/١، بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢، تاتارخانية ٥٩١/٣، خانية ٢٨٦/١، البحر الرائق كراچی ٤/٣، درمختار مع الشامی زكريا ٥٧٦/٣)

بلا پکے ہوئے کھانے کی چیزوں میں خوشبو کی ملاوٹ

اگر کسی محرم نے ایسے کھانے میں خوشبو ملائی جو پکا ہوا نہیں تھا اور اس کی خوشبو بھی موجود تھی تو محرم کے لئے اس کو کھانا مکروہ ہے، اور اگر خوشبو مغلوب ہو تو کوئی جزاء واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر خوشبو غالب ہو تو جزاء واجب ہوگی۔ **وان لم يطبخ بل خلطه بما يؤكل بلا طبخ كالملح وغيره فان كانت رائحته موجودة كره ولا شیء عليه اذا كان مغلوباً فانه كالمستهلك اما اذا كان غالباً فهو كالزعفران الخالص فيجب الجزاء.** (غنية الناسك ٢٤٦-٢٤٧، ومثله

فی الھندیة ۲٤۱/۱، بدائع الصنائع زکریا ٤۱۷/۲، تاتارخانیة زکریا ۵۹۱/۳، خانیة ۲۸٦/۱، البحر الرائق کراچی ٤/۳، درمختار مع الشامی زکریا ۵۷٦/۳، مناسك ملا علی قاری ۳۱۷)

پینے کی اشیاء میں خوشبو کی ملاوٹ

اگر کسی محرم نے مشروبات میں خوشبو ملائی ہے اور خوشبو غالب تھی پھر اس کو زیادہ مقدار پی گیا تو دم واجب ہوگا اور اگر خوشبو مغلوب تھی تو صدقہ واجب ہوگا؛ لیکن اگر مغلوب خوشبو والے مشروب کو ایک ہی مجلس میں چند بار پیا تو دم واجب ہوگا۔ **وان خلطه بمشروب کالهیل والقرنفل بالقهوة فالحکم للطیب مائعاً کان او جامداً فان کان الطیب غالباً تجب دم ان شرب کثیراً والا فصدقة وان کان مغلوباً فصدقة الا ان یشربه مراراً فدم ان اتحد المجلس والا فلکل مرة صدقة.** (غنیة الناسك ۲٤۷، ومثله فی الهندیة ۲٤۱/۱، البحر الرائق ۵/۳، شامی زکریا ۵۷٦/۳، فتح القدیر بیروت ۲۷/۳)

”کولڈ رنک“ کا استعمال

احرام کی حالت میں ٹھنڈے مشروبات (سیون اپ، اسپرائٹ وغیرہ) پینے سے کوئی جزاء لازم نہیں آتی۔ (معلم الحجاج ۲۳۱)

شربت روح افزاء وغیرہ پینے کا حکم

اگر ”شربت روح افزاء“ یا اور کوئی خوشبودار شربت اس طرح بنایا جائے کہ اس کی خوشبو مہک رہی ہو تو اس کو پینے سے دم واجب ہوگا۔ **ولو خلطه بمشروب وهو غالبٌ ففیه الدم.** (غنیة الناسك ۲٤۷، شامی زکریا ۵۷٦/۳، فتح القدیر بیروت ۲۷/۳، البحر الرائق کراچی ۵/۳)

لونگ اور الائچی کی خوشبو والی چائے پینا

اگر چائے بناتے وقت اس میں لونگ یا الائچی ڈالی جائے جس کی وجہ سے ان کی خوشبو مہکنے لگے تو اس چائے کو پینے سے محرم پر جزاء واجب ہوگی۔ **وان خلطه بمشروب کالهیل**

والقرنفل فالحکم للطیب مائعاً کان او جامداً. (غنية الناسك ٢٤٧، شامى زكريا ٥٧٦/٣، هندية ٢٤١/١، مناسك ملا على قارى ٣١٨)

خوشبودار دوا پینا

اگر رقیق دوا ایسی ہو جس میں خوشبو غالب ہو تو بحالت احرام اسے پینے سے محرم کو اختیار ہے چاہے دم دے یا صدقہ ادا کرے یا روزہ رکھے۔ **فان کان للتداوی خُیر.** (البحر الرائق كراچى ٥/٣، غنية الناسك ٢٤٧، ومثله فى فتح القدير بيروت ٢٧/٣-٢٨، بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢)

بطور دوا کے خوشبو کا استعمال

اگر کسی محرم نے اپنے بدن پر بطور دوا خالص خوشبو یا ایسی دواء لگائی جس میں خوشبو غالب تھی اور وہ پکی ہوئی نہیں تھی، تو دیکھا جائے گا کہ اس نے یہ خوشبو کامل بڑے عضو پر لگائی ہے یا عضو کے کسی حصہ پر لگائی ہے، اگر کامل پر لگائی ہے یا عضو کے کسی حصہ پر بار بار لگائی ہے تو دم ہے، ورنہ صدقہ واجب ہے۔ **ولو تداوىٰ بالطیب او بدواء فیه طیب غالب ولم یکن مطبوخاً فالزقه بجراحته یلزمه صدقة اذا کان موضع الجراحة لم یستوعب عضواً او اکثر، الا ان یفعل ذٰلک مراراً فیلزمه دم.** (غنية الناسك ٢٤٨، ومثله فى مناسك ملا على قارى ٣١٩)

نـوٹ: واضح ہو کہ اگر کسی شخص نے عذر (مثلاً دوسری دوا دستیاب نہ تھی) کی وجہ سے خوشبو آمیز دوا لگائی تو حسب ضابطہ اس کو اختیار ملتا ہے کہ چاہے دم دے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا تین روزے لاعلی التعیین رکھے۔ **وان طیب او حلق او لبس بعذر خیر ان شاء ذبح فی الحرم او تصدق بثلاثة اصوع طعام علی ستة مساکین این شاء او صام ثلاثة ایام ولو متفرقة (درمختار) وفی الشامی: قید الثلاثة ولیست الثلاثة قیداً فان جمیع محظورات الاحرام اذا کان بعذر ففیه الخیارات الثلاثة.** (شامى زكريا ٥٩١/٣، ومثله فى السراجية ١٨٧، خانية ٢٨٧/١، هداية ٢٧٠/١) **بخلاف المسک والعنبر والغالیة والکافور ونحوهما مما هو طیب بنفسه فانه یلزمه الجزاء بالاستعمال ولو علی**

وجه التداوی (در مختار) وفی الشامی: لکنه یتخیر بین الدم والصوم والاطعام.

(شامی زکریا ۵۷٦/۳، فتح القدیر بیروت ۲۸/۳، حاشیة الثعلبی چلپی ۲۸/۳)

خوشبو ملا کر پکائی گئی دوا یا مرہم کا حکم

اگر کسی دوا میں خوشبو ملا کر اسے پکالیا گیا ہو جیسا کہ بعض مرہم اور کریم وغیرہ میں ہوتا ہے تو اس کے لگانے سے بہر صورت کچھ واجب نہ ہوگا۔ **والا فالمطبوخ لا جزاء فیه.** (غنیة الناسك ۲٤۸، زبدة المناسك ۳٦۲)

چربی اور گھی وغیرہ کا استعمال

محرم کے لئے چربی، گھی اور کڑوا تیل وغیرہ جیسی چیزیں لگانا جائز ہے اور اس پر کوئی جزاء بھی لازم نہیں ہے۔ **بخلاف ما لو ادهن ببقیة الادهان کالشحم والسمن والالیة الخ، فانه لا شیء علیه.** (غنیة الناسك ۲٤۹، ومثله فی الدر المختار زکریا ۵۷٦/۳، تاتارخانیة زکریا ۵۹۲/۳، البحر الرائق کراچی ۵/۳، بدائع الصنائع زکریا ٤۱۷/۲، خانیة ۲۸٦/۱، مجمع الانهر جدید ٤۳۱/۱، مناسك ملا علی قاری ۳۲٤)

○❖○

احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننے کے مسائل

کس طرح کے کپڑے کا استعمال موجبِ جنایت ہے؟

ہروہ کپڑا جو بدن یا کسی عضو کے برابر اس طرح بنایا جائے کہ وہ پورے بدن یا کسی عضو کا احاطہ کرلے اوراس کپڑے کومعمول اورعادت کے مطابق استعمال کیا جائے تو ایسا کپڑ امحرم مرد کے لئے استعمال کرنا منع اور موجب جزاء ہے۔ (جیسے کرتا، پائجامہ، انڈرویئر، نیکر، بنیائن وغیرہ) **اذا لبس المحرم الذكر المخيط وهو الملبوس المعمول على قدر البدن او على قدر عضو منه بحيث يحيط به ...... لبساً معتاداً ......، فعليه الجزاء.** (غنية الناسك ٢٥٠، و مثله في الهندية ٢٤٢/١، شامي زكريا ٤٩٩/٣)

کتنی دیر پہننے میں کیا کفارہ ہے؟

اگرمحرم مرد نے سلا ہوا کپڑا ایک دن یا ایک رات پہنا (یعنی ۱۲ر گھنٹے) تو ایک دم واجب ہوگا اوراگراس سے کم پہنا ہے تو صدقہ ادا کرے اوراگرایک گھنٹہ سے بھی کم پہنا ہے تو ایک مٹھی گیہوں دے دے۔ **فاذا لبس مخيطاً يوماً كاملاً او ليلة كاملة فدم، المراد مقدار احدهما فلو لبس من نصف النهار الى نصف الليل من غير انفصال او بالعكس لزمه دم وفي اقل من يوم وليلة صدقة الخ، وفي اقل من ساعة قبضة من بر او قبضتان من شعير.** (غنية الناسك ٢٥١، خانية ٨٨/١، درمختار زكريا ٥٧٧/٣، معلم الحجاج ٢٢٦)

بھول کر کپڑا پہن لینے کا حکم

اگرکسی محرم مرد نے حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا بھول کر پہن لیا تب بھی اس پرحسب

ضابطہ جزاء لازم ہے۔ **ولو ناسیاً او مکرهاً.** (غنیة الناسك ۲۵۰، ومثله فی الشامی زکریا ۵۷۲/۳، هندیة ۲٤۳/۱)

زبردستی کپڑا پہنادیا گیا

اگر کسی محرم مرد کو سلا ہوا کپڑا زبردستی پہنادیا گیا تو بھی اس پر جزاء لازم ہے۔ **ولو ناسیاً او مکرهاً.** (غنیة الناسك ۲۵۰، هندیة ۲٤۳/۱، شامی زکریا ۵۷۷/۳)

کپڑے پہننے کی حالت میں احرام کی نیت کی

اگر کسی محرم مرد نے اس حالت میں احرام باندھا کہ وہ سلا ہوا کپڑا پہنے ہوئے تھا اور احرام کے بعد بھی پہنے رہا تو اس پر حسبِ شرط جزاء لازم ہوجائے گی۔ **او احرم وهو لابسه فدام علیه فعلیه الجزاء.** (غنیة الناسك ۲۵۰، ومثله فی الهندیة ۲٤۲/۱، شامی زکریا ۵۷۸/۳، بدائع الصنائع زکریا ٤۱٤/۲، خانیة ۲۸۹/۱)

کپڑا اتار کر پھر پہن لیا

ایک محرم مرد سلا ہوا کپڑا ایک دن یا اس سے زائد پہنے رہا پھر اتار کر دوبارہ پہن لیا تو اب وجوبِ جزاء میں یہ تفصیل ہے کہ اگر دوبارہ نہ پہننے کے ارادے سے پہلی مرتبہ اتارا تھا اور پھر پہن لیا تو دو دم واجب ہوں گے، اور اگر یہ ارادہ تھا کہ دوبارہ پہنے گا یا اس کو اتار کر دوسرا پہنے گا، تو ان دونوں صورتوں میں دوسرا کفارہ لازم نہیں ہوگا؛ بلکہ صرف ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔ **ولو لبس یوماً او ایاماً ثم نزعه ثم لبسه فان کان نزعه علی عزم الترک فعلیه کفارة اخریٰ وان کان علی عزم ان یلبسه ثانیاً او لیلبس بدله لا یلزمه کفارة اخریٰ.** (غنیة الناسك ۲۵۱، هندیة ۲٤۲/۱، بدائع الصنائع زکریا ٤۱٤/۲، شامی زکریا ۵۷۸/۳)

متعدد لباس ایک ساتھ پہنے رہنے میں تفصیل

اگر محرم مرد مختلف قسم کے لباس مثلاً کرتا، ٹوپی، شلوار، موزا، شیروانی اور عمامہ وغیرہ سب پہنے

رہااور اسی حالت میں ایک دن یا چند دن رہا تو سب کے عوض میں ایک جزاء لازم ہوگی جب کہ سب لباس ایک ہی دن میں پہنے ہوں اور سب کو پہننے کا سبب ایک ہو، مثلاً سردی کی وجہ سے پہنا ہو، چاہے پہننے کی مجلسیں ایک ہوں یا نہ ہوں، اگر سبب الگ الگ ہے، مثلاً کوئی کپڑا بخار کی شدت کی وجہ سے پہنا اور دوسرا سردی کی وجہ سے پہنا وغیرہ، تو متفرق جزاء لازم ہوں گی۔ **ولو جمع اللباس کلها فی یوم واحد من قمیص وقباء وعمامة وقلنسوة الخ، فعلیه دم واحدٌ ان اتحد سبب اللبس بان کان لبس الکل لضرورة او لغیرها، الخ.** (شامی زکریا ۵۷۸/۳، غنیة الناسك ۲۵۲، ومثله فی البدائع زکریا ۴۱۳/۲، تاتارخانیة ۵۷۶/۳، الولوالجیة ۲۷۴/۱)

الگ الگ دنوں میں متعدد لباس پہننا

محرم مرد نے مختلف دنوں میں مختلف لباس پہنا بایں طور کہ ایک سلا ہوا کپڑا آج پہنا اور دوسرا سلا ہوا کپڑا کل پہنا تو اس صورت میں متفرق جزاء لازم ہوں گی، چاہے ان کپڑوں کے پہننے کا سبب ایک ہی کیوں نہ ہو۔ **ولو لبس البعض فی یوم والبعض فی یوم اٰخر تعدد الجزاء وان اتحد السبب.** (غنیة الناسك ۲۵۲، شامی زکریا ۵۷۸/۳)

ضرورت سے زائد لباس پہننا

ایک محرم مرد کو ایک سلا ہوا کپڑا پہننے کی ضرورت تھی مگر اس نے ایک کے بجائے دو کپڑے پہن لئے تو وجوبِ جزاء کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ:

(۱) اگر دونوں کپڑے اسی عضو اور بدن کے اسی حصہ میں پہنے ہیں جہاں ضرورت تھی مثلاً ایک کرتا پہننے کی ضرورت تھی اس نے دو کپڑے پہن لئے یا ٹوپی لگانے کی ضرورت تھی مگر ٹوپی کے ساتھ عمامہ بھی لگالیا تو صرف ایک کفارہ واجب ہوگا، مگر چوں کہ دوسرا بھی استعمال کیا ہے اس لئے اس پر گناہ ہوگا۔ **فان تعدد السبب کما اذا اضطر الی لبس ثوب فلبس ثوبین فان لبسهما علی موضع الضرورة نحو ان یحتاج الی قمیص فلبس قمیصین او قمیصاً وجبة او یحتاج الی قلنسوة فلبسها مع العمامة فعلیه کفارة واحدة**

بـاحدهما يتخير فيها واثم بالآخر الخ. (غـنية الناسك ۲۵۲، شامی زکریا ۵۷۸/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۳/۲)

(۲) اگر ایک ہی ضرورت کی وجہ سے دو اعضاء پر ایک ہی مجلس میں کپڑے پہنے، مثلاً سردی کی وجہ سے ٹوپی لگائی، اور خفین بھی پہن لئے تو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ **وكذا اذا لبسهما على موضعين لضرورة بهما في مجلس واحد بان لبس عمامة وخفاً يعذر فيهما فعليه كفارة واحدة.** (شامی زکریا ۵۷۸/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۳/۲، هندية ۲۴۲/۱)

(۳) اگر دوسرا کپڑا بدن کے اس عضو میں پہنا ہے جہاں ضرورت نہیں تھی مثلاً صرف ٹوپی لگانے کی ضرورت تھی مگر ساتھ ہی میں کرتا بھی پہن لیا، یا کرتا پہننے کی ضرورت تھی مگر ساتھ میں خفین کا استعمال بھی کرلیا تو اس صورت میں اس پر دو کفارے لازم ہوں گے۔ **وان لبسهما على موضعين موضع الضرورة وغير الضرورة ......، فعليه كفارتان.** (غنية الناسك ۲۵۲، و مثله فی التاتارخانية ۵۷۵/۳، هندية ۲۴۲/۱)

سلا ہوا کپڑا پہنے بغیر چادر کی طرح لپیٹ لیا

اگر کسی محرم مرد نے کرتے کو چادر کی طرح لپیٹ کر پہنا یا شلوار کو چادر کی طرح بدن پر لپیٹ لیا تو کچھ واجب نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ سلا ہوا کپڑا پہننے پر جزاء اس وقت لازم ہوتی ہے جب کہ معتاد یعنی جس طرح پہننے کا طریقہ ہے اسی طریقہ سے پہنے۔ **ولو ارتدى بالقميص او اتشح به او اتزر به او بالسراويل فلا بأس به لانه لم يلبسه لبس المخيط.** (غنية الناسك ۲۵۳، و مثله فی البدائع زکریا ۴۰۶/۲، شامی زکریا ۵۷۷/۳، تاتارخانية ۵۷۳/۳)

احرام کی لنگی کو بیچ میں سے سلوا لینا

احرام کے کپڑوں میں بہتر یہی ہے کہ وہ بالکل سلے ہوئے نہ ہوں؛ لیکن اگر کسی نے لنگی کے ایک کونے کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوا لیا تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوگی۔ **والافضل ان**

لا یکون فیه خیاطة اصلاً وان زرر احدهما او خلله بخلال ومیله او عقد عقده بان ربط طرفه بطرفه الاٰخر او شده علی نفسهٖ بحبل ونحوه اساء ولاشئ علیه.

(غنیة الناسك ٧١، شامی زکریا ٤٩٩/٣، البحر الرائق زکریا ٥٦٨/٢، معلم الحجاج ١١٤)

نوٹ: اگرکسی شخص کو بے سلی لنگی پہننے کی بالکل عادت نہ ہو، اور ایسی لنگی پہننے سے کشف عورت کا واقعی خطرہ ہوتو اس کے لئے سلی ہوئی لنگی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ (مرتب)

احرام کی لنگی میں نیفہ لگا کر کمر بند ڈالنا

احرام کی لنگی میں نیفہ سلوا کر کمر بند ڈالنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی۔ **وکذا یکره ان یغرز اطراف ازاره اویشد الازار والرداء بحبل اوغیره، فان فعل فلا شیء علیه.** (هدایة السالك ٥٧٤/٢، البحر العمیق ٧٩٤/٢، معلم الحجاج ١١٤)

احرام کی لنگی کو رسی یا بیلٹ کے ذریعہ باندھنا

اگر احرام کی لنگی کو رسی یا بیلٹ کے ذریعہ باندھا تو یہ مکروہ ہوگا، مگر اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہیں، (اور اگر لنگی باندھنے کے بعد اوپر سے بیلٹ وغیرہ باندھی ہے تو اس میں کوئی کراہت نہیں، کراہت اسی وقت ہے جب کہ بیلٹ کے ذریعہ سے لنگی کو باندھا گیا ہو)۔ **وکذا یکره له اذا اتزر ان یعقد علی ازاره بحبل اونحوه، ومع هٰذا اذا فعل لا شیء علیه.** (البحر العمیق ٧٩٤/٢) **وشد الهمیان فی وسطه. سواء کانت النفقة له او لغیره وسواء کان فوق الازار او تحته؛ لأنه لم یقصد به حفظ الازار، بخلاف ما اذا شد ازاره بحبل مثلاً.** (غنیة الناسك ٩٢، معلم الحجاج ١١٥)

عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا منع نہیں

عورت حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا اور خفین وغیرہ پہن سکتی ہے اور اس پر سارا بدن چھپانا لازم ہے۔ **لا بأس ان تغطی المرأة سائر جسدها وهی محرمة بما شاءت من**

الثياب المخيطة وغيرها، واما ستر سائر بدنها عورة، وستر العورة بما ليس بمخيط متعذر. (بدائع الصنائع زكريا ٤٠٩/٢) **وليس على المرأة بلبس المخيط شیءٌ.**

(غنية الناسك ٢٥٤، شامی زكريا ٤٩٩/٣، خانية ٢٨٦/١)

حالتِ احرام میں خفین پہننا مرد کے لئے ممنوع ہے

حالتِ احرام میں خفین پہننا منع ہے؛ لہٰذا اگر کوئی محرم حالت احرام میں ایک دن اس طرح خفین پہنے رہا کہ اس کو قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے کاٹا نہیں تھا تو دم واجب ہوگا۔ **ولبس الخفين قبل القطع يوماً فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٥٤، شامی زكريا ٥٠٠/٣، تاتارخانية ٥٧٦/٣، بدائع الصنائع زكريا ٤١٠/٢)

خفین کو کاٹ کر پہننا

اگر محرم نے حالت احرام میں خفین کو قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے کاٹ کر چپل نما بنا کر پہنا ہے تو اس پر کوئی جزاء واجب نہیں ہے۔ **وان لبسهما بعد القطع اسفل من موضع الشراک فلا شیء عليه.** (غنية الناسك ٢٥٤، خانية ٢٨٥/١، بدائع الصنائع زكريا ٤٠٦/٢، شامی زكريا ٥٠٠/٣، تاتارخانية ٥٧٤/٣)

محرم کا دوسرے محرم کو کپڑا پہنا دینا وغیرہ

اگر ایک محرم شخص نے دوسرے محرم یا غیر محرم شخص کو سلا ہوا کپڑا پہنایا، یا خوشبو لگائی یا اس کے سر اور چہرے کو ڈھانک دیا تو ڈھانکنے والے محرم پر کوئی جزاء واجب نہیں؛ البتہ جس کو کپڑا پہنایا ہے اور خوشبو لگائی ہے اس پر جزاء واجب ہوگی۔ **وليس على الفاعل المحرم فی ذلک شیءٌ.**

(مناسك ملا على قاری ٣٣٤، غنية الناسك ٢٤١، منحة الخالق ١٦/٣، البحر الرائق زكريا ٧/٣، هندية ٢٤٣/١)

احرام میں لنگوٹ باندھنے کا حکم

آنت اترنے کے مریض نے عذر کی وجہ سے احرام کی حالت میں لنگوٹ باندھا، تو کوئی

جزاء لازم نہیں؛ کیوں کہ لنگوٹ بدن کی ہیئت کے اعتبار سے سلا ہوا نہیں ہوتا؛ بلکہ ایک پٹی کے درجہ میں ہوتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۵۲۱) **مستفاد: فان زرره او خلله او عقده اساء ولا دم عليه.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۴۸۸) **ولا بأس بان يعصب جسده بعلة ويكره ان فعل ذٰلک فی غير علة ولا شیء عليه.** (تاتارخانية ۳/۵۷۸) **ولو عصب شيئاً من جسده لعلة او غير علة لا شیء عليه لانه غير ممنوع عن تغطية بدنه بغير المخيط ويكره ان يفعل ذٰلک بغير عذر.** (بدائع الصنائع زکریا ۲/۴۱۱) **البتہ بلا عذر** لنگوٹ باندھنا مکروہ ہے۔

احرام میں نیکر اور انڈرویئر ممنوع ہے

احرام کے نیچے نیکر یا انڈرویئر پہننے کی وجہ سے حسب قواعد جزاء لازم ہے۔ **اذا لبس المحرم المخيط على الوجه المعتاد يوماً الى الليل فعليه دم.** (ھندیة ۱/۲۴۳، احسن الفتاویٰ ۴/۵۲۱)

احرام میں پیشاب کی تھیلی لٹکانا

احرام کی حالت میں مریض کے لئے عذر کی بنا پر پیشاب کی تھیلی لٹکانا جائز ہے؛ (لیکن تھیلی میں پیشاب رہنے کی حالت میں مسجد میں جانے سے احتیاط کرے اور زیادہ تر قیام گاہ پر نمازیں ادا کرے اور جب طواف کے لئے مسجد حرام میں جائے تو تھیلی کو خالی کر کے اولاً صاف کرلے اس کے بعد ہی مسجد حرام میں داخل ہو) **المستفاد: مريض تحته ثياب نجسة وكلما بسط شيئاً تنجس من ساعته صلى على حاله الخ.** (شامی زکریا ۲/۵۰۷ کتاب المسائل ۱/۱۹۷)

○❖○

سر یا چہرہ ڈھانکنے کے مسائل

محرم کا معتاد چیزوں سے چہرہ یا سر ڈھانکے رہنا

محرم اگر اپنا سر یا چہرہ ایک دن یا ایک رات تک کسی ایسی چیز سے ڈھانکے رکھے جس سے عموماً چہرہ ڈھانکنے کا کام لیا جاتا ہے، مثلاً ٹوپی یا پگڑی وغیرہ، تو اس پر بہر حال دم واجب ہوگا، چاہے خود ڈھانکا ہو یا کسی دوسرے نے ڈھانک دیا ہو، جان بوجھ کر ڈھانکا ہو یا بے خبری کی حالت میں ڈھانک دیا گیا ہو، کسی عذر کی وجہ سے ڈھانکا ہو یا بغیر عذر کے۔ **اذا غطى رأسه او وجهه ولو امرأة كلًّا او بعضاً بمعتاد وهو ما يقصد به التغطية عادة كالقلنسوة والعمامة مخيطاً كان او غيره ودام عليه زماناً ولو ناسياً او عامداً عالماً او جاهلاً مختاراً او مكرهاً الخ.** (غنية الناسك ٢٥٤، درمختار مع الشامی زکریا ٥٧٧/٣، ومثله فی التاتارخانية ٥٧٧/٣، هندية ٢٤٢/١، البحر الرائق زكريا ١٣/٣)

کان، گدّی اور ٹھوڑی ڈھانکنے میں حرج نہیں

محرم کے لئے اپنے دونوں کانوں، گدی اور ٹھوڑی کے نیچے داڑھی کے ڈھانکنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولا بأس ان يغطي اذنيه وقفاه من لحيته ما هو اسفل من الذقن.**

(البحر الرائق زكريا ١٤/٣، غنية الناسك ٢٥٥، درمختار مع الشامي زكريا ٥٧٩/٣، تاتارخانية ٥٧٨/٣، خانية على الهندية ٢٨٩/١)

غیر معتاد اشیاء سے چہرہ ڈھانکنا

محرم اگر اپنے سر یا چہرہ کو کسی ایسی چیز سے ڈھانکے جس سے عموماً سر ڈھانکنے کا کام نہیں لیا

جاتا ہے، مثلاً چھتری ،لکڑی، لوہا، پیتل اور شیشہ وغیرہ، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اس ڈھانکنے سے سردی یا گرمی سے بچاؤ ہی مقصود کیوں نہ ہو۔ **ولو غطی رأسه بجعل ما لا یقصد بـه التغطیة عادةً کـاجـانة وعـدل البر او جو الق او مکتل الخ.** (غنیة الناسك ۲۵۵، درمختار مع الشامی زکریا ۵۷۷/۳، البحر الرائق زکریا ۱۳/۳، هندیة ۲۴۲/۱، تاتارخانیة ۵۷۷/۳)

محرم کا غلافِ کعبہ کے اندر کھڑے ہونا

اگر کوئی محرم غلافِ کعبہ کے نیچے اس طرح رہے کہ غلافِ کعبہ اس کے چہرہ یا سر سے لگا ہوا ہو تو مکروہ ہے، اور اگر اس طور پر غلافِ کعبہ کے نیچے کھڑا رہے کہ غلافِ کعبہ چہرہ یا سر سے لگا ہوا تو نہیں ہے؛ البتہ سر کے اوپر لٹکے ہوئے ہونے کی حالت میں ہے، تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ **لـــو دخـل تحت ستر الکعبة فان کان یصیب وجهه او رأسه فهو مکروه لا شیء علیه والا فلا بأس به.** (غـنیة الـنـاسك ۲۵۵، ومثله فی الخانیة علی الهندیة ۲۸۹/۱، تاتارخانیة ۵۷۷/۳، نصب الرایة ۳۷/۳، درمختار مع الشامی زکریا ۴۹۸/۳، الولو الجیة ۲۷۵/۱)

سر پر رومال یا پٹہ باندھنا

احرام کی حالت میں عذر یا بلا عذر سر پر پٹہ یا رومال وغیرہ باندھنا مکروہ ہے، اگر مکمل ایک دن یا ایک رات کے بقدر باندھے رہا تو دم لازم ہوگا۔ **وامـا عـصـب الـعصابة علیٰ رأسهٖ لعلةٍ او غیـر علةٍ فانما یکره ولزمه اذا دام یوماً کفارة للتغلیظ.** (غنیة الناسك ۷۲، ومثله فی الطحطاوی جدید ۷۴۲، درمختار مع الشامی زکریا ۴۷۲/۳ – ۴۷۷، هدایة مع فتح القدیر ۲۸/۳، هندیة ۲۴۲/۱)

عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا

اگر عورت نے احرام کی حالت میں چہرے پر اس طرح نقاب ڈالا کہ نقاب کا کپڑا چہرے پر لگا رہا، یا ڈھاٹا باندھا تو ایک رات یا ایک دن اسی حال میں رہنے سے دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ لازم ہوگا (اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ احرام کے وقت غیر مردوں سے پردے کے لئے نقاب اس طرح ڈالیں

کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے اوراس کی صورت یہ ہے کہ سر پراو لاًہیٹ وغیرہ کی شکل کی کوئی چیز لگالیں اور اس کے اوپر سے نقاب لگائیں) **وليس للمرأة ان تنتقب وتغطي وجهها فان فعلت يوماً فعليها دم وفي الاقل صدقة.** (غنية الناسك ٢٥٥، شامي زكريا ٤٩٧/٣، تاتارخانية ٥٧٧/٣)

احرام میں چہرے پر ماسک لگانا

آج کل جراثیم سے بچنے کے فیشن میں بحالتِ احرام چہرے پر''ماسک'' لگانا عام ہوگیا ہے،تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ''ماسک'' پہننا مردوں اورعورتوں سب کے لئے بلاشبہ ممنوع ہے،اورجزاء کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر''ماسک'' اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہےاوریہ''ماسک'' مسلسل بارہ گھنٹے لگائے رکھا تو دم واجب ہے،اور اگر''ماسک'' کی چوڑائی چوتھائی چہرے سے کم ہو یا اسے ۱۲؍گھنٹے سے کم لگایا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا؛ اس لئے بہرحال احرام کی حالت میں ''ماسک'' نہیں لگانا چاہئے۔ **ولو عصب رأسه او وجهه يوماً او ليلةً فعليه صدقة الا ان يأخذ قدر الربع فدم.** (غنية الناسك ٢٥٤، هنديه ٢٤٢/١، شامي زكريا ٤٩٨/٣، تاتارخانية ٥٧٨/٣، خانية على الهندية ٢٨٩/١، بدائع الصنائع زكريا ٤١١/٢)

سونے کی حالت میں ہاتھ سے چہرہ ڈھانکنے کا حکم

اگر حالت احرام میں سوتے ہوئے ہاتھ سے چہرہ ڈھک لیا تو اس سے کوئی جنایت لازم نہیں آتی ؛لیکن اگر کپڑے یا رومال وغیرہ سے چہرہ یا سر یا ان دونوں کا چوتھائی حصہ بارہ گھنٹے تک مسلسل ڈھکا رہا،تو دم جنایت واجب ہے،اور اگر اس سے کم ڈھکا رہا تو صدقہ واجب ہوگا۔ **نعم لو وضع يديه بلاثوب على رأسه أو وجهه كالأنف وغيره الخ، لا بأس به ولو غطى كل رأسه.** (غنية الناسك ١١١ سهارنپور) **إذا غطى رأسه ووجهه ......، او نائماً الخ فعليه الجزاء، فاذا غطى جميع رأسه او وجهه والربع منهما كالكل الخ، يوماً او ليلةً والمراد مقدار احدهما فعليه دم، وفي الاقل من يوم او من الربع صدقة.**

(غنية الناسك ٢٥٤، مناسك ملا علي قاري ٣٠٨، انوار مناسك ٢١٣)

بال کاٹنے کے مسائل

احرام کی حالت میں بدن کے بال کاٹنا

اگر کسی محرم نے حلال ہونے کے وقت سے قبل ہی سر یا داڑھی کے چوتھائی حصہ کے بال منڈائے یا کتروائے، تو اس پر دم واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر بغل، زیرناف اور گردن کے سب بال صاف کردئے تو بھی دم لازم ہوگا، خواہ خود مونڈے یا کوئی دوسرا شخص اس کی اجازت سے یا بلا اجازت مونڈ دے۔ اور اگر ایسے عضو کے بال منڈائے ہیں جس عضو کے بال عموماً قصداً منڈائے نہیں جاتے ہیں، مثلاً سینہ یا پنڈلی کے بال مونڈ دیئے یا چوتھائی حصہ سے کم سر کے بال منڈائے یا بغل، زیرناف اور گردن کے بعض حصہ کے بال مونڈے ہیں، تو اس پر صرف صدقہ واجب ہوگا۔ **متی حلق عضواً مقصوداً بالحلق من بدنه قبل او ان التحلل فعليه دم، وان حلق ما ليس بمقصود فصدقة كذا فى المبسوط، ولا فرق فى الحلق بين ان يحلق لنفسه او يحلق له غيره بامره او بغير امره.** (غنية الناسك ۲۵۵) **او حلق احدى ابطيه او عانته او رقبته كلها** (درمختار) **قوله كلها اى كل الثلاثة وانما قيد به لان الربع فى هٰذه الاعضاء لا يعتبر بالكل الخ، حتى حلق عضواً مقصوداً بالحلق فعليه دم وان حلق ما ليس بمقصود فصدقة، ثم قال: ومما ليس بمقصود حلق شعر الصدر والساق ومما هو مقصود حلق الرأس والابطين الخ، وفى النخبة وما فى المبسوط هو الاصح، قال ابن الهمام: انه الحق.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۵۸۰، هندية ۱/ ۲۴۳، البحر الرائق زكريا ۳/ ۱۷)

احرام میں ڈاڑھی مونڈنا

اگر محرم نے احرام کی حالت میں اپنی ڈاڑھی مونڈی یا چوتھائی کے بقدر ڈاڑھی کے بال کتروائے تو دم واجب ہوگا۔ (اور ڈاڑھی مونڈنا ہر حال میں سخت گناہ ہے) **فالواجب دم لو**

حلق ربع رأسه او ربع لحيته فصاعداً. (غنية الناسك ٢٥٦، درمختار مع الشامی زكريا ٥٧٩/٣، البناية ٣٣٣/٤، البحر الرائق زكريا ١٥/٣، هندية ٢٤٣/١)

بدن کے بال اکھیڑنے کا حکم

محرم شخص اگر اپنے اعضاء بدن مثلاً سر، ناک اور داڑھی وغیرہ کے تین یا اس سے کم بال اکھاڑے تو وہ ہر بال کے عوض ایک مٹھی غلہ صدقہ دے، اور اگر تین یا اس سے زائد بال اکھاڑے ہیں، تو صدقۂ فطر یا اس کی قیمت کا دینا ضروری ہوگا۔ **وان نتف من رأسه او انفه او لحيته ثلاث شعراتٍ ففى كل شعرةٍ كف من طعام وفى خصلة نصف صاع.** (غنية الناسك ٢٥٦، شامی زكريا ٥٨٩/٣، هنديه ٢٤٣/١، تاتارخانية ٥٨٥/٣، البحر الرائق كوئٹه ١٦/٣، خانية ٢٨٩/١، البحر العميق ٨٥٣/٢)

وضو یا غسل کرتے ہوئے بال ٹوٹ گئے

اگر محرم کے وضو یا غسل کے دوران کچھ بال خود بخود ٹوٹ گئے تو ہر تین بالوں پر ایک مٹھی غلہ صدقہ کرے۔ **اما اذا سقط بفعل المامور به كالوضوء ففى ثلاث شعرات كف واحدة من الطعام.** (غنية الناسك ٢٥٦، مناسك ملا علی قاری ٣٢٨، البحر العميق ٨٥٣/٢)

ایک ہی مجلس میں متعدد اعضاء کے بال منڈوادئے

اگر محرم شخص ایک ہی مجلس میں متعدد اعضاء بدن مثلاً سر، داڑھی، اور بغل وغیرہ کے بال حلق کرائے تو اس پر صرف ایک دم واجب ہوگا؛ البتہ اگر کسی ایک عضو کے بال منڈانے کے بعد اسی مجلس میں کفارہ ادا کردے پھر اسی مجلس میں دوبارہ حلق کرائے تو اب متعدد دم واجب ہوں گے۔ **ولو حلق رأسه ولحيته وابطيه وكل بدنه فى مجلس واحدٍ فعليه دم واحد لاتحاد المحل معنىً باتحاد المقصود وهو الارتفاق الا اذا كفر للاول كما لو حلق رأسه واراق دماً ثم حلق لحيته لزمه دم اٰخر.** (غنية الناسك ٢٥٦، درمختار مع الشامی زكريا ٥٨٠/٣، هنديه ٢٤٣/١، ومثله فى البحر الرائق زكريا ١٥/٣، هندية ٢٤٣/١، تاتارخانية ٥٨٦/٣)

احرام میں مونچھ ترشوانا

محرم شخص اگر مونچھوں کو منڈوائے یا ترشوائے تو اس پر صدقہ واجب ہے، چاہے پوری مونچھوں کو ترشوائے یا بعض کو۔ **ولو حلق شاربه كله او بعضه فعليه صدقة وهو المذهب الصحيح؛ لانه بعض اللحية ولا يبلغ ربع المجموع.** (غنية الناسك ٢٥٧، شامی زکریا ٣/٥٨٠، البحر العميق ٢/٨٥٣)

زیر ناف بال مونڈنا

حالتِ احرام میں موئے زیر ناف، دونوں بغل یا گردن کے بال مونڈنے سے دم واجب ہے۔ **وان حلق رقبته او عانته او نتف ابطيه فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٥٧، درمختار مع الشامی زكريا ٣/٥٨٠، هنديه ١/٢٤٣، البحر الرائق زكريا ٣/١٧)

بال صفا کریم سے بال صاف کرنا

اگر کوئی شخص بال صفا کریم یا پاؤڈر سے بال صاف کرلے یا چمٹی سے اکھیڑ لے یا دانت سے توڑ دے، تو ان سب صورتوں کا حکم مونڈنے کے ہی مانند ہے، پس جو جزاء مونڈنے اور قینچی سے کترانے کی صورت میں ہے وہی جزاء یہاں بھی حسبِ تفصیل واجب ہوگی۔ **والنتف والقص والاطلاء بالنورة والقلع بالاسنان والسقوط بالمس ونحو ذٰلک كالحلق.** (غنية الناسك ٢٥٧، هنديه ١/٢٤٤، البحر الرائق زكريا ٣/١٥)

ایک عضو سے جابجا بال مونڈے

اگر محرم شخص کسی عضو کے متفرق جگہوں سے بال منڈائے، مثلاً سر کے مختلف حصوں سے بال منڈائے تو ان کو یکجا کرکے دیکھا جائے گا، اگر کل کا مجموعہ چوتھائی سر کے برابر ہو جائے تو اس پر دم واجب ہوگا۔ **ويجمع المتفرق فى الحلق كما فى الطيب فلو حلق ربع رأسه من مواضع متفرقة فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٥٧، شامی زکریا ٣/٥٨٠)

محرم کا دوسرے شخص کی مونچھ وغیرہ بنانا

محرم شخص اگر کسی دوسرے آدمی کی (چاہے وہ حلال ہو یا وہ بھی محرم ہو) مونچھ یا ناخون وغیرہ کاٹ دے، تو اسے چاہئے کہ کسی غریب کو کچھ کھانا وغیرہ کھلادے۔ **وان حلق محرم شارب محرم او حلال او قصه او قص من اظفاره اطعم ما شاء.** (غنیة الناسك ۲۵۹، مناسك ملا علی قاری ۳۳۰، درمختار مع الشامی زکریا ۵۹۰/۳، تاتارخانیة ۵۸۵/۳، الولوالجیة ۲۷۸/۱، البحر العمیق ۸۶۱/۲)

ارکان پورا کرنے کے بعد اپنے یا دوسرے کے بال مونڈنا

جس محرم نے افعال حج وعمرہ پورے کرلئے ہوں، اور صرف حلق یا قصر کا عمل باقی ہو تو وہ خود اپنا سر مونڈ سکتا ہے اور اپنا حلق یا قصر کرانے سے پہلے دوسرے محرم کا حلق بھی کرسکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ حلق سے قبل ناخون وغیرہ کاٹنا یا کٹوانا منع ہے۔ **ولو حلق رأسه او رأس غیره من حلال او محرم جاز له الحلق لم یلزمهما شیءٌ.** (غنیة الناسك ۱۷۴، زبدة المناسك ۳۷۰ وغیره)

بال جھڑنے کے مریض کا حکم

جس شخص کے بدن سے بال بلاوجہ جھڑنے کا مرض ہو تو حالت احرام میں اس کے بال جھڑنے سے کوئی جزاء لازم نہیں ہے۔ **بخلاف ما اذا تناثر شعره بالمرض او النار فلا شیء علیه لانه لیس للزینة فانما هو شین.** (البحر الرائق کوئٹه ۹/۳) **ولو تناثر شعره بالمرض فلا شیء علیه فانه لیس باختیاره وکسبه.** (مناسك ملا علی قاری ۳۲۸، غنیة الناسك ۲۵۸، انوار مناسك ۵۳۹)

کھانا پکاتے ہوئے بال جھلس گئے

اگر احرام کی حالت میں کھانا یا روٹی پکاتے وقت ہاتھ کے بال جھلس جائیں تو صدقۂ فطر دینا لازم ہے۔ **وإذا خبز فاحترق بعض شعره تصدق.** (غنیة الناسك ۲۵۸، مناسك ملا علی قاری ۳۲۸، البحر العمیق ۸۵۳/۲)

❍❖❍

ناخون کاٹنے کے مسائل

ایک مجلس میں سب ہاتھ پیر کے ناخون کاٹ ڈالے

اگر کوئی محرم شخص ایک ہی مجلس میں اپنے دونوں ہاتھ اور پیروں کے ناخون کاٹے یا ایک ہی ہاتھ یا پیر کے ناخون کاٹے، تو اس پر دونوں صورتوں میں ایک دم واجب ہوگا۔ **اذا قص اظافیر یدیه او رجلیه او ید او رجل واحدةٍ فی مجلس واحد فعلیه دم واحد.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۰-۳۳۱، درمختار مع الشامی زکریا ۵۸۰/۳، هندیة ۲٤٤/۱، اللباب ۱۸۳/۱، خانیة علی الهندیة ۲۸۸/۱، تاتارخانیة ۵۸٦/۳، تبیین الحقائق ۳۱۱/۲)

ایک ہاتھ پیر سے کم ناخون کاٹے

اگر کسی محرم نے ایک ہاتھ یا ایک پیر سے کم (یعنی پانچ سے کم) ناخون کاٹے تو اس پر ہر ناخون کے عوض صدقۂ فطر کے بقدر صدقہ واجب ہوگا۔ **وان قلم اقل من ید او رجل فعلیه صدقة لکل ظفر نصف صاع.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۱، هندیه ۲٤٤/۱، تبیین الحقائق ۳۱۱/۲، تاتارخانیة ۵۸٦/۳، خانیة ۲۸۹/۱)

ہر ہاتھ پیر کے صرف چار چار ناخون تراشے

اگر کسی محرم نے دونوں ہاتھ اور پیروں کے چار چار یعنی سولہ ناخون تراشے، تو اس پر ہر ناخون کے عوض نصف صاع صدقہ واجب ہوگا، اور چاہے تو دم بھی دے سکتا ہے۔ **او قلم من کل ید ورجل اربعة اظافیر فبلغ جملتها ستة عشر ظفراً فعلیه صدقة لکل ظفر نصف صاع.** (مناسك ملا علی قاری ۱۳۱، هندیه ۲٤٤/۱، تاتارخانیة ۵۸۷/۳، البحر العمیق

۸٦۸/۲، بدائع الصنائع زکریا ۴۲۳/۲، البحر الرائق کوئٹه ۱۲/۳) **فعليه صدقة لكل ظفر نصف صاع الا ان يبلغ قيمة الطعام دماً فينقص ما شاء او يختار الدم.** (غنية الناسك ۲٦۰)

ناخون کا خود بخود ٹوٹ جانا

اگر کسی محرم کا ناخون خود بخود کٹ جائے یا ٹوٹ جائے یا اس طرح ٹوٹ کر تھوڑا بہت انگلی سے لگا رہے کہ اس میں دوبارہ بڑھوتری کی امید نہ ہو تو اس ناخون کو توڑ دینے سے کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔ **ولو انكسر ظفره أو انقطع شظيه أي قفله منه فقطعها أو قلعها لم يكن عليه شيءٌ.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۱، هندیه ۲۴۴/۱، و مثله فی البحر الرائق کوئٹه ۱۲/۳، تبیین الحقائق ۳۱۲/۲)

❍❖❍

بحالتِ احرام جماع کے مسائل

احرام کی حالت میں بے حجابی منع ہے

حج وعمرہ کا سفر کوئی عام انداز کا سفر نہیں؛ بلکہ یہ ایک روحانی اور تربیتی سفر ہے، جس میں پوری بیدار مغزی، ذوق وشوق اور مکمل خشوع وخضوع شرعاً مطلوب ہے، اس لئے اس سفر میں ہر وہ کام ممنوع ہے جس میں خیالات میں پراگندگی اور یکسوئی میں خلل واقع ہوتا ہو۔ چناں چہ دورانِ حج وعمرہ جس طرح لڑائی جھگڑا اور ہر طرح کی معصیت اور گناہ سے منع کیا گیا ہے، اسی طرح ہر قسم کی بے حیائی کی باتوں پر بھی مکمل بند لگادیا گیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوْقَ وَلاَ جِدَالَ فِيْ الْحَجِّ. (البقرۃ: ۱۹۷)

پس جو شخص ان (حج کے مہینوں) میں حج لازم کرے تو نہ بے حیائی ہے اور نہ گناہ ہے اور نہ آپسی جھگڑا حج میں جائز ہے۔

حتی کہ وہ بے حجابیاں جو احرام سے پہلے شرعاً حلال ہیں وہ بھی احرام باندھتے ہی منع ہو جاتی ہیں، مثلاً بیوی سے بے حجاب ہونا یا بے حجابی کی باتیں کرنا عام حالات میں جائز ہے، مگر احرام کے بعد وہ حلال نہیں رہتا، اور اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے بعض صورتوں میں سرے سے حج وعمرہ کی عبادت ہی فاسد ہو جاتی ہے، جب کہ بعض دیگر صورتوں میں جنایت لازم آتی ہے۔

اس لئے وہ عازمین حج وعمرہ جو اپنی بیویوں کے ساتھ سفر کرتے ہیں انہیں احرام کی حالت میں اور حج میں احرام کھولنے کے بعد طواف زیارت سے پہلے اس بارے میں بہت احتیاط لازم ہے، عمل تو دور رہا زبانی طور پر بھی بیویوں سے بے حجابی کی باتوں سے بچیں، اور اس معاملہ میں مسائل کا علم حاصل کریں، ورنہ عبادت کے خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

ذیل میں اس موضوع سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

ارکان کی ادائیگی سے قبل جماع

اگر کسی محرم نے وقوفِ عرفہ یا طوافِ عمرہ کے اکثر چکروں کی ادائیگی سے پہلے جماع کرلیا تو اس کا حج وعمرہ فاسد ہو جائے گا، اور اس پر ایک دم بھی لازم ہوگا۔ **فان جامع في احد**

السبيلين ...... قبل الوقوف بعرفة او قبل اكثر طواف العمرة فسد حجه او عمرته انـزل او لـم ينزل وعليه شاة. (غنية الناسك ٢٦٨، مناسك ملا علی قاری ٣٣٧، تاتارخانية ٥٧٩/٣، الموسوعة الفقهية ١٩٠/٢، البحر الرائق كراچی ١٥/٣، هندية ٢٤٤/١)

حج فاسد ہونے کے بعد کیا کرے؟

جس شخص کا حج فاسد ہو جائے اس پر ضروری ہے کہ حج کے مابقیہ ارکان اسی طرح ادا کرے جس طرح حج صحیح میں ادا کئے جاتے ہیں، اور ان تمام جنایات سے بچنا لازم ہے جن سے حج صحیح میں بچنا لازم ہوتا ہے؛ لہٰذا اس دوران اگر کسی جنایت کا ارتکاب کیا تو اس پر وہی جزاء لازم ہوگی جو جزاء حج صحیح کرنے والے پر لازم ہوتی ہے، اور اس پر آئندہ حج کرنا لازم ہے۔ **ويمضی فی فاسده وجوباً كحائضة فيفعل جميع ما يفعله فی الحج الصحيح ويجتنب ما يجتنب فيه، وان ارتكب محظوراً فعليه ما علی الصحيح الخ.** (غنية الناسك ٢٦٨، مناسك ٣٣٨، ومثله فی التاتارخانية ٥٧٩/٣، الموسوعة الفقهية ١٩٠/٢، البحر الرائق كوئٹه ١٧/٣، هندية ٢٤٤/١، خانية ٢٨٨/١)

جماع کے مفسد حج وعمرہ ہونے کے شرائط

جماع کے مفسد حج وعمرہ ہونے کے لئے پانچ شرائط ہیں:

(۱) جماع سبیلین میں سے کسی میں ہوا ہو؛ (لہٰذا اگر کسی نے سبیلین کے علاوہ سے شہوت پوری کی، مثلاً ران سے چپٹ کر یا مباشرت فاحشہ کے ذریعہ، تو انزال کے باوجود اس سے حج فاسد نہیں ہوتا، گویا کہ دواعیٔ جماع کا حکم ہر اعتبار سے جماع کے مانند نہیں ہے؛ البتہ دم لازم ہوگا، اس لئے کہ بحالتِ احرام ایسا کوئی بھی کام کرنا بنص قرآنی ممنوع ہے۔) **وشرائط كونه مفسداً خمسة: الاول: ان يكون الجماع فی القبل او الدبر حتی لو وطئ فيما دونهما ای من الافخاذ ونحوها وكذا اذا امنی او احتلم او لمس ای مس بلا حائل، او عانق او باشر الی مباشرة فاسدة ...... بشهوة ...... لم يفسد ای بالاجماع.** (مناسك ملاعلی قاری ٣٣٥، غنية الناسك ٢٦٨، ومثله فی الهندية ٢٤٤/١، تاتارخانية زكريا ٥٨٢/٣، اللباب ١٨٣/١)

(۲) جماع کسی آدمی (مرد وعورت) سے کیا ہوا اور وہ مشتہاۃ بھی ہو؛ (لہٰذا اگر کسی نے کسی مردہ یا بہت چھوٹی بچی یا کسی جانور سے وطی کی تو حج فاسد نہیں ہوگا، خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، تاہم انزال کی صورت میں دم جنایت لازم ہوگا۔) **والثانی: ان یکون الجماع فی الأدمی سواء کان حلالاً او حراماً الخ.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۵- ۳۳۶) **او جامع بهیمة او میتة او صغیرة لا تشتهی ان انزل فعلیه دم، و ان لم ینزل فلا شیء علیه ولا یفسد حجه بشیء من الدواعی مع الانزال.** (غنیة الناسك ۲٦۸، هندیة ۲٤٤/۱، تاتارخانیة ۵۸۳/۳)

(۳) جماع کا تحقق وقوفِ عرفہ سے پہلے ہوا ہو، اور عمرہ کے فاسد ہونے کی شرط یہ ہے کہ طواف کے چار چکروں سے پہلے جماع کیا ہو؛ (لہٰذا اگر کسی نے حج میں وقوفِ عرفہ کے بعد اور عمرہ میں چار چکروں کے بعد جماع کیا تو یہ جماع مفسد حج وعمرہ نہیں ہوگا؛ البتہ حسب قواعد جزا لازم ہوگی۔) **والثالث: ان یکون قبل الوقوف بعرفة الخ.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳٦، بدائع الصنائع زکریا ٤٦۲/۲)

(۴) التقاءِ ختانین یعنی غیبوبت حشفہ ہو؛ (لہٰذا اس کے بغیر جماع سے فساد کا حکم نہ ہوگا۔) **والرابع: التقاء الختانین.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳٦، هندیة ۲٤٤/۱، البحر الرائق کوئٹه ۱۵/۳)

(۵) فرجین کے درمیان کوئی ایسی رکاوٹ نہ ہو جو حرارت سے مانع ہو؛ (لہٰذا اگر مرد نے اپنی شرم گاہ پر ایسی چیز لپیٹ کر جماع کیا جو فرج کی حرارت تک پہنچنے سے مانع تھی تو یہ جماع حج وعمرہ کے فساد کا سبب نہیں بنے گا؛ لیکن اگر ایسی رکاوٹ ہو جو حرارت سے مانع نہ ہو، جیسے نرودھ، تو وہ مانع جزا نہیں ہے؛ لہٰذا اس کے ساتھ جماع کرنے سے حسب شرائط حکم شرعی جاری ہوگا) **والخامس: ان لا یکون حائل ای حاجز ومانع بین الفرجین یمنع الحرارة ای من احد الطرفین فلو لف ذکره بخرقة واولجه ای ادخله ان منع الخرقة وصول حرارة الفرج الیه لا یفسد والا یفسد.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳٦، غنیة الناسك ۲٦۸، البحر الرائق کوئٹه ۱۵/۳، البحر العمیق ۸۸۹/۲)

مراہق یا مجنون کا جماع کرنا

اگر کسی قریب البلوغ بچہ اور مجنون (پاگل) سے جماع کا صدور ہوجائے تو ان کا حج وعمرہ بھی فاسد ہوجائے گا؛ البتہ ان کے حج وعمرہ فاسد ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی جزاء یعنی دم اور قضاء وغیرہ لازم نہیں ہوگی۔ **ویتحقق الجماع من الصبی ای المراهق والمجنون فیفسد نسکهما ...... الا انه لا جزاء ای من الدم ولا قضاء علیها.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۷، غنية الناسك ٢٦٨، درمختار مع الشامی زکریا ۵۹۲/۳، البحر العميق ۸۸۹/۲، بدائع الصنائع زکریا ٤٦٣/٢، هندية ٢٤٤/١)

قارن فساد حج کی صورت میں کیا کرے؟

جس شخص کا حج جماع کی وجہ سے فاسد ہوا ہے اگر وہ قارن ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ اس سے جماع کا صدور وقوفِ عرفہ اور اکثر طوافِ عمرہ سے پہلے ہوا ہوگا، تو ایسے قارن کا حج اور عمرہ دونوں فاسد ہوجائیں گے، اور مابقیہ ارکان کو ادا کرنا ضروری ہوگا، اور اس کے ذمہ دو دم لازم ہوں گے، ایک حج کے احرام کی طرف سے اور دوسرا عمرہ کے احرام کی طرف سے، اور حج وعمرہ دونوں کی قضاء لازم ہوگی، اور اس سے دم قران ساقط ہوجائے گا۔ **اذا کان المفسد قارناً ففیه تفصیل: فان جامع قبل الوقوف وقبل طواف العمرة ای اکثره فسد حجه وعمرته ای کلًّا منهما، وعلیه المضی فیهما وعلیه شاتان ای للجنایة علی احرامهما وقضاؤهما وسقط عنه دم القران.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۸، تاتارخانية ۵۸۱/۳، هندية ٤٤٥/١، بدائع الصنائع زکریا ٤٦٥/٢، البحر الرائق کوئٹه ۱۷/۳، شامی زکریا ۵۹۵/۳، غنية الناسك ۲۷۰)

(۲) قارن نے عمرہ کا طواف مکمل یا اکثر کرنے کے بعد جماع کیا تو ایسی صورت میں اس کا عمرہ فاسد نہیں ہوگا؛ البتہ اس کا حج فاسد ہوجائے گا، اس سے دم قران ساقط ہوجائے گا، اس لئے کہ اس کا حج فاسد ہوچکا ہے، اور اس پر دو دم لازم ہوں گے، ایک دم وقوف سے قبل جماع کرنے پر

اور دوسرا دم عمرہ کے احرام سے حلال ہونے سے پہلے جماع کرنے کی وجہ سے، اوراس کے ذمہ حج وعمرہ میں سے صرف حج کی قضا لازم ہوگی۔ **وان جامع بعد ما طاف لعمرته كله او اكثره فسد حجه دون عمرته لاداء ركنها قبل الجماع وسقط عنه دم القران لفساد حجه الذى باجتماعه معها كان قراناً وعليه دمان ......، دم لفساد الحج ......، ودم للجماع فى احرام العمرة لعدم تحلله عنها، وعليه قضاء الحج.** (مناسك ملا على قارى ملخصاً /۳۳۸، ومثله فى التاتارخانية ۵۸۱/۳، هندية ۲۴۵/۱، البحر الرائق كوئٹه ۱۷/۳، بدائع الصنائع زكريا ۴۶۵/۲، تبيين الحقائق ۳۶۷/۲، غنية الناسك ۲۷۰–۲۷۱)

(۳) قارن نے عمرہ کا طواف کرلیا اور وقوفِ عرفہ بھی کرلیا؛ لیکن حلق کرانے سے پہلے پہلے جماع کرلیا تو اس کا نہ حج فاسد ہوگا اور نہ ہی عمرہ فاسد ہوگا، اوراسی طرح اس سے دمِ قران بھی ساقط نہیں ہوگا؛ البتہ اس کے ذمہ ایک بدنہ حج کا اور ایک بکری عمرہ کی طرف سے ضروری ہوگی۔ **وان جامع بعد طواف العمرة وبعد الوقوف قبل الحلق وقبل طواف الزيارة كله او اكثره لم يفسد الحج ولا العمرة ولا يسقط عنه دم القران وعليه بدنة للحج وشاة للعمرة.** (غنية الناسك ۲۷۱، هندية ۲۴۵/۱، تاتارخانية ۵۸۱/۳، بدائع الصنائع زكريا ۴۶۶/۲، مناسك ملا على قارى ۳۳۸)

(۴) قارن شخص نے کسی وجہ سے عمرہ ترک کردیا اور وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت سے قبل جماع کیا تو اس پر جنایت حج کی وجہ سے ایک بدنہ لازم ہوگا، اور عمرہ کو باطل کرنے کی وجہ سے ایک دم، اور عمرہ کی قضا لازم ہوگی۔ **ولو لم يطف لعمرته ثم جامع بعد الوقوف فعليه بدنة للحج اى للجناية عليه وشاة لرفض العمرة وقضاؤها.** (مناسك ملا على قارى ۳۳۸، البحر الرائق كوئٹه ۱۷/۳، تاتارخانية ۵۸۱/۳، الموسوعة الفقهية ۱۹۳/۲، بدائع الصنائع زكريا ۴۶۶/۲)

(۵) اگر قارن شخص نے حلق سے پہلے طواف زیارت کرلیا، پھر جماع کرلیا تو اس پر دو دم لازم ہوں گے؛ اس لئے کہ اس صورت میں حج وعمرہ دونوں کے احرام پر جنایت واقع ہوئی ہے۔

ولـو طـاف الـقـارن اى طواف الزيارة قبل الحلق ثم جامع فعليه شاتان بناءً على وقـوع الـجناية على احرامیه. (مـنـاسك مـلا عـلی قاری ٣٣٨، تاتارخانية ٥٨١/٣، الموسوعة الفقهية ١٩٣/٢، هندية ٢٤٥/١، بدائع الصنائع زكريا ٤٦٦/٢، البحر العميق ٨٨٣/٢)

وقوفِ عرفہ سے قبل ایک مجلس میں متعدد مرتبہ جماع

اگر کسی محرم نے وقوفِ عرفہ سے پہلے ایک مجلس میں متعدد بار جماع کیا چاہے ایک عورت سے ہو یا متعدد سے، اس پر ایک ہی دم لازم ہوگا۔ **ولـو جـامـع مـراراً قبل الـوقـوف فـى مـجـلـس واحد مع امرأة واحدةٍ او نسوة فعليه دم اى واحد.** (مـناسك ملا على قارى ٣٣٨، هندية ٢٤٥/١، البحر الرائق كوئٹه ١٥/٣، بدائع الصنائع زكريا ٤٦٣/٢)

مختلف مجلسوں میں متعدد جماع

اگر کسی محرم نے مختلف مجلسوں میں متعدد مرتبہ جماع کیا ہے تو جتنی مرتبہ جماع پایا جائے گا ہر ہر جماع پر الگ الگ دم لازم ہوں گے۔ **وان اختـلـف الـمـجالس اى مع واحد او مع جـمـاعة يـلـزمه لكل مجلس ولو تعدد فيه الجماع دم على حدة.** (مـناسك ملا على قارى ٣٣٩، ومثله فى البدائع الصنائع زكريا ٤٦٤/٢، غنية الناسك ٢٦٩، البحر الرائق كوئٹه ١٥/٣)

حج فاسد کے احرام سے نکلنے کی غرض سے بار بار جماع

ایک محرم شخص نے جماع کیا جس کی وجہ سے اس کا حج فاسد ہوگیا، اب دوبارہ اسی حج فاسد کو ختم کرنے کی نیت سے جماع کرے تو اس پر بالا تفاق صرف ایک دم واجب ہوگا۔ **ولو جامع فى مـجلس اٰخر ونوى به رفض الفاسدة فعليه دم واحد.** (مناسك ملا على قارى ٣٣٩، غنية الناسك ٢٦٩، بدائع الصنائع زكريا ٤٦٤/٢، تاتارخانية ٥٨٠/٣، هندية ٢٤٥/١)

بالجبر جماع یا سوتی ہوئی عورت کے ساتھ جماع کا حکم

جماع کی وجہ سے حج فاسد ہونے اور دم واجب ہونے کا جو حکم مرد پر لازم ہوتا ہے وہی عورت

پر بھی لازم ہوگا؛ لہٰذا اگر محرم عورت سے وقوفِ عرفہ سے قبل زبردستی جماع کیا گیا، یا سوتی ہوئی عورت سے جماع کیا گیا تو اس کا حج بھی فاسد ہوجائے گا، اور وقوفِ عرفہ کے بعد جماع کی شکل میں وہی تفصیلات ہیں جو پہلے ذکر کی گئیں؛ البتہ زبردستی وغیرہ کی صورت میں عورت پر گناہ نہیں ہوگا۔ **وما يلزمه الفساد والدم على الرجل مثله على المرأة وان كانت مكرهة او نائمة او ناسية.** (مناسك ملا على قارى ٣٣٩، هندية ٢٤٥/١، غنية الناسك ٢٦٨، تاتارخانية ٥٨٢/٣، خانية ٢٨٨/١، عنايه مع الفتح ٤٥/٣، بدائع الصنائع زكريا ٤٦٤/٢، الموسوعة الفقهية ١٩٠/٢)

جماع کی وجہ سے بدنہ کے وجوب کی شرائط

جماع کی وجہ سے بدنہ (اونٹ یا گائے) واجب ہونے کی چار شرطیں ہیں:

(۱) جماع کا تحقق وقوفِ عرفہ کے بعد ہو۔

(۲) طوافِ زیارت سے پہلے جماع کیا ہو۔

(۳) جماع کرنے والا شخص عاقل ہو۔

(۴) جماع کرنے والا شخص بالغ ہو۔ **شرائط وجوب البدنة بالجماع اربعة: الاول: ان يكون الجماع بعد الوقوف ......، والثانى: ان يكون قبل الحلق والطواف اى عند الجمهور، واما على قول المحققين فقبل الطواف مطلقاً ......، والثالث: العقل، والرابع: البلوغ.** (مناسك ملا على قارى ٣٤١)

نوٹ: ○ کبھی جماع کے علاوہ جنایت کی وجہ سے بھی بدنہ واجب ہوتا ہے، جیسے طوافِ زیارت بحالتِ حیض ونفاس یا بحالت جنابت کرنے کی وجہ سے، مگر اس کا تعلق جماع سے نہیں ہے۔ **ولو طاف للزيارة جنباً او حائضاً او نفساء كلها او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة.**

(غنية الناسك ٢٧٢، البحر الرائق كوئٹه ١٨/٣)

وقوفِ عرفہ کے بعد حلق وطوافِ زیارت سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے اول جماع کی وجہ سے

بدنہ واجب ہوتا ہے، اور پھر بعد میں جتنے جماع ہوں گے، تو ہر جماع پر ایک بکری لازم ہوتی رہے گی، خواہ کتنا ہی عرصہ گذر جائے۔ **والثاني: ان يكون الجماع اول مرة فلو جامع مرة ثانية فعلى كل واحد شاة مع البدنة.** (غنية الناسك ۲۷۱) **وان جامع بعد الوقوف بعرفة اى ولو ساعة قبل الحلق ......، وقبل طواف الزيارة كله او اكثره ......، لم يفسد حجه ......، وعليه بدنة.** (مناسك ملاعلی قاریؒ ۳۳۹، هندية ۲۴۵/۱، البحر العميق ۸۸۰/۲، البحر الرائق کوئٹہ ۱۶/۳)

نوٹ: البتہ اگر پہلی مرتبہ جماع کے بعد دوسرے جماع سے احرام سے باہر آنے کی نیت کرلی ہو تو گوکہ یہ نیت باطل ہے، مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے کسی جماع سے مزید کوئی دم واجب نہ ہوگا؛ تاہم اس حالت میں جماع کرنے سے گنہگار ضرور ہوں گے۔ **ولو جامع فی مجلس اٰخر ونویٰ رفض الفاسد فعليه دم واحد فی قولهم جميعاً، ولا يلزمه بالثاني شيءٌ، مع أن نية الرفض باطلة؛ لانه لا يخرج عنه الا بالاعمال.** (غنية الناسك ۲۶۹)

حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟

اگر کسی مرد یا عورت نے وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد حلق یا قصر کر کے احرام کھول دیا، اس کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کا صدور ہوا تو ایسی صورت میں راجح قول کے مطابق بدنہ واجب نہیں ہوگا؛ بلکہ ہر جماع پر ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ **وتجب شاة......، او جامع بعد الحلق. (كنز الدقائق) وفى البحر: اى يجب شاة ان جامع بعد الحلق قبل الطواف لقصور الجناية، لوجود الحل الاول بالحلق، ثم اعلم ان اصحاب المتون علىٰ ما ذكره المصنف من التفصيل فيما اذا جامع بعد الوقوف، فان كان قبل الحلق فالواجب بدنة، وان كان بعده فالواجب شاة.** (البحر الرائق كراچی ۱۶/۳) **وبعد الحلق قبل الطواف شاة لخفة الجناية.** (درمختار زكريا ۵۹۴/۳، البحر العميق ۸۸۱/۲، هندية ۲۴۵/۱، فتح القدير ۴۷/۳)

نــــوٹ : اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ طوافِ زیارت سے پہلے اول جماع پر بہرحال بدنہ واجب ہوگا، خواہ حلق سے پہلے ہو یا بعد میں؛ لہٰذا احتیاط لازم ہے۔ **ومشـــی جـمــاعة مـن الـمشـائـخ كصاحب المبسوط والبدائع والاسبجابی علی وجوب البدنة مطلقاً، وقال فی فتح القدير : انه الاوجه.** (البحر الرائق کراچی ۱۷/۳)

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت بھی کرلیا اس کے بعد حلق یا قصر کرانے سے قبل جماع کیا تو جنایت میں ایک دم (بکرا/بکری) واجب ہوگا۔ **ولـو جــامـع بعد طواف الـزيـارة كله او اكثره قبل الحلق فعليه شاة.** (مـنـاسك ملا علی قاریؒ ۳٤٠/، شامی زکریا ۳/٥٩٥، هندية ۲٤٥/۱، تبيين الحقائق ۳٦۷/۲)

حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ، حلق اور طوافِ زیارت سب ارکان ادا کرلئے؛ لیکن ابھی حج کی سعی نہیں کی تھی کہ اسی دوران جماع کا صدور ہوگیا، تو اس پر کوئی جنایت لازم نہیں؛ کیوں کہ حلق اور طوافِ زیارت کی ادائیگی کے بعد احرام کے سب احکامات ختم ہوچکے ہیں۔ **ولـو جامع بعد الـطواف والحلق لا شیء عليه ای ولو قبل السعی.** (مناسك ملا علی قاریؒ ۳٤٠، غنية الناسك ۲۷٠)

حالتِ احرام میں بیوی سے بوس وکنار

اگر کسی محرم نے حالت احرام میں مقدمات جماع کو اختیار کیا، مثلاً بیوی سے مباشرتِ فاحشہ کی، بوسہ لیا، یا شہوت کے ساتھ چھولیا، تو ایسی صورتوں میں چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہرصورت اس پر دم واجب ہوگا؛ لیکن دواعیٔ جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا۔ **حتـــی لـــو وطـئ فيـمـا دونهـمـا ای من الافخاذ ونحوها ......، او لمس ای مس بلا حائل او عانق**

او بـاشـره اى مبـاشـرة فاحشـة ...... لم يفسد اى بالاجماع. (منـاسك ملاعلى قاريؒ ۳۳۵/) ...... **فعليه دم.** (غـنية الـناسك ۲٦۸/، هندية ۲٤٤/۱، تاتارخانية ٥۸۲/۳) **تجب شاة ان قبّـل او لمس بشهوة لان الدواعى محرمة لاجل الاحرام مطلقاً فيجب الدم مطلقاً.** (البحر الرائق كوئٹه ۳/ ۱٤-۱٥)

بحالتِ احرام مشت زنی کا حکم

احرام کی حالت میں مشت زنی کرنے سے حج فاسد نہیں ہوتا؛ لیکن دم جنایت لازم ہوتا ہے۔ **ولو استمنى بالكف فعليه دم.** (غنية الناسك ۲٦۸)

❍❖❍

بحالتِ احرام شکار

حالت احرام میں شکار کیوں حرام ہے؟

اسلام میں اگر چہ ''شکار'' کرنے کی فی الجملہ اجازت ہے اور اس کے با قاعدہ احکامات قرآن وحدیث میں وارد ہیں؛ لیکن یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ جس شخص کو شکار کا شوق ہو جاتا ہے پھر وہ اپنے واجبی کاموں سے بھی غافل ہوجاتا ہے، اور بسا اوقات شکار کی دھن میں خود اپنے ہی کو بھول جاتا ہے۔ شکاری کو شکار کے علاوہ کسی چیز کی سدھ ہی نہیں رہتی، بالخصوص خشکی کا شکار کہ اس کا بدل (یعنی دیگر پالتو جانور) دستیاب ہونے کے باوجود شکار میں انہماک یقیناً ضروری کاموں میں خلل اندازی کا سبب بنتا ہے؛ اس لئے شریعت میں احرام باندھنے کے بعد خشکی کے شکار کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے؛ کیوں کہ اس میں مشغولیت سفرِ حج کے مبارک مقصد یعنی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں رکاوٹ بن جائے گی؛ البتہ سمندری شکار یعنی مچھلی کے شکار کرنے اور پکڑنے کی ضرورۃً اجازت دی گئی؛ کیوں کہ سمندری سفر کے دوران بعض مرتبہ اس کے علاوہ رزق ملنا دشوار ہے، گویا کہ یہ اجازت بھی حکمت و مصلحت اور ضرورت پر مبنی ہے، اس بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعاً لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ، وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُماً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ. (المائدة: ۹۶)

تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا حلال ہے، تمہارے اور سب مسافروں کے فائدہ کے واسطے، اور تم پر جنگل کا شکار حرام کردیا گیا ہے جب تک تم احرام میں رہو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم جمع ہوگے۔

آیت کے اخیر میں تقویٰ کی تاکید کر کے یہ بتادیا گیا کہ دورانِ سفر شکار نظر آنے اور اس کو مارنے کے نفسانی تقاضے کے باوجود محض اللہ کے ڈر سے اس کی طرف توجہ نہ دینا ایک مستقل امتحان ہے، جس میں عزیمت کے بغیر کامیابی نہیں مل سکتی، چناں چہ اللہ تعالیٰ مذکورہ آیت سے قبل ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَىْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ، فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. (المائدة: ۹۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تم کو ضرور آزمائیں گے اس شکار میں کہ جس پر تمہارے ہاتھ یا تمہارے نیزے پہنچے ہیں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم فرمائیں کہ کون اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے پھر جس نے اس کے بعد زیادتی کی تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

بریں بنا سفرِ حج وعمرہ میں بحالتِ احرام (اور حدودِ حرم میں) شکار سے قطعاً پرہیز کرنا ضروری ہے، اس سلسلہ کے چند ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

کن جانوروں کا شکار ممنوع ہے

خشکی کے وہ جانور جو پیدائشی طور پر جنگلی اور وحشی ہوتے ہیں (مثلاً نیل گائے، ہرن وغیرہ، یا ہوا میں اڑنے والے آزاد پرندے) ان کا شکار کرنا احرام کی حالت میں مطلقاً ممنوع ہے، خواہ حدود حرم میں ہو یا حدود حرم سے باہر؛ لہٰذا اگر محرم ایسے کسی جانور کا خود شکار کرے یا کسی دوسرے کو شکار کی رہنمائی کرے، سہواً کرے یا قصداً کرے، خوشی سے کرے یا مجبوراً کرے، بہر حال اس پر جزا لازم ہے۔ ﴿وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُماً. المائدة: ٩٦﴾ **فالصيد هو الحيوان المتوحش باصل الخلقة ...... وبقتله فى الاحرام او الحرم ولو تسبباً او سهواً او عمداً وهو مضطر او مكره يلزم جزاؤه.** (غنية الناسك ٢٨٠-٢٨١، ومثله فى الدر المختار مع الشامى زكريا ٥٩٧/٣، هداية ٢٩٨/١)

پلے ہوئے جنگلی جانوروں کا حکم

جنگلی جانور کو اگر گھر میں پال کر مانوس بنالیا جائے (جیسے ہرن یا پرندہ مثلاً کبوتر، تیتر وغیرہ) پھر بھی محرم کے لئے انہیں ذبح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ **فالظبى والفيل والحمام المستأنسات صيد.** (غنية الناسك ٢٨٠، ومثله فى فتح القدير ٦٦/٣، درمختار مع الشامى زكريا ٥٩٧/٣، تاتارخانية زكريا ٥٥٤/٣، معلم الحجاج ٢٥٠)

حملہ آور درندوں کو مارنے کا حکم

وہ جانور جو درندے کہلاتے ہیں، مثلاً شیر، چیتا، ہاتھی، بندر وغیرہ، اگر وہ حملہ آور ہوں تو انہیں مارنے میں بالاتفاق حرج نہیں؛ لیکن اگر وہ حملہ آور نہ ہوں، تو ظاہر الروایۃ میں ان کے مارنے پر جزا لازم ہوگی۔ **واما باقى السباع كالفيل والاسد والنمر ...... فيجب بقتلها الجزاء الا ان تصول.** (غنية الناسك ٢١٨، ومثله فى الهداية ٣٠٤/١، درمختار مع الشامى زكريا ٦٠٩/٣)

موذی جانوروں کو مارنے پر کوئی جزاء نہیں

موذی جانور جیسے سانپ، بچھو، چوہیا، کٹ کھنا کتا وغیرہ، ان کے مارنے پر کوئی جنایت

لازم نہیں ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: خمس فواسق يقتلن فی الحرم: الفارة والعقرب والغراب والحدیأ والكلب العقور.** (ترمذی شریف ۱/ ۱۷۱، مسلم شریف ۱/ ۳۸۱) **واما باقی الفواسق كالحية والعقرب والفارة الاهلية والوحشية والكلب العقور فليست بصيود.**

(غنية الناسك ۲۸۱، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/ ۶۰۸، هداية ۱/ ۳۰۲)

دریائی جانوروں کا شکار حلال ہے

جو جانور پانی میں پیدا ہوتے ہیں اور وہیں جیتے مرتے ہیں، جیسے مچھلی، کیکڑا، اور کچھوا وغیرہ، ان کے شکار پر کوئی جزا نہیں ہے۔ ﴿**اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعاً لَّكُمْ.**﴾ المائدة: ۹۶ **وبحری: وهو ما يكون توالده فی البحر فالعبرة بالتوالد لا بالمعاش فالبحری حلال اصطياده للمحرم بجميع انواعه سواء كان ماكولاً او غيره.** (غنية الناسك ۲۸۱، ومثله فی الهداية ۱/ ۲۹۸، فتاویٰ سراجيه ۱/ ۱۸۴، فتح القدير ۱/ ۶۶)

دریائی پرندوں کا حکم

مچھلی خور، دریائی پرندوں مثلاً نیل پر، سیخ پر، بطخ، مرغابی وغیرہ کا شکار کرنا محرم کے لئے حلال نہیں ہے؛ اس لئے کہ ان پرندوں کی پیدائش اصلاً خشکی میں ہوتی ہے۔ **واما طيور البحر فلا يحل اصطيادها له لان توالدها فی البر وانما يدخل البحر لطلب الرزق.** (غنية الناسك ۲۸۱، ومثله فی فتح القدير ۱/ ۶۸، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۴۲۷)

شکار کو مارنے کی جزاء

بحالت احرام جزاء میں یہ تفصیل ہے کہ جس جگہ پر شکار کیا ہے وہاں کے دو معتبر آدمیوں کے ذریعہ اس شکار کی قیمت لگائی جائے، یعنی وہ شکار زندہ ہونے کی حالت میں جتنے میں فروخت ہوسکتا ہو وہی قیمت متعین کی جائے، پھر اگر وہ قیمت اتنی ہو کہ اس سے ایک یا ایک سے زائد قربانی کا جانور خرید ا جاسکتا ہو تو شکار کرنے والے محرم کو تین باتوں کا اختیار رہتا ہے:

(۱) قربانی کا جانور حدود حرم میں ذبح کرے اور پھر قربانی کا گوشت غریبوں میں تقسیم کردے۔ (اور اگر شکار کی قیمت سے قربانی کے کئی جانور خریدے جاسکتے ہوں تو ان کی تعداد کے بقدر بکریوں کی قربانی کرے، یہی افضل ہے، اور چاہے تو قیمت کے اعتبار سے اونٹ یا گائے کی قربانی بھی کرسکتا ہے۔)

(۲) شکار کی قیمت سے غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلائے، یا کھانے کی قیمت غرباء میں تقسیم کرے؛ لیکن ضروری ہے کہ کسی بھی غریب کے حصہ میں ایک صدقۂ فطر سے کم یا زیادہ قیمت نہ آئے۔

(۳) روزے رکھے، اور روزوں کی تعداد کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اولاً شکار کی قیمت کا غلہ کی قیمت سے موازنہ کیا جائے، پھر جتنی رقم بیٹھے اس کو ایک صدقۂ فطر (ایک کلو ۵۷۵ رگرام گیہوں) کی قیمت پر تقسیم کیا جائے، اور جتنے صدقۂ فطر حاصل قسمت میں آئیں ہر ایک کے عوض ایک روزہ رکھا جائے۔

اور اگر شکار کی قیمت اتنی ہے کہ اس سے قربانی کا کوئی جانور خریدا نہیں جا سکتا؛ لیکن کھانا کھلایا جا سکتا ہے، تو اس کی قیمت سے غریبوں کو کھانا کھلا دے یا اوپر درج کردہ تفصیل کے مطابق روزے رکھے۔

اور اگر شکار کی قیمت اتنی کم ہے کہ ایک صدقۂ فطر کو بھی نہیں پہنچتی تو اختیار ہے، چاہے تو کل قیمت صدقہ کردے یا ایک روزہ رکھے۔ **قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَقْتُلُوْا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ، وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّداً فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیاً بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَاماً لِیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ، عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ، وَمَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ.** المائدة: ﴾ **وهو قیمة الصید بتقویم عدلین فی مقتله الخ، ثم اذا ظهرت قیمته بتقویم عدلین فان بلغت هدیاً فللمحرم القاتل او الدال ان یجعلها هدیاً او طعاماً او صیاماً، وان لم تبلغ ثمن هدی فله ان یجعلها طعاماً او صیاماً الخ، وان اختار الهدی للتكفیر اشتراه بالقیمة وسبع شیاهٍ افضل من البدنة الخ، وان اختار**

الطعام للتكفير اشتراه بالقيمة واعطى كل مسكين نصف صاع من بر، او صاعاً من تمر او شعير، ولا يجوز اقل منه ولا اكثر الخ، وان اختار الصيام يقوم الصيد طعاماً، ثم يصوم من نصف صاع من بر او صاع من غيره يوماً، وان كان الواجب دون طعام مسكين بان قتل عصفوراً او يربوعاً فاما ان يطعم القدر الواجب او يصوم عنه يوماً. (غنية الناسك ٢٨٤–تا–٢٨٦، الموسوعة الفقهية ١٨٧/٢، هداية ٢٩٩/١، هندية ٢٢٨/١)

نوٹ : **الف**: جنایت میں جو جانور ذبح کیا جائے گا اس کا حدود حرم میں ذبح ہونا ضروری ہے؛ لیکن غریبوں کو کھانا کھلانے میں فقراء حرم کی قید نہیں۔ **ویسقط بذبحه فی الحرم فلو ذبحه فی الحل لا یجزئه عن الهدی؛ بل عن الاطعام الخ.** (غنية الناسك ٢٨٦)

ب: شکار کی جزاء میں بہت وسعت ہے؛ حتی کہ قربانی اور غریبوں کو کھانا کھلانے پر قدرت کے باوجود شکار کرنے والا روزہ کے ذریعہ جنایت کی ادائیگی کرسکتا ہے۔ **وله ان یختار الصوم مع القدرة علی الهدی والطعام.** (غنية الناسك ٢٨٦)

ج: اور یہ بھی اختیار ہے کہ بیک وقت قربانی، غریبوں کو کھانا کھلانا اور روزہ تینوں کو جمع کرے، مثال کے طور پر شکار کی قیمت تین ہزار روپئے بیٹھی، تو دو ہزار کا بکرا خرید کر قربانی کردے اور پانچ سو روپئے سے غلہ خرید کر فقراء میں حسب شرائط تقسیم کردے، اور مابقیہ پانچ سو روپئے میں جتنے صدقۂ فطر آئیں ان کی تعداد کی بقدر روزے رکھ لے، وغیرہ۔ **ویجوز له الجمع بین الطعام والصیام والدم فی جزاء صید واحد الخ.** (غنية الناسك ٢٨٦)

شکار کو زخمی کرنا

اگر شکار کو زخمی کیا یا اس کا کوئی عضو توڑ دیا وغیرہ، تو اس کی وجہ سے اس کی قیمت میں جو کمی ہوگی اس کا ضمان محرم کو دینا ہوگا۔ **ولو جرح صیداً او نتف شعره او قطع عضوه ضمن ما نقص من قیمته.** (غنية الناسك ٢٨٦، ومثله فی التاتارخانية ٥٦٥/٣، هداية ٣٠٢/١، هندية ٢٤٨/١، بدائع الصنائع زكريا ٤٤٢/٢)

جنگلی پرندوں کا انڈا پھوڑ دینا

جنگلی پرندوں کا صحیح انڈا پھوڑ دینے کی وجہ سے انڈے کی قیمت کا تاوان واجب ہے۔ **ولو کسر بيض نعامة او غيرها فعليه قيمة البيض ما لم يفسد.** (غنية الناسك ۲۸۸، ومثله فى التاتارخانية ۵٦٦/۳، بدائع الصنائع زكريا ۴۳۹/۳، مبسوط سرخسى ۸۷/۴، هداية ۳۰۲/۱)

مچھر اور چیونٹی وغیرہ مارنے کا حکم

بحالتِ احرام موذی مچھر اور چیونٹی کو مارنا درست ہے؛ لیکن جو چیونٹی موذی نہ ہو اس کا مارنا جائز نہیں؛ تاہم اس کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ **ولا بقتل باقى هوام الارض وحشراتها كبعوض ونمل يؤذى وهو السود والصفر وما لا يؤذى لا يحل قتلها وان كان لايجب بقتلها الجزاء.** (غنية الناسك ۲۸۹، ومثله فى الهداية ۳۰۲/۱، مبسوط سرخسى بيروت ۱۰۱/۴، درمختار مع الشامى زكريا ۶۰۸/۳، الفتاوى السراجية ۱۸۴/۱، بدائع الصنائع زكريا ۴۲۶/۲)

اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم

بحالتِ احرام بدن کی جوں مارنا یا انہیں بدن سے جدا کرنا ممنوع ہے، اگر دو تین جوں ماریں تو تھوڑا بہت جو چاہے مثلاً ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے، اور اگر تین سے زیادہ جوؤں کے ساتھ ایسا کیا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ **ولو قتل المحرم قملة من بدنه او ثوبه تصدق بما شاء كجرادة مثل كف من طعام والقملتان والثلاث كالواحدة وفى الزائد على الثلاث بالغاً ما بلغ نصف صاع.** (غنية الناسك ۲۹۰، ومثله فى التاتارخانية ۵۵۹/۳، درمختار مع الشامى زكريا ۶۰۸/۳، فتح القدير زكريا ۸۵/۳، معلم الحجاج ۲۵۶)

دوسرے شخص سے جوں پکڑوانا

اگر محرم شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ میری جوویں پکڑ کر ماردو یا اپنا کپڑا اتار کر دیا کہ اس میں جو جوویں ہیں انہیں مار ڈالو اور اس دوسرے شخص نے اس کی جوویں ماردیں، تو محرم پر جزا واجب

ہوگی۔ **ولو قال لحلال ادفع عنی هٰذا القمل او امره بقتلها او اشار الیها او دفع الیه ثوبه لیقتله ما فیه فعلیه الجزاء.** (غنیة الناسك ۲۹۰، ومثله فی التاتارخانیة ۵۵۹/۳، هندیة ۲۵۲/۱)

محرم کا دوسرے شخص کی جوں مارنا

اگر محرم دوسرے شخص کی جوں مارے یا زمین پر رینگتی ہوئی جوں مارے، تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ **اذا قتل المحرم قمل غیره لا شیء علیه.** (غنیة الناسك ۲۹۰، تاتارخانیة ۵۵۹/۳، هندیة ۲۵۳/۱) **لو قتل ما علی الارض من القمل فانه لا شیء علیه او قتلها من بدن غیره فکذلک.** (البحر الرائق کوئٹه ۳٤/۳، مناسك ملا علی قاری ۳۷۸)

ٹڈی مارنے کا حکم

بحالتِ احرام ٹڈی مارنا منع ہے؛ تاہم اگر ٹڈی ماردی تو تین اور اس سے کم میں جو چاہے صدقہ کردے، اور اگر چار یا اس سے زائد ہوں تو ایک صدقۂ فطر کے بقدر ادا کرے۔ **وینبغی ان یکون الجراد کالقمل ففی الثلاث وما دونها تصدق بما شاء، وفی الاربع فاکثر تصدق بنصف صاع.** (غنیة الناسك ۲۹۰، ومثله فی تبیین الحقائق زکریا ۳۸۳/۲)

نوٹ: بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ٹڈیاں اس قدر زیادہ ہوجاتی ہیں کہ سارے راستے اس سے بھر جاتے ہیں، جیسا کہ کبھی کبھی حرم شریف کے بیرونی صحن میں یہ صورت نظر آتی ہے، تو ایسی حالت میں اگر ٹڈیاں پیروں سے کچل جائیں یا روندی جائیں تو خواہ کتنی بھی ہوں ان میں کوئی جزاء لازم نہیں ہے، پھر بھی احتیاط لازم ہے۔ **ولو وطی جراداً عامداً او جاهلاً فعلیه الجزاء الا ان یکون کثیراً قد سد الطریق فلا یضمن.** (غنیة الناسك ۲۹۰، البحر الرائق کوئٹه ۳۵/۳)

محرم کا ذبح کیا ہوا شکار حلال نہیں

محرم اگر شکار کردہ جانور کو ذبح کرے تو یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے؛ بلکہ مردار کے حکم میں ہے، اس کا کھانا غریب امیر کسی کے لئے جائز نہیں ہے، اور یہ حکم مطلق ہے، یعنی خواہ خود محرم نے شکار

کرکے خود ذبح کیا ہو یا خود شکار کرکے حلال شخص سے ذبح کرایا ہو یا حلال نے شکار کر کے محرم سے ذبح کرایا ہو، بہرصورت یہ ذبیحہ مردار ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰہ عنها والحسن بن علی وعبد الله بن عمرؓ قالوا فی الصید یذبح بمکة لا یوکل، فقیل: فما یصنع به قال: یطرح بمنزلة المیت.** (السنن الکبریٰ للبیهقی ۴۲۷/۷) **اذا ذبح محرم صیداً فی الحل الخ، فذبیحته میتة لا یحل اکلها له، ولو اصطاد حلال فذبح له محرم او اصطاد محرم فذبح له حلال فهو میتة وکذا لو اصطاده حلالاً فذبحه محرم او علی العکس.** (غنیة الناسك ۲۹۱، ومثله فی المبسوط بیروت ۸۵/۴، تبیین الحقائق زکریا ۳۸۵/۲، الفتاوی السراجیة ۱۸۴/۱، تاتارخانیة ۵۶۳/۳)

محرم کا پالتو جانور کا ذبح کرنا

محرم کے لئے پالتو جانور، بکری، گائے اور مرغی وغیرہ کو ذبح کرنا اور کھانا بلاشبہ درست ہے۔ **اخرج البخاریؒ تعلیقاً: ولم یر ابن عباسؓ وانسؓ بالذبح بأساً وهو غیر الصید نحو الابل والغنم والبقر والدجاج والخیل.** (بخاری شریف ۲۴۵/۱) **وله ذبح حیوان اهلی.** (غنیة الناسك ۲۸۹، ومثله فی التاتارخانیة ۵۵۸/۳، الفتاویٰ السراجیة ۱۸۵/۱، تبیین الحقائق زکریا ۳۸۵/۲، البحر الرائق زکریا ۳۶/۳، معلم الحجاج ۲۴۹)

حالتِ احرام میں شکار پکڑنا

اگر محرم کسی شکار کو پکڑ لے تو وہ اس کا مالک نہیں ہوتا؛ بلکہ اس شکار کو فوراً چھوڑنا اس پر واجب ہے۔ **ولو اخذ صیداً فی الحل وهو محرم الخ لم یملکه ووجب ارساله.**

(غنیة الناسك ۲۹۲، ومثله فی الهدایة ۳۰۶/۱، البحر الرائق زکریا ۱۴۱/۳)

❍❖❍

جناياتِ حرم

حرم محترم

کعبۂ مشرفہ کے اردگرد کا ایک مخصوص رقبہ [جو کل مربع تقریباً ۵۵۰ رکلومیٹر] پر مشتمل ہے، شریعت کی اصطلاح میں ’’حرم‘‘ کہلاتا ہے، یہ علاقہ زمانۂ قدیم ہی سے مامون ومحفوظ قرار دیا گیا ہے، گویا کہ یہ ’’بین الاقوامی علاقۂ امن‘‘ ہے، جہاں انسان تو انسان آزاد جانوروں اور خودرو گھاس پھوس اور درختوں کو بھی امن وامان حاصل ہے۔ قرآنِ پاک میں اس کے متعلق فرمایا گیا:

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِناً. (ال عمرن:) — اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے۔

اور ایک جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرادیا گیا:

اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبُلْدَةِ الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَىْءٍ. (القصص: ۹۱) — مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو حرمت بخشی ہے، اور وہی ہر چیز کا مالک ہے۔

اور سورۂ قریش میں فرمایا گیا:

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِىْٓ اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ. (قریش: ٤) — پس انہیں چاہئے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک کی حالت میں کھانے کو دیا اور انہیں بدامنی سے محفوظ رکھا۔

بریں بنا جس خوش نصیب شخص کو اس مقدس دیار میں حاضری کا شرف حاصل ہوا سے نہایت خشوع وخضوع اور عاجزی کا اظہار کرنا چاہئے، اور دل سے بھی سبھی خیالات کو نکال کر پوری طرح رب العالمین اور رب البیت کی جانب متوجہ ہو جانا چاہئے، اور ہر ایسی بات سے بچنا چاہئے جو اس دربار کی عظمت کے مناسب نہ ہو۔

حدودِ حرم میں خاص طور پر دو طرح کی باتیں ممنوع ہیں، جن کی خلاف ورزی کی وجہ سے جنایت لازم آتی ہے: (۱) حدودِ حرم میں شکار کرنا (۲) حرم کی خودرو گھاس یا درخت وغیرہ کاٹنا۔ اس لئے اس سے متعلق چند مسائل ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں:

(۱) حدودِ حرم میں شکار:

حدود حرم میں شکار کرنے کی جزاء

اگر غیر محرم شخص حدود حرم میں شکار کرے یا شکار کو ذبح کرے تو یہ ذبیحہ حرام اور مردار ہے، کسی کے لئے اس کا کھانا حلال نہیں اور ایسے شخص پر شکار کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ **و ان ذبح المحرم صيداً مطلقاً او الحلال صيد الحرم فذبيحته ميتة لا يحل اكلها لاحد من محرم او حلال ......، وفى صيد الحرم اذا ذبحه الحلال الجزاء بقدر قيمته يتصدق به على الفقراء ولا يجزئه هنا الصوم.** (اللباب فى شرح الكتاب ۱۸۹/۱–۱۹۰، غنية الناسك ۲۹۱، و مثله فى الهداية ۳۰٤/۱، تبيين الحقائق زكريا ۳۸۵/۲، مبسوط سرخسى بيروت ۸۵/٤، شامى زكريا ٦۰۹/۳)

حرم میں شکار کی رہنمائی بھی منع ہے

حدود حرم میں اگر کوئی حلال (غیر محرم) شخص شکار کی رہنمائی کرے اور خود شکار نہ کرے تو اس پر کوئی جزا واجب نہیں ہے؛ البتہ استغفار ضروری ہے۔ **ولا شيء فى دلالة الحلال على صيد الحرم الخ.** (غنية الناسك ۲۹۹، هندية ۲۵۰/۱، تاتارخانية ٥۷۰/۳، بدائع الصنائع زكريا ٤٤۸/۲)

حرم کے شکار کو ہڑ کانے کا حکم

اگر کسی حرم میں رہنے والے شکار کو ہڑ کا کر اسے حدود حرم سے باہر نکالا، تو اس شکار کو مارنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر شکار خود بخود حرم سے باہر آ گیا تو اس کا شکار حلال ہے۔ **ولو خرج الصيد بنفسه من الحرم حل اخذه وان اخرجه احد من الحرم لم يحل.** (غنية الناسك ۳۰۰، شامى زكريا ٦۱٥/۳، مناسك ملا على قارى ۳۷٥)

(۲) حرم کے درخت اور گھاس پھوس:

حرم کی کھیتی کاٹنے میں حرج نہیں

جو درخت لوگ خود اگاتے ہوں جیسے غلہ جات کی کھیتی یا پھل دار باغات، تو ان کو کاٹنے

میں شرعاً کوئی جزاءنہیں ہے،خواہ وہ خوداگاہو یاکسی نے اگایاہو۔ **کل شجر انبته الناس وهو من جنس ما ینبته الناس عادةً کالزرع ......، فهٰذه الانواع الثلاثة یحل قطعها ولا جزاء فیها به.** (غنیة الناسك ۳۰۳، ومثله فی فتح القدیر زکریا ۱۰۲/۳، هندیة ۲۵۲/۱، تاتارخاینة زکریا ۵۹۸/۳)

قصداً بویا گیادرخت کاٹنا

جودرخت کسی شخص نے خودلگایا ہو،اگر چہ عام طور پر اسے اگانے کا رواج نہیں ہے، جیسے پیلوکا درخت تواس کے کاٹنے میں بھی حرج نہیں ہے۔ **الثانی ما انبته الناس وهو لیس مما ینبتونه عادةً کالاراک.** (غنیة الناسك ۳۰۳، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ۵۹۸/۳، درمختار مع الشامی زکریا ۶۰۴/۳)

نوٹ: اس سے معلوم ہواکہ آج کل حرم کی حدود میں حکومت کی طرف سے جونیم وغیرہ کے درخت بالقصد لگائے گئے ہیں ان کو کاٹنے سے کوئی جزاءواجب نہیں ہوگی۔

خودرَوگھاس کاٹنے کاحکم

وہ خودروگھاس یادرخت جسے اگانے کا معمول نہیں ہے، (جیسے نونیا گھاس وغیرہ)اوروہ ثمر آور بھی نہیں ہے،تو ایسے درختوں اورگھاس کو کاٹنا اورتوڑنا حدودحرم میں ممنوع ہے،اگرایسے درخت یاگھاس کوکاٹا جائے گا تو ضمان میں اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہوگا۔(اوراگرمملوکہ زمین کی گھاس ہےتوزمین کے مالک کوبھی گھاس کی قیمت دینی پڑےگی)۔ **فاما اذا نبت بنفسه فله حرمة الحرم وان کان مملوکاً لانسان بان نبت فی ملکه حتی قالوا لو نبت فی ملک رجل ام غیلان فقطعه انسان فعلیه قیمة لمالکه وعلیه قیمة (اخری) لحق الشرع.** (مبسوط السرخسی زکریا ۱۰۳/۴) **کل شجرة نبت بنفسه وهو من جنس ما لا ینبته الناس کأم غیلان فهذا محظور القطع والقلع ......، فلو قلعه محرم او حلال ضمن قیمته.** (غنیة الناسك ۳۰۳، ومثله فی الهندیة ۲۵۲/۱، درمختار مع الشامی زکریا ۶۰۳/۳)

خودرو مسواک کے درخت کاٹنا

حدود حرم میں واقع پیلو کے خودرو درختوں سے مسواک توڑنا اور ان کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے (البتہ جو درخت خودرو نہیں ہے؛ بلکہ کسی شخص نے اپنی زمین میں خود قصداً اُگائے ہیں، تو ان کی ٹہنی توڑنا جنایت میں داخل نہیں ہے) **لایجوز اتخاذ المساویک من اراک الحرم، وسائر شجرة.** (البحر العميق ١٠٤٤/٢، غنية الناسك ٣٠٤)

سوکھی ہوئی گھاس کاٹنے کا حکم

حرم کا خشک درخت یا سوکھی ہوئی گھاس توڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **وما جف من الشجر والحشيش او انكسر لا ضمان فيه.** (غنية الناسك ٣٠٤، تاتارخانية زكريا ٥٩٨/٣، البحر العميق ١٠٣٣/٢، خانية ٣١٢/١، هندية ٢٥٣/١، مبسوط سرخسي زكريا ١٠٤/٤، معلم الحجاج ٢٦٢)

چلنے پھرنے یا کسی ضرورت سے گھاس اکھڑ جائے

اگر ضرورت سے گڑھا کھودا، یا چولہا بنایا، یا خیمہ گاڑا یا چلتے ہوئے گھاس اکھڑ گئی، یا سواری کے پیر کے نیچے گھاس آ گئی تو اس میں کوئی جنایت لازم نہیں آتی۔ **لو حفر حفيرة للخبز او للوضوء او ضرب الفسطاط او اوقد ناراً او مشى هو ودابته فانقطع به شيء من الحشيش اى ذهب به نزهة عروض الحرم فلا شيء عليه.** (مناسك على قارى ٣٨٣، شامي زكريا ٦٠٤/٣)

حدودِ حرم میں سانپ کی چھتری اکھاڑنا

اگر حدودِ حرم میں اگنے والی سانپ کی چھتری (کمأۃ) اکھاڑی تو کوئی جزا لازم نہیں ہے (کیوں کہ وہ نہ تو درخت میں شامل ہے اور نہ گھاس میں؛ بلکہ ایک سبزی کے مانند ہے) **ولا بأس بأخذ كمأة الحرم لانها ليست من الشجر ولا من الحشيش والفلأ.** (خانية ٣١٢/١، مناسك على قارى ٣٨٣، درمختار زكريا ٦٠٧/٣)

حرم کی مٹی اور پتھر کا حکم

حدودِ حرم کی مٹی اور پتھر وغیرہ کا حکم خود رو درخت اور گھاس کے مانند نہیں ہے؛ لہٰذا وہاں کی مٹی کو ضرورت کی وجہ سے کھودنا یا حرم سے باہر منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولا بأس باخراج الحجر والتراب من الحرم.** (فتاویٰ سراجية ۱۹۰، تاتارخانية زكريا ۵۹۹/۳)

حرم میں شکار کردہ جانور کی بیع باطل ہے

جس شخص نے احرام کی حالت میں شکار کیا ہے تو اس کا شکار کردہ جانور میتہ کے حکم میں ہے، اس کا استعمال اور خرید وفروخت سب حرام اور باطل ہے۔ **لا يجوز بيع المحرم صيداً في الحل والحرم.** (مناسك على قارى ۳۷۱، اللباب ۱۹۰)

○❖○

مکہ معظّمہ میں داخلہ

مکہ معظّمہ کب آباد ہوا؟

آج تو بحمدہ تعالیٰ ''مکہ معظّمہ'' بڑا وسیع پررونق اور شاندار ترقی یافتہ شہر بنا ہوا ہے، ایک دن وہ بھی تھا جب یہاں سوائے چٹیل میدان کے کچھ نہ تھا، گویا نہ آدم تھا نہ آدم زاد، دور دور تک خشک پہاڑ تھے، پانی کا نام ونشان نہ تھا، اور جب پانی ہی نہ تھا تو ہریالی اور سرسبزی وشادابی کا کیا سوال تھا؟ اسی ویران وادی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے شیرخوار فرزند - اسماعیل علیہ السلام - کو ان کی والدہ - حضرت ہاجرہ علیہا السلام - کے ساتھ چھوڑ آؤ، ایک عام آدمی کو یہ حکم ہوتا تو وہ نہ جانے کتنے بہانے گڑھ لیتا اور ایسے ویرانے میں کس مپرسی کے عالم میں معصوم سی جان اور کمزور شریک زندگی کو چھوڑنے پر شاید کبھی آمادہ نہ ہوتا۔ مگر یہاں جسے حکم ملا تھا وہ کوئی عام انسان نہ تھا؛ بلکہ وہ اولوالعزم پیغمبر تھا جسے اللہ تعالیٰ نے مقامِ خلت اور مقام امامت پر فائز کیا تھا، چناں چہ اس اللہ کے سچے خلیل نے حکم ربی ملنے پر کوئی چوں چرا نہیں کی؛ بلکہ بلا تکلف اپنے نورِ نظر سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سکون جاں حضرت ہاجرہ کو لے کر شام سے مکہ معظّمہ کی طرف چل پڑے، اور جب مقررہ مقام پر پہنچ کر حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کو اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت ہاجرہ نے بار بار فریاد کی کہ اس ویرانے میں ہمیں اکیلے چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟ پھر سوال کیا کہ کیا اللہ کا حکم یہی ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا یہ سن کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام - جو بڑے صبر وحوصلہ کی خاتون تھیں - نے اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا کہ: ''اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو وہ یقیناً ہمیں ضائع نہ فرمائیں گے''۔ (تلخیص: بخاری شریف ۱/۴۷۵، حدیث: ۳۳۶۴، انوار مناسک ۸۱)

جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ علیہما السلام کو چھوڑ کر واپس ملک شام جانے لگے تو آپ نے قریبی ٹیلے کی اوٹ میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، جس کو قرآنِ پاک میں ان الفاظ میں نقل فرمایا گیا ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ — اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب اس شہر کو

اٰمِناً وَّ اجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ. رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْراً مِّنَ النَّاسِ، فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ، رَبَّنَا لِیُقِیْمُوْا الصَّلاَۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ.

(ابراھیم: ۳۶-۳۷)

امن والا بنادے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا پاٹ سے دور رکھ، یقیناً ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہی میں ڈالا، سو جو کوئی میرے راستہ پر چلا وہ تو میرا ہے، اور جس نے میری بات نہ مانی سو آپ بخشنے والے مہربان ہیں۔ اے ہمارے رب میں نے اپنی ایک اولاد کو ایسے میدان میں لابسایا ہے جہاں کھیتی نہیں ہے جو تیرے حرمت والے گھر کے پاس ہے، اے ہمارے رب! تاکہ یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں لہٰذا بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہونے والے بنادیجئے اور انہیں میوے جات سے روزی عطا فرمائیے، شاید کہ وہ شکر بجالائیں۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی مذکورہ دعائیں قبول ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے اس ویران اور چٹیل میدان کو بھری پری محفوظ و مامون آبادی میں تبدیل فرمادیا، اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ اولاً اس جگہ غیبی قدرت سے زمزم کا چشمہ جاری ہوا، پھر ایک خانہ بدوش قبیلہ ''بنوجرہم'' وہاں آباد ہوا، جس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی ہوئی اور نسل چلی، اور پھر بیت اللہ شریف کی از سر نو تعمیر کے بعد حجاج ومعتمرین کی آمد ورفت کا سلسلہ شروع ہوا جو قیامت کے قریب تک ان شاء اللہ جاری رہے گا، اور حیرت انگیز طور پر دعائے ابراہیمی کی قبولیت کا مشاہدہ آج بھی مکہ معظّمہ جانے والا ہر شخص کرسکتا ہے کہ وہاں ہر طرح کے پھل فروٹ اور مصنوعات کی وہ بہتات ہر زمانہ میں رہتی ہے جس کی نظیر دوسری جگہ ملنی مشکل ہے، یہ سب حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی مقبول ومستجاب دعاؤں کی برکات ہیں۔ **وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔**

بیت اللہ شریف کی قدیم تاریخ

جس جگہ بیت اللہ شریف قائم ہے یہ حصۂ زمین نامعلوم زمانہ سے اللہ کی نظر میں مقدس چلا آتا ہے، چناں چہ روایات میں ہے کہ خود فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ: ''ہم دو ہزار سال سے یہاں حج کرتے آئے ہیں''۔ (دلائل النبوۃ ۲/۴۵)

حضرت آدم علیہ السلام نے اولاً اللہ کے حکم سے اس جگہ کی گھیرابندی فرمائی اور حج وطواف کا سلسلہ شروع کیا۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے

بیت اللہ شریف کی اوپر کی مکمل عمارت کی تعمیر نہیں کی تھی؛ بلکہ صرف بنیادیں بھری تھیں اور اوپر کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو لاکر رکھ دیا تھا جو طوفانِ نوح تک وہیں رکھا رہا، اور طوفانِ نوح کے وقت اسے اٹھالیا گیا اور یہ جگہ ایک ٹیلہ کی شکل میں محفوظ کردی گئی۔ اور بعد کے انبیاء وغیرہ اسی ٹیلہ کا حج کرتے رہے، جب کہ اصل مقامِ کعبہ کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ (تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ ۲۶۵)

اس کی تائید درج ذیل موقوف روایت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

لَـمَّـا اَهْبَـطَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مِنَ الْـجَـنَّةِ قَالَ اِنِّیْ مُهْبِطٌ مَعَکَ بَيْتاً اَوْ مَنْزِلاً يُطَافُ حَوْلَهُ، کَمَا يُطَافُ حَوْلَ عَرْشِیْ وَيُصَلّٰی عِنْدَهُ کَمَا يُصَلّٰی عِنْدَ عَرْشِیْ، فَلَمَا کَانَ زَمَنُ الطُّوْفَانِ رُفِعَ، وَکَانَ الْاَنْبِيَاءُ يَحُجُّوْنَهُ وَلاَ يَعْلَمُوْنَ مَکَانَهُ فَبَوَّأَهُ لِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ فَبَنَاهُ مِنْ خَمْسَةِ اَجْبُلٍ: حِرَاءٍ وَثَبِيْرٍ وَلُبْنَانٍ وَجَبَلِ الطُّوْرِ وَجَبَلِ الْخَيْرِ فَتَمَتَّعُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ. (رواه الطبرانی فی الکبیر موقوفاً ورجال اسناده رجال الصحیح، الترغیب والترهیب مکمل ۲۶۰)

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو ارشاد ہوا کہ میں تمہارے ساتھ ایک گھر اتارتا ہوں جس کے اردگرد اسی طرح طواف کیا جائے گا جیسے میرے عرش کے اردگرد کیا جاتا ہے، اور اس کے قریب اسی طرح نماز پڑھی جائے گی جیسے میرے عرش کے قریب پڑھی جاتی ہے۔ پھر جب طوفانِ نوح کا زمانہ آیا تو یہ گھر اٹھالیا گیا اور انبیاء علیہم السلام اس جگہ کا قصد فرماتے تھے؛ لیکن یہ کسی کو نہیں پتہ تھا کہ کعبہ کا اصل مقام کیا ہے؟ بس اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے سنبھال کر رکھا پس آپ نے اس کی تعمیر پانچ پہاڑوں سے کی جن کے نام یہ ہیں: حراء، ثبیر، لبنان، جبل طور، جبل خیر، پس جتنا تم سے ہوسکے اس بیت اللہ سے فائدہ اٹھاتے رہو۔

بہرحال اس سے معلوم ہوگیا کہ بیت اللہ شریف کی مکمل تعمیر انسانوں کے ہاتھوں پہلے سے نہ تھی، اس تعمیر کی سعادت سب سے پہلے سیدنا حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو نصیب ہوئی۔ (ومثلہ فی البدایۃ والنہایۃ ۱۸۲/۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیرِ کعبہ کا حکم

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ۱۰۰ رسال کو پہنچی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ۳۰ رسال کے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ شریف کی تعمیر کا حکم دیا، چناں چہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام سے مکہ معظّمہ تشریف لائے، حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وقت

زمزم کے قریب اپنے تیروں کو درست کرنے میں مشغول تھے، پس دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر محبت میں لپٹ گئے؛ کیوں کہ بہت دنوں میں ملاقات ہوئی تھی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کام کرنے کا مجھے حکم دیا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''آپ کے پروردگار نے جو حکم دیا ہے اسے کرگذریئے''۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم اس میں میری مدد کروگے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''یقیناً مدد کروں گا''، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں بیت اللہ شریف (کعبۂ مشرفہ) کی تعمیر کا حکم دیا ہے، پس یہ دونوں خوش بخت باپ بیٹے اس حکم کی تعمیل میں مصروف ہوگئے۔ (بخاری شریف ۱/۴۷۶، حدیث: ۳۳۶۴، فتح الباری ۸/۴۹۰)

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے کعبۂ مشرفہ کی بنیادوں تک رہنمائی فرمائی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر میں مشغول ہوئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر لاکر پیش کرتے تھے، جب تعمیر کچھ بلند ہوگئی تو اوپر تعمیر کرنے کے لئے ''مقامِ ابراہیم'' پیش کیا گیا جو جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے، اس کی شان یہ تھی کہ دیوار میں جتنا اوپر جانے کی ضرورت ہوتی یہ پتھر خود بخود بلند ہوجاتا تھا، اور پیڑ باندھنے کی ضرورت نہ تھی (گویا آٹومیٹک لفٹ مشین تھی) اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے اقدامِ مبارکہ اور انگلیوں کا نشان بطور معجزہ نقش ہوگیا، جو آج بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِلْعَالَمِيْنَ. فِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِناً. (آل عمران: ۹۷)	بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر ہوا وہ مکہ میں ہے، جو بابرکت ہے، اور جہاں والوں کے لئے موجبِ ہدایت ہے، اس میں ظاہر نشانیاں ہیں جیسے مقام ابراہیم، اور جو اس کے اندر آگیا اس کو امن ملا۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی جو تعمیر فرمائی تھی اس کی اونچائی صرف نو ہاتھ کی تھی اور اس کے مشرقی اور مغربی جانب زمین سے ملا ہوا آنے جانے کا راستہ تھا جس میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ (مستفاد: تفسیر عزیزی ۲۶۵-۲۶۶) اور اس پر چھت بھی نہیں تھی، بس اندر ایک گہرا گڑھا بنایا گیا تھا؛ تاکہ کعبۂ مشرفہ کو عطا کی جانے والی اشیاء اس میں رکھی جاسکیں۔ (فتح الباری شرح بخاری ۸/۵۰۱)

بناءِ کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں

قرآنِ پاک میں ذکر ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر میں مشغول تھے تو نہایت توجہ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں مسلسل دعائیں فرمارہے تھے، ارشادِ خداوندی ہے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ	اور اس وقت کو یاد فرمایئے جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام

وَاِسْمٰعِیْلَ ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. رَبَّنَآ وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ. رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ.

(البقرة: ۱۲۷-۱۲۹)

خانۂ کعبہ کی بنادیں اٹھاتے تھے اور دعا کرتے تھے: اے ہمارے پروردگار! ہم سے (یہ عمل) قبول فرمالیجئے، بے شک آپ ہی سننے اور جاننے والے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرماں بردار بنالیجئے اور ہماری اولادوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت کو اپنا تابع دار بنالیجئے، اور ہم کو حج کرنے کے قاعدے سکھلا دیجئے، اور ہم کو معاف فرمادیجئے یقیناً آپ ہی بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والے مہربان ہیں، اور اے ہمارے پروردگار! اور ان میں ایک رسول انہی میں کا بھیجئے جو ان کے سامنے آپ کی آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بے شک آپ بہت زبردست، حکمت والے ہیں۔

یہ سب دعائیں بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں، تعمیر کعبہ کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم خداوندی خود ہر جگہ سے جا کر مناسک حج کی تعلیم دی۔ (تفسیر عزیزی ۴۷۸) آپ کی اولادوں میں مسلسل حضرات انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے، بالآخر حضرت خاتم النبیین سرورعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ بھی آپ کی نسل میں ہوئی، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ: ''میں اپنے مورثِ اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائے مستجاب کا مظہراتم ہوں''۔ (دلائل النبوۃ ۱/۸۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بیت اللہ کی تعمیرات

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے بعد قوم عمالقہ اور بنوجرہم نے حسبِ موقع اس کی تعمیرِ نو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انداز پر کی اسی دوران ''تبع حمیری'' نے بیت اللہ شریف میں دروازے کے کواڑ اور زنجیر اور تالے اور دیواروں پر غلاف کا انتظام کیا۔

اس کے بعد قصی بن کلاب (جو قبیلۂ قریش کے اجداد میں سے ہے انہوں) نے تعمیر کرتے ہوئے بیت اللہ شریف پر لکڑی کی چھت ڈالی، جس میں تختوں کی جگہ کھجور کے درخت کے گولے رکھے گئے۔ (تفسیر عزیزی ۲۶۵-۲۶۶، سیرۃ النبی للشبلی ۱۱۵)

نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بناء کعبہ

سرورعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک جب ۲۵ یا ۳۵ رسال کی تھی تو یہ واقعہ پیش آیا

کہ ایک عورت غلافِ کعبہ کو دھونی دینے آئی جس سے آگ لگ گئی اور بیت اللہ شریف کی چھت کی اکثر لکڑیاں جل کر خاک ہوگئیں، قبل ازیں کئی سیلابوں کی وجہ سے دیواروں میں شگاف بھی پڑ چکے تھے اس لئے سردارانِ قریش نے مشورہ کر کے کعبہ مشرفہ کی ازسرنو تعمیر کا منصوبہ بنایا، اور سردارِ مکہ ولید بن مغیرہ کو اس منصوبہ کا ذمہ دار قرار دیا، اور آپس میں یہ بات طے کی کہ بیت اللہ کی تعمیر میں صرف حلال مال ہی لگایا جائے گا حرام مال (سود و غصب اور حرام کاری کی آمدنی) اس میں نہیں لگائیں گے، چناں چہ جب چندہ ہوا تو ضرورت کے موافق رقم سے کم رقم جمع ہوئی جس کی بنا پر ان لوگوں نے بیت اللہ شریف کی تعمیر میں بناءِ ابراہیمی سے قدرے ردو بدل کر دیا، اور یہ تبدیلیاں پانچ طرح سے کیں:

(۱) کعبہ مشرفہ کی چوڑائی سے کچھ گز زمین حطیم کی طرف چھوڑ کر دیوار کھڑی کی۔ (جس کو حجرِ اسماعیل کہا جاتا ہے)

(۲) مشرق کی جانب جو زمین سے ملا ہوا دروازہ تھا اس کو زمین سے بہت بلند کر دیا؛ تاکہ جس کو چاہیں اندر آنے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔

(۳) کعبہ کے اندر ہر صف میں تین تین ستون قائم کئے۔

(۴) کعبہ کی دیوار کو بجائے نو گز بلندی کے اٹھارہ گز بلند کر دیا۔

(۵) بیت اللہ شریف کے اندر رکن شامی کی طرف ایک زینہ قائم کیا جس سے چھت پر چڑھا جاسکے۔ یہ بنائے ابراہیمی میں نہ تھا۔ (تفسیر عزیزی ۲۶۶)

اس تعمیر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیگر لوگوں کے ساتھ بذاتِ خود شریک تھے، اور پتھر لا لا کر اس میں لگا رہے تھے۔ (مسلم شریف ۲/۱۵۴)

حجرِ اسود کی تنصیب میں آپ ﷺ کا حکیمانہ فیصلہ

تعمیر کے دوران ایک اہم مرحلہ یہ آیا کہ جب حجرِ اسود تک دیواریں پہنچیں، تو حجرِ اسود کو کون لگائے؟ اس پر جھگڑا شروع ہوگیا، جاہلوں کا قبیلہ تو تھا ہی، ذرا ذرا سی باتوں کو اپنی انا کا مسئلہ بنا دیا جاتا کہ فلاں قبیلہ والوں نے حجرِ اسود رکھا ہماری بے عزتی کر دی، اسی پر تلواریں تن گئیں، پانچ چھ دن تک یہ مسئلہ گرما گرم رہا کہ حجرِ اسود کون لگائے؟ حالاں کہ ایسی کوئی بڑی بات تو تھی نہیں تعمیر میں کوئی بھی لگا سکتا ہے، مگر اسی میں ہٹ دھرمی شروع ہوگئی۔

بالآخر ان میں سے ایک بوڑھے سردار ابوامیہ بن المغیرۃ نے یہ کہا کہ آخر کب تک لڑتے رہو گے؟ اور کہا کہ طے کر و کل صبح جو آدمی پہلے نمبر پر مسجد میں آئے اس کو ہم اپنا حکم بنالیں گے، جو وہ کہے اس کا فیصلہ ہم سب تسلیم کریں گے، لوگوں نے کہا یہ رائے سب سے بہتر ہے، چناں چہ صبح دیکھا گیا کہ سب سے پہلے پیغمبر

علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے تو دیکھتے ہی سب کے سب کہنے لگے کہ ہاں یہ آدمی سچا اور امین آ گیا، اور ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے اور معلوم کیا کہ کیا قصہ ہے؟ بتلایا کہ یہ جھگڑا چل رہا ہے، آپ نے فرمایا کہ ایک چادر لے آ ؤ، چادر لائی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں کتنے قبیلے ہیں؟ چناں چہ تعداد بتلائی گئی، آپ نے فرمایا کہ ہر قبیلہ اپنا ایک ایک نمائندہ لے آئے، جب سب کے نمائندے آ گئے، تو حضرت نے فرمایا کہ دیکھو یہ حجرِ اسود رکھا ہے، اگر آپ سب مل کر مجھے اپنا نمائندہ بنا دو، تو میں اس کو چادر میں رکھ دوں، سب نے کہا بہت اچھا! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود چادر میں رکھتے ہوئے فرمایا کہ میں نے خود نہیں رکھا؛ بلکہ آپ ہی کی طرف سے رکھا ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس چادر کو سب اٹھالیں تو سب نے پکڑ لی، جب اس جگہ پہنچے جہاں پر پتھر لگانا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو آپ ہی کی طرف سے میں پھر اس کو لگا دوں، سب نے کہا کہ بہت اچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر سے اٹھا کر اس کو نصب کر دیا، آپ کے اس حکیمانہ فیصلہ سے ایک بڑی لڑائی ٹل گئی۔ (سیرت ابن ہشام مع الروض الانف ۱؍۳۴۶)

نبی اکرم ﷺ کی خواہش اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیرِ کعبہ

چوں کہ قریش نے بیت اللہ شریف کی تعمیر میں بناء ابراہیمی میں رد بدل کر دی تھی، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عین خواہش تھی کہ کعبۂ مشرفہ کو دوبارہ بناءِ ابراہیمی کے مطابق تعمیر کیا جائے؛ لیکن دورِ جاہلیت قریب تھا اور اس منصوبہ کی تکمیل میں فتنہ کا اندیشہ تھا، بریں بنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحۃً اس کا اقدام نہیں کیا؛ لیکن ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی اس خواہش کا اظہار ضرور فرمایا، چناں چہ روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا عَائِشَةُ! لَوْ لَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُوْ عَهْدٍ بِشِرْكٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ: بَاباً شَرْقِياًّ وَبَاباً غَرْبِياًّ، وَزِدْتُّ فِيْهَا سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قُرَيْشاً اِقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ. (مسلم شریف مکمل حدیث: ۳۳۳۱)

اے عائشہ! اگر تمہاری قوم شرک کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو گرا کر زمین سے ملا دیتا اور اس کے مشرق ومغرب میں دو دروازے بنا دیتا، اور اس میں حطیم سے چھ گز کا اضافہ کر دیتا، کیوں کہ قریش نے کعبہ کے تعمیر کے وقت اس حصہ کو چھوڑ دیا تھا۔

یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خالہ جان ام المؤمنین سیدتنا حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ سے سن رکھی تھی، چناں چہ جب حضرت عبد اللہ بن الزبیر کی حکومت ۶۴ رہجری میں مکہ معظّمہ میں قائم ہوئی تو اتفاق ایسا ہوا کہ بیت اللہ شریف کے پردہ میں آگ لگ گئی، جس سے ایک حصہ متأثر ہو گیا، تو آپ نے تعمیرِ جدید کا ارادہ فرمایا اور مذکورہ حدیث کے موافق پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خواہشِ مبارکہ کی تکمیل کا قصد کیا، اور بیت اللہ شریف کی سب دیواروں کو ڈھا کر بنیادوں سے از سرِ نو بناءِ ابراہیمی کے موافق تعمیر فرمائی، یعنی حطیم کی جانب جو حصہ قریش نے چھوڑ دیا تھا اسے بیت اللہ کے اندر لے لیا اور مشرق ومغرب کی طرف زمین سے ملا کر دو دروازے بنادئے؛ البتہ دیوار کی بلندی میں نوگز کا اضافہ فرمایا، اس طرح کل بلندی ۲۷ رگز کی ہوگئی۔ (الروض الانف ۱/۳۳۶-۳۳۹)

حجاج بن یوسف کے ذریعہ تعمیر میں تبدیلی

جب حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حجاج بن یوسف کے ذریعہ ۷۴ رہجری میں شہادت کا واقعہ پیش آیا اوران کی حکومت ختم ہوگئی تو حجاج بن یوسف نے امیر عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ عبداللہ بن الزبیر کی بنائی ہوئی تعمیر کعبہ کو برقرار رکھا جائے یا اسے بدل کر قریش کی تعمیر کی طرح کر دیا جائے؟ تو عبدالملک بن مروان نے آرڈر لکھا کہ دیوار کی اونچائی تو برقرار رکھی جائے؛ البتہ بقیہ تعمیر کو قریش کی تعمیر کے مطابق کر دیا جائے، بریں بنا حجاج بن یوسف نے شمالی دیوار کو گرا کر قریش کے موافق دیوار قائم کردی اور مشرقی دروازے کو بلند کر دیا اور اندرونی سطح کعبہ کو پتھروں سے بھر کر دروازے کے برابر کر دیا، اور مغربی دروازے کو بند کر دیا۔ آج تک بیت اللہ کی ہیئت اسی طرح کی چلی آتی ہے۔ (تفسیر عزیزی ۲۶۷)

تاریخ میں لکھا ہے کہ بعد میں جب عبدالملک بن مروان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث کا علم ہوا تو اسے اپنے حکم پر بڑی ندامت ہوئی، پھر خلیفہ ابوجعفر منصور نے اپنے دورِ حکومت میں اسے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کے موافق کرنے کا ارادہ کیا، تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں آپ کو اس بات کی قسم دلاتا ہوں کہ اس اللہ کے گھر کو آپ بادشاہوں کے ہاتھ میں کھلونا نہ بنے دیں کہ جو چاہے اپنی مرضی سے تبدیلی کرتا رہے، اس سے لوگوں کے دلوں سے اس کی ہیبت وعظمت نکل جائے گی؛ چناں چہ مذکورہ خلیفہ اپنے ارادہ سے باز آ گیا۔ (الروض الانف ۱/۳۳۹)

بعد ازاں عثمانی خلفاء میں سے سلطان مراد نے ضرورت کے مطابق بیت اللہ شریف کی تعمیر ومرمت کا کام انجام دیا۔ اور ابھی چند سال قبل سعودی فرماں روا شاہ فہد بن عبد العزیزؒ نے اس کی تجدید کی سعادت حاصل کی؛ لیکن یہ سب تعمیرات اسی انداز پر ہوئیں جو قریش نے کی تھیں۔

مسجد حرام

بیت اللہ شریف کے اردگرد جو مسجد ہے اس کو مسجدِ حرام کہا جاتا ہے، پہلے یہاں چاروں جانب میدان تھا، سب سے پہلے اسے باقاعدہ مسجد کی شکل امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی اور آس پاس کے گھر خرید کر انہیں مسجد میں شامل کیا، پھر امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں مزید توسیع فرمائی، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی عمارت کو پختہ بنایا اور الگ الگ دروازے قائم فرمائے، اور تجدید وتحسین کی۔(الروض الانف مع السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۱/۳۴۲-۳۴۳)

اور اس کے بعد سے مسلسل اس مبارک مسجد میں توسیعات کا سلسلہ جاری ہے۔ خصوصاً سعودی دورِ حکومت میں جو توسیعات ہوئیں اور برابر ہو رہی ہیں، وہ بے نظیر اور بے مثال ہیں۔

ذیل میں حرم شریف اور مسجد حرام کے متعلق کچھ اہم آداب ومسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

حدودِ حرم میں داخلہ کا ادب

میقات سے احرام باندھنے کے بعد جب مکہ معظّمہ کی جانب چلے تو جس جگہ حرم کی حد شروع ہوتی ہے (جہاں آج کل ''غیر مسلموں کے لئے داخلہ ممنوع ہے'' کے بورڈ لگے ہوئے ہیں) وہاں سے داخل ہوتے وقت نہایت خشوع وخضوع کا اظہار کرے اور والہانہ انداز میں تلبیہ کا ورد کرے، اور دعاؤں اور استغفار کا اہتمام رکھے۔ **واذا احرم من المیقات وتوجہ الی مکۃ فاذا وصل اول حد الحرم یستحب ان یستحضر الخشوع والحضور فی قلبہ وجسدہ ما امکنہ وان یدخلہ راجلاً حافیاً الخ.** (غنیۃ الناسک ۹۵، مناسک ملا علی قاریؒ ۱۲۵)

تنبیہ: آج کل حکومت کا نظام حجاج ومعتمرین کے لئے اس انداز کا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے سواریوں سے اتر نہیں سکتے، اس لئے آج کل سواری سے اتر کر پیدل چلنے کی کوشش نہ کی جائے؛ بلکہ سواری میں بیٹھے بیٹھے ہی کامل توجہ سے ورد جاری رکھیں۔

مکہ معظّمہ میں داخلہ سے قبل غسل کرنا

مکہ معظّمہ میں داخلہ کے لئے نظافت حاصل کرنے کی غرض سے غسل کرنا مسنون ہے۔

وهٰذا الغسل سنة لدخول مكة وهو للنظافة. (غنية الناسك ٩٦، ومثله فى الطحطاوى دارالكتاب ٧٣٣، هندية ٢٢٤/١، فتح القدير ٤٤٧/٢، تبيين الحقائق زكريا ٦٤/٢)

مشـــورہ: آج کل جدہ سے روانہ ہونے کے بعد مکہ معظّمہ میں داخل ہونے سے قبل غسل کا کوئی موقع نہیں رہتا، اس لئے بہتر ہے کہ اگر کوئی عذر اور دشواری نہ ہو تو جدہ سے روانہ ہونے سے پہلے ''حج ٹرمنل'' میں ہی اس نیت سے غسل کرلیا جائے، وہاں غسل وغیرہ کے معقول انتظامات ہیں۔

جب مکہ میں داخل ہو

جب مکہ معظّمہ کی آبادی دکھائی پڑے تو مزید وارفتگی کے ساتھ تلبیہ اور دعا کا اہتمام کرے (اس وقت کی کوئی دعا مخصوص نہیں ہے؛ لیکن اگر چاہے تو مناسک کی کتابوں میں لکھی ہوئی دعاؤں کو توجہ کے ساتھ مانگے، اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اپنے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی ہر بھلائی کے لئے دعا مانگے) **واحسن ما يقال فيه وفى غيره من المشاهد، اللّٰهم ربنا اٰتنا فى الدنيا حسنة وفى الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار الخ.** (غنية الناسك ٩٧، مناسك ملا علی قاریؒ ١٢٧)

مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد مسجد حرام میں کب حاضر ہوں؟

اگرچہ افضل یہی ہے کہ مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام میں حاضری کی فکر کی جائے؛ لیکن موجودہ زمانہ کی صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے اس بارے میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) آج کل معلم کی بسوں سے سفر ہوتا ہے جس میں سب حاجیوں کا سامان مخلوط کرکے چڑھا دیا جاتا ہے، اور قیام گاہ یا معلم کے دفتر پر اتارا جاتا ہے، اس لئے مکہ معظّمہ پہنچ کر سب سے پہلے اپنے سامان کو یکجا کرنے اور کمرے تک پہنچانے پر دھیان دیا جائے، اگر سامان چھوڑ کر اترتے ہی حرم چلے گئے تو بعد میں بڑی پریشانی ہوسکتی ہے۔

(۲) عموماً اب قیام گاہیں حرم سے بہت فاصلے پر ہوتی ہیں، اس لئے قیام گاہ کا جائے وقوع اور اس کے آس پاس کی علامتوں کا جان لینا ضروری ہے، اگر ان باتوں کا لحاظ کئے بغیر حرم چلے گئے تو واپسی بہت مشکل ہوجائے گی۔

(۳) آج کل حکومتی نظام اور سفر کے ہوش ربا اور تھکا دینے والے مراحل کی وجہ سے عموماً حجاج کو مکہ معظّمہ پہنچتے پہنچتے اس قدر تکان ہو جاتی ہے کہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے، اور فوراً آرام کا تقاضا ہوتا ہے تو ایسی کیفیت میں فوراً مسجد حرام میں جانا پسندیدہ نہیں کہا جاسکتا؛ کیوں کہ اگر اس تکان اور بوجھل دماغ سے حرم میں حاضری ہوگی تو نہ تو خشوع وخضوع حاصل ہوگا اور نہ دعا میں جی لگے گا اور نہ ہی روحانی کیفیات نصیب ہوں گی، اس لئے ایسی صورت میں تکان دور کرنے کے بعد تازہ دم ہوکر حرم میں داخل ہونا چاہئے، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ حاجی مکہ معظّمہ کے قریب وادیٔ ذی طوی میں پہنچ کر رات گذارے اور پھر صبح تازہ دم ہوکر حرم میں حاضری دے۔ (غنیۃ الناسک ۹۶) اس سے معلوم ہوا کہ تھکاوٹ زیادہ ہونے کی وجہ سے قدرے آرام کرکے حرم جانے میں حرج نہیں ہے۔

(۴) البتہ اگر کوئی شخص واقعۃً اس طرح مکہ معظّمہ پہنچے کہ اسے کوئی تکان نہ ہو اور قیام گاہ بھی آسان ہو، سامان کی بھی کوئی فکر نہ ہو تو اسے بلا عذر مسجد حرام میں حاضری میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے ورنہ خلافِ اولیٰ ہوگا۔ **فیبدأ بالمسجد بعد حط اثقاله وقبله افضل ان تیسر.** (غنية الناسك ۹۷، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۰۲/۳، هندية ۲۲٤/۱، اللباب فی شرح الکتاب ۱٦۹)

مکہ معظّمہ میں کس طرف سے داخل ہوں؟

مستحب ہے کہ مکہ معظّمہ میں ''ثنیۂ کداء'' کی طرف سے داخل ہوں (لیکن اب عام حالات میں اس کا اہتمام کرنا ممکن نہیں ہے؛ لہٰذا جہاں سے داخلہ کی سہولت ہو وہاں سے داخل ہوا جائے) **ويستحب عند الاربعة ان يدخل مكة من ثنية كداء الخ.** (غنية الناسك ۹٦، ومثله فی الهندية ۲۲٤/۱، فتح القدير زكريا ٤٤٧/۲، البحر الرائق زكريا ۵۷۱/۲) **وهذا اذا لم يكن ضيق وزحمة والا فمن حيث تيسر.** (غنية الناسك ۹٦)

مسجد حرام میں کس دروازہ سے داخل ہوں

مستحب ہے کہ مسجد حرام میں بابِ بنی شیبہ (باب السلام) سے داخل ہوا جائے (لیکن اب

حرم ماشاء اللہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ نئے آدمی کے لئے دروازوں کا پہچاننا اور اندر پہنچ کر صحیح راستہ پر واپس آنا بہت مشکل ہوتا ہے؛ اس لئے اب یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس مستحب کے حصول کی کوشش میں اپنے کو مزید مشکل میں نہ ڈالیں؛ بلکہ قیام گاہ سے آتے وقت جو گیٹ سامنے پڑے اس کا نمبر یاد کر کے اسی گیٹ سے داخل ہوں، اور اسی سے واپس ہوں) **ویستحب عند الاربعة ان یدخل المسجد من باب بنی شیبة.** (غنیة الناسک ۹۷، بدائع الصنائع زکریا ۳۳۸/۲، البحر الرائق زکریا ۵۷۱/۲، اللباب فی شرح الکتاب ۱۶۹)

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر

مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد جیسے ہی بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو تلبیہ، تکبیر اور کلمہ پڑھتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیں، اور نہایت عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ ماثور دعائیں یا جو چاہے اپنی زبان میں دعا مانگیں، یہ دعا کی قبولیت کا بہترین وقت ہے۔ **یذکر اللّٰہ تعالیٰ کیف بدا له تضرعاً وان تبرک بالمنقول منها عن النبی ﷺ وعن السلف من الصحابة والتابعین فحسن.** (غنیة الناسک ۹۸، درمختار مع الشامی زکریا ۵۰۳/۳، اللباب فی شرح الکتاب ۱۶۹)

مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران طواف کی کثرت

حجاج کرام کو مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران طواف کی کثرت کا اہتمام رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ اہل آفاق (میقات سے باہر رہنے والوں) کے لئے مکہ معظّمہ میں رہتے ہوئے نفل نمازوں کے بجائے نفل طواف کرنا افضل ہے؛ اور نفلی طواف کے ساتھ نفلی سعی ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا اس سے احتراز کرے۔ **ویطوف بالبیت ما بدا له بلا رمل ولا اضطباعٍ ولا سعی بعده؛ لان التنفل بالسعی غیر مشروع ......، وطواف التطوع افضل من صلاة التطوع للأفاقی.** (غنیة الناسک ۱۳۷، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۱۶/۳، البحر الرائق زکریا ۵۸۶/۲، منحة الخالق ۵۸۶/۲، تاتارخانیة ۵۰۰/۳، تبیین الحقائق ۲۸۲/۲، طحطاوی علی المراقی جدید ۷۳۵)

مسجد حرام میں داخلہ کے وقت اعتکاف کی نیت

بہتر ہے کہ جب بھی مسجد حرام میں حاضری ہوتو داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لی جائے؛ کیوں کہ نفلی اعتکاف قلیل مدت کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ **ویستحب له ان ینوی الاعتکاف کلما دخل المسجد الحرام فانه مستحب فی کل مسجد فکیف الظن بالمسجد الحرام واقله نفلاً ساعة ای جزء من الزمان.** (غنية الناسك ١٣٨) **فینبغی اذا دخل المسجد ان یقول نویت الاعتکاف ما دمت فی المسجد.** (مرقاة المفاتيح ٣٢٥/٤)

طواف تحیہ یا تحیۃ المسجد؟

اگر مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت طواف کا ارادہ ہوتو افضل یہ ہے کہ کوئی اور کام کرنے سے پہلے اولاً طواف کرے، اسی کو ’’طوافِ تحیہ‘‘ کہا جاتا ہے، اور اگر طواف کا ارادہ نہ ہو اور مکروہ وقت بھی نہ ہوتو داخل ہونے کے بعد اسی طرح تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہوگا، جیسا کہ بقیہ مساجد میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے۔ (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو) **واذا دخل المسجد الحرام وهو یرید الطواف فتحیته الطواف، وان کان لا یرید فتحیته الصلاة کبقیة المساجد.** (غنية الناسك ١٣٨، ومثله فی الدرالمختار مع الشامی زکریا ٥٠٣/٣، مناسك ملا علی قاری ١٢٩-١٤٣)

مسجد حرام میں نماز کا ثواب

مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران حتی الامکان یہ کوشش ہونی چاہئے کہ مسجد حرام کی کوئی نماز فوت نہ ہونے پائے؛ اس لئے کہ مسجد حرام میں مردوں کے لئے فرض نماز پڑھنے کا ثواب دیگر مسجدوں کی ایک لاکھ اور ایک روایت کے اعتبار سے دس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؛ لہٰذا اس عظیم ثواب سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔ **عن جابر رضی الله عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: صلاة فی مسجدی هٰذا افضل من الف صلاة فی ما سواه الا**

المسجد الحرام وصلاة فی المسجد الحرام افضل من مائة الف صلاة. (مسند احمد ۳/۳۴۳) **احداها أن الصلاة فی المسجد الحرام تفضل علی الصلاة بمسجد المدينة بمائة صلاة، الثانية: بالف صلاة، الثالثة: بمائة الف صلاة.** (شامی زکریا ۳/۵۴۷) **ومن اهم ما ينبغی للحاج وغيره ان لا تفوته صلاة فی المسجد الحرام؛ فانها فيه افضل منها فی غيره من المساجد ......، فعلی الاول تکون الصلاة فی المسجد الحرام بمائة الف صلاة فی غير المسجد النبوی، وعلی الثانی بمائة الف الف صلاة.** (غنية الناسک ۱۴۱)

نـوٹ: البتہ عورتوں کے لئے مسجد حرام کے بجائے اپنی قیام گاہوں میں نماز ادا کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ **ثم هٰذه المضاعفة تختص بالفرائض عندنا ...... وكذا هی فی حق الرجال دون النساء كما حققه فی الفتح.** (غنية الناسک ۱۴۲)

حرم کی نیکیاں

حرم میں ثواب کی زیادتی کا تعلق صرف نماز سے نہیں ہے؛ بلکہ حدودِ حرم میں جو بھی نیکی کی جائے گی تو اس کا ثواب دیگر جگہوں میں کی جانے والی نیکیوں کے مقابلہ میں ایک لاکھ گنا زیادہ ملتا ہے، بریں بنا مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران روزہ، صدقہ، خیرات اور دیگر نیکیوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ **عن عبد اللّٰه بن عباس رضی اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم يقول: من حج من مكة ماشياً حتی يرجع الی مكة كتب اللّٰه له بكل خطوة سبع مائة حسنة مثل حسنات الحرم، قيل: وما حسنات الحرم؟ قال: بكل حسنة مائة الف حسنة.** (المستدرك للحاكم ۱/۶۳۱، شعب الايمان للبيهقی ۳/۴۳۱، ومثله فی البحر العميق ۱/۱۰۵) **ان حسنة الحرم مطلقاً بمائة الف.** (الموسوعة الفقهية ۱۷/۲۰۱) **وقال الحسن البصری رضی اللّٰه تعالیٰ عنه: صوم يوم بمكة بمائة الف وصدقة درهم بمائة الف ومثله لا يقال الا عن توقيف.** (غنية الناسک ۱۴۳)

حرم میں معصیت بڑا جرم ہے

ویسے تو ہر جگہ گناہ کرنا برا ہی ہے، اور ہر مسلمان کو ہر طرح کی معصیت سے ہر وقت بچنا چاہئے؛ لیکن حدودِ حرم میں جس طرح نیکیوں کا ثواب بڑھتا ہے اسی طرح گناہوں کا وبال بھی سخت سے سخت ہوتا ہے؛ اس لئے حرمین میں قیام کے دوران بالخصوص قولی وعملی ہر طرح کی نافرمانی سے بچنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ **وکذا المعاصی تضاعف علی ما روی عن ابن عباس وابن مسعود رضی اللّٰہ عنہما ان صح، والا فلا شک انھا فی حرم اللّٰہ افحش واغلظ.** (غنیۃ الناسک ۱۴۳، ومثلہ فی الموسوعۃ الفقھیۃ ۲۰۱/۱۷، البحر العمیق ۱۳۵/۱)

حطیم میں عبادت

حطیم (یعنی میزابِ رحمت کی جانب بیت اللہ شریف سے تقریباً دو صفوں کے بقدر جگہ) بھی دراصل بیت اللہ شریف ہی کا حصہ ہے؛ لہٰذا بسہولت موقع ہو تو اس جگہ جاکر کثرت سے نماز عبادت اور دعا میں مشغول رہنا چاہئے۔ **عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا قالت: سألت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الجدر، أمن البیت ہو؟ قال: نعم.** (مسلم شریف ۴۳۱/۱، بخاری شریف ۲۱۵/۱) **عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا قالت: کنت احب ان ادخل البیت فاصلی فیہ فاخذ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بیدی فادخلنی الحجر، وقال علیہ الصلاۃ والسلام: صلی فی الحجر ان اردت دخول البیت فانما ہو قطعۃ من البیت ولکن قومک استقصروہ حین بنوا الکعبۃ فاخرجوہ من البیت.** (ترمذی شریف ۱۷۷/۱، ابوداؤد شریف ۲۷۷/۱) **ویستحب الاکثار من دخول الحجر فانہ من البیت ودخولہ سھل.** (غنیۃ الناسک ۱۳۸) **عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا قالت: ارسلت الی شیبۃ ان افتح الکعبۃ باللیل فقالوا: انا لا نفتحھا باللیل، فدخلت الحجر، فصلیت، ولصقت بالکعبۃ، وقالت: اخبروہ انی صلیت فی الکعبۃ.** (البحر العمیق ۱۹۷/۱)

کعبۂ مشرفہ کو نظر جما کر دیکھنا

مسجد حرام میں حاضری کے وقت اگر کوئی اور عمل نہ کر سکے تو کم از کم کعبۂ مشرفہ پر بالقصد نظر جمائے رکھنے کا اہتمام کرے؛ کیوں کہ کعبہ مشرفہ کو دیکھنا بھی ایک مستقل عبادت ہے۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: ینزل اللّٰہ کل یوم عشرین ومائة رحمة ستون منها للطوافین و اربعون للعاکفین حول البیت، وعشرون منها للناظرین الی البیت.** (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۲/۱۱، کنز العمال ۲۲/۵) **عن طاؤس ومجاهد قال: النظر الی البیت عبادة.** (مصنف ابن ابی شیبة بتحقیق: الشیخ عوامه ۵٤٤/۸) **ولیکثر من النظر الی الکعبة ایماناً واحتساباً، فان النظر الی الکعبة عبادة فقد جاء ت اٰثار کثیرة فی فضل النظر الیها.** (غنیة الناسك ۱۳۸)

بیت اللہ شریف میں داخلہ کی سعادت ملے تو کیا کرے؟

اگر کسی خوش نصیب شخص کو بیت اللہ شریف کے اندرونی حصہ میں داخلہ کی سعادت ملے تو اسے چاہئے کہ نہایت خشوع وخضوع اور حد درجہ ادب کے ساتھ نظریں جھکائے ہوئے داخل ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے جاہ وجلال کا استحضار رکھے اور کمال توجہ کے ساتھ نماز اور دعا میں مشغول ہو اور ان لمحات کو غنیمت سمجھے۔ (واضح ہو کہ آج کل بعض مخصوص ایام میں بیت اللہ شریف کے غسل دینے کے موقع پر اس کا دروازہ کھولا جاتا ہے، اور حکومت یا شیبی خاندان (جس کو کعبۂ مشرفہ کی کلید برداری کا شرف نصیب ہے) کی طرف سے اس تقریب میں شرکت کے لئے جو لوگ باقاعدہ مدعو ہوتے ہیں وہی اس میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں) **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من دخل البیت دخل فی حسنة وخرج من سیئة وخرج مغفوراً له.** (السنن الکبریٰ للبیهقی ۱۵۸/۵) **عن عبد**

الـرحـمـن بـن صـفـوان قال: قلت لعمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه: کیف صـنـع رسـول الـلّٰـه صـلـى الـلّٰـه تعالىٰ عليه وسلم حين دخل الكعبة؟ قال: صلى ركعتين. (ابوداؤد شریف ۱/۲۷۷) ويستـحـب دخول البيت اذا لم يشتمل على ايذاء نـفسـهٖ او غيـره ولا عـلـى دفـع الـرشوة التى يأخذها الحجبة والا فيحرم، وكذا يستحب الصلاة فيه والدعاء الخ. (غنية الناسك ۱۳۸)

❍❖❍

مسائل طوافِ بیت اللّٰہ

طواف کی فضیلت واہمیت

دنیا میں نماز روزہ وغیرہ عبادات کے لئے کسی جگہ کی کوئی قید نہیں ہے، انہیں کہیں بھی ادا کیا جا سکتا ہے؛ لیکن ''طواف'' ان عبادات میں سے ہے جو خاص جگہ کے ساتھ مخصوص ہیں، چناں چہ طواف کی عبادت پوری دنیا میں صرف بیت اللہ شریف کے ارد گرد ''مسجد حرام'' کی حدود ہی میں انجام دی جاسکتی ہے، کسی اور خطہ میں اس عبادت کو انجام نہیں دیا جاسکتا، اس اعتبار سے اسے دیگر عام عبادات میں ایک خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیت اللہ شریف میں حاضری کے وقت نماز تحیۃ المسجد کے بجائے ''طوافِ تحیۃ'' کرنے کا حکم ہے، یعنی مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد (اگر کوئی عارض نہ ہو تو) سب سے پہلے طواف کیا جائے اس کے بعد دیگر مشاغل میں مصروف ہوں۔ قرآنِ کریم میں جن دو جگہوں پر بیت اللہ شریف کو (شرکیہ باتوں اور ظاہری نجاستوں سے) پاک صاف رکھنے کا حکم ہے، اس کے مقاصد میں پہلے نمبر پر طواف کرنے والوں کو رکھا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ. (البقرة: ١٢٥)

اور ہم نے ابراہیم واسماعیل کو پابند کیا کہ میرا گھر صاف ستھرا رکھو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا:

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِىْ شَيْـــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ.

(الحج: ٢٦)

اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانۂ کعبہ کی جگہ مقرر کردی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور میرے گھر کو پاک رکھیں طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے۔

کعبۂ مشرفہ پر رحمتوں کا نزول

اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ بیت اللہ پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، جن میں سے ۶۰؍ رحمتیں صرف طواف کرنے والوں کے ساتھ خاص ہیں، پوری روایت درج ذیل ہے:

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يُنَزِّلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حُجَّاجِ بَيْتِهِ الْحَرَامِ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ رَحْمَةً، سِتِّيْنَ لِلطَّائِفِيْنَ وَارْبَعِيْنَ لِلْمُصَلِّيْنَ وَعِشْرِيْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ. (رواه البيهقي في شعب الايمان ٤٠٥١، الترغيب والترهيب مكمل: ٢٦٩)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف کے حج کرنے والوں پر ۱۲۰؍ رحمتیں نازل فرماتے ہیں، جن میں سے ۶۰؍ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے، ۴۰؍ نماز پڑھنے والوں کے لئے اور ۲۰؍ بیت اللہ شریف کو دیکھنے والوں کے لئے خاص ہوتی ہیں۔

طواف کرنے پر غلام آزاد کرنے کا ثواب

محمد بن المنکدرؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ اُسْبُوْعاً وَلَا يَلْغُوْ فِيْهِ كَانَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ يُعْتِقُهَا. (رواه الطبراني في الكبير، الترغيب والترهيب ٢٦٨)

جو شخص بیت اللہ شریف کے سات چکر لگائے اور دورانِ طواف کوئی لغو کام نہ کرے تو یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ. (رواه ابن ماجة، الترغيب والترهيب: ٢٦٩)

جو شخص بیت اللہ شریف کا طواف کر کے دو رکعتیں ادا کرے تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

طواف میں ہر ہر قدم پر نیکیوں کی بہتات

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَا رَفَعَ رَجُلٌ قَدَماً وَلَا وَضَعَهَا اِلَّا كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْه

طواف میں ہر قدم اٹھانے اور رکھنے پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے دس

عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ. (رواه احمد ۳/۳، الترغيب والترهيب: ۲٦۸)

دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعاً وَلا يَتَكَلَّمُ اِلَّا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِيْ تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ. (رواه ابن ماجة ۲۹۵۷، الترغيب والترهيب: ۲٦۹)

جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور اس کے دوران سوائے [سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر] کے کوئی گفتگو نہ کرے تو اس کے دس گناہ مٹا دئے جاتے ہیں، اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے دس مراتب بلند کردئے جاتے ہیں۔ اور جو طواف کے دوران بے جا گفتگو کرے تو وہ رحمت میں صرف قدم رکھ کر چلنے والا ہے جیسا کہ کوئی شخص (تھوڑے) پانی میں قدم رکھے۔

اس روایت سے خاص طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ دورانِ طواف زیادہ تر ذکر میں ہی مشغول رہنا چاہئے، اور بلاضرورت بات چیت اور گپ شپ نہیں کرنی چاہئے، ورنہ ثواب میں یقیناً کمی آجائے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''طواف کے دوران جو شخص گفتگو کرے تو اسے صرف خیر ہی کی گفتگو کرنی چاہئے''۔ (رواہ الترمذی ۲٦۰، الترغیب والترہیب ۲٦۹)

خلاصہ یہ ہے کہ طواف بڑی نفع بخش اور اجر و ثواب والی عبادت ہے، مکہ معظّمہ کے زمانۂ قیام میں کثرت سے طواف کا اہتمام رکھنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ: ''جو شخص بیت اللہ شریف کا پچاس مرتبہ طواف کرے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو''۔ (رواہ الترمذی ۸٦٦، الترغیب والترہیب ۲٦۹)

علاوہ ازیں طواف کی عبادت میں خاص طور پر ایک عاشقانہ شان پائی جاتی ہے کہ زائرِ حرم ''لبیک لبیک'' کی صدا لگاتے ہوئے دیوانہ وار آتا ہے اور پھر محبوب حقیقی کے گھر کے چکر لگانے شروع کردیتا اور اس کے پیشِ نظر محبوب کی رضا کے حصول کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، گویا کہ وہ مجنوں کی زبان میں یہ کہتا ہے:

اَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلٰى ☆ اُقَبِّلُ ذَالْجِدَارَ وَذَالْجِدَارَا

وَمَــا حُـــبُّ الــدِّيَــارِ شَـغَفْـنَ قَلْبِيْ ☆ وَلٰـكِــنْ حُـــبُّ مَــنْ نَــزَلَ الــدِّيَــارَا

ترجمہ: ’’میں جب لیلیٰ کے علاقہ سے گذرتا ہوں، تو کبھی اِس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اُس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں، اور دراصل ان در و دیوار سے مجھے دلی لگاؤ نہیں ہے، بلکہ ان میں رہنے والی ذات سے مجھے لگاؤ ہے‘‘۔

کچھ اسی طرح کے جذبات ایک طواف کرنے والے کے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کی محبت میں ذکر و اذکار اور تسبیح و تحمید کے ورد کے ساتھ بس چکر ہی لگائے جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ اس عشق کا کوئی ذرہ ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔ آمین۔

حجر اسود اور مقام ابراہیم کی فضیلت

طواف کی ابتداء حجر اسود کے استلام سے ہوتی ہے، یہ جنت کا پتھر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے گناہ جذب کرنے کی عجیب تاثیر رکھی ہے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَـزَلَ الْـحَجَرُ الاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَـدُّ بَيَاضاً مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَـنِــيْ اٰدَمَ. (رواه الترمذي ۸۷۷، الترغيب والترهيب: ۲۷۰)

جس وقت حجر اسود جنت سے اترا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، پھر آدمیوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔

اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں دو یاقوت ہیں، اگر اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو ختم نہ فرماتے تو یہ پوری زمین و آسمان کو روشن کر دیتے۔ (ترمذی شریف ۸۷۸، الترغیب والترہیب: ۲۷۰)

نیز یہ بھی مروی ہے کہ حجر اسود قیامت کے دن اپنے بوسہ لینے اور استلام کرنے والوں کے حق میں سفارش کرے گا اور اس دن اللہ تعالیٰ اس کو زبان اور ہونٹ عطا فرمائیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَشْهِـدُوْا هٰـذَا الْحَجَرَ خَيْراً فَاِنَّهٗ يَوْمَ الْـقِيَــامَةِ شَــافِـعٌ يُشَـفَّعُ، لَـهٗ لِسَــانٌ وَشَـفَتَـانِ يَشْهَـدُ لِمَنْ اِسْتَلَمَهٗ. (رواه الطبراني في الاوسط عن عائشةؓ، الترغيب والترهيب: ۲۷۰)

اس حجر اسود کو اپنے عمل خیر کا گواہ بنالو؛ کیوں کہ قیامت کے دن یہ سفارشی بن کر (اللہ کے دربار میں) اپنے استلام کرنے والوں کے لئے سفارش کرے گا، اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے۔

پیغمبر علیہ السلام حجر اسود کا بوسہ دیتے وقت رقت و زاری بھی ثابت ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کی تقبیل واستلام کو گویا کہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کرنا قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ فَاوَضَهُ فَاِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمٰنِ. (رواه ابن ماجه ۲۹۵۷، الترغيب والترهيب: ۲٦۸)	جو شخص حجر اسود کو ہاتھ لگائے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کررہا ہے۔

بریں بنا حجر اسود کی تقبیل/ استلام کا کمالِ استحضار کے ساتھ اہتمام کرنا چاہئے، بھیڑ کا موقع نہ ہو اور سہولت سے بوسہ لینا ممکن ہو تو قریب جا کر بوسہ لیں اور اگر بھیڑ زیادہ ہو تو دور ہی سے استلام کرلیں، اس سے بھی بوسہ کے برابر ہی ثواب ملتا ہے، اس جگہ دھکم پیل اور زور از وری سے بچنا ضروری ہے۔

رکن یمانی سے گذرتے وقت دعا

بیت اللہ شریف کے حجر اسود سے پہلے والے کونے کو ''رکن یمانی'' کہا جاتا ہے، جسے قریب سے گذرتے وقت دائیں ہاتھ سے چھونا مسنون ہے؛ (لیکن دور سے اشارہ کرنے کا حکم نہیں ہے) یہ دعا کی قبولیت کا اہم مقام ہے۔ ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں، پس جو شخص طواف کے دوران یہاں سے گذرتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِىْ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.	اے اللہ! میں آپ سے معافی اور دنیا وآخرت میں عافیت کا طلب گار ہوں، اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی سے نوازئے اور آخرت میں بھی بھلائی سے سرفراز فرمایئے، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھئے۔

تو وہ مقررہ ستر فرشتے اس دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (ابن ماجہ ۲۹۵۷، الترغیب والترہیب: ۲٦۸)

اس لئے طواف کے ہر چکر میں خصوصاً رکن یمانی پر پہنچ کر مذکورہ دعا (اور اس کے علاوہ جو بھی دعا یاد آجائے وہ) مانگنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

ذیل میں طواف کے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

طواف کی حقیقت

لغت میں طواف کے معنی گھومنے اور چکر لگانے کے آتے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں طواف کا اطلاق بنیت طواف بیت اللہ (کعبۂ مشرفہ) کے کم از کم ۴/ چکروں سے لے کر ۷/ چکر

لگانے پر ہوتا ہے (لہٰذا ۴/ سے کم چکروں کا طواف شرعاً معتبر نہیں ہوتا) **الطواف هو الدوران حول الكعبة اربعة اشواط او أكثر الى تمام السبعة كيف ما حصل.** (غنية الناسك ۱۰۹، لغة الفقهاء ۲۹۳، الموسوعة الفقهية ۱۲۰/۲۹)

طواف کی قسمیں

طواف کی درج ذیل سات قسمیں ہیں:

(۱) **طوافِ تحیہ**: مسجد حرام میں جب بھی داخل ہوں تو بیت اللہ شریف کے اعزاز میں یہ طواف مستحب ہے، خواہ داخل ہونے والا محرم ہو یا غیر محرم، مکی ہو یا آفاقی، سب کے لئے یہی حکم ہے۔ **وهو مستحب لكل من دخل المسجد محرماً كان او حلالاً.** (غنية الناسك ۱۰۹، مناسك ملا علی قاری ۱۴۳، شرح نقاية ۱۹۴، الموسوعة الفقهية ۱۲۳/۲۹، البحر الرائق ۵۷۳/۲)

(۲) **طوافِ عمرہ**: جو شخص عمرہ کا احرام باندھ کر مسجد حرام میں آئے اس پر طواف عمرہ ضروری ہے، اور عمرہ میں چوں کہ اس کے بعد سعی بھی کرنی ہوتی ہے؛ اس لئے اس طواف میں مرد حضرات رمل واضطباع کی سنت بھی بجالائیں گے۔ **طواف العمرة وهو ركن فيها.** (مناسك ملا علی قاری ۱۴۳، هندية ۱۳۷/۱، خانية ۳۰۱/۱، غنية الناسك ۱۰۹، انوار مناسك ۳۳۵)

(۳) **طوافِ قدوم**: آفاقی مفرد بالحج اور قارن کے لئے طوافِ قدوم مسنون ہے۔ (مفرد بالحج مکہ معظّمہ آتے ہی پہلے طوافِ قدوم کرے گا، اور قارن شخص عمرہ کا طواف وسعی کرنے کے بعد طوافِ قدوم کرے گا، اور اس طواف کا وقت مکہ معظّمہ میں داخلہ سے لے کر وقوفِ عرفہ تک رہتا ہے، اس کے بعد ختم ہوجاتا ہے) **هو سنة للاٰفاقي المفرد بالحج والقارن ......، واول وقت أدائه حين دخوله مكة ......، واٰخره وقوفه بعرفة فاذا وقف فقد فات وقته.** (غنية الناسك ۱۰۸، مناسك ملا علی قاری ۱۴۱)

(۴) **طوافِ زیارت**: یہ طواف ہر حاجی پر فرض ہے، جسے وقوفِ عرفہ کے بعد ادا کیا جانا ضروری ہے، اور اس طواف کے بغیر ازدواجی تعلق حلال ہونے کی کوئی شکل نہیں ہے۔ **طواف**

الزيارة ويسمى طواف الركن والافاضة وطواف الحج وهو ركن لا يتم الحج الا به. (مناسك ملا علی قاری ۱٤۲، درمختار زكريا ٤٦٨/۳-٤٦٩، الدر المنتقى ۲۸۱/۱)

(۵) طوافِ صدر : اسے طوافِ وداع بھی کہتے ہیں، حج کے تمام ارکان ومناسک کی ادائیگی کے بعد اس طواف کا کرنا واجب ہے، اور بہتر ہے کہ واپسی کے وقت اسے ادا کیا جائے، اور یہ طواف حیض ونفاس والی عورتوں سے ساقط ہے، نیز اہل مکہ اور اہل حل پر بھی طوافِ صدر نہیں ہے۔ **وواجبه طواف الصدر وهو طواف الوداع للآفاقي من الحاج دون المعتمر ......، الا انه خفف عن المرأة الحائض.** (شرح نقاية ۱۸۵/۱، درمختار زكريا ٤٦٩/۳-٤٧٠، مناسك ملا علی قاری ۱٤۲)

(۶) طوافِ نذر : اگر کسی شخص نے طواف کی نذر مان لی ہو تو اس کی حسب شرط ادائیگی واجب ہے۔ **طواف النذر وهو واجب.** (مناسك ملا علی قاری ۱٤۳، الموسوعة الفقهية ۲۹،۱۲۳)

(۷) طوافِ تطوع : یعنی نفلی طواف جو سبھی کے لئے نیکیوں میں اضافہ کا سبب ہے، اس کا کوئی وقت متعین نہیں، کبھی بھی جتنا چاہے کرسکتے ہیں۔ **السابع: طواف التطوع اى النافلة وهو لا يختص بزمان دون زمان.** (مناسك ملا علی قاری ۱٤۳)

طواف کے بنیادی ارکان

طواف کے ارکان تین ہیں: (۱) طواف کے اکثر چکروں کو ادا کرنا۔ (۲) طواف کو بیت اللہ شریف کے باہر اور مسجد حرام کے اندر کرنا۔ (۳) خود طواف کرنا خواہ کسی چیز پر سوار ہوکر کرے، الا یہ کہ کوئی احرام باندھنے سے پہلے سے ہی بے ہوش، مریض یا مجنوں ہو تو اس کی طرف سے نیابت درست ہوسکتی ہے۔ **اما اركانه فثلاثة: اتيان اكثره، وكونه فى البيت لا فيه، وكونه بفعل نفسهٖ ولو محمولاً او راكب بعير، فلا تجوز فيه النيابة الا عن المغمى عليه والنائم والمريض والمجنون قبل الاحرام الخ.** (غنية الناسك ۱۰۹، البحر الرائق زكريا ۶۰۸/۲، درمختار زكريا ۵۳۷/۳)

طواف کے صحیح ہونے کی شرائط

طواف صحیح ہونے کی شرطیں دوطرح کی ہیں، بعض شرائط کا تعلق مطلقاً ہر طواف سے ہے، خواہ وہ حج کے طواف ہوں یا نفلی طواف ہوں، ایسی شرطیں کل تین ہیں:

(۱) مسلمان ہونا: لہٰذا کافر کا طواف معتبر نہیں ہے۔

(۲) نیت طواف: اس سے مراد صرف اتنی نیت کرنا ہے کہ میں ''طواف کررہا ہوں''، طواف کی نوعیت کی وضاحت شرط نہیں ہے۔

(۳) مسجد حرام کے اندر طواف کرنا؛ لہٰذا مسجد حرام کے باہر طواف شرعاً معتبر نہ ہوگا۔

اور بعض ایسی شرائط ہیں جو حج یا عمرہ کے بعض طوافوں کے ساتھ مخصوص ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) احرام ہونا: یہ طوافِ عمرہ اور طواف قدوم کے لئے شرط ہے۔

(۲) وقت ہونا: یہ طوافِ زیارت اور طوافِ وداع کے لئے شرط ہے۔

(۳) وقوفِ عرفہ کا پہلے پایا جانا: یہ شرط بھی طوافِ زیارت اور طوافِ وداع کے صحیح ہونے کے لئے لازم ہے۔ **واما شرائطه فستة: ثلاثة منها لاطوفة الحج وهى الوقت، وتقديم الاحرام، وتقديم الوقوف الخ.** (غنية الناسك ١٠٩، مناسك ملا على قارى ١٤٤، البحر الرائق ٦٠٨/٢، شامى زكريا ٥٣٧/٣)

واجباتِ طواف

طواف میں کل سات چیزیں واجب ہیں، جن کے ترک سے جزاء لازم آتی ہے:

(۱) حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر دونوں سے پاک ہونا، (اور کپڑا اور بدن کا پاک ہونا مسنون ہے) **وهى سبعة: الاول: الطهارة عن الحدث والجنابة، وقيل: وعن النجاسة فى الثوب والبدن كما هو مذهب الشافعىؒ والاكثر على انه سنة الخ.**

(غنية الناسك ١١٢، شامى زكريا ٥٣٧/٣، مراقى الفلاح ٧٢٩، مناسك ملا على قارى ١٥١)

(۲) ستر کا چھپانا: لہٰذا اگر طواف میں ایک عضو مستور کا چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ کھلا رہ جائے تو اس پر طواف کا اعادہ یا جزا لازم ہوگی۔ **الثانی: ستر العورة لوجوب الدم به والا فهو فرض مطلقاً، والمانع كشف ربع العضو فما زاد كما في الصلاة – الى قوله – فلو طاف للفرض او الواجب مكشوف العورة بقدر ما لا تجوز معه الصلاة فعليه الاعادة او الدم، وفي التطوع الصدقة.** (غنية الناسك ۱۱۲، مناسك ملا علی قاری ۱۵۲، اللباب فی شرح الکتاب ۱۶۶/۱)

(۳) حجر اسود سے طواف کی ابتداء کرنا: بہت سے فقہاء کے نزدیک یہ واجب ہے، جب کہ دیگر کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ **الثالث: الابتداء من الحجر الاسود على ما في المنهاج عن الوجيز ومال اليه في الفتح وجزم به في البحر والنهاية والتنوير والدر ومراقي الفلاح، حتى قال في الدر: ولو ابتدأ من غير الحجر اعاده ما دام مكة، فلو رجع فعليه دم، فتأمل وظاهر الرواية انه سنة يكره تركها وعليه عامة المشائخ وصححه في اللباب.** (غنية الناسك ۱۱۲، و مثله في مراقي الفلاح ۷۲۹، مناسك ملا علی قاری ۱۵۳)

(۴) دائیں طرف سے طواف کرنا: یعنی اس طرح طواف کرنا کہ خود دائیں جانب اور بیت اللہ شریف بائیں جانب ہو، اس کے خلاف کرنے پر جزا لازم ہوگی۔ **الرابع: التيامن وهو اخذ الطائف عن يمين نفسه وجعل البيت عن يساره، فلو عكس وطاف منكوساً – الى قوله – ولكنه ترك الواجب فعليه موجبه.** (غنية الناسك ۱۱۳، مراقي الفلاح ۷۲۹، مناسك ملا علی قاری ۱۵۳)

(۵) پیدل طواف کرنا: جو شخص چلنے پر قادر ہو اس کے لئے واجب ہے کہ وہ پیدل طواف کرے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص طواف زیارت یا عمرہ کا طواف بلا کسی عذر کے سوار ہو کر کرے تو اس پر ضروری ہے کہ یا تو طواف لوٹائے یا دم دیدے؛ البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے پیدل طواف نہیں کیا ہے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ **الخامس: المشي فيه للقادر، فلو طاف للزيارة**

(لباب) او العمرة (بحر) راكباً او محمولاً او زحفاً بلاعذر فعليه الاعادة او الدم وان كان بعذر لا شئ عليه. (غنية الناسك ١١٤، مراقى الفلاح ٧٢٩، مناسك ملا على قارى ١٥٢)

(٦) طواف میں حطیم کو شامل کرنا: حطیم بھی دراصل بیت اللہ شریف ہی کا حصہ ہے؛ لہٰذا اس کی حدود سے باہر ہوکر طواف کرنا واجب ہے، اگر حطیم کے اندر سے طواف کیا تو ترکِ واجب کی وجہ سے جزا لازم ہوگی۔ السادس: الطواف وراء الحطيم فلو طاف للزيارة او العمرة فى جوف الحجر يعيد الطواف كله او على الحجر فقط، والاول افضل، فان لم يعد فعليه دم، واما فى الطواف الواجب فينبغى ان تجب صدقة، وينبغى ان لا فرق بين الطواف الواجب والتطوع فى لزوم الصدقة لما ان الطواف وراء الحطيم من كل طواف. (غنية الناسك ١١٤، شامى زكريا ٤٧٣/٣، مناسك ملا على قارى ١٥٣)

(۷) طواف کے ساتوں چکر پورے کرنا: طواف کے ساتوں چکروں کو پورا کرنا واجب ہے، یعنی اگر کوئی شخص طواف کے چار یا پانچ چکر کرے تو اس کا طواف ادا ہوجائے گا؛ تاہم ساتوں چکروں کو پورا کرنا واجب ہے نہ کرنے پر جزاء لازم ہوگی۔ السابع: اكمال ما زاد على اكثر اشواطه، فلو تركه جاز طوافه وعليه الجزاء الخ. (غنية الناسك ١١٦، مراقى الفلاح ٧٢٩)

نوٹ: طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا بھی واجبات میں سے ہے۔ ومن الواجبات ركعتا الطواف. (غنية الناسك ١١٦)

طواف کی سنتیں

(۱) اضطباع کرنا: طواف کے تمام چکروں میں مردوں کے لئے اضطباع (چادر بغل میں ڈال کر داہنا کندھا کھولنا) کرنا مسنون ہے۔ واما سنن الطواف فالاضطباع فى جميع اشواطه وينبغى ان يفعله قبل الشروع فى الطواف بقليل الخ. (غنية الناسك ١١٨، شامى زكريا ٥٠٧/٣، مناسك ملا على قارى ١٥٩)

تنبیہ: واضح رہے کہ اضطباع صرف اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کرنا ہے، جیسے

طواف قدوم، طوافِ عمرہ وغیرہ ہر طواف میں مسنون نہیں۔ **وهو سنة فی كل طواف بعده سعی كطواف القدوم وطواف العمرة الخ.** (غنية الناسك ۱۱۸)

(۲) شروع کے تین چکروں میں رمل کرنا۔ **والرمل فی الثلاثة الاول.** (غنية الناسك ۱۱۸)

تنبیه : رمل بھی صرف اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو۔ **والرمل سنة فی كل طواف بعده سعی.** (غنية الناسك ۱۱۹، شامی زكريا ۳/ ۵۱۰، مناسك ملا علی قاری ۱۵۹)

(۳) آخری چار چکروں میں رمل نہ کرنا: یعنی آخری چار چکروں میں اپنی رفتار کے مطابق چلے رمل نہ کرے۔ **والمشی علی هيئته فی الاربعة الباقية.** (غنية الناسك ۱۱۸، مناسك ملا علی قاری ۱۵۹، اللباب ۱/ ۱۷۰، شامی زكريا ۳/ ۵۱۱، البحر الرائق زكريا ۲/ ۵۸۷)

(۴) طواف کی ابتداء میں حجر اسود کا استقبال کرنا: یعنی حجر اسود کے بالکل سامنے کھڑے ہوکر طواف شروع کرے۔ **واستقبال الحجر الاسود بالوجه فی ابتدائه.** (غنية الناسك ۱۱۹، شامی زكريا ۵۰۷، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰، هندية ۱/ ۲۲۵)

(۵) حجر اسود کے استقبال کے وقت تکبیر کہنا: یعنی طواف کے شروع میں استقبال حجر اسود کے وقت اللہ اکبر کہے۔ **والتكبير قبالة الحجر مطلقاً.** (غنية الناسك ۱۱۹، ومثله فی الشامی زكريا ۳/ ۵۰٤، البحر الرائق كوئٹه ۲/ ۳۲٦)

(۶) حجر اسود کے سامنے تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لوتک اٹھانا۔ **ورفع اليدين عند التكبير حال استقبال الحجر فی الابتداء حذاء اذنيه.** (غنية الناسك ۱۱۹، شامی زكريا ۳/ ۵۰٤، تاتارخانية زكريا ۳/ ٤۹٤، مناسك ملا علی قاری ۱۵۹)

(۷) حجر اسود کا استلام کرنا: طواف کی ابتداء اور انتہاء میں حجر اسود کا استلام مسنون ہے، اور درمیان میں ہر چکر میں استلام مستحب ہے۔ **واستلام الحجر فی اوله وآخره واما فی ما بينهما فسنة مستحبة.** (غنية الناسك ۱۱۹، شامی زكريا ۳/ ۵۱۱، البحر الرائق كوئٹه ۲/ ۳۳۰، تاتارخانية زكريا ۳/ ٤۹٦)

(۸) دورانِ طواف (رمل کے علاوہ اشواط میں) باوقار انداز میں چلنا۔ **والمشی علی هيئته.** (غنية الناسك ۱۱۹، اللباب ۱۶۹)

(۹) تمام چکر پے در پے کرنا۔ **والموالاة بين الأشواط واجزاء الطواف سنة متفق عليهما.** (شامی زکریا ۵۱۱/۳، غنية الناسك ۱۲۰، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰، منحة الخالق زکریا ۵۶۸/۲)

(۱۰) بدن اور کپڑوں کا ظاہری نجاستوں سے پاک ہونا۔ **والطهارة من النجاسة فی الثوب والبدن الخ.** (غنية الناسك ۱۲۰، درمختار زکریا ۴۷۱/۳ و ۴۸۸، منحة الخالق زکریا ۲۷۶/۲)

طواف کے مستحبات

طواف کے مستحب امور درج ذیل ہیں:

(۱) حجر اسود کا تین بار بوسہ دینا۔ **ان ابن عمر رضی اللّٰه عنهما قبله ثلاثاً.** (شرح النقاية ۱۹۴/۱) **واما مستحبات الطواف فتثليث تقبيل الحجر.** (غنية الناسك ۱۲۰، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۲) حجر اسود پر تین بار سجدہ کرنا۔ **والسجود عليه وتثليثه.** (غنية الناسك ۱۲۰، منحة الخالق زکریا ۵۷۳/۳، درمختار زکریا ۵۰۰، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۳) طواف اس طرح شروع کرنا کہ خود حجر اسود کے دائیں طرف ہو اور پورا بدن حجر اسود کے سامنے ہوکر برابر ہو۔ **واخذ الطائف عن يمين الحجر مما يلی الركن اليمانی ليحاذی جميع الحجر بجميع بدنه حين مروره عليه الخ.** (غنية الناسك ۱۲۰، ومثله فی الهندية ۲۲۵/۱، شامی زکریا ۵۰۴/۳)

(۴) طواف کے دوران رکن یمانی کا استلام کرنا۔ **واستلام الركن اليمانی.** (غنية الناسك ۱۲۱، هندية ۲۲۶/۱، درمختار زکریا ۵۱۱/۳، تاتارخانية زکریا ۴۹۷/۳)

(۵) طواف کے دوران ذکر یا دعا میں مشغول رہنا۔ **واتيان الاذكار والادعية فيه الخ.** (غنية الناسك ۱۲۱، مناسك ملا علی قاری ۱۳۵)

(۶) مردوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ اگر بیت اللہ کے قریب جگہ خالی ہو اور کسی کو تکلیف نہ ہو تو بیت اللہ کے قریب طواف کرے، اور عورتوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ بیت اللہ سے دور ہٹ کر طواف کریں، الا یہ کہ بیت اللہ شریف طواف کرنے والے مردوں سے خالی ہو۔ **وان یکون طوافه قريباً من البيت اذا لم يوذ احداً وللمرأة البعد الا اذا خلا المطاف من الرجال.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰، البحر الرائق زکریا ۵۸۶/۲)

(۷) عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ طواف کے لئے رات کے وقت کا انتخاب کریں۔ **وطوافها ليلاً.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۸) اگر طواف کا کوئی چکر کسی عذر کی وجہ سے یا بلا عذر کے نامکمل رہ گیا تھا یا مکروہ طریقہ پر کیا تھا، تو اس کو از سر نو لوٹانا مستحب ہے۔ **واستيناف الطواف لو قطعه قبل اتيان اكثره ولو بعذر، او فعله ولو بعضه على وجه مكروه.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۹) طواف کرتے وقت جائز بات چیت سے بھی پرہیز کرنا۔ **وترك الكلام المباح.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۱۰) طواف کے دوران ہر اس عمل سے پرہیز کرنا مستحب ہے جو خشوع وخضوع کے منافی ہو، مثلاً بلا ضرورت لوگوں کو دیکھنا اور کوکھ پر ہاتھ رکھنا وغیرہ۔ **وترك كل عمل ينافي الخشوع والتذلل كالتلثم والالتفات بوجهه الى الناس لغير ضرورة ووضع اليد على الخاصرة الخ.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۱۱) طواف کرتے وقت نگاہ کی ہر اس چیز سے حفاظت کرنا مستحب ہے جو دل کو مشغول کرنے والی ہو؛ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کی نگاہ اپنے چلنے کی جگہ سے متجاوز نہ ہو۔ **وصون النظر عن كل ما يشغله وينبغي ان لا يجاوز بصره محل مشيه الخ.** (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۲)

(۱۲) اگر دعا یا ذکر زور سے کرنے کی وجہ سے لوگوں کو خلل واقع ہو رہا ہو تو آہستہ کرنا

واجب ہے، اور اگر کسی کو خلل نہ ہو تو بھی آہستہ کرنا مستحب ہے۔ **والاسرار بالذکر والادعية الا اذا كان الجهر مشوشا للطائفين والمصلين، فالاسرار واجب حيئنذ.** (غنية الناسك ١٢٢، مناسك ملا علی قاری ١٦٢)

(۱۳) طواف کے دوران ان تمام اعمال وافعال سے پرہیز کرنا چاہئے جو خلافِ شریعت ہوں۔ **وان ينزه طوافه عن كل ما لا يرتضيه الشرع.** (غنية الناسك ١٢٢)

(۱۴) دورانِ طواف وغیرہ اگر کسی ایسے آدمی پر نظر پڑ جائے جس میں کوئی نقص ہو یا وہ مناسک کا پورا علم نہ رکھتا ہو، تو اس کی تحقیر نہ کیجئے؛ بلکہ اگر مناسب ہو تو اسے نرمی کے ساتھ بتا دیجئے۔ **واحتقار من فيه نقص او جهل بالمناسک وينبغی ان يعلمه برفق.** (غنية الناسك ١٢٢)

مباحاتِ طواف کا بیان

طواف کے دوران درج ذیل امور مباح ہیں:

(۱) کسی کو سلام کرنا، اگر وہ ذکر وغیرہ میں مشغول نہ ہو ورنہ مکروہ ہوگا۔

(۲) چھینکنے والے کا الحمدللہ کہنا۔

(۳) چھینکنے اور سلام کرنے والے کو جواب دینا۔

(۴) ضرورت کے وقت بقدرِ ضرورت کلام کرنا۔

(۵) پانی وغیرہ پینا۔

(۶) ضروری مسائل دریافت کرنا اور اس کے جوابات دینا۔

(۷) پاک خف یا نعل پہن کر طواف کرنا۔

(۸) رکن یمانی کا استلام نہ کرنا۔

(۹) اچھے مضامین پر مشتمل اشعار کا پڑھنا۔

(۱۰) کسی عذر کی وجہ سے سواری وغیرہ پر طواف کرنا۔

وأما مباحات الطواف فالسلام وحمد العطاس مع انهما سنتان مطلقاً الا

ان المسلم عليه لو كان مشغولاً بذكر الله تعالىٰ يكره السلام عليه ان علم اشتغاله وجوابهما مع انه واجب على الكفاية مطلقاً – الى قوله – وانشاد شعر محمود، وكذا انشاء ہ، والطواف راكباً او محمولاً لعذر. (غنية الناسك ١٢٥، مناسك ملا علی قاری ١٦٣–١٦٤، البحر الرائق زكريا ٢/٥٧٠، بدائع الصنائع زكريا ٢/٣١٣)

مکروہاتِ طواف کا بیان

دورانِ طواف درج ذیل امور کا انجام دینا مکروہ ہے:

(۱) فضول بات چیت کرنا۔

(۲) خرید وفروخت یا اس کی بات چیت کرنا۔

(۳) کھانا (بعض حضرات نے پینے کو بھی مکروہات میں شمار کیا ہے)

(۴) ایسے اشعار پڑھنا جن میں حمد وثنا نہ ہو۔

(۵) بلند آواز سے ذکر ودعا، یا تلاوت وغیرہ کرنا، اگر اس سے طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کو خلل ہوتا ہو۔

(۶) ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا۔

(۷) حجر اسود کے استقبال سے پہلے ہی دونوں ہاتھوں کو اٹھالینا۔

(۸) پیشاب پاخانہ کے تقاضہ کے وقت طواف کرنا۔

(۹) بھوک پیاس اور غصہ کی حالت میں طواف کرنا۔

(۱۰) دعاء کے لئے ہاتھ اٹھانا یا نماز کی طرح دونوں ہاتھوں کو باندھنا۔

(۱۱) طواف کے دوران ٹھہر کر دعاء وغیرہ کرنا۔

(۱۲) طواف کرتے ہوئے بلا کسی ضرورت کے باہر نکلنا وغیرہ۔

واما مكروهاته: فالكلام الفضول، والبيع والشراء وحكايتهما والاكل وقيل: الشرب وانشاء شعر يعرى عن حمد وثناءٍ وقيل مطلقاً – الى قوله –

والخروج منه لغير حاجةٍ. (غنية الناسك ١٢٦، مناسك ملا علی قاری ١٦٥-١٦٦، وبعض الأجزاء فی البدائع ٢/٣١٢-٣١٣، البحر الرائق زكريا ٢/٥٧٧)

محرماتِ طواف کا بیان

دورانِ طواف درج ذیل چیزیں حرام ہیں:

(۱) حیض ونفاس، یا جنابت کی حالت میں طواف کرنا۔

(۲) بے وضو طواف کرنا۔

(۳) ستر کھلے ہوئے ہونے کی حالت میں طواف کرنا۔

(۴) بلا کسی عذر کے سوار ہوکر طواف کرنا۔

(۵ حطیم کے اندر سے طواف کرنا (یعنی طواف میں حطیم کو شامل نہ کرنا)

(۶) طواف کا کوئی چکر چھوڑ دینا۔

(۷) گھٹنوں کے بل یا الٹا ہوکر بلا کسی عذر کے طواف کرنا وغیرہ۔

(الطواف) ای جنس الطواف حال کونه الطائف جنباً او حائضاً او نفساء حرام اشد حرمة او محدثاً وهو دونهم فی الحرمة - الی قوله - وترک شیءٍ منه ای من الطواف الا ان ترک الاربعة حرام وترک الثلاثة کراهة تحریم الخ.

(مناسك ملا علی قاری ١٦٤، ١٦٥)

طواف میں اضطباع

اگر طواف کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو تو مردوں کے لئے سنت ہے کہ طواف شروع کرنے سے قبل اضطباع کرلیں، یعنی احرام کی چادر دائیں بغل سے نکال کر دایاں کندھا کھول لیں اور ساتوں چکروں میں یہ کیفیت برقرار رکھیں۔ **واعلم أن الاضطباع سنة فی جميع أشواط الطواف.**

(مناسك ملا علی قاری ١٢٩) **واذا اراد ان يبتدأ به ينبغی ان يضطبع قبله بقليل بان يجعل وسط ردائه تحت ابطه الايمن ويلقی طرفيه علی كتفه الايسر، ويكون منكبه الايمن مكشوفاً وهو سنة فی كل طواف بعده سعی.** (غنية الناسك ٩٩-١٠٠)

طواف کیسے کریں؟

جب طواف کرنے کا ارادہ ہوتو اس طرح کھڑا ہو کہ حجر اسود اس کے دائیں طرف ہو اور اس کا دایاں کاندھا حجر اسود کی طرف ہو، اس کے بعد طواف کی نیت کرکے دائیں طرف اس قدر چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہو جائے، تو حجر اسود کا بوسہ لے، اس کے بعد بیت اللہ کے دروازہ کی طرف چلے اور بیت اللہ بائیں مونڈھے کی طرف رہے، اور اسی طرح تمام چکر پورے کرے۔ **ثم یقف بحذاء الحجر الاسود مستقبلاً له بوجهه – الی قوله – ویقف علی جانب الحجر الاسود مما یلی الرکن الیمانی، بحیث یصیر جمیع الحجر عن یمینه، ویکون منکبه الایمن عند طرف الحجر الخ.** (غنیة الناسك ۹۹–۱۰۰، مناسك ملا علی قاری ۱۱۹–۱۳۱، ومثله فی البحر الرائق زکریا ۵۷۲/۲، تاتارخانیة زکریا ۴۹۵/۳، هندیة ۲۲۵/۱)

دورانِ طواف کعبۂ مشرفہ کو دیکھنا

طواف کرتے ہوئے نظر سامنے اپنے چلنے کی جگہ رہنی چاہئے، اس دوران اِدھر اُدھر دیکھنا یا بیت اللہ شریف کو دیکھنا مکروہ اور خلافِ اولیٰ ہے۔ (اور بعض کتابوں میں دورانِ طواف بیت شریف کو دیکھنے کو مطلقاً ناجائز لکھا ہے، تو غالباً اس سے مراد سینہ کے ساتھ چہرہ بیت اللہ کی طرف کرنا ہے، جیسا کہ پہلے گذرا) **وینبغی أن لا یجاوز بصره محل مشیه کالمصلی لا یجاوز بصره محل سجوده؛ لانه الأدب الذی یحصل به اجتماع القلب.** (غنیة الناسك ۶۵، انوار مناسك ۳۷۶)

نوٹ: بعض لوگ طواف کرتے ہوئے مسلسل بیت اللہ شریف کو دیکھتے رہتے ہیں، تو ان کا یہ طریقہ غلط ہے۔

دورانِ طواف بیت اللہ شریف کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنا

دورانِ طواف اگر بیت اللہ شریف کی طرف بالقصد سینہ یا پشت کرلی تو جتنی دور تک یہ

کیفیت رہے گی، طواف معتبر نہ ہوگا۔ (اس لئے پیچھے لوٹ کر اتنے حصہ طواف کا اعادہ کیا جائے، مثلاً چار قدم بیت اللہ شریف کی طرف سینہ یا پشت کر کے چلا تو اتنے ہی قدم واپس آ کر پھر صحیح رخ پر چل کر طواف پورا کر لے) **لیس شیء من الطواف یجوز عندنا مع استقبال البیت.**

(غنیة الناسك ۱۱۳، معلم الحجاج ۱۳۲، انوار مناسك ۳۷۶)

طواف کے دوران بھیڑ کی وجہ سے سینہ بیت اللہ شریف کی طرف ہو گیا؟

اگر طواف کے دوران سخت بھیڑ کی وجہ سے بلا اختیار اتفاقاً سینہ یا پشت بیت اللہ شریف کی طرف ہو جائے تو اس کی وجہ سے عذر کی بنا پر طواف میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔ **ولو استقبل البیت بوجهه وطاف معترضاً الخ، لایبطل عندنا؛ لان المامور به مطلق الطواف عندنا، وهو الدوران حول الكعبة.** (مناسك علی قاری ۱۵۳، انوار مناسك ۳۷۴)

طواف کے چکروں میں اشتباہ ہو گیا؟

اگر طواف کے دوران یہ یاد نہ رہے کہ کتنے چکر ہوئے ہیں؟ تو طوافِ عمرہ یا طوافِ زیارت میں حکم یہ ہے کہ جس چکر کے بارے میں اشتباہ ہے اس کا اعادہ کر لے (مثلاً یہ شک ہو گیا کہ ۲ر چکر ہوئے یا ۳ر، تو دراصل شک تیسرے چکر کے بارے میں ہوا تو یہ چکر دہرا لے؛ تاکہ ۳ر کا یقین حاصل ہو جائے) اور اگر طوافِ زیارت کے علاوہ کوئی اور سنت یا نفل طواف ہے تو حکم یہ ہے کہ غالب گمان کا اعتبار کرے، جس جانب گمان غالب ہو اس پر عمل کر لے۔ **ولو شك فی عدد الأشواط أی بالزیارة والنقص فی طواف الركن أی ركن الحج والعمرة أعاده احتیاطاً ولا یبنی علی غالب ظنه، ثم مفهوم المسألة أنه إذا شك فی عدد أشواط غیر الركن لا یعیده بل یبنی علی غلبة ظنه.** (مناسك ملا علی قاری ۱۶۶، البحر العمیق ۱۲۳۰/۲، معلم الحجاج ۱۳۵)

حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا طریقہ

حجر اسود کو بوسہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً اپنے دونوں ہاتھوں کو حجر اسود پر رکھے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان منہ رکھ کر اس طرح بوسہ دے کہ آواز نہ ہو؛ لیکن بوسہ دینے میں اس کا خیال ضرور رہے کہ اس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ **ثم استلمه ان استطاع من غير ان يؤذى نفسه، بان يضع كفيه على الحجر ويضع فمه بين كفيه، ويقبله من غير صوت يظهر فى القبلة.** (غنية الناسك ١٠٠، شامى زكريا ٥٠٤/٣، مناسك ملا على قارى ١٣١، هندية ٢٢٥، تاتارخانية ٤٩٤/٣)

بوسہ دینے پر قدرت نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے بوسہ دینے پر قدرت نہ ہو تو حجر اسود کا استقبال کرے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے، پھر دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہاتھوں کی پشت اپنی طرف اور ظاہری حصہ پتھر کی طرف ہو، اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیدے، اور استقبال حجر میں صرف ہاتھ سے اشارہ کرے منہ یا سر وغیرہ سے اشارہ نہ کرے۔ **ورفع اليدين حذاء اذنيه عند التكبير ثم ارسالها، ثم رفع يديه حذاء اذنيه وجعل ظاهر كفيه الى وجهه وباطنهما نحو الحجر مشيراً بهما اليه كانه وضعهما اليه وقبلهما بعد الاشارة وهٰذا الرفع للاشارة لا للتكبير، ذكره فى الكبير. ولا يشير بالفم ولا برأسه الى القبلة ان تعذر التقبيل.**

(غنية الناسك ١٠٣، ومثله فى الشامى زكريا ٥٠٥/٣، مناسك ملا على قارى ١٣١، هندية ٢٢٥/١)

طواف میں رمل کرنے کا حکم

ہر اس طواف میں جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو ایسے طواف کے پہلے تین چکروں میں مردوں کے لئے رمل (یعنی ذرا جھپٹ کر چلنے) کا حکم ہے۔ **كل طواف بعده سعى فانه يرمل فيه والا فلا.** (هندية ٢٢٦/١، خانية ٢٩٢/١، شامى زكريا ٥١٠/٣، البحر الرائق ٥٧٨/٢)

رمل کس طرح کریں؟

رمل کا طریقہ یہ ہے کہ طواف کرتے ہوئے اپنے دونوں شانوں کوحرکت دیں اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے تیز چلیں۔ **وفی الجوهرة: هو سرعة المشي مع تقارب الخطا وهز الكتفين مع الاضطباع وهٰذا جمع بين التفسير الاولين، واختاره في اللباب والدر وغيرهما.** (غنية الناسك ۱۰۳، شامی زکریا ۵۱۰/۳، عالمگیری ۲۲۶/۱، البحر الرائق زکریا ۵۷۸/۲)

رمل کرنا بھول گیا

اگر پہلے تین یا اس سے کم چکروں میں رمل کرنا بھول گیا تو اس کی قضاء بعد میں نہیں ہے۔ **وبنيانه في الثلاثة الاول لا يرمل في الباقي.** (هندية ۲۲۶/۱، شامی زکریا ۵۱۱/۳، البحر الرائق زکریا ۵۷۸/۲)

ساتوں چکروں میں رمل کرلیا

سنت یہ ہے کہ تین چکروں کے بعد اپنی ہیئت پر چلے رمل نہ کرے؛ لیکن اگر کوئی بھول کر تمام چکروں میں رمل کرے تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں؛ البتہ اس طرح قصداً کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **ويمشي في الاربعة الباقية هيئته استناناً فلو ترك الرمل في الشوط الاول او نسيه لا يرمل الا في الشوطين، ولو في الثلاثة لا يرمل فيما بعدها ولو رمل في الكل لا شيء عليه ويكره تنزيهاً لترك سنة المشيء.** (غنية الناسك ۱۰۳، شامی زکریا ۵۱۱، البحر الرائق زکریا ۵۷۸/۲، عالمگیری ۲۲۶/۱)

بلا عذر رمل نہ کرنا

اگر کوئی شخص بلا کسی عذر کے رمل کرنا چھوڑ دے تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں؛ البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اگر کسی عذر مثلاً بیماری، ضعف یا بڑھاپے کی وجہ سے رمل نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں۔ **وكذا لو مشى في الكل الا اذا تعذر الرمل لمرض او تعسر لكبر او غيره.**

(غنية الناسك ۱۰۴، مناسك ملا علی قاری ۱۲۴)

طواف کے بعد اضطباع فوراً ختم کردیں

جب طواف سے فارغ ہوجائے تو اضطباع کرنا (یعنی دایاں کندھا جو کھلا ہوا تھا اسے ڈھانک لے) چھوڑ دے، اگر اضطباع کی حالت میں ہی دو رکعت ادا کرلے گا تو مکروہ ہوگا۔ **فاذا ختم الطواف بالاستلام ترک الاضطباع ویأتی المقام فیصلی خلفه رکعتی الطواف او حیث تیسر من المسجد، ولو صلاها مضطبعاً یکره لکشف منکبیه.**

(غنیة الناسك ١٠٦، مناسك ملا علی قاری ١٢٩)

دوگانہ طواف

طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا ضروری ہے، اور بہتر ہے کہ انہیں مقام ابراہیم کے آس پاس پڑھے، ورنہ جہاں جگہ ملے پڑھ لے۔ **واختم الطواف برکعتین فی المقام او حیث تیسر من المسجد.** (کنز مع البحر زکریا ٥٧٩/٢، ومثله فی الدر المختار ٥١٢/٣-٥١٣، مناسك ملا علی قاری ١٣٧-١٣٨، هندیة ٢٢٦/١، تبیین الحقائق ٢٧٤/٢، تاتارخانیة ٤٩٩/٣)

طواف کی دو رکعتوں میں کونسی سورت پڑھے

طواف کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا مستحب ہے۔ **عن جابر رضی الله عنه فی الحدیث الطویل: قال: ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یقرأ فی الرکعتین قل هو اللّٰه احد وقل یایها الکافرون.** (مسلم شریف ٣٩٥/١، ابوداؤد شریف ٢٢٦/١) **ویستحب عند الاربعة ان یقرأ فی الاولیٰ منهما الکافرون وفی الثانیة الاخلاص.** (غنیة الناسك ١٠٦، تبیین الحقائق ٢٧٥/٢، مناسك ملا علی قاری ١٣٨، تاتارخانیة ٥٠٠/٣، البحر الرائق زکریا ٥٨١/٢، شامی زکریا ٥١٢/٣)

اوقاتِ مکروہہ میں طواف

نماز کے مکروہ اوقات میں طواف کرنا مکروہ نہیں؛ البتہ اگر ان مکروہ اوقات میں طواف

کرے تو طواف کی دو رکعتیں اسی وقت پڑھنا مکروہ ہوگا۔ **ولا یکره الطواف فی الاوقات التی یکره الصلاة فیها الا انه لا یصلی رکعتیه فیها.** (غنیة الناسك ۹۸، شامی بیروت ٤٥٣/٣، زکریا ٥١٢/٣)

ناسمجھ بچہ کا طواف صحیح نہیں

ناسمجھ بچہ اگر خود طواف کرے تو اس کا طواف درست نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ طواف کے لئے نیت شرط ہے اور ناسمجھ بچہ نیت کا اہل نہیں ہے؛ لہٰذا ناسمجھ بچہ کی طرف سے احرام اور طواف وغیرہ اس کا ولی کرے گا۔ **وکذا لا یصح طوافه لاشتراط النیة له ایضاً بل یحرم له ولیه.**

(غنیة الناسك ۸۳ – ۸٤،ھندیة ۲۳٦/۱، ولوالجیة ۲۹۷/۱، شامی زکریا ٤٦۷/۳)

دورانِ طواف تلبیہ؟

طواف کرنے والا خواہ احرام میں ہو یا نہ ہو، اسے دورانِ طواف تلبیہ نہیں پڑھنا چاہئے؛ البتہ طواف کے علاوہ احوال میں محرم حاجی جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک تلبیہ پڑھتا رہے گا۔ **ولا یترک التلبیة فی الاحوال کلها، فی المسجد وخارجه الی ان یرمی جمرة العقبة الا حال کونه فی الطواف.** (غنیة الناسك ۱۳۷)

تنبیه: بعض لوگ طواف کے دوران تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، انہیں مذکورہ مسئلہ یاد رکھنا چاہئے۔

جنایات طوافِ قدوم

○ اگر طوافِ قدوم کے اکثر چکر بحالت جنابت کئے تو دم واجب ہے، اور اس کو پاک ہوکر لوٹانا واجب ہے، اگر لوٹالے گا تو دم ساقط ہوجائے گا۔ **فلو طاف للقدوم کله او اکثره جنباًفعلیه دم ویعیده طاهراً وجوباً فی الجنایة فان اعاده سقط عنه الجزاء.** (غنیة الناسك ۲۷٥،مناسك ملاعلی قاری ۳٥۲، ھندیة ۲٤۷/۱، البحر الرائق ۳٤/۳، البحر العمیق ۱۱٦/۲، درمختار زکریا ٥۸۱/۳)

○ اگر طوافِ قدوم کے اکثر چکر بے وضو کئے تو اس طواف کا باوضو لوٹانا مستحب ہے اور اگر نہیں لوٹایا تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ **ولو طافه محدثاً فعليه صدقة لكل شوط نصف صاعٍ من بُر ...... ولو اعاده طاهراً سقط عنه الجزاء.** (غنية الناسك ۲۷٦، مناسك ملا علی قاری ۳٥۲، هندية ۲٤٧/۱، البحر الرائق كوئٹه ۳۲/۳، البحر العميق ۱۱۱۷/۲)

○ اگر طوافِ قدوم سرے سے چھوڑ دیا تو یہ اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن اس سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی؛ لیکن شروع کرنے کے بعد اگر اکثر چکر چھوڑ دئے تو اسے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے، اگر نہیں کرے گا تو دم لازم ہوگا، نفلی طواف کا بھی یہی حکم ہے۔ **ولو تركه كله فلا شيء عليه وقد اساء بخلاف ما لو شرع فيه ثم ترك اكثره فعليه دم – الى قوله – وحكم كل طواف تطوع كحكم طواف القدوم.** (غنية الناسك ۲۷٦، مناسك ملا علی قاری ۱۱۱۷/۲، شامی زكريا ٥۸۱/۳)

نـــــوٹ: جو حکم طوافِ قدوم کا ہے وہی طوافِ تحیہ اور طوافِ نفل کا ہے۔ اور طوافِ عمرہ، طوافِ زیارت اور طوافِ وداع میں جنایات کے مسائل آگے اپنی جگہ پر آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

○❖○

مسائل آبِ زمزم

آبِ زمزم کی مختصر تاریخ

''زمزم'' وہ متبرک چشمہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس وقت ظاہر فرمایا جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے جگر گوشے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہؓ کو اس جگہ قیام کرایا، اس سے قبل وہاں دور دور تک آبادی کا نام و نشان نہ تھا، اور نہ سیرابی کا کوئی انتظام تھا۔

ضروری توشہ ختم ہونے کے بعد حضرت ہاجرہؓ بے قراری کے عالم میں اِدھر اُدھر سرگرداں تھیں، اور بار بار صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر چڑھ کر پانی تلاش کر رہی تھیں، اچانک انہوں نے واپس آکر یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بالکل قریب پانی کا چشمہ ابل رہا ہے، تو آپ نے فوراً وہاں منڈیر بنائی اور چلو میں لے کر پانی مشکیزہ میں بھرنا شروع کردیا، یہی زمزم کے چشمہ کا آغاز تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اگر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا زمزم کو اپنے حال پر چھوڑ دیتیں تو یہ ایک عظیم جاری چشمہ بن جاتا''۔ (بخاری شریف ۱/۴۷۵)

زمزم کا چشمہ ظاہر ہونے کے بعد یمن کے قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ وہاں پانی کے آثار دیکھ کر حضرت ہاجرہؓ کی اجازت سے قیام پذیر ہوا، اور ان لوگوں نے وہیں بود و باش اختیار کرلی، حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رشتہ بھی انہیں لوگوں میں ہوا، اور اللہ نے ان کی اولاد میں برکت عطا فرمائی، صدیاں اسی میں بیت گئیں؛ تا آں کہ آنے والی نسلوں میں اختلاف وانتشار پیدا ہوا، اور بنوجرہم اور آس پاس کے قبائل میں لڑائیاں ہونے لگیں، اور اس لڑائی میں بنوجرہم نے مغلوب ہوکر مکہ معظّمہ سے اپنے اصلی وطن ''یمن'' کی طرف منتقل ہونے کا ارادہ کیا، اور جاتے وقت کعبہ مشرفہ کی کچھ امانتوں اور حجر اسود کو زمزم کے کنویں میں ڈال کر اسے اس طرح پاٹ دیا کہ اوپر سے اس کے کچھ آثار نظر نہ آئیں۔ (تلخیص: الروض الانف ۲۱۴-۲۱۸)

اس کے بعد سالوں گذر گئے اور کسی کو زمزم کو تلاش کرنے کا خیال نہ آیا، تا آں کہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے دادا خواجہ عبد المطلب جو مکہ معظّمہ کے بڑے سردار تھے، ان کو خواب میں زمزم کی جگہ کی نشان دہی

کرائی گئی، چناں چہ ایک ہی موضوع کے خواب کئی دن لگا تار دیکھنے کی وجہ سے جب ان کو خواب کی سچائی کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنے بیٹے حارث ابن عبدالمطلب کو لے کر خواب میں بیان کردہ علامت کے مطابق کھدائی شروع کی تھوڑی ہی کھدائی کے بعد کنویں کے آثار نظر آئے ، جسے دیکھتے ہی خواجہ عبدالمطلب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا ، یہ منظر دیکھ کر قریش کے دیگر لوگ خواجہ عبدالمطلب کے پاس آئے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ہمارے مورثِ اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کنواں ہے ،اس لئے اس میں ہم سب شرکت کا حق رکھتے ہیں، آپ اکیلے اس کے مالک نہیں ہیں، خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ: ''یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے خاص کر مجھے عطا فرمائی ہے، اس میں میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرسکتا''، مگر قریش ان کی بات پر مطمئن نہ ہوئے، اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے، تو خواجہ عبدالمطلب نے پیش کش کی کہ کسی کو فیصل مان کر اس کے مطابق عمل کرو، تو قریش نے ملک شام کی ایک کاہنہ کا نام لیا کہ اس کے سامنے مقدمہ پیش کیا جائے گا ، اور وہ جس کو کہے گی زمزم کا کنواں اسی کو دے دیا جائے گا ، چناں چہ اس پر اتفاق ہو گیا اور خواجہ عبدالمطلب اور قریش کے دیگر قبائل کے نمائندے سفر میں نکل پڑے۔ اتفاق یہ ہوا کہ راستہ میں خواجہ عبدالمطلب کے ساتھیوں کا پانی ختم ہو گیا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے ہلاکت کی نوبت آ گئی، ان لوگوں نے قریش کے دیگر خاندانوں کے نمائندوں سے پانی مانگا، مگر انہوں نے اپنی ضرورت کا عذر بتا کر انکار کر دیا، خواجہ عبدالمطلب نے یہ صورتِ حال دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ ہر ایک آدمی ایک ایک قبر تیار کرے؛ تا کہ پیاس کی شدت کی وجہ سے ہم میں سے جس آدمی کا انتقال ہوتا رہے اسے دفن کیا جاتا رہے، چناں چہ ساتھیوں نے اس مشورہ کی تعمیل کی، اور پھر بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگے؛ لیکن بعد میں خواجہ عبدالمطلب کو خیال آیا کہ ایسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مرنے سے کیا فائدہ؟ آگے سفر شروع کرنا چاہئے، ہوسکتا ہے اللہ پانی عطا فرمائیں، چناں چہ سب نے سفر کی تیاری شروع کی، اور جیسے ہی خواجہ عبدالمطلب نے اپنی اونٹنی کو کھڑا کیا، اچانک اس کے کُھر کے نیچے سے ایک میٹھے پانی کا چشمہ نمودار ہوا، جسے دیکھ کر بے اختیار سب ساتھیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا ، اور وہ پانی خود بھی پیا اور ساتھیوں کو بھی پلایا ، اور دیگر قبائل کے نمائندوں کو بھی یہ کہہ کر مدعو کیا کہ: ''آؤ یہ پانی اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے''۔ یہ حال دیکھ کر قافلہ کے لوگ کہہ اٹھے کہ: ''اب ہم زمزم کے بارے میں آپ سے کوئی جھگڑا نہ کریں گے؛ کیوں کہ جس اللہ نے اس جنگل میں آپ کو پانی عطا فرمایا ہے اسی اللہ نے آپ کو زمزم عطا کیا ہے''، اور وہ سب لوگ وہیں سے واپس مکہ معظّمہ آ گئے اور کاہنہ کے پاس نہیں گئے۔ (تلخیص: دلائل النبوۃ ۹۳-۹۵ ، البدایہ والنہایہ ۶۴۶ - ۶۴۷ ، الروض الانف ۲۵۷-۲۶۴)

زمزم کے پانی کی خصوصیات

زمزم کا پانی اپنے اندر کئی خصوصیات رکھتا ہے: (۱) ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ پانی کتنا ہی خرچ کیا

جائے کبھی کم نہیں ہوتا، بعض روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک حبشی شخص اس کنویں میں گر کر مر گیا تھا، جس کی وجہ سے کنویں کا سارا پانی نکالا گیا، تو یہ دیکھا گیا کہ حجر اسود کی طرف سے بہت تیز پانی آرہا ہے جس کو بمشکل تمام روکنے کی کوشش کی گئی لیکن پھر بھی پانی رک نہیں پایا۔ (سنن دار قطنی ۱/۲۸)

آج یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ روزانہ مشینوں کے ذریعہ لاکھوں گیلن روز اس سے پانی نکالا جاتا ہے، مگر الحمد للہ پانی کی آمد میں کوئی کمی نہیں آتی، اگر اتنا پانی کسی اور کنویں سے نکالا جائے تو دو دن میں سوکھ جائے۔

(۲) دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس پانی میں پیاس مٹانے کے ساتھ ساتھ بھوک مٹانے کی صلاحیت بھی پائی جاتی ہے، گویا کہ مائیت کے ساتھ غذائیت بھی ہے۔ صحیح روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک مہینہ تک صرف زمزم کے پانی پر گزارا فرمایا، جس کی بنا پر ان کے بدن میں چربی چڑھ گئی۔ (مستفاد مسلم شریف ۲/۲۹۵)

(۳) تیسری خصوصیت یہ ہے کہ زمزم کے پانی کو اللہ تعالیٰ نے موجب شفا بھی بنایا ہے، ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ مَاءٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ، فِيْهِ طَعَامٌ مِنْ طُعْمٍ وَشِفَاءٌ مِّنْ سُقْمٍ. (معجم كبير طبراني حديث: ۱۱۱۶۷ بحواله تاريخ مكة المكرمة ۷۸)

روئے زمین پر سب سے بہترین پانی آبِ زمزم ہے، یہ کھانے کے لئے خوراک بھی ہے اور بیماری سے شفا بھی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اور ایک روایت میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِمَاءِ زَمْزَمَ. (مسند أحمد ۱/۲۹۱، تاريخ مكة مكرمة: ۷۹)

بخار جہنم کی تپش سے ہوتا ہے لہٰذا اسے زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔

(۴) نیز فضائل کی بعض کتابوں میں منقول ہے کہ زمزم کے پانی کو دیکھنے سے بینائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ: ۶۸)

(۵) تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زمزم کا پانی عرصۂ دراز تک بغیر کسی تغیر کے محفوظ رہتا ہے، یہ اس پانی کی ایک اہم خصوصیت ہے، دنیا کا اور کوئی پانی اپنے اندر یہ صفت نہیں رکھتا۔ (کتاب الفتاوی ۴/۸۵)

آبِ زمزم کی فضیلت

آبِ زمزم دنیا کے تمام پانیوں میں سب سے افضل ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ جب شق صدر کے واقعات پیش آئے تو آپ کے قلب اطہر کو ماءِ زمزم سے دھویا گیا۔ (صحیح بخاری حدیث: ۳۳۴۲، صحیح مسلم: حدیث: ۱۶۲) اگر زمزم کے علاوہ کوئی اور پانی اس سے افضل ہوتا تو یقیناً اسی سے قلب اطہر کو دھویا جاتا۔

نیز ایک بڑا فائدہ آبِ زمزم کا یہ ہے کہ اسے جس نیت و ارادہ سے پیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس ارادہ کی تکمیل فرمائیں گے۔ چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ.
(سنن ابن ماجه حديث: ٣٠٦٢)

یعنی زمزم کا پانی پیتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو حاجت مانگنے کا خیال جمایا جائے گا انشاء اللہ وہ مراد پوری ہوگی۔

منقول ہے کہ حضرت امام شافعیؒ نے زمزم پیتے وقت دو باتوں کی دعا فرمائی تھی ایک علم کی دوسرے تیراندازی کی، آپ کا علمی مقام تو دنیا کو معلوم ہی ہے۔ تیراندازی بھی آپ کی ایسی تھی کہ ۹۹ فیصدی نشانہ خطا نہ کرتا تھا۔ (تاریخ مکۃ المکرّمۃ ۷/۶، المکتبۃ الشاملۃ)

اور لاعلاج مریضوں کی زمزم کے ذریعہ بحکم خداوندی شفایابی اور اصحابِ حاجات کی مرادیں پوری ہونے کے واقعات بکثرت تاریخ میں درج ہیں۔

اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک نقل کیا گیا ہے کہ آپ زمزم کے پانی کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ساتھ لے جاتے تھے، اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی تحنیک فرماتے ہوئے اس میں آبِ زمزم کو شامل کیا تھا۔ (شامی کراچی ۲/۶۲۵، بحوالہ انوار مناسک ۳۹۹)

علاوہ ازیں بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمزم کو ثواب کی نیت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۰، زبدۃ المناسک ۱۳۷/۷)

اور بعض روایات میں یہ مضمون بھی وارد ہے کہ زمزم کو خوب جی بھر کر پینا نفاق سے برأت کی علامت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اٰيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ لَايَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ.
(البداية والنهاية ٢/٦٤٩)

ہمارے اور منافقوں کے درمیان امتیاز کی علامت یہ ہے کہ منافقین زمزم کا پانی جی بھر کر نہیں پیتے۔ (اس کے برخلاف مؤمنین مخلصین خوب سیراب ہوکر زمزم کا پانی پیتے ہیں)

موجودہ دور میں بئر زمزم کی صورتِ حال

چند سال پہلے تک زمزم کے کنویں تک پہنچنے کے لئے حجر اسود کے سامنے نیچے جانے کے راستے بنے ہوئے تھے، اور وہاں بڑی تعداد میں زمزم کی ٹونٹیاں لگی ہوئی تھیں، جن سے لوگ پانی لے کر استعمال کرتے تھے:

لیکن اب کئی سالوں سے زمزم کے کنویں کواوپر سے بالکل برابر کردیا گیا ہے،اور کنویں سے پانی برآمد کرنے کے لئے نہایت طاقت ور مشینیں لگادی گئی ہیں،جن کے ذریعہ ہروقت پانی کھینچا جاتا ہے،اور پھر اسے ٹھنڈا کرنے والی مشینوں سے گزار کر نہ صرف حرم مکہ؛ بلکہ حرم نبوی کے گوشہ گوشہ میں بھی نہایت فراوانی سے مہیا کرانے کا انتظام ہے۔ نیز یہ پانی بڑی مقدار میں مکہ معظّمہ کے علاقہ ''کُدَیٰ'' میں ذخیرہ کرکے شائقین کو مفت سپلائی کیا جاتا ہے،اورحج کے زمانہ میں حجاج کی رہائشی بلڈنگوں پر پابندی سے پہنچایا جاتا ہے،اور ویسے بھی جا بجا تقسیم ہوتا ہے،بلاشبہ سعودی حکومت کی خدمات اس معاملہ میں نہایت قابل قدر ہیں۔**فجزاهم الله أحسن الجزاء**۔

خلاصہ یہ کہ آبِ زمزم امت محمدیہ؛ بلکہ پوری انسانیت کے لئے ایک عظیم قدرتی تحفہ ہے،اس سے برکت حاصل کرنا بجائے خود موجب رحمت ہے۔

ذیل میں آبِ زمزم کے بارے میں مختصر مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

آبِ زمزم پینے کے آداب

آبِ زمزم پیتے وقت درج ذیل آداب کا لحاظ رکھیں: (۱) اپنا رخ قبلہ کی طرف کرلیں (۲) اللہ کا ذکر کریں (۳) تین سانس میں پئیں (۴) خوب سیراب ہوکر پئیں (۵) پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں۔ **عن محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قال: كنت عند ابن عباس رضى الله عنهما جالساً فجاء ه رجلٌ، فقال من اين جئت، قال: من زمزم، قال: فشربت منها كما ينبغى، قال: وكيف؟ قال: اذا شربت منها فاستقبل القبلة واذكر اسم الله وتنفس ثلاثاً وتضلع منها فاذا فرغت فاحمد الله عز وجل، فان رسول الله ﷺ قال: ان آية ما بيينا وبين المنافقين انهم لا يتضلعون من زمزم.** (سنن ابن ماجه باب الشرب من زمزم حديث: ۳۰۶۱، ''قاموس الفقه'' مولانا خالد سيف الله رحمانى ۱۰۱/۴)

آبِ زمزم پیتے وقت کی ایک ماثور دعا

مروی ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آبِ زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

''**اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ.**'' (فتح القدیر ۵۰۶/۳) ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم،وسعت والے رزق اور ہر بیماری سے شفاء کی درخواست کرتا ہوں۔

کیا آبِ زمزم کھڑے ہوکر پینا ضروری ہے؟

آبِ زمزم کو کھڑے ہوکر پینے کی اجازت ہے، لیکن یہ کوئی ضروری نہیں ہے، لہٰذا بیٹھ کر پینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔(افاده الشامی بحثا ۲۲۸/۱- ۲۲۹ مطلب فی مباحث الشرب قائما ـ بیروت)

آب زمزم سے وضواور غسل

آپ زمزم سے وضواور غسل بطور تبرک کرنا درست ہے، البتہ ناپاک چیز کو دھونے یا ناپاکی کو زائل کرنے کے لئے آبِ زمزم کا استعمال بہتر نہیں، اس لئے آب زمزم سے استنجاء کرنا اور جنبی اور محدث کا غسل کرنا اور کسی ناپاک چیز کو پاک کرنا مناسب نہیں ہے۔ **ویجوز الاغتسال و التوضی بماء زمزم علی وجه التبرک ولا یستعمل الا علی شیء طاهر، فلا ینبغی ان یغتسل به جنب او محدث ولا فی مکان نجس.** (غنیة الناسك ۱٤۰، شامی بیروت ٤/٤٦)

آبِ زمزم ساتھ لانا

مکہ مکرمہ سے آبِ زمزم ساتھ لانا مستحب ہے، اور یہ حرم مکہ کا سب سے قیمتی تحفہ ہے۔ **ویستحب حمله الی البلاد.** (غنیة الناسك ۱٤۱)

آبِ زمزم مریض پر چھڑکنا

آبِ زمزم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے شفاء رکھی ہے، اس لئے مریض کو پلانا اور اس پر چھڑکنا اس کے لئے نافع ہے۔ **ویصبه علی المرضٰی ویسقیهم فانه شفاء سقم، و انه لما شرب له کما بسطه فی الفتح.** (غنیة الناسك/ ۱٤۱)

غیر مسلم کو آب زمزم پلانا

غیر مسلم شخص کو بھی آب زمزم پلانا درست ہے۔ (مستفاد کتاب الفتاوی ۸۲/۴) اس بارے میں کوئی ممانعت احقر کی نظر سے نہیں گذری۔ (مرتب)

○❖○

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے مسائل

صفا و مروہ

صفا اور مروہ مکہ معظّمہ کی دو پہاڑیاں ہیں جو اس وقت بالکل مسجد حرام سے مل چکی ہیں، زمانۂ جاہلیت میں ان پہاڑیوں پر ''اساف'' اور ''نائلہ'' کے نام کے دو بت نصب تھے، اور مشرکین عرب ان کی عبادت کیا کرتے تھے، اسی بنا پر اسلام لانے کے بعد ان لوگوں کو صفا و مروہ پر جانے سے انقباض ہوا، نیز بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار مدینہ ''مشلل'' نامی جگہ پر نصب ایک ''مناۃ'' نامی بت کی پوجا کرتے تھے، اور وہ صفا و مروہ کی سعی کو برا سمجھتے تھے، تو ان دونوں خود ساختہ خیالات کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا، وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ.

(البقرۃ: ۱۵۸)

بے شک صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، سو جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر ان دونوں (صفا و مروہ) کا چکر لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور جو کوئی اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ قدردان ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اس آیت نے واضح کر دیا کہ صفا و مروہ شعائر اسلام میں داخل ہیں اور ان کے مابین سعی کرنا بلاتردد مناسک حج و عمرہ میں شامل ہے؛ لہٰذا جاہلیت کی فرسودہ باتوں سے ان جگہوں کی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ (مستفاد: البحر العمیق ۱۲۷۹/۳، احکام القرآن للجصاص للرازی ۹۵/۱-۹۶، روح المعانی ۲۷/۲، ۳ تفسیر قرطبی ۱۷۸/۱)

حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یادگار

صفا و مروہ کی سعی دراصل حضرت ہاجرہ (والدۂ حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی اس بے تابانہ دوڑ کی یادگار ہے جب وہ اپنے صاحب زادے کی بے قراری دیکھ کر بڑے عجز و نیاز کے ساتھ پانی کی تلاش میں کبھی اس پہاڑی پر جاتی تھیں اور کبھی دوسری پہاڑی پر جاتی تھیں کہ کہیں پانی کا سراغ مل جائے؛ تا آں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کی مشکل آسان فرمائی اور فرشتہ کو بھیج کر ماءِ زمزم کا چشمہ جاری فرمایا جو بیک وقت غذا، شفا اور سقا تینوں کا کام دیتا ہے۔ (مستفاد: بخاری شریف ۴۷۵/۱، تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۲۶)

سعی کرتے ہوئے جذبات کیا رہنے چاہئیں؟

صفا ومروہ کی سعی محض کوئی رسم نہیں؛ بلکہ ایک اہم ترین عبادت ہے، اس کو انجام دیتے وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر نظر اور اپنی عاجزی اور ذلت کا اظہار ہونا چاہئے۔ مفسر قرآن حضرت علامہ عماد الدین اسماعیل ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

فَالسَّاعِیُ بَیْنَهُمَا یَنْبَغِیُ لَهٗ اَنْ یَّسْتَحْضِرَ فَقْرَهٗ وَذُلَّهٗ وَحَاجَتَهٗ اِلَی اللّٰهِ فِیْ هِدَایَةِ قَلْبِهٖ وَصَلَاحِ حَالِهٖ، وَغُفْرَانِ ذَنْبِهٖ وَاَنْ یَلْتَجِئَ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِیُزِیْحَ مَا هُوَ بِهٖ مِنَ النَّقَائِصِ وَالْعُیُوْبِ وَاَنْ یَّهْتَدِیَ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ، وَاَنْ یُّثَبِّتَهٗ عَلَیْهِ اِلٰی مَمَاتِهٖ وَاَنْ یُّحَوِّلَهٗ مِنْ حَالِهِ الَّذِیْ هُوَ عَلَیْهِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْمَعَاصِیْ اِلٰی حَالِ الْکَمَالِ وَالْغُفْرَانِ وَالسَّدَادِ وَالْاِسْتِقَامَةِ کَمَا فَعَلَ بِهَاجَرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا. (ابن کثیر ۱۳۷)

صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی بے مائیگی، ذلت اور اللہ کے سامنے محتاج ہونے کا استحضار کرے اور اپنی قلبی ہدایت اصلاح حال گناہوں کی مغفرت کا خواہاں ہو، اور اللہ تعالیٰ سے اپنے نقائص وعیوب کے ازالہ اور صراط مستقیم کی رہنمائی اور تازندگی دین پر ثبات قدمی اور گناہوں اور معاصی کی حالت سے مغفرت، اور صلاح وسداد کی حالت کی طرف لوٹانے کی التجا کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ معاملہ فرمایا۔

بلاشبہ اگر مذکورہ بالا تصور کے ساتھ سعی کی جائے گی تو اس عبادت کا وزن بڑھ جائے گا، اور رحمت خداوندی سعی کرنے والے بندہ کی طرف متوجہ ہوجائے گی، اللہ تعالیٰ سبھی حجاج ومعتمرین کو ’’سعی مشکور‘‘ سے نوازیں، آمین۔ ذیل میں سعی سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

سعی کی شرعی حیثیت

حج میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے۔ هو رکن عند الثلاثة وواجب عندنا. (غنية الناسك ۱۲۸، تاتارخانية زكريا ۵۰۳/۳، تبيين الحقائق ۲۸۰۲، اللباب فی شرح الكتاب ۱۷۰/۱، درمختار زكريا ۴۶۹/۳، البحر العميق ۱۲۸۲/۳، شرح نقاية ۱۸۷/۱، هداية مع الفتح ۴۶۰/۱، خانية ۳۹۲/۱)

سعی نفلی نہیں ہوتی

صفا ومروہ کی سعی جب بھی ادا کی جائے گی وہ رکن یا واجب ہی ہوگی، نفلی طور پر سعی کرنا شریعت میں ثابت نہیں ہے۔ **والتنفل بالسعی غیر مشروع.** (مجمع الانہر ۲۷۵/۱، شامی زکریا ۵۱۶/۳، مبسوط سرخسی ۲۵۹/۲، تبیین الحقائق ۲۸۳/۲، غنیۃ الناسک ۱۳۷، معلم الحجاج ۱۵۰)

نوٹ: بعض ناواقف لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ نفلی طواف کی طرح نفلی سعی بھی کرتے ہیں، تو یہ ’’سعی لاحاصل‘‘ ہے، اور اپنے کو بلاوجہ تھکانا ہے، اس کے بجائے زیادہ سے زیادہ طواف کرنے چاہئیں۔ (مرتب)

طواف وسعی کے درمیان فصل

طواف کے فوراً بعد سعی کرنا اگرچہ لازم نہیں ہے، طواف اور سعی کے درمیان لمبے فصل کے باوجود کوئی جزاء لازم نہیں آتی؛ لیکن سنت یہی ہے کہ بلاعذر طواف وسعی کے درمیان فصل نہ کیا جائے اور اگر عذر ہو مثلاً بیماری یا تھکاوٹ ہوجائے تو فصل میں حرج نہیں ہے۔ **واما سننه فمنها ان یوالی بین الطواف والسعی فلو فصل بینهما بوقت ولو طویلاً فقد ترک السنة ولیس علیه جزاء.** (الفقه علی المذاهب الاربعة ۶۵۹/۱، غنیة الناسك ۱۲۸، البحر الرائق ۳۳۲/۳، شامی زکریا ۵۱۴/۳)

نوٹ: طواف وسعی کے درمیان فصل اسی وقت مضر نہیں جب کہ ان کے درمیان کوئی رکن نہ پایا جائے، اگر کوئی رکن پایا جائے تو اتصال کا حکم ساقط ہوجائے گا، اور ازسرنو طواف کرنا پڑے گا، مثال کے طور پر کسی شخص نے طوافِ قدوم کیا اس کے بعد وقوف عرفہ کرلیا تو اب وہ طواف کے بغیر حج کی سعی نہیں کرسکتا؛ بلکہ طواف کرنا پڑے گا اس کے بعد ہی حج کی سعی معتبر ہوگی۔ **لکن یشترط ان لا یتخلل بینهما رکن فلو طاف للقدوم ولم یسع ثم وقف بعرفة ثم اراد ان یسعی بعد طواف القدوم لم یجز ذٰلک بل یسعی بعد طواف الافاضة.**

(غنية الناسك ۱۲۸، البحر العميق ۱۲۹۴/۳)

سعی شروع کرتے وقت حجر اسود کا استلام

جب سعی کرنے کا ارادہ ہو تو اولاً حجر اسود کا استلام کرے اس کے بعد سعی کے لئے صفا پہاڑی کی طرف چلے۔ **ویسن ان یبتدئ بالحجر الاسود فیستلمه کما مر.** (غنیة الناسك ١٢٨، تاتارخانیة زکریا ٤٩٣/٣، هندیة ٢٢٦/١، تبیین الحقائق ٢٧٦/٢، هدایة ٢٤٠/١، البحر العمیق ١٢٥٣/٣، مبسوط سرخسی ٩/٤)

صفا پر چڑھتے ہوئے کیا پڑھے؟

جب صفا کے قریب پہنچ جائے تو کہے: **اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ. ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾** (یعنی میں بھی اپنی سعی اسی مقام سے شروع کرتا ہوں جسے اللہ نے اپنے ارشاد **﴿ان الصفا والمروة ﴾** میں اول رکھا ہے، یعنی صفا سے) اس کے بعد صفا پہاڑی پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگے۔ **واذا دنی من الصفا یستحب ان یقول: ابدأ بما بدأ اللّٰه به: ﴿ان الصفا والمروة من شعائر اللّٰه﴾ ویصعد علیه حتی یری البیت من الباب لا من فوق الجدار ان امکنه الصعود لرؤیة البیت حقیقة او محاذاةً، والا فقدر ما یمکنه الخ.** (غنیة الناسك ١٢٨، طحطاوی ٧٣٤، هدایة ٢٤٢/١)

نوٹ: صفا یا مروہ پر اتنا چڑھنا کافی ہے کہ اگر رکاوٹیں نہ ہوں تو بیت اللہ شریف نظر آنے لگے؛ لہٰذا ان پہاڑیوں پر اوپر تک چڑھنا خلافِ سنت ہے۔

صفا پر چڑھنے کے بعد کیا کرے؟

جب صفا پر چڑھ جائے تو بیت اللہ کی طرف رخ کرے (خواہ وہ نظر آئے یا نہ آئے) اور اپنے دونوں ہاتھ دعاء کی طرح کندھوں کے برابر تک اٹھائے (نماز کی طرح نہ اٹھائے) اور اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ پڑھے اور خوب دعائیں مانگے، یہ قبولیت کا مقام ہے۔ **واذا صعد علیه استقبل**

البيت ورفع يديه حذو منكبيه جاعلاً بطنها نحو السماء كما للدعاء – الى قوله – ويدعو بما شاء لنفسهٖ وللمسلمين الخ. (غنية الناسك ١٢٩، اللباب ١٧٠/١، طحطاوى ٤٧٣، درمختار مع الشامى زكريا ٥١٤/٣)

صفا پر چڑھنے کا خاص ذکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر چڑھنے کے بعد حسب ذیل کلمات کا ورد فرمایا: **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ،اللّٰهُ اَكْبَرُ، لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔** (ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، ہر طرح کی بادشاہت صرف اسی کو زیب دیتی ہے، اور ہر طرح کی خوبیاں صرف اسی کے لائق ہیں، وہی زندگی اور موت کا مالک ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اور اپنے بندے کی مدد فرمائی، اور اکیلے ہی سب مخالف جماعتوں کو شکست فاش دی۔) (غنیۃ الناسک ۱۲۹، بدائع الصنائع زکریا ۳۴۴/۲، تاتارخانیہ ۵۰۱/۳، خانیہ ۳۹۳/۱، مناسک ملا علی قاری ۱۷۱، تبیین الحقائق ۲۶۶/۲)

میلین اخضرین کے درمیان جھپٹ کر چلنا

جب سعی کرتے ہوئے میلین اخضرین (صفا مروہ کے درمیان وادی کا وہ حصہ جہاں اس وقت چھت میں ہری لائٹیں بطور نشانی لگی ہوئی ہیں) کے پاس پہنچے تو دوڑنے کے انداز میں چلنے کی رفتار تیز کردے، اور ہر چکر میں ایسا ہی کرے۔ **فاذا بلغ الميلين سعى كما مر ......، ويستحب ان يكون السعي بين الميلين فوق الرمل دون العدو، وهو جري شديد كجري الفرس، وهو سنة في كل شوط.** (غنية الناسك ١٣٠، ومثله فى التاتارخانية ٥٠٢/٣، اللباب فى شرح الكتاب ١٧٠/١، هداية مع الفتح ٤٥٨/٢، شرح نقاية ١٩٨/١، درمختار زكريا ٥١٥/٣، البحر الرائق ٣٣٣/٢)

میلین اخضرین کے درمیان دوڑ چھوڑ دی

میلین اخضرین کے درمیان دوڑ نا مسنون ہے، اگر کوئی شخص دوڑ نا چھوڑ دے تو اس پر کوئی چیز لازم تو نہیں، مگر بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ **وهو سنة في كل شوط، فلو تركه او هرول في جميع السعي فقد اساء ولا شيء عليه.** (غنية الناسك ١٣٠، مبسوط سرخسي ٥٠/٢، بدائع الصنائع ٣٢٠/٢)

پوری سعی میں دوڑتا رہا

اگر میلین اخضرین کے علاوہ بھی پوری سعی کے دوران دوڑ کر چلتا رہا، تو ایسا کرنا خلافِ سنت اور ناپسندیدہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی۔ **فلو تركه او هرول في جميع السعي فقد اساء ولا شيء عليه.** (غنية الناسك ١٣٠)

سعی کی ایک اہم دعا

بہتر یہ ہے کہ سعی کے دوران اس دعا کا کثرت سے ورد رکھا جائے: **رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَنْ مَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ.** (غنية الناسك ١٢٩، تاتارخانية ٤٩٦/٣، شرح نقاية ١٩٨/١، بدائع الصنائع زكريا ٣٤٤/٢) (ترجمہ: اے میرے رب! میرے ساتھ مغفرت اور رحمت کا معاملہ فرمائیے، اور جو (میری کوتاہیاں) آپ کو معلوم ہیں ان سے درگذر فرمائیے، بے شک آپ سب سے زیادہ عزت اور کرامت والے ہیں)

سعی کے درمیان تلبیہ؟

حاجی اگر حج کا احرام باندھ کر طوافِ قدوم (یا نفلی طواف) کے بعد سعی کر رہا ہے تو سعی کے دوران تلبیہ پڑھے گا، اور عمرہ کرنے والا سعی کے درمیان تلبیہ نہیں پڑھے گا؛ کیوں کہ عمرہ کرنے والے کا تلبیہ طواف شروع ہوتے ہی ختم ہوجاتا ہے، جب کہ حج کرنے والے کا تلبیہ ذی الحجہ کی

دسویں تاریخ کو ’’جمرۂ عقبہ‘‘ کی رمی تک جاری رہتا ہے۔ **ویلبی فی السعی الحاج ان سعی بعد طواف القدوم لا المعتمر.** (غنیة الناسك ۱۳۰، البحر الرائق ۳/۳۳۳، شامی زکریا ۳/۵۱٤)

سعی کے ختم پر نفلی نماز

سعی ختم کرنے کے بعد مستحب یہ ہے کہ مسجد حرام میں آکر دو رکعت نماز پڑھے۔ **وندب ان یختم السعی برکعتین فی المسجد، کالطواف کما ان مبدئهما بالاستلام.**

(غنیة الناسك ۱۳۰، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۵۱۵، خانیة ۱/۲۹۳، فتح القدیر ۲/٤٦۰، الموسوعة الفقهیة ۲۵، ۲۰-۲۱، مجمع الانهر ۱/٤۰۵)

تنبیه : یہ نماز مروہ پہاڑی پر نہ پڑھی جائے ورنہ ایک نئی بدعت شروع ہو جائے گی۔ **ولا یصلیهما علی المروة لانه ابتداع شعار.** (غنیة الناسك ۱۳۰)

طواف یا سعی کے چکروں میں شک ہو تو کیا کرے؟

اگر سعی کے چکروں میں شک ہو جائے تو کم مقدار پر عمل کرے، یہ اس وقت ہے جب کہ طواف یا سعی کے شروع یا درمیان میں شک واقع ہوا ہو، اگر طواف یا سعی سے فارغ ہونے کے بعد شک واقع ہو جائے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ **ولو شک فی عدد اشواط السعی اخذ بالاقل کما قالوا فی الطواف کذا فی الکنز – الی قوله – والشک انما یعتبر فی اثناء السعی والطواف واما اذا شک بعد الفراغ فلا شیء علیه الخ.**

(غنیة الناسك ۱۳۰-۱۳۱، شامی زکریا ۳/۵۰۹، مناسك ملا علی قاری ۱٦٦-۱٦۷)

سعی کا رکن اصلی

سعی کا رکن یہ ہے کہ سعی صفا اور مروہ کے درمیان کرے؛ لہٰذا اس سے باہر سعی کرنا درست نہیں ہوگا۔ **واما رکنه فکونه بین الصفا والمروة، فلا یجوز خارج المسعیٰ.** (غنیة الناسك ۱۳۱، البحر العمیق ۳/۱۲۸۷، بدائع الصنائع ۲/۳۱۹)

جدید مسعیٰ

آج کل سعی کی جگہ پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا چوڑی کردی گئی اور اسے کئی منزلہ بنادیا گیا ہے اورآنے جانے کے راستے الگ کردئے گئے ہیں،تو حکومت کی تحقیق کے مطابق یہ پوری جگہ اصلاً صفا ومروہ پہاڑیوں کے بیچ ہی میں ہے اس لئے وہاں کسی بھی منزل میں سعی بلاتردد درست ہے۔(مرتب)

سعی کی شرطیں

سعی صحیح ہونے کی پانچ شرطیں ہیں:

(۱) **بذاتِ خود سعی کرنا**: پہلی شرط یہ ہے کہ بذاتِ خود سعی کرے، چاہے کسی سواری پر سوار ہوکر یا کسی کے سہارے سے ہو،اس میں نیابت نہیں چلتی۔ **و اما شرائطه فخمسة، الاول فعله بنفسه ولو محمولاً او راكبا، فلا تجوز فيه النيابة.** (غنية الناسك ۱۳۱، مناسك ملا علی قاری ۱۷٤)

(۲) **سعی کے اکثر چکروں کا پورا کرنا**: دوسری شرط یہ ہے کہ سعی کے سات چکروں میں سے کم ازکم چار چکر پورے کرے؛ لہٰذا اگر کسی نے چار چکر سے کم کئے تو گویا اس نے سعی ہی نہیں کی۔ **الثاني: اتيان اكثره، فلو سعى اقله فكأنه لم يسع.** (غنية الناسك ۱۳۲، مناسك ملا علی قاری ۱۷۸)

(۳) **سعی سے پہلے احرام باندھنا**: تیسری شرط یہ ہے کہ سعی سے پہلے احرام باندھا ہو، البتہ سعی کرتے وقت احرام کی حالت ہو یا نہ ہو؟ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے حج کے لئے سعی کررہا ہے،تو حالتِ احرام میں سعی کرنا شرط ہے، اور اگر وقوفِ عرفہ کے بعد سعی کررہا ہے تو اگر حلق یا قصر سے قبل سعی کرے تو احرام شرط ہے،اور اگر حلق کے بعد سعی کرے گا تو احرام شرط نہیں؛ بلکہ بلا احرام ہی طواف وسعی کرنا افضل ہے۔ **الثالث: تقديم الاحرام عليه، واما بقاء الاحرام حالة السعي فان كان سعيه للحج قبل الوقوف فيشترط او بعد الوقوف فلا يشترط بل عدمه الخ.** (غنية الناسك ۱۳۲، مناسك ملا علی قاری ۱۷٤)

(۴) **معتبر طواف کے بعد سعی کرنا**: چوتھی شرط یہ ہے کہ معتد بہ یعنی کم از کم طواف کے چار چکر لگانے کے بعد سعی کرے چاہے وہ طواف حدث یا جنابت کی حالت میں ہی کیوں نہ کیا ہو۔ **الرابع: کونه بعد طواف معتد به وهو ان یکون اربعة اشواط فاکثر، سواء طافه طاهراً او محدثاً او جنباً فهو من شرائط صحة السعی.** (غنیة الناسک ۱۳۲، والبحث فی مناسک ملا علی قاری ۱۷۷)

(۵) **وقت کا ہونا**: پانچویں شرط یہ ہے کہ اگر یہ سعی حج کی ہے تو سعی کا وقت یعنی اشہر حج کا شروع ہو جانا؛ لہٰذا اشہر حج سے پہلے حج کی سعی درست نہیں ہوگی؛ البتہ حج کی سعی اشہر حج کے بعد بھی ہوسکتی ہے، گوکہ وہ بلا عذر مکروہ ہے۔ **الخامس: الوقت لسعی الحج، وهو اشهر الحج، والشرط دخوله لابقائه، فلا یجوز تقدیمه علیه ویصح تاخیره عنه ویکره.** (غنیة الناسک ۱۳۲، مناسک ملا علی قاری ۱۷۸)

وضاحت: عام طور پر فقہاء نے شرائط سعی میں چھ باتوں کو ذکر فرمایا ہے جن میں مذکورہ بالا پانچ باتوں کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ سعی کے شوط کی ابتداء صفا سے اور انتہاء مروہ پر کی جائے، اور اگر کسی نے مروہ سے سعی شروع کی تو پہلا شوط معتبر نہ ہوگا؛ لیکن صاحب ''غنیۃ الناسک'' کی تحقیق یہ ہے کہ ابتداء بالصفا کی بات شرائط میں سے نہیں؛ بلکہ واجباتِ سعی میں شامل ہے، اسی لئے ہم نے اسے شرائط میں شمار نہ کر کے واجبات کے ضمن میں شمار کرایا ہے۔ **قال فی الغنیة: والصحیح انه من واجبات السعی فلو بدأ بالمروة یصح اداء ذٰلک الشوط ولکن لا یعتد به، لانه لم یأت به بوصف الوجوب فکانه لم یأت به فیجب ان یعیده بعد ستة من الصفا فلو لم یعد فعلیه دم لترک واجب البداءة بالصفا، کما صرح به فی الجنایات من البحر والشرنبلالیة.** (غنیة الناسک ۱۳۲)

واجباتِ سعی

سعی میں درج ذیل چھ امور واجب ہیں:

(۱) **پاکی کی حالت میں طواف کے بعد سعی کرنا**: اول یہ کہ سعی ایسے

طواف کے بعد کرے جو جنابت اور حیض سے پاکی کی حالت میں کیا گیا ہو (البتہ جو طواف بے وضو کیا گیا ہو یا بدن اور کپڑے پر نجاست لگی رہنے کی حالت میں کیا گیا ہو اس کے بعد کی سعی معتبر ہوگی؛ البتہ یہ خلافِ سنت ہوگا) **فصل في واجبات السعي: هي ستة، الاول: كونه بعد طواف على طهارة عن الجنابة والحيض، اما عن الحدث الاصغر وعن النجاسة في الثوب والبدن ومكان الطواف فليس من واجبات السعي بل من سننه.** (غنية الناسك ۱۳۳)

وضاحت: بحالتِ جنابت طواف کے بعد سعی ادا تو ہو جاتی ہے، جیسا کہ شرائط کے بیان میں شرط۴ کے ضمن میں گذرا ہے؛ لیکن ترکِ واجب کی وجہ سے اعادۂ سعی واجب ہوتا ہے، اسی لئے اس کو واجبات میں شمار کیا گیا ہے۔ (مرتب)

(۲) سعی کو صفا سے شروع کرکے مروہ پر ختم کرنا: سعی کا دوسرا واجب یہ ہے کہ سعی کی ابتداء صفا سے اور انتہاء مروہ پر کی جائے؛ لہٰذا اگر کسی نے مروہ سے سعی کی ابتداء کی تو پہلا چکر کالعدم ہوگا اور سعی کی ابتداء صفا سے ہوگی اور آخری چکر مروہ پر ختم کرنا ہوگا۔ (اگر آخری چکر چھوڑ دیا اور صفا پر سعی کی انتہاء کی تو ایک صدقۂ فطر دینا پڑے گا) **الثاني: الترتيب بان يبدأ بالصفا ويختم بالمروة الخ.** (غنية الناسك ۱۳۳) **فإن لم يعد لزمه الصدقة لترك آخر الأشواط.** (غنية الناسك ۱۳۱)

(۳) پیدل سعی کرنا: سعی درست ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرے؛ لہٰذا اگر کسی نے بلا عذر سوار ہو کر سعی کی تو اس پر سعی کا لوٹانا لازم ہوگا۔ **الثالث: المشي فيه لمن لا عذر له، فان سعى راكباً او زحفاً بغير عذر فعليه الإعادة الخ.**

(غنية الناسك ۱۳۳، مناسك ملا علي قاري ۱۷۸)

(۴) اکثر سے زائد چکروں کا پورا کرنا: سعی درست ہونے کے لئے سعی کے اکثر یعنی چار سے زائد چکروں کا پورا کرنا واجب ہے؛ لہٰذا اگر کسی نے زائد چکر چھوڑ دیئے تو ہر چکر کے عوض ایک صدقہ واجب ہوگا۔ **الرابع: اكمال ما زاد عليه على اكثر اشواطه، فان تركه صح سعيه، وعليه لكل شوط صدقة.** (غنية الناسك ۱۳٤، مناسك ملا علي قاري ۱۷۸)

(۵) حالت احرام میں عمرہ کی سعی کرنا: اگر سعی عمرہ کے لئے کر رہا ہے تو حالت احرام میں کرنا واجب ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص عمرہ کی سعی حالت احرام میں نہ کرے تو اس پر دم لازم ہوگا۔ **الخامس: کونه فی حالة الاحرام فی سعی للعمرة الخ**. (غنية الناسك ١٣٤، مناسك ملا علی قاری ١٧٨)

(٦) صفا اور مروہ کے درمیان کی پوری مسافت طے کرنا: سعی درست ہونے کے لئے یہ بھی واجب ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان جتنی مسافت ہے وہ پوری کرے۔ **السادس: قطع جميع المسافة بينهما وهو ان يلصق عقبيه بهما الخ.**

(غنية الناسك ١٣٤، مناسك ملا علی قاری ١٧٨)

سعی کے لئے طہارت شرط نہیں

سعی چاہے عمرہ کی کر رہا ہو یا حج کی، بہر صورت سعی پاکی کی حالت میں کرنا واجب نہیں؛ اس لئے کہ یہ عبادت مسجد میں ادا نہیں کی جاتی ہے۔ (اور ابھی تک سعی کا حصہ ہماری معلومات کے مطابق مسجد حرام میں باقاعدہ داخل نہیں کیا گیا ہے) **ولا يجب فيه الطهارة عن الجنابة والحيض، سواء كان سعي عمرة او حج لانه عبادة تؤدى لا فى المسجد الحرام.** (غنية الناسك ١٣٤، تاتارخانية ٣/ ٦١٠، مبسوط سرخسی ٢/ ٥١، الولو الجية ١/ ٢٩٤)

سعی کی سنتیں

سعی میں درج ذیل چیزیں مسنون ہیں: (۱) حجر اسود کا استلام کرنا۔ (۲) سعی طواف کے فوراً بعد کرنا، ان کے درمیان بلا عذر فصل نہ کرنا۔ (۳) صفا اور مروہ پر اس قدر چڑھنا کہ بیت اللہ شریف دیکھا جا سکے۔ (۴) صفا و مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرنا۔ (۵) ساتوں چکروں کو پے در پے کرنا۔ (اگر چکروں کے درمیان وقفہ کیا مثلاً ایک دن ایک چکر کیا، پھر دوسرے دن دوسرا چکر کیا الخ، تب بھی سعی درست ہو جائے گی؛ لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ اور خلافِ سنت

ہے)(۶) حدثِ اکبر یعنی حیض و جنابت وغیرہ سے پاکی کی حالت میں سعی کرنا۔(۷) سعی ایسے طواف کے بعد کرنا جو حدثِ اصغر، بدن اور کپڑوں کی پاکی کی حالت میں کیا گیا ہو۔(۸) میلین اخضرین کے درمیان تیز چلنا۔(۹) ستر کا چھپانا۔ **هی استلام الحجر الاسود، والموالاة بينه وبين الطواف – الی قوله – وستر العورة فيه مع انه فرض فی كل حال.** (غنية الناسك ۱۳۵، مناسك ملا علی قاری)

سعی کے مستحبات کا بیان

سعی میں درج ذیل چیزیں مستحب ہیں:

(۱) نیت کرنا۔(واضح رہے کہ سعی میں نیت صرف مستحب ہے، ضروری نہیں؛ لہٰذا اگر کوئی شخص صفاو مروہ کے چکر بلانیت بھی لگالے تب بھی اس کی سعی ادا ہوجائے گی)

(۲) دورانِ سعی ذکرودعاء میں مشغول رہنا اور کثرت سے ذکرودعاء کرنا۔

(۳) صفا اور مروہ پر زیادہ دیر تک ٹھہرنا۔

(۴) اگر سعی کے چکروں کے درمیان تفریق ہوگئی ہو تو از سر نو کرنا۔

(۵) سعی سے فارغ ہونے کے بعد مسجد حرام میں دو رکعت نماز ادا کرنا۔

وهی النية: فلو مشی من الصفا الی المروة هارباً او بائعاً او مشترياً – الی قوله – واداء ركعتين بعد فراغه منه فی المسجد. (غنية الناسك ۱۳۵، مناسك ملا علی قاری ۱۸۰)

سعی کے مباحات کا بیان

سعی میں درج ذیل باتیں مباح ہیں:

(۱) جائز گفتگو کرنا۔

(۲) کھانا پینا اس طرح کہ سعی کے چکروں میں اس کی وجہ سے زیادہ فاصلہ نہ ہوجائے۔

(۳) سعی کے دوران فرض یا جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے جانا۔

وهـي الـكـلام المباح الذى لا يشغله مما ينبغي فيه الخ . (غنية الناسك ۱۳۵، مناسك ملا علی قاری ۱۸۰)

سعی کے مکروہات کا بیان

درج ذیل چیزیں سعی کے درمیان مکروہ ہیں:

(۱) بغیر کسی عذر کے سوار ہونا۔

(۲) سعی کے چکروں میں بہت زیادہ فصل کرنا اگر کوئی عذر نہ ہو۔

(۳) خرید وفروخت کرنا۔

(۴) ایسی گفتگو کرنا جو خشوع وخضوع یا ذکر ودعاء اور پے در پے سعی کرنے میں مخل ہو۔

(۵) صفا اور مروہ پر بالکل نہ چڑھنا۔

(۶) میلین اخضرین کے درمیان تیز نہ چلنا۔

(۷) بلا کسی عذر کے طواف کے بعد فوراً سعی نہ کرنا۔

(۸) سعی کو ایام نحر سے مؤخر کرنا۔

(۹) ستر کا نہ چھپانا۔

فصل في مكروهاته: وهي الركوب فيه من غير عذر، وتفريقه تفريقاً كثيراً – الى قوله – وترك ستر العورة الخ. (غنية الناسك ۱۳۶، مناسك ملا علی قاری ۱۸۱)

جنایاتِ سعی

طوافِ معتبر کے بغیر سعی معتبر نہیں

سعی طواف (فرض یا نفل) کے بعد ہونی ضروری ہے، اگر طواف کے بغیر سعی کی تو اس سعی کا کوئی اعتبار نہیں؛ لہٰذا اگر طواف کے بعد سعی نہیں دوہرائی تو ترکِ واجب کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ **ولو سعى قبل الطواف لم يعتد به اى بذٰلک السعى، فإن سعيه حينئذ كالمعدوم، فان لم يعده فعليه دم اى اتفاقاً.** (غنية الناسك ۲۷۷، مناسك ملا علی قاری ۳۵۵)

بلا عذر سوار ہوکر سعی کرنا

اگر بلا عذر سوار ہوکر یا وہیل چیئر پر سعی کی تو دم لازم ہے، پھر اگر پیدل دوہرالی تو دم ساقط ہوجائے گا۔(غنیۃ الناسک ۲۷۷) **ولو سعى كله او اكثره راكباً او محمولاً بلا عذر فعليه دم.** (مناسك ملا علی قاری ۱۸۰)

نوٹ: آج کل مسعی میں بعض حضرات بلاعذر یا معمولی تھکاوٹ کا بہانا بنا کر وہیل چیئر پر سعی کرلیتے ہیں، تو اس طرح کی سعی سے دم لازم ہوجاتا ہے؛ اس لئے حتی الامکان پیدل سعی کرنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے قبل بیوی سے جماع حلال ہے، اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔ **ولو طاف لحجته فواقع النساء اى جنسهن ثم سعى بعد ذٰلک اجزأه سعيه المتأخر لخروجه عن الاحرام بالكلية بعد الحلق والطواف.** (غنية الناسك ۲۷۸، مناسك ملا علی قاری ۳۵۶)

کیا سعی ایامِ نحر میں کرنا ضروری ہے؟

سعی کے لئے ایام نحر کی پابندی لازم نہیں ہے؛ لہٰذا حج کی سعی ایام نحر کے بعد بھی کی جاسکتی ہے، اس تاخیر کی وجہ سے کوئی جزاء لازم نہیں ہے۔ **ولو أخر السعی عن ایام النحر ولو شهراً بل لو سنین لا شیء علیه الا انه یکره له.** (غنية الناسك ۲۸۷، مناسك ملا علی قاری ۳۵٦)

سعی کے اکثر چکر بلا عذر چھوڑ دینا

اگر حج میں سعی کے اکثر چکر بلا عذر چھوڑ دئے تو دم لازم ہے۔ **ولو ترک السعی کله او اکثره فعلیه دم و حجه تام.** (غنية الناسك ۲۷۷، مناسك ملا علی قاری ۳۵۵)

سعی کے تین سے کم چکر چھوڑ دئے

اگر سعی کے تین یا اس سے کم چکر چھوڑے ہیں تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر لازم ہے۔ **ولو ترک منه ای من السعی ثلاثة اشواط او اقل فعلیه لکل شوط صدقة الا ان یبلغ ذٰلک دماً.** (غنية الناسك ۲۷۷، مناسك ملا علی قاری ۳۵۵)

سعی کے دوران نماز کھڑی ہوگئی

اگر سعی کے دوران نماز باجماعت شروع ہوجائے تو سعی وہیں موقوف کر کے جماعت میں شریک ہوجائے، پھر اسی جگہ سے سعی شروع کردے۔ **لو اقیمت الصلاة والرجل یطوف ویسعی یترک الطواف والسعی ویصلی ثم یبنی بعد الفراغ.** (عالمگیری ۲۲۷/۱، مناسك علی قاری ۱۸۰، درمختار زکریا ۵۰۹/۳، غنية الناسك ۱۳۵، انور رحمت ٤٤٤)

سعی کے دوران نماز جنازہ میں شرکت

اگر سعی کے دوران جنازہ آجائے تو سعی کرنے والے کو نماز جنازہ میں شرکت کرنی چاہئے، اور نماز کے بعد جہاں سے سعی چھوڑی ہے وہیں سے پھر شروع کردے۔ **ولو خرج منه او من السعی الی جنازة او مکتوبة او تجدید وضوء ثم عاد بنی.** (درمختار زکریا ۵۰۹/۳، غنية الناسك ۱۳۵)

حج سے قبل مکہ معظّمہ میں قیام

مسجد عائشہؓ سے عمرہ

مکہ معظّمہ میں قیام پذیر حجاج کے لئے حج کے پانچ ایام (۹-۱۳/ذی الحجہ) کے علاوہ ایام میں مسجد عائشہ، جعرانہ یا حل کے کسی مقام سے بار بار عمرہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور عمرہ کی کثرت یقیناً اجروثواب میں زیادتی کا باعث ہے۔ **العمرة سنة وتصح فی جميع السنة وتكره يوم عرفة ويوم النحر وايام التشريق.** (مراقی الفلاح ۷٤۰، ومثلہ فی الهندية ۲۳۷/۱، خانية ۳۰۱/۱) **لان العمرة جائزة فی جميع السنة بلاكراهة الا فی خمسة ايام لا فرق فی ذلک بين المكی والآفاقی.** (غنية الناسك جديد ۲۱٥) **ولا يكره الاكثار منها ای من العمرة فی جميع السنة بل يستحب ای الاكثار منها، وأفضل مواقيتها لمن بمكة التنعيم والجعرانة والاول افضل عندنا.** (مناسك ملا علی قاری ٤٦۷)

طواف افضل ہے یا عمرہ؟

مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران عمرہ کی کثرت افضل ہے یا طواف کی؟ تو اس بارے میں قدرے تفصیل ہے کہ اگر اتنے وقت تک طواف میں مسلسل مشغول رہتا ہے کہ اس میں عمرہ کیا جاسکتا ہے تو طواف افضل ہے، اور اگر اتنی مدت تک طواف میں مشغول نہیں رہتا؛ بلکہ طواف میں کم وقت لگاتا ہے تو ایسی صورت میں عمرہ کرنا طواف سے زیادہ فضیلت وثواب کا باعث ہوگا۔ اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ سات طوافوں کا ثواب ایک عمرہ کے مانند ہے۔ **والطواف افضل من العمرة**

اذا شغل به مقدار زمن العمرة. وقد قيل سبع اسابيع من الاطوفة كعمرة. (غنية الناسك ۱۳۸، مناسك ملا علی قاری ٤٦٧، ومثله فی الشامی زکریا ۵۱۷/۳)

قارن شخص کا حج سے قبل مزید عمرہ کا احرام باندھنا

قارن شخص نے میقات سے حج وعمرہ کا احرام باندھا اور مکہ معظّمہ آکر عمرہ کے ارکان ادا کرلئے، پھر اس نے مسجد عائشہ یا حل کے کسی مقام پر جاکر عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس پر لازم ہے کہ عمرہ کے اس نئے احرام کو ترک کرکے حج کے بعد عمرہ کی قضا اور دم جنایت دے؛ لیکن اگر اسی وقت عمرہ کرلیا تو اس نے برا کیا، اور اس پر احرام پر احرام باندھنے کی بنا پر ایک دم لازم ہوگا اور اگر کئی مرتبہ یہی عمل کیا تو ہر مرتبہ کے عوض دم دینا ہوگا، اور حج قران ہونے کی وجہ سے دم شکر اپنی جگہ حسب دستور واجب رہے گا۔ **واما لو ادخل احرام العمرة على الحج قبل طوافه او بعده رفض العمرة اتفاقاً وان مضى عليها جاز واساء.** (غنية الناسك ۲۳۱، ومثله فی مناسك ملا علی قاری ۲٦۰، تاتارخانية ٦۱۸/۳، هندية ۲۳۷/۱)

تمتع کرنے والے کا حج سے قبل مسجد عائشہ سے عمرہ کرنا

تمتع کرنے والا حاجی جو میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر آتا ہے اور عمرہ کرکے حلال ہوجاتا ہے، اس کے لئے مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران حج سے قبل مسجد عائشہ، جعرانہ یا حل کے کسی مقام سے احرام باندھ کر عمرہ کرنا جائز ہے، اور حج تمتع بہر حال عمرہ آفاقی کے ذریعہ سے ہی درست ہوگا اور عمرہ حلی کا تمتع سے کوئی تعلق نہیں۔ **التمتع المسنون وهو ان يحرم الآفاقی بعمرة من الميقات او قبله فاذا دخل مكة طاف لعمرته فی اشهر الحج ويعتمر قبل الحج ماشاء وما فی اللباب، ولا يعتمر قبل الحج، فغير صحيح لانه بناء على ان المكی ممنوع من العمرة مفردة وهو خلاف مذهب اصحابنا جميعاً ......، وهذه عمرة مفردة لا اثر لها فی تكرار تمتعه.** (غنية الناسك جديد ۲۱۵)

نوٹ: عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ بعض فقہاء کے نزدیک متمتع کے لئے حج سے قبل ''عمرۂ حلی'' درست نہیں ہے، گوکہ یہ رائے مرجوح ہے اور جواز کی رائے راجح ہے؛ لیکن اختلاف سے بچنے کے

لئے اگر متمتع حج سے قبل مزید کوئی عمرۂ حلی نہ کرے تو بہتر ہے، اس کے بجائے بکثرت طواف کرنے کا اہتمام رکھے۔ (مستفاد: انوار مناسک ۶۸۳)

مفرد بالحج آفاقی کا حج سے قبل عمرہ کا احرام باندھنا

اگر کوئی آفاقی میقات سے حج کا احرام باندھ کر آیا اور پھر اس نے اسی احرام پر عمرہ کا احرام بھی باندھ لیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

الف: اگر طوافِ قدوم شروع کرنے سے قبل اس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے تو اس پر عمرہ وحج دونوں لازم ہوجائیں گے، اور اس کا حج، افراد نہیں رہے گا؛ بلکہ حج قران ہوجائے گا، اور اس پر دم شکر واجب ہوگا؛ لیکن چوں کہ اس نے حج قران کے اصل طریقہ کے خلاف عمل کیا ہے، اس لئے وہ ناپسندیدہ کام کرنے والا کہلائے گا، اسے چاہئے کہ توبہ کرے۔ **افاقی احرم بحج ثم احرم بعمرة لزماه. (درمختار) وفی الشامی: لان الجمع بینهما مشروع فی حق الاٰفاقی فیصیر بذٰلک قارناً لکنه اخطأ السنة فیصیر مسیئاً لان السنة فی القران ان یحرم بهما معاً، او یقدم احرام العمرة علی احرام الحج وصار قارناً مسیئاً وعلیه دم شکر لقلة اساء ته ولعدم وجوب رفض عمرته.** (شامی زکریا ۶۳۳/۳، ومثله فی غنیة الناسك ۲۳۱)

ب: اگر طوافِ قدوم شروع کرنے کے بعد اور وقوفِ عرفہ سے قبل عمرہ کا احرام باندھا ہے تو اس صورت میں وہ سخت گنہگار ہوگا، اب اس کے لئے دو راستے ہیں یا تو عمرہ کا احرام ترک کر کے حج کے بعد عمرہ کی قضا کرلے اور ایک دم جنایت دے، ایسا کرنا بہتر ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ عمرہ ادا کرلے اور حج کے بعد دم جبر دیدے، اور بہرحال وہ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ہی حلال ہوگا، اس اعتبار سے وہ قارن کے مشابہ ہے۔ **او بعد ان یطوف له شوطاً او بعد تمامه وهو بمكة او عرفة ......، لکن قبل الوقوف بعرفة ......، فایضاً قارن مسیٔ واکثر اساءة من الاول وندب رفضها فان رفضها قضاها وعلیه دم رفضها وان مضی علیها صح وعلیه دم جبر.** (غنیة الناسك ۲۳۱–۲۳۲، ومثله فی الشامی ۶۳۳/۳، البحر العمیق ۷۳۰/۲)

مسائل منیٰ

منیٰ کی وجہ تسمیہ

''منیٰ'' کو''منیٰ'' کہنے کی بہت سی وجوہات منقول ہیں؛لیکن ان میں سب سے مشہور بات یہ ہے کہ یہاں چوں کہ ہدی کے جانور ذبح کئے جاتے تھے اور ان کا خون بہایا جاتا تھا، اس لئے اس مقام کا نام ''منیٰ'' پڑ گیا۔(اس لئے کہ عربی زبان میں امنی ، اور منیٰ کا لفظ کسی چیز کے بہانے کے معنی میں آتا ہے) **وسميت بذٰلک لما يمنى فيها من الدماء اى يراق ويصب من "امنى النطفة ومناها" اراقها ، هٰذا هو المشهور الذى قاله الجماهير من اهل اللغة وغيرهم.** (البحر العميق ١٤١٨، اوجز المسالك بيروت ١٩٤/٧) **سميت بذٰلک لما يمنى بها من الدماء يعني يراق.** (الموسوعة الفقهية ٥٧/٣٩)

نوٹ: لیکن آج کل جانوروں کو ذبح کرنے کی جگہیں''**المعيصيم**''میں منتقل کردی گئی ہیں، جو منیٰ کے شمالی جانب واقع ہے،اب منیٰ کی حدود میں کوئی منحر (سلاٹر ہاؤس)نہیں رہا۔

منیٰ کی شرعی حدود

منیٰ مکہ معظّمہ کی شرقی جانب پہاڑوں کے درمیان ایک لمبی وادی ہے، جس کی حد لمبائی میں ''جمرۂ عقبہ'' سے ''وادیٔ محسر'' تک ہے،اور ''وادیٔ محسر'' بالاتفاق منیٰ سے خارج ہے جب کہ ''جمرۂ عقبہ'' کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔احناف وغیرہ کے نزدیک ''جمرۂ عقبہ'' ''منیٰ'' کی حد سے خارج ہے،اور چوڑائی میں دوطرفہ پہاڑوں کا اندرونی حصہ ''منیٰ'' میں ہے،اور دوسری جانب کا حصہ ''منیٰ'' سے خارج ہے۔[آج کل منیٰ کی شرعی حدود کی نشانی کے طور پر حکومت نے بڑے بڑے نیلے بورڈ لگا رکھے ہیں، ان سے آسانی منیٰ کی حدود کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے]**وحدها ما بين وادئ محسر و جمرة العقبة وهى شعب طوله نحو ميلين وعرضه يسير والجبال محيطة به ما اقبل منها عليه فهو من منى، وما ادبر منها فليس من منى، ويرى الحنفية و الشافعية والحنابلة ان وادئ محسر وجمرة العقبة ليسا من منىٰ الخ.** (الموسوعة الفقهية ٥٧/٣٩، غنية الناسك ١٦٩، مناسك ملا على قارى ٢٢٣، البحر العميق ١٤١٣/٣)

منیٰ کا کل رقبہ

نئی تحقیق کے مطابق منیٰ کا میدانی حصہ تقریباً ۴۰/لاکھ مربع میٹر پر مشتمل ہے، جب کہ پہاڑی رقبہ کا اندازہ ۲۰/لاکھ مربع میٹر سے لگایا گیا ہے، اس اعتبار سے پورے منیٰ کا مجموعی رقبہ تقریباً ۶۰/لاکھ مربع میٹر بیٹھتا ہے۔ (مستفاد: حاشیہ البحر العمیق ۳/۱۴۱۷-۱۴۱۸) (جس کے قابل استعمال حصوں پر فائر پروف مستقل خیمے، سڑکیں اور ضروری عمارات تعمیر کردی گئی ہیں، اور جمرات کی ۵/منزلہ عظیم الشان عمارت نے بھی ایک بڑے رقبہ کا احاطہ کر رکھا ہے)

وادئ محسر

منیٰ کے ختم اور مزدلفہ کی ابتداء کے درمیان ایک وادی حائل ہے، جو نہ تو حدود منیٰ میں شامل ہے اور نہ ہی حدود مزدلفہ، اس میں ٹھہرنا درست نہیں ہے؛ بلکہ وہاں سے تیز گذرنے کا حکم ہے۔ مشہور ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں ابرہہ کے لشکر کو ہلاک کیا گیا تھا۔ **وفي منسك الطرابلسي: وليس وادئ محسر من مزدلفة ولا من منى، إنما هو جبل بينهما.** (البحر العميق ۳/۱٤۱۵، شامی زكريا ۳/۰٤۷، انوار مناسك ۱۳٤)

نوٹ: آج کل ''وادئ محسر'' میں حکومت کی طرف سے حاجیوں کے ٹھہرنے کے لئے مستقل خیمے تو نصب نہیں ہیں؛ لیکن حج کے موقع پر وہاں پولیس، فوج اور سرکاری کارندوں کے قیام کے لئے عارضی خیمے نصب کردیئے جاتے ہیں، اور انہی کی دیکھا دیکھی بہت سے حجاج بھی فولڈر خیمے لگا کر وہاں قیام کرتے ہیں، پس حجاج کو وہاں قیام نہیں کرنا چاہئے، اس کا خاص خیال رکھا جائے۔

مشاعرِ مقدسہ میں سفر واقامت کے احکام

مشاعر مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، وغیرہ) میں سفر واقامت اور نمازوں میں قصر واتمام کا مسئلہ اس وقت بہت اہمیت اختیار کرچکا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہاء کے زمانہ میں؛ بلکہ آج سے کچھ عرصہ پہلے تک مکہ معظّمہ کی آبادی محدود تھی، اور منیٰ ومزدلفہ اور عرفات کے درمیان بڑے بڑے پہاڑ اور وادیاں حائل تھیں، اور ان مقامات کے ایک آبادی میں شمار کئے جانے کا کوئی تصور نہ تھا؛ لیکن گذشتہ سالوں میں دیکھتے ہی دیکھتے مکہ معظّمہ ہر چہار جانب تیزی سے وسیع ہوتا گیا اور شہری آبادی منیٰ ومزدلفہ؛ بلکہ عرفات کے قریب تک پہنچ گئی۔ اب یہ بات تو اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ تمام مشاعر کی شرعی حدود بالکل متعین اور ناقابل ترمیم ہیں، اور جو عبادات ان میں سے جس جگہ ادا کرنے کا حکم ہے اس کے حدود میں ادا کئے بغیر اس عبادت کا ثواب نہیں مل سکتا، مثلاً منیٰ میں رات گذارنے کا جو ثواب ہے وہ حدود مکہ میں رات گذارنے سے حاصل نہیں ہوسکتا، اسی طرح وقوفِ مزدلفہ کا حکم وقوفِ منیٰ سے پورا نہیں ہوسکتا وغیرہ؛ لہٰذا مناسک کی ادائیگی کے اعتبار سے مشاعر مقدسہ کی حدود میں ترمیم وتبدیلی کسی کے اختیار میں نہیں ہے، یہ اچھی طرح ذہن نشین رکھنا چاہئے۔

البتہ بحث یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک نمازوں میں قصر واتمام کا تعلق مناسک حج سے نہیں ہے؛ بلکہ اس کا مدار ان عام اصولوں پر ہے جن کو دنیا کی ہر آبادی کے لئے قصر واتمام کی بنیاد بنایا گیا ہے؛ لہٰذا جس طرح دنیا کے دیگر شہروں اور آبادیوں پر وہ اصول جاری ہوتے ہیں، اسی طرح مکہ معظّمہ اور اس سے ملحق جگہوں پر بھی جاری ہوں گے۔ مثلاً ایک شہر اور اس سے متصل فناء شہر یا حکومتی اور عرفی اعتبار سے جن جگہوں پر ایک آبادی کا اطلاق ہوتا ہو وہ سب ایک شہر کے حکم میں سمجھے جاتے ہیں، اور وہاں پر پندرہ دن یا اس سے زائد قیام کی نیت سے ٹھہرنے والا اس وقت تک مقیم ہی کہلائے گا جب تک کہ اس شہر اور اس سے ملحق جگہ سے سفر شرعی کے ارادہ سے باہر نہ چلا جائے۔

اس اصول کی روشنی میں جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اگرچہ ماضی قریب تک مکہ معظّمہ، منیٰ، مزدلفہ بالکل الگ الگ مقامات تھے؛ لیکن اب منیٰ تین جانب سے آبادی کے بیچ میں آ گیا ہے، جنوبی جانب ''محلّہ عزیزیہ''، شمال میں ''شرائع، معیصیم اور عدل''، اور مغرب کی طرف ''شیشہ محلّہ'' آباد ہے، نیز منیٰ کے پہاڑوں کے درمیان بڑی بڑی وسیع سرنگیں نکال کر منیٰ کا رابطہ مکہ معظّمہ سے بہت قوی کر دیا گیا ہے، اور یہ راستے سال بھر محلوں کے درمیان گذرگاہ کے طور پر استعمال ہوتے رہتے ہیں، اور جنوبی پہاڑوں کے بہت بڑے رقبہ پر شاہی محل بھی تعمیر شدہ ہے، اور شمالی پہاڑوں کے دامن میں جمرات کے قریب حجاج ومعتمرین کے لئے بڑی وسیع عمارتیں بھی تعمیر کر دی گئی ہیں، اور مزید تعمیرات کا منصوبہ ہے، اور ایک بڑا اسپتال اور رابطہ عالم اسلامی کا دفتر بھی یہاں واقع ہے، جس میں سال بھر سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ اسی طرح ''عزیزیہ جنوبیہ'' سے ''مزدلفہ'' کی حد بھی مل گئی ہے، اور وقفہ وقفہ سے آبادی کا تسلسل ''جامعہ ام القریٰ'' کے نئے احاطہ تک پہنچ گیا ہے، جو عرفات کے بالکل قریب واقع ہے، اس لئے ہندو پاک کے معتبر علماء ومفتیان نے عینی مشاہدہ کے بعد یہ احتیاطی رائے قائم کی ہے کہ اقامت ومسافرت کے مسئلہ میں اب منیٰ اور مزدلفہ کا حکم مکہ معظّمہ کے مانند ہے، یعنی جو شخص حج سے قبل مکہ معظّمہ آئے اور اس کا ارادہ بشمول ایام حج پندرہ روز قیام کا ہو تو وہ مقیم شمار ہوگا، اور اس سے تین ضمنی مسئلے متعلق ہوں گے:

(۱) اگر مقیم شخص ہے تو اسے ان جگہوں پر نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

(۲) منیٰ میں جمعہ ادا کیا جائے گا (البتہ عرفات اس سے مستثنیٰ ہے)

(۳) مقیم ذی استطاعت حاجی پر (حج کی قربانی کے علاوہ) مالی قربانی حسب دستور واجب ہوگی، (اب وہ چاہے حرم میں قربانی کرے یا اپنے وطن میں قربانی کرائے) **المستفاد: وقال اكثر اهل العلم منهم عطاء والزهرى والثورى والكوفيون وابوحنيفةؒ واصحابه لايقصر الصلاة اهل مكة بمنى وعرفات لانتفاء مسافة القصر.** (اوجز المسالك ۲۰۵/۷)

منیٰ کے مکہ معظّمہ کے حکم میں ہونے کے متعلق درج ذیل اشارات یادرکھنے کے قابل ہیں:

''امیر نائف'' وزیر داخلہ سعودی عرب کی رائے

(۱) سعودی عرب کے وزیر داخلہ اور اعلیٰ اختیاراتی حج کمیٹی کے چیئرمین امیر نائف ابن عبد العزیز نے صراحت کی ہے کہ تمام مشاعر مقدسہ اب مکہ شہر کے بیچوں بیچ آ گئے ہیں، ان کے الفاظ یہ ہیں: **نشاهد ان مكة شرفها الله تعالىٰ تعدى توسعها فى جهة الجنوب عرفة، ومن جهة الشمال الغربي وصلت إلى الشرائع فأصبحت المشاعر في وسط مدينة مكة.** (اخبار الجزيرة ۷/ذی الحجه ۱۴۲۹ھ ۵ دسمبر ۲۰۰۸ء بحوالہ حج میں قصر واتمام کی تحقیق ۱۳۹، مؤلفہ: مفتی محمد رضوان صاحب راوَل پنڈی پاکستان)

اب غور فرمایئے کہ جب سعودی وزیر داخلہ خود مشاعر مقدسہ کو شہر مکہ کے وسط میں ہونے کا اعلان کررہے ہیں، تو اس کے بعد کسی کے نہ ماننے کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے؟

شیخ عثیمینؒ کا فتویٰ

(۲) سعودی عرب کے ایک بڑے معتبر عالم شیخ محمد صالح بن محمد العثیمینؒ (متوفی ۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

وفى يومنا هٰذا إذا تأمل المتأمل يجد أن منى حى من أحياء مكة، وحينئذٍ يقوى القول بأنهم لا يقصرون في منىٰ الخ. (الشرح الممتع على زاد المستقنع ۷/۷۷، بحواله "حج میں قصر واتمام کی تحقیق" ۱۳۵)

ترجمہ: اور ہمارے آج کے اس دور میں اگر کوئی گہرائی سے جائزہ لے گا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ''منیٰ'' مکہ کے محلوں میں سے ایک محلّہ ہے، اور اسی سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ حجاج منیٰ میں قصر نہیں کریں گے۔

شیخ سبیّل کا مکتوب

(۳) سابق امام حرم شیخ محمد ابن عبد اللہ السبیّل جو اپنے زمانہ میں حرمین شریفین کی اعلیٰ اختیاراتی نگراں کمیٹی کے رئیس رہے ہیں، انہوں نے مشہور عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم شیخ الحدیث دار العلوم کراچی پاکستان کے ایک سوال کے جواب میں واضح طور پر یہ تحریر کیا تھا کہ: ''مکہ شہر کی آبادی منیٰ کے علاوہ حدودِ عرفات تک پہنچ گئی ہے، اور حکومت بھی ان جگہوں کو ایک آبادی شمار کرتی ہے''۔ شیخ کے الفاظ یہ ہیں:

الذى يظهر لنا أن منىٰ اصبحت اليوم جزءاً من مدينة مكة بعد ان اكتنفها بنيان مكة وتجاوزها الى حدود عرفة، وبناءً على هٰذا فإنها قد اصبحت اليوم من أحياء مدينة مكة، فلايعد الذاهب اليها من مكة مسافراً الخ. اور آگے لکھتے ہیں: **إن حكومة المملكة**

العربية السعودية تعد منى من مكة علی اعتبار انها حی من أحیاء ها. (بحوالہ رسالہ حج میں قصر واتمام کی تحقیق ۱۳۳) (شیخ موصوف کی پوری تحریر ملاحظہ کریں: انوار مناسک ۶۸۱، مؤلفہ: مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی)

ایک عالم محقق کی تحقیق

(۴) عرب کے ایک محقق عالم ڈاکٹر عبد اللہ نذیر احمد عبد الرحمٰن جو جدہ کے ''ملک عبد العزیز یونیورسٹی'' کے معاون استاذ ہیں، اور جنہوں نے علامہ ابن الضیاء المکی الحنفی المتوفی ۸۵۴ھ کی جامع ترین کتاب ''البحر العمیق فی مناسک المعتمر والحجاج الی بیت اللہ العتیق'' کی ۵ر جلدوں میں تعلیق وتحقیق اور اشاعت کا عظیم علمی کارنامہ انجام دیا ہے، وہ اس موضوع پر اپنی رائے اس طرح ظاہر کرتے ہیں:

فان منیٰ الآن اصبحت من ضمن مكة المكرمة، لتوسع البناء والعمران، وامتدادها إليها، ومن ثم اختلف الحكم باختلاف العلة، اذ الحكم يدور مع العلة حيث ما دار سلباً وايجاباً، وحصل الخلاف في المسئلة بين العلماء باعتبار ما كان المنى عليها، اما الآن فقد تغير الوضع فاصبحت منى من مكة المكرمة وليس ذٰلک فی زمن موسم الحج بل على مدار السنة لاستدامته اقامة الناس بها. (حاشية البحر العميق ۳/۱٤۹۳)

ترجمہ: ''منیٰ اب مکہ معظّمہ کے اندر آچکا ہے؛ کیوں کہ آبادی کی وسعت منیٰ تک پہنچ گئی ہے، اس بناء پر علت کے بدلنے سے حکم بھی بدلے گا؛ کیوں کہ حکم علت کے ساتھ دائر رہتا ہے، جہاں بھی دائر ہو، مثبت یا منفی طور پر، اور پہلے زمانہ میں منیٰ کی جو صورتِ حال تھی اسی اعتبار سے (منیٰ میں اقامتِ جمعہ کے سلسلہ میں) فقہاء میں اختلاف ہوا تھا؛ لیکن اب صورتِ حال بدل چکی ہے، اور منیٰ مکہ معظّمہ میں شامل ہو چکا ہے، اور یہ صرف موسم حج ہی کے لئے نہیں ہے؛ بلکہ سال بھر کے لئے یہی حکم ہے؛ کیوں کہ برابر وہاں لوگوں کی آمد ورفت جاری رہتی ہے''۔

مفتی مدینہ حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ کا فتویٰ

(۵) مدینہ منورہ کے متبحر عالم، مفسرِ قرآن حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہٗ (المتوفی ۱۴۲۲ھ) نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا: ''اگر حکومتِ سعودی منیٰ کو مکہ معظّمہ کا محلّہ تسلیم کرلے تو صرف قصر واتمام کے مسئلہ میں فرق آسکتا ہے، جو امورِ منیٰ سے متعلق ہیں وہ بہر حال منیٰ ہی سے متعلق رہیں گے، یعنی منیٰ اگرچہ مکہ معظّمہ کا محلّہ بن جائے پھر بھی وہاں یوم الترویہ گذارنا، پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھنا، نویں کو منیٰ سے روانہ ہونا سنت رہے گا''۔

نیز فرمایا: ''اگر منیٰ کو مکہ معظّمہ کا حصہ مان لیا جائے تو مکہ معظّمہ میں پندرہ دن رہنے سے مقیم ہو جائے گا، اور شک کو مٹانے کے لئے دو رکعت کی جگہ چار رکعت پڑھ لے تب بھی نماز ہو جائے گی''۔ (یادگار صالحین ۸۳۲-۸۳۳، مؤلفہ: مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدنی مدظلہٗ)

مذکورہ بالا شواہد کے بعد اس مسئلہ میں پرانی فقہی عبارتوں کو بنیاد بنا کر جمود اختیار کرنا اور ضد بازی کی حد تک تجاوز کر جانا اہل انصاف علماء کا شیوہ نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہ کہہ کر منیٰ اور مزدلفہ کو حدودِ مکہ سے خارج نہیں کیا جا سکتا کہ یہ محض میدان ہے، یہاں کوئی آبادی نہیں ہے؛ اس لئے کہ شہری حدود میں شمولیت کے لئے آبادی اور تعمیرات کا ہونا لازمی شرط نہیں ہے۔ آج بھی بڑے بڑے شہروں میں لق ودق پارک اور بڑے بڑے وسیع الشان میدان ضرورت کی بنا پر عمارتوں سے خالی رکھے جاتے ہیں۔ (دہلی کے قلب میں انڈیا گیٹ کے اطراف کا بہت بڑا رقبہ محض میدان ہے، اسی طرح کی صورتِ حال اور بڑے شہروں میں بھی ہے) لیکن انہیں کوئی بھی شہر سے باہر قرار نہیں دیتا، پھر منیٰ اور مزدلفہ وغیرہ ہی کو اتصال آبادی کے باوجود الگ جگہیں قرار دینے پر اصرار کیوں ہے؟ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

اور اس مرتبہ سفر حج کے دوران جمرات کی عمارت کے قریب ایک سرکاری بورڈ پر یہ ہدایت نظر پڑی کہ ''عمرہ کرنے والوں کی بسیں لازمی طور پر جمرات کے میدانوں میں پارک کی جائیں''، جس سے یہ معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت ایام حج کے علاوہ میں منیٰ کا علاقہ بسوں کی پارکنگ کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور یہ سب کو معلوم ہے کہ آج کل رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ میں معتمرین کا حج سے بڑا اجتماع ہوتا ہے، اور ان کی سواریوں کی پارکنگ کے لئے منیٰ کا رقبہ استعمال کیا جاتا ہے، تو کیا اسے اہل شہر کی ضرورت میں شامل نہیں کیا جائے گا؟ اور مصالح بلد کے اعتبار سے یہ جگہیں فناءِ شہر میں شامل نہ ہوں گی؟ اس پر بھی سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

افسوس ہے کہ آج کل حقیقی صورتِ حال کو نظر انداز کر کے اپنی رائے پر بعض لوگ اس قدر ضد کرتے ہیں کہ آٹھویں تاریخ کو منیٰ پہنچنے کے بعد ہندو پاک کے حاجیوں کے خیموں میں ظہر کے وقت ہی سے نماز کے قصر واتمام پر شدید جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں، اور بڑی ناگوار صورتِ حال سامنے آتی ہے، جو نہایت تکلیف دہ ہے، حالاں کہ احتیاط بہر حال اسی میں ہے کہ اگر بالفرض کسی مقام پر اقامت ومسافرت میں شبہ ہو جائے تو اتمام کا حکم دینا چاہئے؛ تاکہ فرض یقینی طور پر ادا ہو جائے، جیسا کہ فقہی عبارات سے واضح ہے۔ **لانہ اجتمع فی هٰذه الصلاة ما یوجب الاربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطاً.**

(البحر الرائق کوئٹہ ۲/ ۱۲۹)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح موقف اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

ذیل میں یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ سے متعلق بعض اہم مسائل وہدایات درج کی جاتی ہیں:

یوم الترویہ (۸؍ذی الحجہ)

حج کے مناسک کی باقاعدہ ادائیگی ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ سے شروع ہوتی ہے، اس دن کو ''یوم الترویہ'' کہاجاتا ہے؛ اس لئے کہ مکہ کے لوگ منیٰ اور عرفات میں پانی کی فراہمی کے لئے آج کے دن پانی سے لدی ہوئی سواریوں کو ساتھ لے جاتے تھے۔ **قال ابوبکر الانباری فی کتاب الزھد انما سمیت الترویة ترویة لان الناس یردون من الماء من العطش فی ھٰذا الیوم ویحملون الماء بالروایا الی عرفة ومنیٰ.** (البنایة ٤/ ٢١١، البحر العمیق ٣/ ١٤٠٤)

منیٰ جانے کی تیاری

تمتع کرنے والے حجاج اسی طرح ''اہلِ مکہ'' یوم الترویہ (۸؍ذی الحجہ) کو حج کا احرام باندھیں گے (جب کہ قارن اور آفاقی مفرد بالحج پہلے ہی سے احرام میں ہوں گے) یہ احرام اپنی قیام گاہ سے باندھا جاسکتا ہے، اور اگر سہولت ہو تو مسجد حرام میں جاکر احرام کی نیت کرلیں تو مزید فضیلت حاصل ہوگی؛ لیکن ایسا کرنا ضروری نہیں ہے۔ **واذا یوم الترویة احرم بالحج من المسجد والشرط ان یحرم من الحرم، اما المسجد فلیس بلازم والمسجد افضل، ومکة افضل من غیرھا من الحرم ھٰکذا فی فتح القدیر، ولو احرم قبل یوم الترویة جاز وھو افضل.** (ھندیة ١/ ٢٣٩، معلم الحجاج ١٥٢)

مکہ معظّمہ سے منیٰ کے لئے روانگی

سنت یہ ہے کہ ذی الحجہ کی ۸؍تاریخ کو سورج طلوع ہوجانے کے بعد مکہ معظّمہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوں۔ **والسنة خروجه بعد طلوع الشمس وھو الصحیح.** (غنیة الناسك ١٤٦، طحطاوی اشرفیه ١ ٧٣، شامی زکریا ٣/ ٥١٧، اوجز المسالك ٧/ ١٩٩، البحر العمیق ٣/ ١٤٠٨، تاتارخانیة زکریا ٣/ ٥٠٥)

نوٹ: لیکن آج کل رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہوجاتی ہے اور عام لوگوں کے لئے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ میں اپنے خیمہ تک پہنچنا نہایت مشکل ہے؛ اس لئے عوام کو یہی مشورہ دیا جاتا ہے

کہ وہ جس وقت بھی معلم کی طرف سے لے جانے کا نظام ہو اس کی پابندی کریں، اور سورج نکلنے کا انتظار نہ کریں۔ (مرتب)

یوم الترویہ (۸؍ذی الحجہ) میں منیٰ کی مصروفیات

آج کے دن حجاج کے لئے تین باتیں مسنون ہیں: (۱) مکہ معظّمہ سے منیٰ جانا (۲) منیٰ میں پانچ نمازیں: ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں ذی الحجہ کی فجر ادا کرنا (۳) رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گذارنا۔ **فکل من الخروج یوم الترویة الی منیٰ واداء الصلاة الخمس بها، والمبیت بها اکثر اللیلة سنة.** (غنیة الناسك ١٤٦، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ٣/٥١٧، تاتارخانیة زکریا ٣/٥٠٥، مناسك ملا علی قاری ٥٨٧)

مکہ معظّمہ سے زوال کے بعد روانگی

اگر ۸؍تاریخ کو مکہ معظّمہ سے زوال کے بعد روانہ ہوا؛ لیکن ظہر منیٰ میں جا کر پڑھی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولو خرج من مکة بعد الزوال فلابأس به اذا صلی الظهر بمنیٰ.** (غنیة الناسك ١٤٦ اوجز المسالك ٧/١٩٩)

۸؍ذی الحجہ کو قیام منیٰ کی حکمت

۸؍ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کی حکمت یہ ہے کہ حاجی صاحبان عرفات جانے کے لئے مستعد اور تیار ہو جائیں۔ (مستفاد: البحر العمیق ۳/۱۴۱۲، فتح القدیر ۲/۴۶۶) اور ایک مقصد یہ بھی ہے کہ یکسوئی کے ساتھ جمع ہو کر مسائل و مناسک حج کا مذاکرہ و تکرار کر لیں۔ (اس لئے حجاج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ منیٰ جا کر پوری دل جمعی سے حج کی تیاریوں میں مشغول رہیں اور فضول مٹر گشتی اور اعزاء و متعلقین کی ملاقاتوں کی فکر کر کے اوقات کو ضائع نہ کریں)

منیٰ میں قیام کی مستحب جگہ

منیٰ میں مسجدِ خیف (جو منیٰ میں جنوبی جانب جمرات کے قریب واقع ہے، اس کا مسجدِ حرام

سے فاصلہ ۹؍کلومیٹر ہے) کے قریب قیام کرنا مستحب ہے (لیکن آج کل منیٰ کا قیام اپنے اختیار میں نہیں رہا؛ بلکہ معلم کے خیمے جہاں نصب ہوتے ہیں وہیں قیام کرنا پڑتا ہے) **ویستحب ان ینزل بالقرب من المسجد الخیف.** (البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۵/۲، فتح القدیر ۴۶۷/۲، البحر العمیق ۱۴۱۲/۳، مجمع الانہر ۴۰۶/۱، بنایۃ ۲۱۲/٤، غنیۃ الناسک ۱۴۶، طحطاوی اشرفیہ ۷۳۵)

مسجدِ خیف میں نماز باجماعت

بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آج کل مسجد خیف میں حکومتِ سعودیہ کی طرف سے مقررہ امام مقیم ہونے کے باوجود ۴؍رکعت والی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں؛ اس لئے کہ ان کے مسلک میں قصر کا حکم حج کے تابع ہے۔ جب کہ احناف کے نزدیک حج کی وجہ سے قصر کا حکم نہیں ہوتا؛ بلکہ سفر کی وجہ سے ہوتا ہے؛ لہٰذا حنفی حجاج کو مسجدِ خیف میں چار رکعت والی فرض نمازیں امام کی اقتداء میں نہیں پڑھنی چاہئیں؛ البتہ مغرب اور فجر کی نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **فالحق ما علیہ الجمہور ان القصر بمنی وعرفات کان للسفر لا لکونہ من مناسک الحج.** (اعلاء السنن کراچی ۴۱۱/۱۰)

نوٹ: تاہم نوافل وغیرہ کسی غیر مکروہ وقت میں وہاں جا کر پڑھ لینا مناسب ہے؛ اسلئے کہ اس مسجد میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔ بعض آثار میں ہے کہ یہاں ۷۰؍انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے۔ (رسول اللہ کا طریقۂ حج ۳۰۹ ،مؤلفہ: مولانا مفتی محمد ارشاد القاسمی)

منیٰ میں جمعہ قائم کرنا

آج کل چوں کہ راجح رائے کے مطابق منیٰ مکہ معظّمہ سے متصل فناء کی شکل اختیار کر چکا ہے؛ لہٰذا وہاں جمعہ کا قیام اسی طرح ضروری ہے جیسے مکہ معظّمہ میں؛ اس لئے ایام منیٰ میں اگر جمعہ پڑ رہا ہو تو وہاں جمعہ پڑھنا بلا شبہ درست ہے۔ **ویجوز اقامۃ الجمعۃ بمنیٰ ولم یجز بعرفات، لوجھین: احدھما لان منیٰ من فناء مکۃ فانھا من الحرم. والوجہ الثانی: أن منیٰ تتمصر فی ایام الموسم لاجتماع شرائط المصر فیھا.** (البحر العمیق ۱۴۹۲/۳) بریں بنا حجاج کو اپنے اپنے خیموں میں جمع ہو کر جمعہ قائم کرنا ہوگا۔

مزدلفہ کی حدود میں قیام

آج کل سعودی حکومت نے حجاج کے فائر پروف خیمے منیٰ کی حدود سے آگے بڑھا کر مزدلفہ کی حدود میں تقریباً ایک تہائی حصہ تک نصب کر دئے ہیں، اور حجاج کو چار و ناچار ایام منیٰ میں ان خیموں میں قیام کرنا پڑتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ مزدلفہ کے حدود میں واقع خیموں میں قیام کرنے سے قیام منیٰ کی سنت ادا ہوگی یا نہیں؟ تو اس بارے میں اگرچہ بعض عرب علماء نے مسجد کی جماعت کی صفوں پر قیاس کرتے ہوئے سنت قیام منیٰ کی ادائیگی کا قول کیا ہے؛ لیکن راجح یہی ہے کہ حدودِ مزدلفہ کے قیام سے قیام منیٰ کی سنت ادا نہ ہوگی؛ البتہ جو حجاج مجبوراً حدودِ مزدلفہ میں ٹھہریں گے، امید ہے کہ وہ ترکِ قیامِ منیٰ کے گنہگار نہ ہوں گے۔ **ولو بات فی غیرها متعمداً لا یلزمه شیء عندنا.** (هداية ١/٢٧٥، انوار مناسك ٥٠١)

منیٰ کی حدود میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے حدودِ مکہ میں قیام کرنا

اگر کسی شخص کو حکومتی نظام کی مجبوری کی وجہ سے حدودِ منیٰ میں قیام کی جگہ نہ ملے، تو اس کے لئے منیٰ کے علاوہ کہیں بھی قیام کرنا جائز ہے، خواہ وہ حدودِ مکہ میں اپنی قیام گاہ ہی میں کیوں نہ ہو۔ (انوار مناسک ۴۹۹) تاہم بعض حضرات نے ایسی صورت میں منی سے ملحق خیموں ہی میں قیام کو ترجیح دی ہے۔ (رسول اللہ کا طریقۂ حج)

آٹھویں تاریخ کو منیٰ کا قیام ترک کر دینا

اگر کوئی شخص ذی الحجہ کی ۸؍تاریخ کو بلا کسی عذر کے منیٰ میں قیام نہ کرے، تو ایسا کرنا ترکِ سنت کی وجہ سے گو کہ مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ **ولو بات بمكة تلك الليلة او بعرفة اجزأه ......، ولكنه اساء لتركه سنناً كثيرةً.** (غنية الناسك ١٤٦، هندية ١/٢٢٧، تاتارخانية ٣/٥٠٥، فتح القدير ٢/٤٦٧، تبيين الحقائق زكريا ٢/٨٤) **ولو بات فی غيرها متعمداً لا يلزمه شیءٌ عندنا.** (هدايه ١/٢٧٥، اوجز المسالك ٣/٦٤٥، انوار مناسك ٤٩٨)

یومِ عرفہ

عرفات کا جائے وقوع

عرفات کا میدان مکہ معظّمہ وسط شہر سے مشرقی جانب تقریباً پچیس کلومیٹر دور حدودِ حرم سے باہر واقع ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۱۴۹۹/۳) اور مؤرخِ مکہ شیخ محمد کردی کی تحقیق کے مطابق مسجدِ حرام سے مسجدِ نمرہ تک کی مسافت ۲۱/کلومیٹر ہے، اور ''مسجدِ نمرہ'' سے ''مسجد صخرات'' (جبل رحمت کے قریب وہ مقام جہاں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے وقوف فرمایا تھا) ۳/کلومیٹر ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۱۴۱۶/۳) گویا مسجدِ حرام سے جبل رحمت (عرفات) تک کی مسافت ۲۴/کلومیٹر ہوئی۔

عرفات کی حدودِ اربعہ

عرفات کے شمال میں وادیٔ وصیق، مغرب میں وادیٔ عرنہ (اسی میں مسجدِ نمرہ کا اگلا حصہ واقع ہے) ہے، اس وادی کی لمبائی پانچ ہزار میٹر ہے، جو عرفات اور حدودِ حرم میں حدِ فاصل ہے، اور جنوب اور مشرق میں پہاڑی سلسلہ ہے، جن کا اندرونی حصہ عرفات میں شامل ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۱۵۰۴/۳) آج کل حکومت نے حدودِ عرفہ کی پہچان کے لئے بڑے بڑے پیلے بورڈ لگا رکھے ہیں، ان کو ملحوظ رکھ کر ہی عرفات میں قیام کرنا چاہئے۔

عرفات کی وجہ تسمیہ

میدانِ عرفات کو ''عرفات'' کہنے کی بہت سی وجوہات علماء نے لکھی ہیں، جن میں سے تین وجوہات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

الف: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حج کے تمام ارکان ومناسک سکھا کر اسی میدان میں پوچھا تھا: ''عَـرَفْـتَ''؟ یعنی کیا آپ نے مناسک کی معرفت حاصل کر لی؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا تھا، اسی لفظ کی مناسبت سے اس میدان کا نام ''عرفات'' رکھ دیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر ۱۶۳/۱، نقلاً عن اثر علی کرم اللہ وجہہ، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۵/۲)

ب: سیدنا حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان میں اتارے گئے تھے، اور حضرت حواء رضی اللہ عنہا مقام ’’جدہ‘‘ میں اتاری گئی تھیں، اور دنیا میں آنے کے بعد ان دونوں کی ملاقات مقام ’’عرفات‘‘ میں ہوئی، اسی لئے اس جگہ کو ’’عرفات‘‘ کہہ دیا گیا۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۲/۱۴۵ بیروت، الفتاویٰ الولوالجیۃ ۱/۲۵۹، درمختار زکریا ۳/۴۶۹، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۳۵)

ج: یہ ایسا مقام ہے جہاں لوگ آپس میں ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں، اسی بنا پر اسے ’’عرفات‘‘ کہا جاتا ہے، وغیرہ۔ (تفصیل دیکھئے: البحر العمیق ۳/۱۵۰۰-۱۵۰۱)

وقوفِ عرفات؛ حج کا رکن اعظم

۹/ ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں وقت مقررہ کے اندر وقوف کرنا حج کا رکن اعظم ہے، اگر یہ رکن چھوٹ جائے تو اس کی تلافی کسی طرح ممکن نہیں ہے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ عَرَفَات - ثَلاثاً - فَمَنْ اَدْرَکَ عَرَفَةَ قَبْلَ اَنْ یَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ اَدْرَکَ. (رواہ احمد، ابن کثیر مکمل ۱۶۳، شعب الایمان ۳/۴٦۰ برقم: ٤٠٦٦)

حج تو عرفات میں وقوف ہی کا نام ہے - تین مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا - پس جو شخص یوم النحر کی صبح صادق سے پہلے وقوفِ عرفات کو پالے اس نے حج کو پالیا۔

ایک صحابی عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، جب کہ آپ مزدلفہ میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا کہ هَلْ لِیْ مِنْ حَجٍّ؟ (کیا میرے لئے حج کی گنجائش ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

مَنْ صَلّٰی مَعَنَا هٰذِهِ الصَّلاةَ ثُمَّ وَقَفَ هُنَا حَتّٰی نُفِیْضَ وَقَدْ اَفَاضَ قَبْلَ ذٰلِکَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَیْلاً اَوْ نَهَاراً فَقَدْ تَمَّ حَجُّهٗ وَقَضٰی تَفَثَهٗ. (رواہ الدار قطنی فی الحج ۲/۲٤٠، تفسیر قرطبی بیروت ۲/٤۲٥)

جو شخص ہمارے ساتھ یہ (مغرب وعشاء کی) نماز پڑھے پھر ہمارے یہاں سے روانہ ہونے تک ہمارے ساتھ وقوف کرے اور وہ اس سے قبل رات یا دن میں عرفات میں وقوف کر کے آیا ہو، تو اس کا حج تام ہوگیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کردیا۔

زمانۂ جاہلیت میں قریش کے لوگ اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے حج میں عام لوگوں کے ساتھ عرفات تک نہ جاتے تھے؛ بلکہ مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم حرم کے رہنے والے حدودِ حرم سے باہر نہ جائیں گے، تو قرآنِ کریم میں انہیں صاف حکم دیا گیا کہ وہ عام لوگوں کے ساتھ عرفات جایا کریں، اس معاملہ میں من مانی نہیں چلے گی؛ بلکہ حکم خداوندی کی تابع داری ضرور کرنی ہوگی۔ ارشاد خداوندی ہے:

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوْا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (البقرة: ۱۹۹)

پھر واپس آ ؤجہاں سے سب لوگ واپس آئیں (یعنی عرفات سے) اور اللہ سے مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مزدلفہ سے تجاوز کر کے عرفات کے نزدیک اولاً وادیٔ عرنہ میں قیام کیا، جہاں آپ کے لئے ایک خیمہ پہلے سے نصب کر دیا گیا تھا۔ (مسلم شریف ۱/۳۹۷)

اور پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ہجرت سے قبل جو حج فرمائے ان میں بھی آپ قریش کے ساتھ مزدلفہ میں نہ ٹھہرتے تھے؛ بلکہ عام لوگوں کے ساتھ عرفات میں ہی وقوف فرماتے تھے۔ چناں چہ حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (اسلام لانے سے پہلے) اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں گیا، تو وہاں دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں کے ساتھ وقوف فرما ہیں، تو میری زبان سے بے اختیار نکلا کہ: ''اصل دینی حمیت کی شان تو یہ ہے، حالاں کہ قریش ''حمس''، یعنی دینی اعتبار سے باعزت شمار ہوتے ہیں''۔ (مسلم شریف ۱/۴۰۱)

وقوفِ عرفہ کی فضیلت

عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اور بالخصوص میدانِ عرفات میں موجود خوش نصیب حجاج کی مغفرت اور بخشش کے اعلانات آسمانوں پر ہوتے ہیں، اور اس دن شیطان سب سے زیادہ مایوس اور غمزدہ نظر آتا ہے؛ کیوں کہ آج کے دن اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اس کی ساری محنتوں کو بیک جنبش ضائع کر دیتی ہے۔ اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے متعدد احادیث ارشاد فرمائی ہیں، چند روایتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

(۱) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهُ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُوْلُ: مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟

(مسلم شريف ١/٤٣٦، نسائی شریف ٢/٣٥-٣٦، ابن ماجه: ٢١٦)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یوم عرفہ سے بڑھ کر کوئی ایسا دن نہیں ہے، جس میں اتنی بڑی تعداد میں اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہوں، اللہ تعالیٰ بندوں کے قریب آتے ہیں، پھر فرشتوں کے سامنے ان بندوں کے عمل پر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے بندے کیا چاہتے ہیں؟ (کہ انہیں عطا کیا جائے)

یوم عرفہ؛ افضل ترین دن

(۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ...... وَمَا مِنْ یَوْمٍ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ یَنْزِلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا، فَیُبَاھِیْ بِاَھْلِ الْاَرْضِ اَھْلَ السَّمَاءِ، فَیَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا اِلیٰ عِبَادِیْ، جَاؤُوْنِیْ شُعْثًا غُبْرًا ضَاحِیْنَ جَاؤُوْا مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، یَرْجُوْنَ رَحْمَتِیْ وَلَمْ یَرَوْ عَذَابِیْ فَلَمْ یُرَ یَوْمٌ اَکْثَرَ عَتِیْقًا مِنَ النَّارِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ. (رواہ ابو یعلیٰ ۲۰۹۰، الترغیب والترھیب بیروت: ۱۵۳/۲، رقم: ۱۷۳۲)

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نظر میں یوم عرفہ سے افضل کوئی دن نہیں ہے، اس دن اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں، اور پھر دنیا کے لوگوں کے ذریعہ آسمان والوں پر فخر فرماتے ہیں، اور ارشاد ہوتا ہے، میرے بندوں کو دیکھو! میرے پاس پراگندہ بال، گردآلود، دھوپ میں دنیا کے چپہ چپہ سے چل کر آئے ہیں وہ میری رحمت کے امیدوار ہیں، اور عذاب سے نفور ہیں۔ پس کوئی دن عرفہ کے دن کے علاوہ ایسا نہیں ہے جس میں اس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے جاتے ہوں۔

آج رحمتِ خداوندی جوش میں ہے

(۳) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا کَانَ یَوْمُ عَرَفَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ یُبَاھِیْ بِھِمُ الْمَلَائِکَۃَ، فَیَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا اِلیٰ عِبَادِیْ، اَتَوْنِیْ شُعْثًا غُبْرًا، ضَاجِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، اُشْھِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ، فَتَقُوْلُ الْمَلَائِکَۃُ: اِنَّ فِیْھِمْ فُلَانًا مُرَائِیًا وَفُلَانًا، قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالیٰ قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ یَوْمٍ اَکْثَرُ عَتِیْقًا مِنَ النَّارِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ. (رواہ البیھقی فی شعب الایمان ۴۶۰/۳ رقم: ۴۰۶۸، الترغیب والترھیب بیروت ۱۵۳/۲، رقم: ۱۷۳۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ ان حجاج کے ذریعہ فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو یہ میرے پاس پراگندہ بال، گردآلود ہوکر دھوپ میں چل کر دنیا کے چپہ چپہ سے آئے ہیں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں مغفرت سے نواز دیا ہے، تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ان میں تو فلاں فلاں بڑے نافرمان محض بھی ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ’’میں نے انہیں بھی بخش دیا ہے‘‘، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’عرفہ کے دن سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزادی نصیب ہوتی ہے‘‘۔

آج شیطان کی ذلت قابلِ دید ہے

(٤) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كُرَيْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا رُأيَ الشَّيْطَانُ يَوْماً هُوَ فِيْهِ اَصْغَرُ وَلَا اَدْحَرُ وَلَا اَحْقَرُ وَلَا اَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَمَا ذٰلِكَ اِلَّا لِمَا يَرَى فِيْهِ مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ، اِلَّا مَا رُأِيَ يَوْمَ بَدْرٍ فَاِنَّهُ رَاٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَزَعُ الْمَلَائِكَةَ. (رواه مالك في المؤطا ۴۲۲/۱، والبيهقي في شعب الايمان ۴۶۱/۳، رقم: ۴۰۶۹، الترغيب والترهيب بيروت ۱۵۴/۲، رقم: ۱۷۳۳، كنز العمال ۲۹/۵ رقم: ۱۲۱۰۱)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''شیطان جس قدر ذلیل، حقیر، مایوس اور غم وغصہ میں عرفہ کے دن ہوتا ہے اتنا اور کسی دن نہیں ہوتا، اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور بڑے بڑے گناہوں سے معافی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، البتہ غزوۂ بدر کے روز وہ اس سے زیادہ ذلیل ہوا تھا، جب وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرشتوں کی صف بندی کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا''۔

رحمتِ خداوندی عام ہے

(٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ وَقَدْ كَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَؤُوْبَ فَقَالَ: يَا بِلَالُ اَنْصِتْ لِيَ النَّاسَ، فَقَامَ بِلَالُ، فَقَالَ: اَنْصِتُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْصَتَ النَّاسُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النَّاسِ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ اٰنِفاً فَاَقْرَأَنِيْ مِنْ رَبِّيْ السَّلَامَ وَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ غَفَرَ لِاَهْلِ عَرَفَاتٍ وَاَهْلِ الْمَشْعَرِ وَضَمِنَ عَنْهُمُ التَّبِعَاتِ فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں وقوف فرما تھے، اور سورج غروب ہونے کے قریب تھا، آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کراؤ، چناں چہ حضرت بلال نے اعلان کیا اور لوگ خاموش ہوگئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ: ''ابھی ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لاکر میرے رب کا سلام پیش کیا اور یہ بشارت سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کرنے والوں کی بخشش کا فیصلہ فرما دیا ہے، اور ان کے اوپر واجب حقوق کی خود ضمانت لے لی ہے''، تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے

أَهٰذَا لَنَا خَاصَّةً؟ قَالَ: هٰذَا لَكُمْ وَلِمَنْ اَتٰى مِنْ بَعْدِكُمْ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: كَثُرَ خَيْرُ اللّٰهِ وَ طَابَ.

(الترغيب والترهيب بيروت : ۱۵۷/۲رقم:۱۷۳۷)

کھڑے ہوکر عرض کیا کہ ''اے اللہ کے رسول! کیا یہ بشارت صرف ہمارے لئے ہے''؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''یہ تمہارے لئے اور تمہارے بعد قیامت تک یہاں وقوف کرنے والوں کے لئے ہے''، یہ سن کر حضرت عمرؓ بول اٹھے: ''واقعی اللہ کی عطا کردہ بھلائی بہت زیادہ اور شاندار ہے''۔

میدانِ عرفات میں گناہوں سے بچنے پر بشارت

میدانِ عرفات میں بالخصوص جو شخص اپنے اعضاء و جوارح کو ہر طرح کے گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرے گا، اس کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت کا وعدہ ہے، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ لِسَانَهٗ وَسَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهٗ مِنْ عَرَفَةَ اِلىٰ عَرَفَةَ.

(الترغيب والترهيب بيروت ۱۵۹/۲، رقم: ۱۷٤۱، اخرجه البيهقي معناه في شعب الايمان ٤٦۲/۳ رقم: ٤۰۷۱)

جس شخص نے عرفہ کے دن اپنی زبان، کان اور نگاہ کی حفاظت کی (انہیں گناہوں سے بچا کر رکھا) تو اس کے اس یوم عرفہ سے لے کر اگلے سال یوم عرفہ کے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

اس لئے حجاج کرام کو اس مبارک سفر میں بالخصوص ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عرفات کے بعض خاص اوراد

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان میدانِ عرفات میں قبلہ رو کھڑے ہوکر سو مرتبہ: ''**لا الـٰه الا اللّٰـه وحده، لا شريك لـه، لـه الـمـلك وله الحمد، يحي ويميت، وهو على كل شيء قدير**'' اور سو مرتبہ سورۂ اخلاص، سو مرتبہ درود شریف (درودِ ابراہیمی) پڑھے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا مَلَائِكَتِيْ مَا جَزَاءُ عَبْدِيْ هٰذَا، سَبَّحَنِيْ وَهَلَّلَنِيْ وَكَبَّرَنِيْ وَعَظَّمَنِيْ وَعَرَفَنِيْ وَاَثْنىٰ عَلَيَّ، وَصَلّٰى عَلىٰ نَبِيِّ، اِشْهَدُوْا مَلَائِكَتِيْ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ وَشَفَّعْتُهٗ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَوْ

اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی جزاء کیا ہے؟ اس نے میری پاکی بیان کی، میری وحدانیت کا اعلان کیا، میری بڑائی اور عظمت کا اظہار کیا، اور مجھے پہچان کر میری حمد و ثنا کی اور میرے پیغمبر پر درود بھیجا، فرشتو! گواہ رہنا اس بندے کی میں نے مغفرت کر دی

سَأَلَنِیْ عَبْدِیْ ھٰذَا لَشَفَّعْتُهٗ فِیْ اَھْلِ الْمَوْقَفِ. (رواه البيهقی فی شعب الايمان ٤٦٣/٣، رقم: ٤٠٧٤، الترغيب والترهيب بيروت ١٦١/٢، رقم: ١٧٤٤، كنز العمال ٣٠/٥، رقم: ١٢١٠٦)

ہے، اوراس کی ذات کے بارے میں اس کی سفارش مان لی ہے، اوراگر میرا یہ بندہ سارے عرفات میں ٹھہرنے والوں کے لئے کوئی درخواست کرے گا توان کے بارے میں بھی میں اس کی سفارش قبول کرلوں گا۔

درج بالاہدایات سے وقوفِ عرفات کے عمل کی عنداللہ اہمیت کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے، اس لئے سبھی حجاج پرلازم ہے کہ وہ وقوفِ عرفات کے اس قیمتی ترین وقت کوضائع ہونے سے بچائیں اورنہایت توجہ کے ساتھ دعاء واستغفار، تلبیہ اوررجوع الی اللہ میں مشغول رہیں، کھانے پینے، تفریح، مٹرگشتی اورگپ شپ سے اور بلاضرورت لیٹنے بیٹھنے سے پرہیزکریں، یہ موقع زندگی میں باربارنہیں آیا کرتا۔

آج داتاؤں کے داتا کا دربارکھلا ہوا ہے، اورارحم الراحمین کی رحمت جوش ماررہی ہے، بس لینے کی اوردامن پھیلانے کی ضرورت ہے، آج کے دن جوجتنی عاجزی کا اظہارکرے گااورجس قدررقت اورتضرع کے ساتھ بارگاہِ حق میں فریادکرے گا، وہ اسی قدرزیادہ نوازا جائے گا۔

آج کوئی ناامید نہ رہے

محدثِ جلیل حضرت عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ ایک سال میدانِ عرفات میں مجھے حضرت سفیان ثوریؒ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، موصوف گھٹنے کے بل بیٹھے تھےاورآنکھوں سے مسلسل آنسوؤں کی جھڑی لگ رہی تھی، اسی حالت میں انہوں نے پوچھا: ’’جانتے ہوآج کے دن سب سے زیادہ بدنصیب اور بدبخت شخص کون ہے‘‘؟ پھرخود ہی جواب دیا کہ: ’’وہ شخص جو یہ گمان رکھے کہ آج کے دن بھی اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہ فرمائیں گے‘‘۔

ایک سال میدانِ عرفات میں خلق خدا کی گریہ وزاری اورتضرع وابتہال کا پراثر منظر دیکھ کر عارف باللہ حضرت فضیل ابن عیاضؒ لوگوں سے گویا ہوئے کہ: ’’تمہارا کیا خیال ہے اگراتنا بڑا مجمع کسی دنیاکے مال دار کے پاس جاکرصرف ایک دانگ (درہم کا چھٹا حصہ) دئے جانے کا مطالبہ کرے، توبتاؤ کیاوہ مال داران کی اتنی ذراسی درخواست ٹھکرادے گا‘‘؟ سب نے بیک زبان کہا: ’’نہیں! ہرگزنہیں‘‘۔ حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ: ’’رب ذوالجلال کی قسم اِن سب لوگوں کو معاف کردینا اورمغفرت سےنواز دینا اللہ کے نزدیک ایک دانگ دینے سے بھی معمولی ترین بات ہے‘‘۔ (دعاءیوم عرفۃ ۲۲-۲۳، البحرالعمیق)

حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: اللہ تعالیٰ خودفرماتے ہیں کہ: ’’اگرتمام جنات

وانسان ایک میدان میں آکر مجھ سے جو چاہیں اور جتنا چاہیں مانگیں اور میں سب کو عطا کردوں، پھر بھی میرے خزانے میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آسکتی''۔ (مسلم شریف)

اپنی کوتاہیوں پر اظہار ندامت

کیا ٹھکانا ہے اس کی عطا کا؟ اور کیا انتہا ہے اس کی ستاری کی؟ ایک طرف اس کی بے حد وحساب نوازش دیکھئے اور عالم حیرت میں غرق ہوجایئے، اور دوسری طرف اپنی کوتاہیوں، ناقدریوں اور احسان فراموشی کا جائزہ لیجئے، اور اللہ کی صفت ستاری دیکھئے۔

ایک بڑے صاحب معرفت بزرگ حضرت ابوعبیدہ خواصؒ کو لوگوں نے میدانِ عرفات میں دیکھا کہ انتہائی بے چینی اور بے قراری کے عالم میں یہ دل دہلانے والے اشعار پڑھ رہے تھے:

كَمْ قَدْ زَلَلْتُ وَ لَمْ اَذْكُرْكَ فِيْ زَلَلِيْ ☆ وَاَنْتَ يَا مَالِكِيْ بِالْغَيْبِ تَذْكُرُنِيْ

ترجمہ: اے رب کریم! میں نے کتنی لغزشیں کیں اور اپنی لغزشوں کے دوران تجھے بالکل یاد نہ کیا، اور اے میرے مالک تو پھر بھی مجھے غائبانہ میں یاد کرتا رہا۔

كَمْ اَكْشِفُ السِّتْرَ جَهْلاً عِنْدَ مَعْصِيَتِيْ ☆ وَاَنْتَ تَلْطِفُ بِيْ حِلْماً وَ تَسْتُرُنِيْ

ترجمہ: اور میں نے نادانی میں کتنی ہی مرتبہ گناہ کرکے اپنی رسوائی کا سامنا کیا، مگر تو برابر اپنی صفت حلم سے میرے ساتھ مہربانی اور پردہ پوشی کا معاملہ فرماتا رہا۔ (فضائل حج ۲۲۰)

لَاَبْكِيَنَّ بِدَمْعِ الْعَيْنِ مِنْ اَسَفٍ ☆ لَاَبْكِيَنَّ بُكَاءَ الْوَالِهِ الْحَزِنِ

ترجمہ: اب میں مارے افسوس کے آنکھوں سے آنسو ضرور بہاؤں گا، اور میں بے قرار غمزدہ کی طرح بلک بلک کر روؤں گا۔ (البحرالعمیق ۱۵۴۶/۳)

میدانِ عرفات کی افضل ترین دعا

میدانِ عرفات میں وقوف کا وقت دعا کی قبولیت کا افضل ترین وقت ہے، اور عرفات کی سب سے افضل ترین دعا یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (مجمع الزوائد ۲۵۲/۳، البحر العميق ۱۵۴۸/۳، مناسك ملا علی قاری ۵۸۹)

اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ہے ہر طرح کی بادشاہت، اور تمام تعریفوں کا وہی مستحق ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت سفیان ابن عیینہؒ سے پوچھا گیا کہ یہ کلمات تو محض حمد وثنا ہیں، پھر انہیں دعا کیوں کہاں گیا؟ تو

آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میری حمد وثنا میں مشغولیت جس کو دعا اور سوال سے روک دے، تو میں اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں''۔ (المغنی فی الحج والعمرہ ۲۴۰)

لہٰذا ان کلمات کی کثرت سے وہ نعمتیں ملیں گی جو بڑی بڑی دعاؤں سے بھی نہیں مل سکتیں، انشاء اللہ تعالیٰ۔

میدانِ عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا

حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اثر انگیز دعا بھی ثابت ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَریٰ مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ لَا یَخْفیٰ عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ، اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ، اَسْأَلُکَ مَسْئَلَةَ الْمِسْکِیْنِ، وَاَبْتَهِلُ اِلَیْکَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ، مَنْ خَشَعَتْ لَکَ رَقْبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَیْنَاهُ، وَذَلَّ لَکَ جَسَدُهٗ، وَرَغِمَ اَنْفُهٗ لَکَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیاً وَکُنْ بِیْ رَؤُوْفاً رَحِیْماً یَا خَیْرَ الْمَسْؤُوْلِیْنَ وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ.

(كتاب الدعاء: ٢٧٤، مناسك ملا على قارى ٥٩٢)

اے اللہ! آپ میری بات سن رہے ہیں، اور میری جگہ دیکھ رہے ہیں، اور میری ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہیں، میری کوئی بات بھی آپ پر مخفی نہیں ہے، میں سختی میں مبتلا ہوں محتاج ہوں، پناہ کا طلب گار ہوں، عذاب کے تصور سے ڈرنے اور لرزنے والا ہوں، اپنے سب گناہوں کا پوری طرح معترف ہوں، میں آپ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں، اور میں آپ کو نابینا (گرنے سے) خوف کرنے والے شخص کی طرح پکارتا ہوں، جس کی گردن آپ کے سامنے جھکی ہوئی ہے، اور جس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، اور جس کا جسم آپ کے درِ دولت پر ذلت کے ساتھ پڑا ہے، اور جس کی ناک آپ کے سامنے رگڑی ہوئی ہے۔ اے اللہ! آپ مجھے اس مانگنے میں محروم نہ فرمایئے اور میرے لئے نہایت مہربان اور رحیم بن جایئے، اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے، اور اے ان سب سے افضل جو عطا کرنے والے ہیں۔

الغرض وقوفِ عرفہ کا تو پورا وقت دعا ہی کے لئے ہے، جو چاہے اور جتنا چاہے اور جس زبان میں چاہے مانگے، حمد وثنا، صلاۃ وسلام اور اذکار میں پورے تضرع اور شوق کے ساتھ مشغول رہے۔ ملا علی قاریؒ کی ''الحزب الاعظم''، حضرت تھانویؒ کی ''مناجاتِ مقبول'' اور دعاؤں کی دیگر کتابیں دیکھ کر حسب ذوق دعائیں پڑھتا رہے۔ یاد آجائے تو راقم الحروف ناکارہ اور اس کے والدین و متعلقین واحباب کے لئے بھی دعا فرمادیں، تو بڑا کرم ہوگا۔ اب آگے وقوفِ عرفات سے متعلق چند اہم مسائل لکھے جاتے ہیں:

منیٰ سے عرفات روانگی

مستحب ہے کہ ۹؍ ذی الحجہ کو منیٰ میں فجر کی نماز اول وقت پڑھنے کے بعد اتنی دیر ٹھہرے کہ دھوپ ’’جبل ثبیر‘‘ (منیٰ کا ایک پہاڑ جو مسجد خیف کے سامنے ہے) پر پھیل جائے، اس کے بعد نہایت سکون ووقار کے ساتھ تلبیہ اور اذکار پڑھتے ہوئے منیٰ سے میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہو۔ **فاذا صلى الفجر بمنىٰ مكث قليلاً حتى تطلع الشمس على ثبير، ثم توجه الى عرفات مع السكينة والوقار ملبياً مهللاً مكبراً داعياً ذاكراً مصلياً على النبى صلى الله عليه وسلم، ويلبى ساعة فساعة.** (غنية الناسك ١٤٦-١٤٧، درمختار زكريا ٥١٨/٣، البحر العميق ١٤٢١/٣) **ويصلى الفجر بغلس ثم يأتى بعرفات بعد ما طلعت الشمس.** (تاتارخانية زكريا ٥٠٥/٣، هندية ٢٢٧/١)

رات میں عرفات جانا

آج کل معلم حضرات رات ہی میں عرفات لے جاتے ہیں، پس ناواقف اور ناتجربہ کار حاجیوں کے لئے معلم کی بسوں سے فجر سے قبل عرفات جانا بھی شرعاً درست ہے، اس سے کوئی جزاء لازم نہیں آتی؛ البتہ جو لوگ بآسانی صبح کو جاسکتے ہیں، ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ صبح کو عرفات کے لئے روانہ ہوں۔ **وان توجه قبل طلوع الفجر، او قبل طلوع الشمس، او قبل اداء الفجر أجزأه وأساء.** (غنية الناسك ١٤٧، هندية ٢٢٧/١، شامى زكريا ٥١٨/٣) **قال الزيلعى: وهٰذا بيان الاولوية حتى لو دفع قبل طلوع الفجر جاز.** (البحر العميق ١٤٢٣/٣، تاتارخانية ٥٠٦/٣) **قال فى البحر: وهٰذا بيان الافضل حتى لو ذهب قبل طلوع الفجر اليها جاز كما يفعله الحجاج فى زماننا فان اكثرهم لا يبيتون بمنى لتوهم الضرر من السواق.** (البحر الرائق كوئٹه ٣٣٦/٢)

عرفات جاتے ہوئے کیا دعا مانگے؟

مستحب ہے کہ عرفات جاتے ہوئے یہ دعا کرے: **اَللّٰهُمَّ اِلَيْکَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْکَ**

تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُّ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَوَجِّهْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ تَوَجَّهْتُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. (اے اللہ میں آپ ہی کی طرف متوجہ ہوں اور آپ ہی کی ذات پر مجھے بھروسہ ہے، اور آپ ہی کی رضا مجھے مطلوب ہے، اے اللہ میری مغفرت فرمایئے، اور میری طرف توجہ فرمایئے، اور آپ میری درخواست پوری فرمایئے، اور میں جہاں بھی رہوں میرے لئے خیر مقدر فرمایئے، اللہ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے) یا اپنی زبان میں اسی طرح کی دعائیں مانگتا رہے اور اس دوران تلبیہ کی کثرت رکھے۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۷، تبیین الحقائق ۲/۲۸۶، مجمع الانہر ۱/۴۰۷)

عرفات میں کہاں ٹھہرے؟

عرفات کے میدان میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جا سکتا ہے، کوئی جگہ کسی کے لئے خاص نہیں ہے۔ اور اگر بآسانی ممکن ہو تو جبل رحمت کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔ **واذا دخل لعرفات نزل بها مع الناس حيث احب ......، وبقرب جبل الرحمة افضل.** (غنية الناسك ١٤٧، البحر العميق ١٤٤١/٣، هندية ٢٢٨/١، شامي زكريا ٥١٨/٣، البحر الرائق كوئٹه ٣٦٦/٢)

نوٹ: آج کل عرفات میں معلموں کے خیمے الگ الگ ہوتے ہیں، اور ہر معلم سے متعلق حجاج کے لئے انہیں کے خیموں میں ٹھہرنے کا نظم ہوتا ہے، اس لئے حجاج کو اس نظام کی پابندی کرنی چاہئے، تاہم اگر کسی وجہ سے اپنے خیموں تک نہ پہنچ پائیں تو جہاں جگہ ملے ٹھہر جائیں؛ البتہ ایسی جگہ ٹھہرنا مکروہ ہے جس سے آنے جانے کا راستہ بند ہو جاتا ہو، اور دوسرے لوگوں کے لئے دقت پیش آتی ہو، حجاج کو اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ بے ترتیبی کی وجہ سے سخت مشکلات پیش آجاتی ہیں، جن سے احتراز لازم ہے۔ **وقيل مراده: ان لا ينزل على الطريق كيلا يضيق على المارّة.** (البحر العميق ١٤٤١/٣، هندية ٢٢٨/١، البحر الرائق زكريا ٥٨٩/٢، تاتارخانية ٥٠٦/٣)

عرفات میں زوال سے پہلے کی مصروفیات

عرفات پہنچ کر وقت ضائع نہ کرے؛ بلکہ زوال تک دعا، درود شریف اور ذکر وتلبیہ میں مشغول رہے، اور اگر کھانے پینے یا آرام کی ضرورت ہوتو زوال سے پہلے پہلے ان چیزوں سے نمٹ لے؛ تاکہ زوال کے بعد پوری توجہ کے ساتھ وقوف کیا جاسکے۔ **فاذا نزل بعرفات یمکث فیها ویشتغل بالدعاء والصلاة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم والذکر والتلبیة الیٰ ان تزول الشمس ...... ویقدم حوائجه مما یتعلق بالاکل والشرب ونحوهما قبل الزوال، ویتفرغ من جمیع العلائق، ویتوجه بقلبه الی رب الخلائق.** (غنیة الناسك ١٤٨، البحر العمیق ١٥٣٦/٣)

عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھنے کی شرائط

سنت یہ ہے کہ جو حجاج عرفات کے میدان میں ''مسجد نمرہ'' میں امام الحج کے ساتھ نماز پڑھیں، وہ ظہر اور عصر دونوں اکٹھی ادا کریں گے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کی شرائط درج ذیل ہیں: (۱) حج کا احرام (۲) جماعت (۳) حکومت کی طرف سے مقرر کردہ امام (۴) ظہر کا عصر پر مقدم ہونا (۵) ظہر کے وقت میں عصر پڑھنا (۶) جگہ عرفات کا میدان یا اس کے قریب ہونا۔

مذکورہ بالا شرائط میں سے اگر کوئی بھی شرط مفقود ہوتو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کرکے پڑھنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں پڑھنا ضروری ہوگا۔ **فجملة الشروط ستة ......، ولو فقد شرط منها یصلی کل صلاة فی الخیمة علیحدة فی وقتها بجماعة او غیرها.** (غنیة الناسك ١٥٣، ومثله فی الشامی زکریا ٥٢٠/٣، سکب الانهر ٤٠٧/١، البحر الرائق کوئٹه ٣٣٧/٢)

خیموں میں مقیم حجاج نمازیں کس طرح پڑھیں؟

حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق چوں کہ عرفات کے میدان میں خیموں میں ٹھہرنے والے

حجاج سرکاری امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھ پاتے (جو جمع بین الصلاتین کی منجملہ شرطوں میں سے ایک ہے) لہٰذا وہ خیمہ میں رہتے ہوئے ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھیں گے۔ **ولو فقد شرط منها يصلي كل صلاة في الخيمة عليحدة في وقتها بجماعة او غيرها.** (غنية الناسك ١٥٣، ومثله فى التاتارخانية ٥٠٧/٣، درمختار مع الشامى زكريا ٥٢١/٣، هندية ٢٢٨/١) **وفي منسك ابن العجمي: المراد بالامام الامام الاعظم، اما امام الرفقة فلا يجوز الجمع معه عند ابی حنيفةؒ.** (البحر العميق ١٤٨٨/٣) **وفي الزيادات: والصحيح قول ابی حنيفةؒ.** (البحر العميق ١٤٨٣/٣، هداية مكتبة البشرىٰ كراچى ٢-١٩٤-١٩٥)

نوٹ: ائمہ ثلاثہ اور حنفیہ میں سے حضراتِ صاحبینؒ (امام ابویوسف اور امام محمدؒ) کے نزدیک چوں کہ عرفات میں جمع بین الصلاتین کے جواز کے لئے امام الحج کی امامت شرط نہیں ہے؛ لہٰذا ان کے نزدیک خیمہ میں مقیم حجاج کے لئے بھی جمع بین الصلاتین مطلقاً مسنون ہے۔ بریں بنا اگر کوئی شخص خیمہ میں جمع بین الصلاتین کرنے لگے، تو اس سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے؛ البتہ احتیاط امام صاحبؒ کے قول پر عمل کرنے میں ہے۔ **وعندهما لا يشترط بشيء من الشروط الثلاثة الا الاحرام بالحج في العصر فقط، وبه قالت الثلاثة.** (غنية الناسك ١٥٢، تاتارخانية ٥٠٧/٣، درمختار زكريا ٥٢١/٣)

جمع بین الصلاتین کی کیفیت

زوال کے بعد عرفات کی ''مسجدِ نمرہ'' میں امام الحج اولاً منبر پر بیٹھے گا، اور اس کے سامنے مؤذن جمعہ کی طرح اذان دے گا، اس کے بعد امام خطبہ دے گا، خطبہ کی ابتدا تکبیر اور تلبیہ کے کلمات سے ہوگی، اور بعد ازاں امت کی اصلاح اور مناسک حج کے سلسلہ میں ہدایات دی جائیں گی، اور خطبہ کے بعد ظہر کی اقامت ہوگی، پھر ظہر پڑھی جائے گی، اس کے بعد عصر کی اقامت کہی جائے گی، اور عصر کی نماز کی ادائیگی ہوگی، اور دونوں نمازوں میں قرأت آہستہ ہوگی، اور دونوں کے درمیان کوئی نفل یا سنت نماز نہیں پڑھی جائے گی، اور عصر کے بعد بھی کوئی نفلی نماز

پڑھنا درست نہ ہوگا؛ کیوں کہ عصر کے بعد نوافل پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے۔ **الحاصل انه یصلی بهم الظهر والعصر فی وقت الظهر باذان واحدٍ واقامتین، ویکره للامام والمأموم ان یتطوع بینهما...... ویکره التنفل بعد اداء العصر، ولو فی وقت الظهر.** (غنیة الناسك ۱۵۰، البحر العمیق ۱۴۶۱/۳، درمختار زکریا ۵۱۹/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۶/۲)

امام مسافر ہوتو مقیم حجاج کیسے نماز پڑھیں؟

اگر امام الحج عرفات میں مسافر ہونے کی وجہ سے ظہر اور عصر کی نمازیں دو دو رکعت پڑھائے، تو مقیم حجاج، امام کے سلام پھیرنے کے بعد حسبِ دستور اپنی نمازیں پوری کریں گے۔ **وان کان مسافراً قصر، واتم المقیمون بلا قراءةٍ.** (غنیة الناسك ۱۵۰، البحر العمیق ۱۴۷۶، تاتارخانیة ۵۰۸/۳، شامی زکریا ۵۲۰/۳)

وقوفِ عرفات معتبر ہونے کی شرائط

۹/ذی الحجہ کو وقوفِ عرفات حج کا رکن اعظم ہے، اس کے معتبر ہونے کے لئے تین شرطیں پائی جانی ضروری ہیں: (۱) حج صحیح کا احرام (لہٰذا اگر بغیر احرام کے وقوف کیا، یا حج فاسد کے ساتھ وقوف کیا، تو ایسا وقوف معتبر نہ ہوگا) (۲) عرفات کی شرعی حدود میں قیام (لہٰذا اگر عرفات سے باہر کسی حصہ میں مقیم رہا تو اس کا وقوف صحیح نہ ہوگا) (۳) وقت (اس کی ابتداء نویں ذی الحجہ کے زوال سے ہوتی ہے، اور اس کا آخری وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق ہے، اس درمیان جو حاجی کچھ دیر کے لئے بھی حدودِ عرفات سے گذر جائے، اس کا فرض ادا ہوجائے گا) **وهی ثلاثة: الاول: الاحرام بحج صحیح غیر فائت ولا فاسد...... الثانی: المکان وهو عرفات......، الثالث: الوقت: واوله زوال الشمس یوم عرفة وآخره طلوع الفجر الثانی من یوم النحر.** (غنیة الناسك ۱۵۷، وهکذا تستفاد من الشامی زکریا ۵۲۲/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۹/۲)

فرض وقوف کی مقدار

حاجی کے لئے وقت کے اندر رات یا دن میں کسی بھی وقت حدودِ عرفات میں ٹھہرنا یا گذرنا فرض ہے؛ لہٰذا ۹؍ ذی الحجہ (یوم عرفہ) کے زوال کے بعد سے ۱۰؍ ذی الحجہ (یوم النحر) کی صبح صادق کے درمیان جو شخص (شرائط کے ساتھ) حدودِ عرفات میں ٹھہرے یا گذر جائے، خواہ جاگتے ہوئے ہو یا سوتے ہوئے ہو، ہوش میں ہو یا بے ہوشی میں ہو، سواری پر ہو یا پیدل ہو، حتی کہ وقوف کی نیت ہو یا نہ ہو، بہرصورت اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ **فالقدر المفروض من الوقوف هو كينونته بعرفة فى ساعة من هٰذا الوقت.** (بدائع الصنائع ۳۰۵/۲، البحر العمیق ۱۵۱۳/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۹/۲، درمختار مع الشامی زکریا ۵۲۲/۳)

وقوفِ واجب کی مقدار

وقوفِ عرفات میں واجب یہ ہے کہ عرفہ کا دن گذار کر آنے والی رات کا کچھ حصہ ضرور عرفات میں گذارا جائے، بریں بنا اگر وقوفِ عرفات دن میں کیا تو زوال کے بعد سے جب بھی عرفات میں داخل ہو، تو غروبِ شمس کے بعد تک حدودِ عرفات میں رہنا واجب ہوگا۔ **واما قدر الواجب فيه ان وقف نهاراً، فحد الوقوف من الزوال؛ بل من حين وقف الى ان تغرب الشمس......** (غنیة الناسك ۱۵۹-۱۶۰، هندية ۲۲۹/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۹/۲، درمختار مع الشامی زکریا ۵۲۴/۳) **الوقوف المعتد به ركناً هو الوقوف بالنهار او بالليل الا ان الواجب هو الوقوف بجزء من الليل لا محالة.** (البحر العمیق ۱۵۱۴/۳)

رات میں وقوفِ عرفات

نویں ذی الحجہ کا دن گذار کر رات میں وقوفِ عرفات بھی معتبر ہے، اور اس میں وقت کے اعتبار سے کوئی تحدید نہیں ہے، یعنی پوری رات ٹھہرنا اس پر ضروری نہیں؛ بلکہ تھوڑی دیر بھی اگر وقوف پایا جائے تو فرض ادا ہو جائے گا، اور اس پر کوئی جنایت بھی لازم نہ ہوگی۔ **واما اذا وقف ليلاً فلا**

واجب فی حقه حتی لو وقف ساعة لا یلزمه شیٔ. (شامی زکریا ۳/ ٤٧٠، غنیة الناسك ١٥٩) **بخلاف من وقف لیلاً او مرَّ بعرفات بلیل، فلا یلزمه شیٔ؛ لان امتداد الوقوف علیه بلیل لیس بواجب.** (البحر العمیق ۳/ ١٥١٤، ومثله فی الهندیة ١/ ٢٣٠، تاتارخانیة ۳/ ٥١۳)

وقوفِ عرفات کی سنتیں

وقوفِ عرفات میں درج ذیل اعمال مسنون ہیں: (۱) غسل کرنا (۲) امام کا ظہر اور عصر سے پہلے دو خطبے دینا (۳) ان دونوں خطبوں کا زوال کے بعد نمازوں سے پہلے ہونا (۴) ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر ظہر کے وقت میں پڑھنا (۵) نماز کے بعد بلا کسی تاخیر کے وقوف کا اہتمام کرنا (۶) غروب کے بعد عرفات سے امام کے نکلنے کے بعد ہی نکلنا (۷) غروب ہونے کے بعد عرفات سے روانہ ہونے میں بلا عذر تاخیر نہ کرنا (البتہ اگر عذر کی وجہ سے تاخیر ہو تو حرج نہیں) **واما سننه فالغسل للوقوف والخطبتان الخ.** (غنیة الناسك ١٦٠، هندیة ١/ ٢٢٩، البحر الرائق کوئٹه ٢/ ۳۳۹، مناسك ملا علی قاری ٢٠٦)

وقوفِ عرفات کے مستحبات

وقوفِ عرفات میں مستحب ہے کہ تلبیہ، تکبیر، کلمہ طیبہ، دعا، تلاوتِ قرآن اور درود شریف کی کثرت رکھی جائے، اور جس جگہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے وقوف فرمایا، اس کے قریب وقوف کیا جائے۔ **واما مستحباته: فالاکثار من التلبیة والتکبیر والتهلیل الخ.** (غنیة الناسك ١٦٠، مناسك ملا علی قاری ٢٠٦، هندیة ١/ ٢٢٩، البحر الرائق کوئٹه ٢/ ۳٤٠)

جبلِ رحمت پر چڑھنا کوئی فضیلت کی بات نہیں

بہت سے لوگ عرفات میں ''جبلِ رحمت'' پر چڑھ کر وقوف کرنے کو باعث فضیلت سمجھتے ہیں، اور اس جگہ کو عرفات کی دیگر جگہوں سے افضل خیال کرتے ہیں، چناں چہ اس پہاڑی پر حاجیوں کی بھیڑ نظر آتی ہے، حالاں کہ یہ خیال اور عمل قطعاً غلط ہے، اس پہاڑی پر چڑھنے کی

کوئی فضیلت کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ **واما ما اشتهر عند العوام من الاعتناء بالوقوف على جبل الرحمة، وترجيحهم له على غيره من ارض عرفات فخطأ ظاهر ومخالف للسنة، ولم يذكر احد ممن يعتمد عليه فى صعود هٰذا الجبل فضيلة تختص به الخ.** (غنية الناسك ١٦٠، البحر العميق ١٥٢٧/٣، شامی زکریا ٥٢٢/٣، البحر الرائق کوئٹہ ٣٤٠/٢)

غروب سے قبل اپنی جگہ سے روانہ نہ ہوں

بہتر یہ ہے کہ جب تک سورج غروب نہ ہوجائے، میدانِ عرفات میں اپنی قیام گاہ سے چلنا شروع نہ کریں؛ البتہ غروب کے بعد بلا عذر دیر نہ کریں۔ **ولا يتوجه قبل الغروب وان لم يجاوز حدود عرفة.** (غنية الناسك ١٦١، مناسك ملا على قارى ٢٠٨)

نوٹ: کثرت سے یہ دیکھا گیا ہے کہ غروب سے آدھا پون گھنٹہ پہلے ہی لوگ اپنا سامان سمیٹ کر عرفات سے روانگی کا ماحول بنا لیتے ہیں، اور بسوں یا سواریوں میں بیٹھنا شروع کردیتے ہیں، تو یہ جلدبازی مناسب نہیں ہے، اطمینان وسکون کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

یوم عرفہ جمعہ کے دن واقع ہونے کی فضیلت

اگر یوم عرفہ (۹/ذی الحجہ) جمعہ کے دن واقع ہوتو بعض روایات میں ہے کہ اس دن سبھی حجاج کی مغفرت کا فیصلہ ہوتا ہے اور اس حج کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ **واذا وافق يوم عرفة يوم جمعة غفر لكل اهل الموقف وانه افضل من سبعين حجة فى غير يوم الجمعة.** (البحر الرائق کوئٹہ ٣٤٠/٢، البحر العميق ١٥٤٣/٣)

عرفات میں جمعہ کا حکم نہیں

اگر یوم عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوتو ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ میدانِ عرفات میں جمعہ

کی نماز ادا نہیں کی جائے گی؛ بلکہ حسب معمول ظہر وعصر کی نماز ہی پڑھیں گے۔ **واذا وافق یوم عرفة یوم جمعة لم یصل الامام فیها باتفاق الائمة الاربعة لانها فضاء ولیست بمصر.** (البحر العمیق ۱٤۹۱/۳، هندیة ۱٤٥/۱، تاتارخانیة زکریا ۵٥۲/۲)

جنایات وقوفِ عرفات

عرفات میں دن میں وقوف کرنے والا حاجی اگر ۹/ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے سے پہلے حدودِ عرفات سے باہر نکل آئے اور پھر دوبارہ واپس نہ جائے، تو اس پر ترکِ واجب کی بنا پر دمِ جنایت لازم ہوگا۔ **فاذا وقف نهاراً و دفع قبل الغروب ...... وان جاوز قبل الغروب فعلیه دم اماماً کان أو غیره.** (غنیة الناسك ۱٥۹-۱٦۰، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۲٤/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳٤۰/۲)

اگر غروب سے پہلے حدودِ عرفات سے باہر چلا گیا؛ لیکن پھر غروب سے قبل یا غروب کے بعد واپس آکر وقوف کرلیا تو دم جنایت ساقط ہوجائے گا۔ (تفصیل دیکھئے: البحر العمیق ۱۵۱۶/۳-۱۵۱۸، تاتارخانیۃ ۵۱۴/۳، بدائع الصنائع ۳۰۶/۲)

مسائل تکبیر تشریق

○ ذی الحجہ کی ۹/تاریخ (یوم عرفہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ۱۳/ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد منفرد، امام، مقتدی، مرد اور عورت پر تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ **واما وقته فاوله عقیب صلاة الفجر من یوم عرفة و آخره فی قول ابی یوسف ومحمدؒ عقیب صلاة العصر من اٰخر ایام التشریق.** (هندیة ۱٥۲/۱، تبیین الحقائق ٥٤٥/۱، حلبی کبیر ٥۷٤، البحر العمیق ۱٤۲۹/۳)

○ تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھی جائے گی اور اس کے الفاظ یہ ہیں: **اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.** (البحر العمیق ۱٤۳۱/۳، هندیة ۱٥۲/۱، تبیین الحقائق ٥٤٥/۱، حلبی کبیر ٥۷٥)

o یہ تکبیر مرد جہراً پڑھیں گے اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔ **والمرأة تخافت بالتكبير لان صوتها عورة.** (تبيين الحقائق ٥٤٦/١، البحر العميق ١٤٣٤/٣، هندية ١٥٢/١، درمختار زكريا ٦٤/٣)

o مسبوق شخص اپنا سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھے گا۔ **وكذا يجب على المسبوق ويكبر بعدما قضى ما فاته.** (هندية ١٥٢/١، تبيين الحقائق ٥٤٦/١، درمختار زكريا ٦٥/٣، البحر العميق ١٤٣٤/٣)

o تلبیہ پڑھنے والا نمازی نماز کے بعد اولاً تکبیر تشریق پڑھے گا اس کے بعد تلبیہ پڑھے گا، اگر نماز کے بعد فوراً تلبیہ پڑھ دیا تو تکبیر تشریق کا حکم ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر نماز کے بعد کسی منافی نماز عمل میں مشغول ہو جائے، مثلاً گفتگو کر لے یا کھا پی لے، تو بھی تکبیر کا حکم ساقط ہو جائے گا۔ **والحاصل ان كل ما يقطع البناء يقطع التكبير.** (البحر العميق ١٤٣٤/٣، ومثله فى الهندية ١٥٢/١، تبيين الحقائق ٥٤٦/١)

مسائل مزدلفہ

مزدلفہ میں وقوف کا حکم

عرفات سے لوٹتے ہوئے ''مزدلفہ'' میں ٹھہرنے کا حکم ہے، قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِنۡ عَرَفَاتٍ فَاذۡکُرُوۡا اللّٰہَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ، وَاذۡکُرُوۡہُ کَمَا ھَدٰکُمۡ وَاِنۡ کُنۡتُمۡ مِنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الضَّآلِّیۡنَ. (البقرۃ:)

پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے نزدیک (مزدلفہ میں) اللہ کا ذکر کرو اور اللہ کو یاد کرو جیسے اس نے تمھیں (مناسک حج) سکھلائے اور بے شک تم اس سے پہلے ناواقف تھے۔

چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے چل کر رات میں مزدلفہ میں قیام فرمایا اور اگلے دن صبح صادق کے بعد وقوفِ مزدلفہ فرمایا۔

مزدلفہ کا جائے وقوع

''مزدلفہ'' منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک وسیع وادی ہے، اس کے شمالی جانب ''ثبیر النضع'' نامی پہاڑ ہے، جسے ''جبل احدب'' بھی کہا جاتا ہے، اس کے جنوب میں ''ذات السلیم'' اور ''ذی المراخ'' نامی پہاڑ اور ایک طویل پہاڑی نالہ ہے اور مغربی سمت میں اولاً ''مضیح'' نامی پہاڑ اور اس کے بعد ''وادیٔ محسر'' ہے، جو منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان حد فاصل ہے، اور مشرقی جانب مزدلفہ میں داخل ہونے کے کئی راستے بنادئے گئے ہیں جن میں سڑک ۳/ اور ۴/ کو طریق ضب اور سڑک ۵/ اور ۶/ کو الاخشبین کہا جاتا ہے، اسی میں پیدل راستہ (طریق المشاۃ) بھی شامل ہے۔ اور سڑک ۷/ کو ریع الغزالۃ اور سڑک ۸/ اور ۹/ کو ریع المرار کہتے ہیں۔ (حاشیہ البحر العمیق ۳/ ۱۶۰۰)

مزدلفہ کی وجہ تسمیہ

''مزدلفہ'' کی وادی کو ''مزدلفہ'' کہنے کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) ''مزدلفہ'' ''ازدلاف'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی اجتماع کے آتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں حجاج کا اجتماع ہوتا ہے۔ **سمیت المزدلفة لاجتماع الناس فیها والازدلاف الاجتماع**. (تبیین الحقائق ۲/ ۱۰۳)

(۲) یہ ''تزلف'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی تقرب کے آتے ہیں؛ اس لئے کہ یہاں اللہ سے

تقرب والے اعمال کئے جاتے ہیں۔ **سمیت بذٰلک من التزلف والازدلاف وهو التقرب لان الحجاج یتقربون منها.** (البحر الرائق زكريا ٢/ ٦٠٠، تفسير قرطبي ٤٢١/٢)

(۳) یہ ''زلفۃ'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی رات کے ایک حصہ کے آتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں رات میں آمد ہوتی ہے۔ **سمیت بذٰلک لمجیئ الناس الیها فی زلف من اللیل.** (البحر العميق ١٦٠٠/٣)

مزدلفہ کے دیگر نام

مزدلفہ کے کل تین نام ہیں: (۱) مزدلفہ (۲) مشعر حرام (۳) جمع۔ **ان للمزدلفة ثلاثة اسماء: المزدلفة والمشعر الحرام وجمع.** (حاشية الشلبي على التبيين ٣٠١/٢، تفسير قرطبي ٤٢١/٢، البحر العميق ١٦٠١/٣)

مسجد مشعر حرام

مزدلفہ میں مشرقی جانب ''مسجد مشعر حرام'' واقع ہے، یہ مسجد عرفات کی ''مسجد نمرہ'' سے ۷ر کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، جب کہ منیٰ کی ''مسجد خیف'' سے ''مسجد مشعر حرام'' کا فاصلہ ۵ر کلومیٹر ہے، اور ''مسجد حرام'' مکہ معظّمہ سے ''مسجد مشعر حرام'' کی مسافت ۱۴ر کلومیٹر بیٹھتی ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۱۴۱۶/۳)

ذیل میں قیام مزدلفہ سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جارہے ہیں:

عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانگی

۹ر ذی الحجہ (یوم عرفہ) کو سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوں۔

واذا غربت الشمس افاض الامام والناس معه. (غنية الناسك ١٦١، البحر العميق ١٥٨٧/٣، درمختار زكريا ٥٢٤/٣، هندية ٢٣٠/١، مناسك ملا علي قاري ٢١٣)

امام الحج سے پہلے بلا عذر روانہ نہ ہوں

بہتر ہے کہ امام الحج کے روانہ ہونے سے قبل کوئی حاجی عرفات کی حدود سے باہر نہ نکلے (البتہ اگر کوئی عذر ہو یا امام الحج بلاوجہ چلنے میں تاخیر کرے تو عام لوگ خود ہی روانہ ہوجائیں امام الحج کا انتظار نہ کریں اور آج کل حکومت کی طرف سے غروب کے فوراً بعد امام الحج کی روانگی کا انتظام ہوتا ہے اس لئے اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ بلاتردد غروب کے بعد بلاتاخیر روانہ ہوجانا چاہئے) **قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ''لا تدفعوا یوم عرفة حتی**

یدفع الامام". (المعجم الاوسط للطبرانی ۳۵۵/٦، مجمع الزوائد ۲۵۵/۳) **ولا یدفع قبل الامام الا اذا خاف الزحام او کان بہ ضعف ......، ولو ابطأ الامام بالدفع بعد الغروب دفعوا قبله لانه لا موافقة فی مخالفة السنة.** (غنیة الناسك ١٦٢، البحر العمیق ١٥٩٢/٣، هندیة ٢٣٠/١، تاتارخانیة ٥١٥/٣، البحر الرائق کوئٹه ٣٤٠/٢، مناسك ملا علی قاری ٢١٣)

غروب کے بعد بلا عذر تاخیر نہ کریں

غروب کے بعد بلاعذر عرفات سے روانہ ہونے میں زیادہ تاخیر نہ کریں، ایسا کرنا خلاف سنت اور برا ہے؛ البتہ اگر کوئی عذر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ **ولو مکث بعد ما افاض الامام کثیراً بلا عذر کان مسیئاً لخلاف السنة.** (غنیة الناسك ١٦٢، شامی زکریا ٥٢٤/٣، البحر الرائق کوئٹه ٣٤٠/٢، مناسك ملا علی قاری ٢١٣)

نوٹ: آج کل حجاج کی کثرت کی وجہ سے بسوں اور دیگر سواریوں سے مزدلفہ پہنچنے میں بہت زیادہ تاخیر ہوجاتی ہے، اس لئے اگر ہمت ہو اور ضعیف لوگ اور کمزور مستورات ساتھ نہ ہوں، تو طریق المشاۃ سے پیدل مزدلفہ آنے میں وقت کم لگتا ہے۔ **ویستحب ان یأتیها ماشیاً.** (درمختار مع الشامی زکریا ٥٢٤/٣)

مزدلفہ کے راستہ میں ذکرواذکار کی کثرت رکھیں

عرفات سے روانہ ہوتے وقت دل میں نرمی، آئندہ نئی زندگی شروع کرنے کا پختہ عزم اور اپنی کوتاہیوں پر ندامت کا اظہار ہونا چاہئے اور راستہ میں اِدھر اُدھر کی بات چیت کے بجائے تسبیح وتہلیل، حمد وثنا درود شریف اور تلبیہ کی کثرت ہونی چاہئے۔ **ویستحب ان یکون فی مسیره ملبیا، مکبراً مهللاً مستغفراً داعیاً مصلیاً علی النبی صلی الله علیه وسلم ذاکراً کثیراً باکیاً حتی یأتی مزدلفة.** (غنیة الناسك ١٦٢، مناسك ملا علی قاری ٢١٣، هندیة ٢٣٠/١، درمختار زکریا ٥٢٤/٣–٥٢٥)

مزدلفہ کے راستہ کے دوران قیام نہ کریں

عرفات سے روانہ ہونے کے بعد سیدھے مزدلفہ جاکر ہی قیام کرنا چاہئے؛ البتہ اگر تھکاوٹ

کے سبب کچھ دیر ستالے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن باقاعدہ قیام اور آرام نہیں کرنا چاہئے۔ **ولا يعرج عن شيء حتى يدخل مزدلفة وينزل بها.** (غنية الناسك ١٦٢، مناسك ملا علي قاري ٢١٣)

تنبیہ: آج کل پیدل چلنے والوں کے راستہ میں جابجا ''حمامات'' بنے ہوئے ہیں، بہت سے ناواقف حجاج مزدلفہ سمجھ کر باقاعدہ قیام کر لیتے ہیں، اور بہت سے لوگ وہیں نمازیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، حالاں کہ آج حجاج کے لئے مزدلفہ پہنچے بغیر کوئی نماز پڑھنے کا حکم نہیں ہے، اس لئے اس کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ پچھلے سالوں میں لاکھوں حجاج کا وقوفِ مزدلفہ کا واجب اسی بے احتیاطی کی وجہ سے چھوٹ گیا، اور جنایت کا ارتکاب لازم آیا۔

مزدلفہ میں داخلہ

فقہاء نے لکھا ہے کہ مزدلفہ میں پیدل داخل ہونا اور داخلہ کی نیت سے غسل کرنا مستحب ہے (لیکن آج کل سواری سے آنے والوں کے لئے پیدل داخل ہونے کے استحباب پر عمل کرنا سخت مشکل ہے، اسی طرح مزدلفہ میں داخلہ کے وقت غسل کرنا بھی کارے دارد ہے؛ اس لئے اس استحبابی حکم کے حصول کے لئے تکلف نہ کیا جائے) **فاذا دنا من مزدلفة يستحب ان يدخلها ماشياً ويغتسل لدخولها.** (غنية الناسك ١٦٢، مناسك ملا علي قاري ٢١٣، البحر الرائق كوئٹه ٣٤٠/٢، درمختار ٥٢٤/٣)

مزدلفہ میں داخلہ کے راستے تنگ نہ کریں

مزدلفہ کا رقبہ بہت وسیع ہے، اس کی حدود میں کہیں بھی قیام کیا جاسکتا ہے؛ لیکن بطور خاص اس کا اہتمام رکھا جائے کہ ہمارے قیام کی وجہ سے چلتا ہوا راستہ بند یا تنگ نہ ہو، اس لئے راستہ سے ہٹ کر ہی قیام کرنا چاہئے۔ **ويكره النزول على الطريق.** (غنية الناسك ١٦٢، البحر الرائق كوئٹه ٣٤٠، مناسك ملا علي قاري ٢١٤) **وانما لا ينزل على الطريق لانه يمنع الناس عن الجواز فيتأذون به.** (البحر العميق ١٦٠٢/٣، تاتارخانية زكريا ٥١٦/٣)

ضروری تنبیہ: آج کل حجاج مزدلفہ میں داخل ہوتے ہی راستہ میں اپنی چٹائیاں وغیرہ بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے پیچھے سے آنے والے لاکھوں حجاج کو سخت پریشانی دھکا مکی اور اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور بسا اوقات جتنی دیر عرفات سے مزدلفہ تک پہنچنے میں نہیں لگتی،

اس سے زیادہ دیر مزدلفہ میں داخل ہونے میں لگ جاتی ہے۔ بلاشبہ راستہ میں بیٹھنے والے لوگ ایذاء مسلمین کے مرتکب ہوتے ہیں جو یقیناً گناہ ہے، اس لئے اس بات کی اچھی طرح ذہن سازی کی ضرورت ہے کہ کوئی حاجی داخل ہونے والے راستہ کو تنگ نہ کرنے پائے، اور حکومت سعودیہ کو بھی ان جگہوں پر قیام نہ کرنے دینے کے لئے خصوصی انتظام کرنا چاہئے، ورنہ بے قابو بھیڑ کی وجہ سے ان جگہوں پر خدانہ کرے بڑے بڑے حادثات کا اندیشہ بڑھتا جا رہا ہے۔

مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھنا

حاجی کے لئے مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلا عمل یہ ہے کہ عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھے، یہ دونوں نمازیں ادا کی نیت سے پڑھی جائیں گی، اور اگر جماعت سے پڑھیں تو ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی جائیں گی، اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت یا نفل وغیرہ کا وقفہ نہ ہوگا۔ **عن ابی ایوب رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰہ علیہ وسلم جمع بین صلاة المغرب والعشاء بالمزدلفة باذان واحد واقامة واحدة.** (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۳۰/۴) **ویستحب التعجیل فی هذا الجمع ......، فاذا دخل وقت العشاء اذن المؤذن ویقیم فیصلی بهم المغرب فی اول وقت العشاء ثم یتبعها العشاء بجماعة ولا یعید الاذان ولا الاقامة للعشاء بل یکتفی باذان واحد اجماعاً واقامة واحدة عندنا.** (غنیة الناسک ۱۶۲-۱۶۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱۴، البحر الرائق زکریا ۵۹۶/۲، تاتارخانیة ۵۱۷/۳، هندیة ۲۳۰/۱، درمختار زکریا ۵۲۵/۳)

مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کی شرائط

مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں جمع کر کے پڑھنا واجب ہے، اور اس کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) حج کا احرام: (اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ سرکاری ڈیوٹی والے لوگ جنہیں دورانِ حج حجاج کی مختلف خدمات پر مامور کیا جاتا ہے اور خود ان کا حج کا ارادہ نہیں ہوتا، مثلاً پولیس والے اور

دیگر لوگ ان کے لئے عرفات یا مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کی اجازت نہیں ہے، انہیں ہر نماز اپنے وقت پر اور اپنی جگہ پر پڑھنی ہوگی)

(۲) وقوفِ عرفہ پہلے کرنا: (لہٰذا اگر کوئی شخص وقوفِ عرفہ کئے بغیر مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کرے تو یہ معتبر نہ ہوگا)

(۳) تاریخ: (یعنی ذی الحجہ کی ۱۰/ویں تاریخ کی رات؛ لہٰذا کسی اور تاریخ میں یہ جمع بطور اداجائز نہ ہوگی)

(۴) جگہ: (یعنی حدودِ مزدلفہ؛ لہٰذا مزدلفہ کی حدود کے علاوہ میں یہ جمع ادا نہ سمجھی جائے گی)

(۵) وقت: (یعنی عشاء کا وقت، حتی کہ اگر عشاء کے وقت سے قبل مزدلفہ پہنچ جائیں تب بھی عشاء سے قبل مغرب کی نماز پڑھنا حاجی کے لئے درست نہ ہوگا؛ بلکہ عشاء کے وقت ہی میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھنی ہونگی)

(۶) ترتیب: (یعنی اولاً مغرب اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا) **وشرائط هٰذا الجمع ستة الخ.** (غنية الناسك ١٦٣، مناسك ملا علی قاری ٢١٥، ومثله فی الدر المختار زكريا ٣/٥٢٦، معلم الحجاج ١٦٥)

مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین کے لئے جماعت اور امام شرط نہیں

مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کے لئے جماعت یا سرکاری امام کی اقتداء کی شرط نہیں ہے؛ بلکہ اگر کوئی شخص تنہا پڑھے پھر بھی اسے دونوں نمازیں جمع کرکے پڑھنی ہوں گی۔ **ولا يشترط فی جمع المزدلفة الجماعة الخ.** (هندية ١/٢٣٠، غنية الناسك ١٦٥)

مزدلفہ پہنچنے سے قبل حاجی کا مغرب اور عشاء پڑھ لینا

اگر حاجی نے مزدلفہ کی حدود کے علاوہ کسی اور جگہ مغرب اور عشاء یا ان میں سے ایک نماز پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچنے کے بعد صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے انہیں دوبارہ پڑھنا پڑے گا؛ البتہ اگر صبح صادق تک مزدلفہ نہ پہنچ سکا، یا پہنچ گیا؛ لیکن اعادہ نہیں کیا، اور صبح صادق ہوگئی تو وہی نماز کافی ہوجائے

گی ،اب اعادہ لازم نہیں ؛لیکن گنہگار ضرور ہوگا۔ **حتی لو صلی الصلوتین او احدهما قبل الوصول الی مزدلفة او بعد التجاوز عنها الی منی لم یجزه عند ابی حنیفة و محمدؒ وعلیه اعادته بهما اذا وصل او رجع قبل ان یطلع الفجر، ولو لم یعده حتی طلع الفجر عاد الی الجواز وسقط القضاء وتقرر المأثم لترکه واجب التاخیر.** (غنیة الناسک ۱۶۳، ومثله فی البحر الرائق ۵۹۷/۲، درمختار زکریا ۵۲۶/۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱۷)

ٹریفک میں پھنس جانے کی وجہ سے وقت پر مزدلفہ پہنچنا دشوار ہوجائے

اگر ٹریفک یا کسی اور عذر سے صبح صادق سے پہلے پہلے مزدلفہ پہنچنا دشوار ہوجائے اور یہ خطرہ ہو کہ راستہ ہی میں صبح صادق ہوجائے گی، تو ایسی صورت میں راستہ ہی میں مغرب وعشاء پڑھنا درست ہے۔ **ولو خشی طلوع الفجر قبل ان یصل الی مزدلفة الخ، صلاها حیث هو فی اوقاتهما.** (غنیة الناسک ۱۶۴، البحر الرائق زکریا ۵۹۷/۲، درمختار زکریا ۵۲۷/۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱۶، هندیة ۲۳۰/۱)

مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ بھٹک گیا

اگر حاجی عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوا؛ لیکن راستہ بھٹک گیا، تو ابھی مغرب وعشاء نہ پڑھے؛ بلکہ راستہ تلاش کرتا رہے، تا آں کہ اتنی دیر ہوجائے کہ صبح صادق کی وجہ سے وقت نکل جانے کا خطرہ ہوجائے، تو اب دونوں نمازیں راستہ ہی میں پڑھ لے۔ **ولو ضل عن الطریق لا یصلی بل یؤخر الی ان یخاف طلوع الفجر فعند ذلک یصلی.** (غنیة الناسک ۱۶۴)

مزدلفہ میں رات گذارنا سنت مؤکدہ ہے

''یوم النحر'' (دسویں ذی الحجہ) کی رات مزدلفہ میں گذارنا سنت مؤکدہ ہے۔ **والبیتوتة بها الی الفجر سنة مؤکدة عندنا.** (غنیة الناسک ۱۶۵، شامی زکریا ۵۲۹/۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱۸، البحر الرائق زکریا ۶۰۰/۲، تاتارخانیة زکریا ۵۲۰/۳، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۲/۲، تبیین الحقائق ۳۰۰/۲)

مزدلفہ کی رات عبادت میں گذارنا افضل ہے

مزدلفہ کی رات عید الاضحیٰ کی شب ہے، اس رات میں حتی الامکان عبادت کرنا بہت فضیلت کی بات ہے۔ (لہٰذا تھکاوٹ دور کرکے کچھ نہ کچھ عبادت، نماز، تلاوت، تلبیہ، اذکار اور دعا میں مشغول ہونا چاہئے، پتہ نہیں پھر یہ وقت زندگی میں میسر ہو یا نہ ہو) **وینبغی ان یحیی هٰذه اللیلة بالصلوة والتلاوة والذکر والتلبیة والدعاء والتضرع الخ.** (غنیة الناسك ۱٦۵، هندیة ۱/ ۲۳۰، مناسك ملا علی قاری ۲۱۸، تاتارخانیة ۳/ ۵۱۹، البحرالرائق زکریا ۲/ ٦۰۰)

مزدلفہ میں فجر کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھنا افضل ہے

مزدلفہ میں یوم النحر کی فجر کی نماز صبح صادق ہوتے ہی اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔ **ویستحب ان یصلی الفجر بغلس مع الامام.** (غنیة الناسك ١٦٥، مناسك ملاعلی قاری ۲۲۰، درمختار زکریا۳/ ۵۲۹، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۳۲۲، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۵۱۹، هندیة ۱/ ۲۳۰، کنز الدقائق مع البحر ۲/ ۵۹۹)

تنبیہ: عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ جلد بازی کی وجہ سے مزدلفہ میں فجر کا وقت ہونے سے قبل ہی اذان نماز شروع کردیتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، اگر وقت سے قبل فجر پڑھ لی گئی تو وہ نماز معتبر نہ ہوگی، اس لئے جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو، فجر کی اذان ہرگز نہ دی جائے۔ اور بہتر ہے کہ ’’مسجد مشعر حرام‘‘ کی اذان کا انتظار کیا جائے، اس کی آواز تقریباً پورے مزدلفہ تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح مزدلفہ میں قبلہ کے صحیح رخ کو بھی جان لینا چاہئے۔ آج کل حکومت نے جا بجا قبلہ کی رہنمائی کرنے والے بورڈ لگا رکھے ہیں، انہیں دیکھ کر ہی نماز پڑھنی چاہئے۔

واجب وقوفِ مزدلفہ کا اصل وقت

حاجی پر یوم النحر میں صبح صادق سے سورج نکلنے کے درمیان حدودِ مزدلفہ میں کچھ نہ کچھ وقوف کرنا یا گذرنا واجب ہے۔ **واول وقته طلوع الفجر الثانی یوم النحر وآخره طلوع الشمس منه ......، وقدر الواجب منه ساعة لطیفة الخ.** (غنیة الناسك ١٦٦، درمختار زکریا ۳/ ۵۱۹، البحر الرائق زکریا ۲/ ٦۰۰، مناسك ملا علی قاری ۲۱۹، هندیة ۱/ ۲۳۰، تبیین الحقائق ۲/ ۳۰)

وقوفِ مزدلفہ کی مسنون مقدار

وقوفِ مزدلفہ کی مسنون مقدار یہ ہے کہ اول وقت فجر کی نماز ادا کر کے مسلسل ذکر و دعا اور تلبیہ میں مشغول رہے؛ تاآنکہ خوب روشنی پھیل جائے اور سورج طلوع ہونے میں تھوڑی دیر رہ جائے، اتنی دیر تک وقوف کرنا مسنون ہے۔ **عن جابر رضی اللّٰہ عنه قال فی حدیثه الطویل: ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم صلی الفجر حین تبین له الصبح ......، فاستقبل القبلة فدعاه وکبره وهلله ووحده فلم یزل واقفاً حتی اسفر جداً فدفع قبل ان تطلع الشمس.** (مسلم شریف ۲۹۸/۱-۲۹۹) **وقدر السنة امتداد الوقوف الی الاسفار جداً.**

(غنیة الناسك ۱٦٦، ومثله فی البدائع الصنائع زکریا ۳۲۲/۲، درمختار زکریا ۵۳۹/۳)

سوتے ہوئے یا بے ہوشی کی حالت میں مزدلفہ کا وقوف

وقت کے اندر وقوفِ مزدلفہ ہر طرح معتبر ہے، خواہ سوتے ہوئے ہو یا بے ہوشی کی حالت میں ہو، خود وقوف کرنے والے کو اس وقوف کا علم ہو یا نہ ہو، بہر حال یہ وقوف معتبر ہوگا۔ **واما رکنه فکینونته بمزدلفة سواء کان بفعل نفسه او بفعل غیره بان یکون محمولاً بامره او بغیر امره وهو نائم او مغمی علیه ......، نواه او لم ینو علم بها او لم یعلم ......**

(غنیة الناسك ۱٦٦، مناسك ملا علی قاری ۲۱۹، شامی زکریا ۵۲۹/۳)

جنایت ترک وقوفِ مزدلفہ

اگر بلا عذر شرعی وقوفِ مزدلفہ کا واجب ترک کر دے تو جنایت میں دم لازم ہوگا۔ **ولو ترک الوقوف بها فدفع لیلاً فعلیه دم.** (غنیة الناسك ۱٦٦، ومثله فی الدر المختار زکریا ۵۸٦/۳، مناسك ملا علی قاری ۲۱۹، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۲/۲)

عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا

اگر کوئی شخص نہایت ضعیف یا بیمار ہو یا عورت بھیڑ کی وجہ سے واجب وقوفِ مزدلفہ ترک

کردے اور صبح صادق سے قبل ہی مزدلفہ سے منیٰ چلی جائے، تو ایسے لوگوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال للعباس لیلة المزدلفة: اذهب لضعفائنا ونسائنا لیصلوا الصبح بمنی.** (شرح معانی الآثار للطحاوی بیروت ۲/ ۲۹۱) **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه ان النبی صی اللّٰہ علیه وسلم قدم ضعفة اهله.** (مسند احمد ۱/ ۳٤٤) **الا اذا کان لعذر بان یکون به ضعف او علة او کانت امرأة تخاف الزحام فلا شیء علیه.** (غنیة الناسك ١٦٦، شامی زکریا ۳/ ٥٢٩، البحر الرائق ۲/ ٦٠٠، تاتارخانیة زکریا ۳/ ٣٢٠، مناسك ملا علی قاری ۲١٩، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۳۲۲)

کیا عورتوں کے ساتھ مردوں کے لئے بھی وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی رخصت ہے؟

عورتوں کے ساتھ سفر کرنے والے طاقتور مردوں کے لئے وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی اجازت نہیں ہے، اس لئے اگر عورتیں اس رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو انہیں نابالغ بچوں یا بیمار اور ضعیف بوڑھوں کے ساتھ مزدلفہ سے روانہ ہونے کی اجازت ہوگی، اگر ان کے ساتھ طاقتور مرد بھی چلے گئے اور وقوف کے وقت کے اندر اندر مزدلفہ کی حدود میں داخل نہ ہوئے تو ان پر دم جنایت لازم آجائے گا۔ **إلا إذا کان لعذر بأن یکون به ضعف أو علة أو کانت امرأة تخاف الزحام فلا شیء علیه......، فان کان رجلاً یخاف الزحام لا لنحو عجز أو مرض فترکه یلزمه دم.** (غنیة الناسك ١٦٦، احسن الفتاویٰ ٤/ ٥٣٠)

”بھیڑ“ کن لوگوں کے لئے عذر ہے؟

مزدلفہ میں محض بھیڑ ہونا ہر شخص کے لئے عذر نہیں ہے؛ بلکہ صرف عورتوں اور ضعیف اور بیمار مردوں کے حق میں بھیڑ عذر ہے؛ لہٰذا اگر کوئی صحت مند اور طاقت ور مرد محض بھیڑ کے خطرہ

سے وقوفِ مزدلفہ ترک کردے گا تو اس پر حسبِ ضابطہ دم لازم ہوگا۔ **فان کان رجلاً یخاف الزحام لا لنحو عجز او مرض فترکه یلزمه دم.** (غنیة الناسك ١٦٦، ومثله فی الشامی زکریا ۵۱۹/۳)

تنبیہ : بسا اوقات پیدل یا سواریوں سے آنے والے حجاج بھیڑ کی وجہ سے مزدلفہ میں داخل نہیں ہوپاتے اور انہیں راستہ ہی میں اتنی دیر لگ جاتی ہے کہ یوم النحر کا سورج طلوع ہوجاتا ہے، تو ان میں جن عورتوں کا وقوفِ مزدلفہ ترک ہوا ان پر مطلقاً کوئی دم لازم نہ ہوگا؛ کیوں کہ عورتوں کے حق میں بھیڑ ترک وقوفِ مزدلفہ کے لئے علی الاطلاق عذر ہے، خواہ وہ کمزور ہوں یا طاقتور؟ اور جن مردوں کا وقوف ترک ہوا ہے، ان میں دیکھا جائے گا، جو لوگ بوڑھے اور ضعیف یا بیمار ہیں، ان پر بھی دم لازم نہ ہوگا؛ البتہ جو لوگ صحت منداور طاقتور ہیں ان کے حق میں چوں کہ بھیڑ عذر نہیں ہے؛ لہٰذا ان پر ترکِ وقوفِ مزدلفہ کی وجہ سے دم جنایت لازم ہوگا؛ تاہم اگر کوشش کے باوجود ان سے وقوفِ مزدلفہ ترک ہوا ہے تو امید ہے کہ وہ گنہگار نہ ہوں گے۔ (مرتب)

❍❖❍

مسائل رمی جمرات

رمی جمار

عربی زبان میں ’’رمی جمار‘‘ کے معنی کنکری پھینکنے کے آتے ہیں، اور شریعت کی اصطلاح میں ’’رمی جمار‘‘ کا اطلاق خاص وقت، خاص جگہ اور متعین عدد کے ساتھ کنکری مارنے پر ہوتا ہے۔ **وفی البدائع: رمی الجمار لغة هو القذف بالاحجار الصغار وهي الحصى، وفي عرف الشرع هو القذف بالحصى في زمان مخصوص ومكان مخصوص وعدد مخصوص.** (البحر العميق ۱۶۵۹/۳، بدائع الصنائع زكريا ۳۲۳/۲، لغة الفقهاء ۲۲۷)

جمرات کی وجہ تسمیہ

جن جگہوں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں وہ پے درپے تین خاص مقامات ہیں جو مکہ معظّمہ کی جانب منٰی کے آخری سرے پر واقع ہیں۔ ان میں مسجد خیف کے قریب والے مقام کو ’’جمرۂ اولیٰ‘‘ اس کے بعد والے کو ’’جمرۂ وسطیٰ‘‘ اور آخری مقام کو ’’جمرۂ عقبہ‘‘ کہا جاتا ہے۔ ان جگہوں کو ’’جمرہ‘‘ کہنے کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

(۱) ’’جمرہ‘‘ کے معنی کنکری کے آتے ہیں، اس کی جمع ’’جمرات‘‘ ہے؛ کیوں کہ یہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں اس مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا جاتا ہے۔ **الجمار: الصغار من الاحجار جمع جمرة وبها سموا المواضع التي ترمى جماراً أو جمرات لما بينهما من الملابسة.** (البحر العميق ۱۶۵۹/۳، البحر الرائق زكريا ۶۰۱/۲)

(۲) عربی زبان میں ’’**تجمر القوم**‘‘ کی اصطلاح جمع ہونے کے بارے میں مستعمل ہے، اسی مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا گیا، گویا کہ یہ کنکریوں اور لوگوں کے اجتماع کی جگہیں ہیں۔ **وقيل لتجمع ما هنالك من الحصى من تجمر القوم اذا اجتمعوا.** (البحر العميق ۱۶۵۹/۳، البحر الرائق زكريا ۶۰۱/۲)

(۳) اور ’’اجمار‘‘ کے معنی عربی میں جلد بازی اور تیزی سے بھاگنے کے بھی آتے ہیں، جیسا کہ وارد ہے کہ جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے منیٰ میں رمی فرمائی تو شیطان آپ کے سامنے تیزی سے رفو چکر ہوگیا۔ نیز مشہور ہے کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بحکم خداوندی سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لئے تشریف لے جارہے تھے، تو شیطان نے سامنے آکر وسوسہ ڈالنے کی کوشش کی تو

آپ نے اسے بھگانے کے لئے کنکریاں ماریں تو وہ کنکریوں کی مار کی تاب نہ لاکر وہاں سے بھاگتا بنا، اسی مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا گیا ہے۔ **وفی نهاية ابن الاثير: سميت به من قولهم: اجمر اذا اسرع ومنه الحديث: ان آدم عليه السلام رمى بمنى فاجمر ابليس من بين يديه، قال صاحب النهاية: وفي مبسوط: شيخ الاسلام انما سمي جمرة لان ابراهيم عليه السلام لما امر بذبح الولد جاءه الشيطان يوسوسه فكان ابراهيم يرمى اليه بالاحجار طرداً له، وكان يجمر بين يديه، اى يسرع في المشي والاجمار، الاسراع.** (البحر العميق ۱٦٥۹/۳، حاشية الشلبي على التبيين ۳۰۲/۲)

موجودہ زمانہ میں جمرات کی کیفیت

پہلے زمانہ میں جمرات کی جگہ بہت محدود اور مختصر تھی، جس کی بنا پر مناسک حج کا سب سے مشکل ترین مرحلہ رمی جمرات کا ہوا کرتا تھا؛ لیکن اب سعودی حکومت نے جمرات کی علامتوں کو اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے پانچ منزلہ عظیم الشان اور بے نظیر عمارت بنادی ہے، ہر منزل پر جانے اور آنے کے راستے الگ الگ ہیں، اور کنکری مارنے کی جگہ بہت کشادہ کردی گئی ہے، اور فن تعمیر کی کاریگری سے ایسا نظام بنایا گیا ہے کہ آپ کسی طرح بھی کنکری پھینکیں، وہ نیچے مخصوص دائرہ میں ہی جاکر گرتی ہے۔ تو اب یہ مرحلہ بفضلہ تعالیٰ بہت آسان ہوگیا ہے، اور جان لیوا بھیڑ بھاڑ سے کافی حد تک نجات مل گئی ہے۔ **فجزاهم الله تعالىٰ احسن الجزاء۔**

ذیل میں رمی جمرات سے متعلق بعض ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں:

رمی کے ایام

''رمی جمار'' کے دن کل چار ہیں: (۱) دسویں ذی الحجہ (یوم النحر): اس دن صرف جمرۂ عقبہ (آخری شیطان) کی رمی ہوتی ہے۔ (۲) گیارہویں ذی الحجہ (یوم القرّ): اس دن تینوں جمرات کی رمی ہوگی۔ (۳) بارہویں ذی الحجہ (یوم النفر الاول): اس دن بھی تینوں جمرات کی رمی ہوتی ہے۔ (۴) تیرہویں ذی الحجہ (یوم النفر الثانی): اس دن بھی تینوں جمرات کو کنکری ماری جاتی ہے۔

نـــوٹ: ان ایام کو ''ایام منیٰ'' اور ''ایام تشریق'' بھی کہا جاتا ہے، اور قرآنِ کریم کی آیت: ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ کا مصداق یہی ایام ہیں۔

ايام الرمى اربعة: يوم النحر ويجب فيه رمى جمرة العقبة لا غير، وثلاثة ايام بعده وهى اليوم الحادى عشر ويسمىٰ يوم القرّ، والثانى عشر ويسمىٰ يوم

النفر الاول، والثالث عشر ويسمىٰ يوم النفر الثانی، ويجب فيها رمی الجمار الثلاث وتسمىٰ ايام التشريق وايام منىٰ، وهی الايام المعدودات بلا خلاف. (غنية الناسك ١٨٠، ومثله فی مناسك علی قاری ٢٣٦، هندية ٢٣٣/١، تاتارخانية زكريا ٥٢٢/٣، حاشية الشلبی علی هامش الفتح ٤٨٤/٢)

رمی کے معتبر ہونے کی شرائط

شریعت کی نظر میں ''رمی'' معتبر اور صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں:

(۱) پھینکنا: یعنی اس طرح کنکری مارنا جسے عرف میں رمی کہا جاسکے؛ لہٰذا جمرہ پر کنکری رکھ دینے سے رمی معتبر نہ ہوگی، اور بغیر مارے اوپر سے نیچے ڈالنا اگرچہ معتبر ہے، مگر خلافِ سنت ہے۔ **الاول: أن يسمى رمياً فلا يصح الوضع الخ، وجاز الطرح لانه نوع رمی ويكره لانه ترك السنة.** (غنية الناسك ١٨٦، مناسك علی قاری ٢٤٥، البحر الرائق زكريا ٦٠١/٢، بدائع الصنائع زكريا ٣٢٣/٢، هداية مع الفتح ٤٨٧/٢)

(۲) ہاتھ سے رمی کرنا: یعنی کنکری ہاتھ میں لے کر ہی مارنا معتبر ہے؛ لہٰذا غلیل سے یا بندوق سے یا پیر کے ذریعہ رمی کرنا درست نہ ہوگا۔ **والثانی: الرمی باليد فلا يجزئ الرمی بالقوس ونحوه، ولا الرمی بالرِجل.** (غنية الناسك ١٨٦، منحة الخالق ٦٠٢/٢)

(۳) جمرہ کے متعین مقام سے تین ہاتھ کے اندر اندر کنکری مارنا: لہٰذا اگر تین ہاتھ سے دور کنکری گری تو اس کا اعتبار نہ ہوگا (اور آج کل جمرہ کے ارد گرد بڑے حوض کی معروضی شکل بنادی گئی ہے، تو اسی حوض کے اندر کنکری گرنی چاہئے، اس سے باہر اگر کنکری گری تو معتبر نہ ہوگی۔ اور واضح رہنا چاہئے کہ جمرہ کی دیوار پر کنکری مارنا یا لگنا ضروری نہیں؛ بلکہ اس کے ارد گرد کنکری کا پڑنا کافی ہے) **الثالث: وقوع الحصى بالجمرة او قريباً منها، والجمرة موضع الشاخص لا الشاخص فانه علامة للجمرة الخ، وقدر القريب بثلاثة اذرع والبعيد بما فوقها.** (غنية الناسك ١٨٦، ومثله فی المناسك ٢٤٥، البحر الرائق مع الكنز زكريا ٦٠١/٢، درمختار زكريا ٥٣١/٣)

(۴) کنکری کا براہِ راست اپنی جگہ میں گرنا: یعنی ایسا نہ ہو کہ کنکری پہلے کسی دوسری جگہ گرے اور وہاں سے کوئی دوسرا شخص جھٹک دے، تو پہلے مارنے والے کی رمی معتبر نہ ہوگی؛ البتہ اگر دوسرے شخص کے دخل کے بغیر کسی دیوار وغیرہ سے چھٹک کر کنکری صحیح جگہ پہنچ گئی تو یہ رمی معتبر ہوجائے گی۔ **الرابع: وقوع الحصی فی المرمی بفعله فلو وقعت علی ظهر رجل او محمل وثبتت علیه حتی طرحها الحامل لم یجز الخ، ولو سقطت عنه بنفسها فی سننها ذٰلک عند الجمرة اجزأه.** (غنیة الناسک ۱۸۷، مناسک ملا علی قاری ۲۴۵، البحر الرائق زکریا ۶۰۲/۲)

(۵) ہر کنکری الگ الگ بار میں مارنا: لہٰذا اگر مٹھی بھر کر ایک ساتھ کئی کنکریاں ماریں تو ایک ہی کنکری مارنا شمار ہوگا۔ **الخامس: تفریق الرمیات، فلو رمی بسبع حصیات او اکثر جملة واحدة لا یجزئه الا عن واحدة.** (غنیة الناسک ۱۸۷، البحر الرائق زکریا ۶۰۲/۲، هدایة مع الفتح ۴۸۷/۲، مناسک ملا علی قاری ۲۴۶، درمختار زکریا ۵۳۱/۳)

(۶) بذاتِ خود رمی کرنا: ہر قدرت رکھنے والے حاجی پر خود اپنی رمی کرنا واجب ہے، اور بلاعذر دوسرے کو نائب بنانا صحیح نہیں ہے؛ البتہ عذر کے وقت نیابت درست ہے۔ **السادس: ان یرمی بنفسه فلا تجوز النیابة فیه عند القدرة وتجوز عند العذر.** (غنیة الناسک ۱۸۷، مناسک علی قاری ۲۴۷)

(۷) کنکری زمین کی جنس سے ہو: لہٰذا لکڑی، لوہے، تانبے وغیرہ سے رمی معتبر نہ ہوگی؛ البتہ پتھر، چونا، پہاڑی نمک، اور پتھر کے سرمہ کی ڈلی سے رمی معتبر ہے۔ **السابع: ان یکون الحصی من جنس الارض حجراً کان او غیره الخ.** (غنیة الناسک ۱۸۸، هندیة ۲۳۳/۱، البحر العمیق ۱۶۷۸/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲، مناسک ملا علی قاری ۲۴۸)

(۸) رمی سے شیطان کی ذلت مقصود ہو: لہٰذا کسی بھی ایسی چیز سے رمی معتبر نہ ہوگی جس سے شیطان کا اعزاز لازم آتا ہو (مثلاً ہیرے جواہرات سونے چاندی وغیرہ) **الثامن: ان یکون**

الحصى ممايكون الرمی به استهانة. (غنية الناسك ١٨٨، ومثله فی البحر الرائق زكريا ٦٠٣/٢، مناسك ملا علی قاری ٢٤٩، منحة الخالق ٦٠٣/٢، البحر العميق ١٦٨٠/٣)

(۹) رمی اوقات مقررہ کے اندر ہو: ہر دن کی رمی کے جو اوقات مقرر ہیں انہی کے اندر اندر رمی کرنا ضروری ہے، ورنہ رمی کا اعتبار نہ ہوگا۔ **التاسع: الوقت.** (غنية الناسك ١٨٨ مناسك ملا علی قاری ٢٤٩، البحر الرائق زكريا ٦٠٤/٢)

(۱۰) ہر جمرہ پر رمی میں اکثر تعداد کا پورا ہونا: ایک جمرہ پر سات کنکریاں مارنی ہوتی ہیں، جن میں سے ۴ رکنکریاں مارنا شرط ہے، اگر اس سے کم کنکریاں ماریں تو رمی معتبر نہ ہوگی اور دمِ جنایت لازم ہوگا۔ **العاشر: اتيان اكثر عدده فی كل يوم فلو تركه فكانه لم يرم.**

(غنية الناسك ١٨٨، مناسك ملا علی قاری ٢٤٩، البحر العميق ١٦٧٥/٣، البحر الرائق زكريا ٦٠٢/٢)

رمی کرتے وقت کیا پڑھا جائے؟

رمی کرتے وقت تکبیر کے یہ کلمات پڑھے جائیں: **بسم اللّٰه و اللّٰه اكبر، رغماً للشيطان ورضى للرحمٰن** ۔ (میں رمی کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے اور رحمٰن کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے) اور پھر یہ دعا مانگے: **اللّٰهم اجعله حجاً مبروراً وذنباً مغفوراً** ۔ (اے اللہ! اس حج کو حج مبرور بنا دیجئے، اور گناہوں کو معاف فرما دیجئے) (البحر العميق ١٦٨٦/٣-١٦٨٧، هندية ٢٣٤/١، المحيط البرهانی بيروت ٤٠٧/٣، تاتارخانية زكريا ٥٣٠/٣)

رمی دائیں ہاتھ سے کرنی چاہئے

رمی دائیں ہاتھ سے کرنا مسنون ہے؛ لہٰذا اس میں بایاں ہاتھ استعمال نہ کیا جائے۔ **يرمی بيد واحدة بيده اليمنىٰ.** (البحر العميق ١٦٧٢/٣ منحة الخالق زكريا ٦٠١/٢، غنية الناسك ١٧١، مناسك ملا علی قاری ٢٤٣)

رمی کرنے کے لئے کس جانب کھڑا ہونا افضل ہے؟

افضل یہ ہے کہ رمی کرتے وقت اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ کی وادی دائیں جانب اور مکہ معظّمہ

بائیں جانب ہو اور جمرہ سامنے ہو۔ **ویجعل مکة علی یسارہ ومنیٰ علی یمینه ویستقبل الجمرة الخ.** (البحر العمیق ۱٦٦٨/۳، هندیة ۲۳۳/۱، غنیة الناسك ۱۷۰)

نوٹ: واضح رہنا چاہئے کہ کھڑے ہونے کی یہ کیفیت محض افضل ہے؛ لہٰذا اگر بھیڑ بھاڑ زیادہ ہو تو جمرہ کی کسی بھی جانب کھڑے ہو کر رمی کی جاسکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **واجمع العلماء علی انه من حیث رماها جاز، سواء استقبلها او جعلها عن یمینه او عن یسارہ الخ.**

(البحر العمیق ۱٦٧٠/۳، ومثله فی البحر الرائق زکریا ٦٠١/٢)

کنکری کہاں سے اٹھانا پسندیدہ ہے؟

مستحب ہے کہ مزدلفہ کی حدود سے رمی جمرات کے لئے کنکریاں چن لی جائیں (لوگوں کا عام معمول یہ ہے کہ سبھی جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھا کر لے جاتے ہیں، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں؛ بلکہ یہ بہتر ہے؛ تاکہ بار بار چننے کی زحمت نہ ہو؛ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ کم از کم ۷/کنکریاں مزدلفہ سے اٹھانا مستحب ہے، اور بقیہ کہیں سے بھی (راستہ سے یا حدودِ منیٰ سے) اٹھائی جاسکتی ہیں؛ البتہ جمرات کے قریب سے نہ لی جائیں) **ویستحب ان یرفع من المزدلفة او من قارعة الطریق سبع حصیات کحصی الخزف.** (غنیة الناسك ۱٦٨، منحة الخالق ٦٠٤/٢، تاتارخانیة زکریا ٥٢٧/٣، البرح الرائق زکریا ٦٠٣/٢) **ولا یرمی بحصاة اخذها من عند الجمرة فان رمی بها جاز وقد اساء.** (هندیة ۲۳۳/۱)

نجس مقام سے کنکریاں نہ اٹھائیں

نجس مقام سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے، اگر وہاں سے کنکری اٹھالیں تو انہیں دھوکر پاک کرنا چاہئے۔ **ومکان نجس فان فعل جاز وکرہ تنزیهاً.** (غنیة الناسك ۱٦٨، هدیة ۲۳۳/۱، فتح القدیر ٤٨٧/٢) **لکن یندب غسلها لیکون طهارتها متیقنة.** (غنیة الناسك ۱٦٩)

کنکری کتنی بڑی ہوں؟

کنکری کا سائز باقلے کی پھلی کے دانے برابر ہونا بہتر ہے، اور اس سے بہت چھوٹی یا بہت

زیادہ بڑی ہونا مکروہ ہے۔ **والمختار قدر الباقلاء ویکرہ اکبر منها کثیراً.** (غنیة الناسك ۱٦۸، هندیة ۲۳۳/۱، تاتارخانیة زکریا ۵۲٦/۳، شامی زکریا ۵۳۱/۳)

کنکری کس چیز کی ہو؟

کنکری زمین کی جنس میں شامل ہر چیز کی معتبر ہے، مثلاً: پتھر، مٹی وغیرہ، یعنی جن اشیاء سے تیمّم درست ہے ان سے رمی بھی درست ہے۔ **فیجوز الرمی بکل ما کان من اجزاء الارض الخ، کالحجر والمدر وکل ما یجوز به التیمم.** (غنیة الناسك ۱۷۱، هندیة ۲۳۳/۱، مناسك ملا علی قاری ۲٤۸، البحر الرائق زکریا ٦۰۳/۲، تاتارخانیة زکریا ۵۲٦/۳)

بڑے پتھر سے توڑ کر کنکریاں بنانا مکروہ ہے

رمی کے لئے بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں لینا مکروہ ہے۔ **ویکرہ ان یأخذ حجراً کبیراً فیکسرہ صغاراً.** (غنیة الناسك ۱٦۸، ومثله فی البحر الرائق زکریا ٦۰٤/۲، هندیة ۲۳۳/۱، فتح القدیر ٤۸۸/۲)

ہیرے جواہرات سے رمی معتبر نہیں

اگر کوئی شخص ہیرے جواہرات یا قیمتی پتھریوں سے رمی کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں (کیوں کہ قیمتی جواہرات کو لٹانے سے شیطان کی اہانت نہیں ہوتی؛ بلکہ تعظیم ہوتی ہے، حالاں کہ رمی کا مقصد شیطان کو ذلیل کرنا ہے) **فلا یجوز بالاحجار النفسیة کالیاقوت والزبرجد لانه اعزاز لا اهانة.** (غنیة الناسك ۱۷۱، البحر الرائق زکریا ٦۰۳/۲، تاتارخانیة زکریا ۵۲٦/۳، هندیة ۲۳۳/۱، مناسك ملا علی قاری ۲٤۸–۲٤۹، منحة الخالق ٦۰۳/۲، درمختار زکریا ۵۳۲/۳)

سونے چاندی کی ڈلی سے رمی معتبر نہیں

سونے چاندی کی ڈلی مارنے سے بھی رمی کا واجب ادا نہ ہوگا (کیوں کہ اس میں بھی شیطان کا اعزاز ہے نہ کہ اہانت) **ولا یجوز بالذهب والفضة لانه یسمی نثاراً لا رمیاً.** (غنیة الناسك ۱۷۱، تاتارخانیة زکریا ۵۲٦/۳، البحر الرائق زکریا ٦۰۳/۲، مناسك ملا علی قاری ۲٤۸، درمختار زکریا ۵۳۲/۳)

بڑے پتھر سے رمی

اگر جمرہ پر بڑا پتھر دے مارا تو وہ ایک کنکری کے قائم مقام ہوگا؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

لو رمی بحجر کبیر جاز ویکرہ. (البحر العمیق ۱۶۹۳/۳، ہندیة ۲۳۳/۱، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲، شامی زکریا ۵۳۱/۳)

تنبیه: جمرہ پر جوتے چپل وغیرہ مارنا محض جہالت ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

بہت چھوٹی کنکری سے رمی

اگر باقلے اور کھجور کی گٹھلی سے چھوٹی کنکری سے رمی کی تو یہ رمی معتبر ہے؛ لیکن اس سے رمی پسندیدہ نہیں ہے۔ **لو رمی بالاصغر اجزأہ ولیس بمستحب.** (البحر العمیق ۱۶۹۳/۳، تاتارخانیة زکریا ۵۲۶/۳، ہندیة ۲۳۳/۱، غنیة الناسك ۱۶۸)

مٹھی بھر کر مٹی سے رمی

اگر کوئی شخص مٹھی بھر کر مٹی یا ریت کے ذریعہ رمی کرے تو یہ بھی بکراہت معتبر ہے، اور ہر مٹھی ایک کنکری مارنے کے قائم مقام ہوگی۔ **ولو کفا من تراب فھو یقوم مقام حصاة واحدة.**

(غنیة الناسك ۱۷۱، درمختار زکریا ۵۳۲/۳، ہندیة ۲۳۳/۱، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲)

سات کنکریوں سے کم رمی کی؟

اگر ایک جمرہ پر ۴/ سے زائد مگر سات سے کم رمی کی تو ہر کنکری کے عوض ایک صدقۂ فطر یا اس کی قیمت جنایت میں دینا لازم ہوگا۔ **وان ترک الاقل من جمرة العقبة الی الغد رماہ وتصدق لکل حصاة بنصف صاع من حنطة.** (البحر العمیق ۱۶۶۷/۳، غنیة الناسك ۲۷۹، ہندیة ۲۴۷/۱، مناسك ملا علی قاری ۳۵۸، شامی زکریا ۵۸۶/۳)

غیر معذور شخص کے لئے دوسرے کو وکیل بنانا جائز نہیں

جو شخص خود رمی کرسکتا ہو اس کے لئے دوسرے کو رمی کا وکیل بنانا درست نہیں اور ایسے شخص

کی طرف سے وکیل کی رمی معتبر نہ ہوگی۔ **فلا تجوز النیابة فیه عند القدرة.** (غنیة الناسك ۱۸۷، مناسك ملا علی قاری ۲۴۷)

کس طرح کا معذور شخص رمی میں وکیل بنا سکتا ہے؟

اگر کوئی شخص اتنا بیمار یا کمزور ہو کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے رمی میں اپنا وکیل بنانا مطلقاً درست ہے۔ **وحد المریض ان یصیر بحیث یصلی جالساً لانه لا یستطیع الرمی راکباً ولا محمولاً.** (غنیة الناسك ۱۸۷، ومثله فی المناسك لملا علی قاری ۲۴۸)

رمی پر قادر ہو؛ لیکن چل کر جانا دشوار ہو تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو اور جمرہ پر پہنچ کر خود رمی بھی کر سکتا ہو؛ لیکن کمزوری کی بنا پر اس کے لئے پیدل چل کر جمرات تک پہنچنا دشوار ہو، تو دیکھا جائے گا کہ اسے کوئی شخص وہیل چیئر وغیرہ پر جمرات تک لے جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر لے جانے کا انتظام ہے تو اس کی طرف سے دوسرے کا وکیل بن کر رمی کرنا درست نہ ہوگا؛ بلکہ اسے خود جا کر رمی کرنی ہوگی، اور اگر کوئی اسے لے جانے والا میسر نہیں ہے تو وہ اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔ **فان کان مریضاً له قدرة علی حضور الرمی محمولاً ویستطیع الرمی کذٰلک من غیر ان یلحقه الم شدید ولا یخاف زیادة المرض ولا بطأ البرأ لا یجوز النیابة عنه الا ان لا یجد من یحمله.**

(غنیة الناسك ۱۸۷-۱۸۸)

تنبیه: آج کل لوگ بآسانی معمولی اعذار کی وجہ سے رمی میں وکیل بنا دیتے ہیں، بالخصوص عورتوں کی طرف سے بلا کسی عذر کے وکیل بن کر ان کی رمی کر دیتے ہیں، تو انہیں مذکورہ مسئلہ ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ اگر عذر کے بغیر رمی کی جائے گی تو یہ رمی معتبر نہ ہوگی اور اگر وقت کے اندر اعادہ نہ کیا تو حسب ضابطہ دم واجب ہو جائے گا۔ **والرجل والمرأة فی الرمی سواء الا ان رمیها فی اللیل افضل فلا تجوز النیابة عن المرأة بغیر عذر.** (غنیة الناسك ۱۸۸)

رمی میں نیابت کرنے والا کیسے رمی کرے؟

جو شخص معذور کی طرف سے رمی کا وکیل بنایا گیا ہے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے کنکریاں مارے، اس کے بعد معذور کی طرف سے رمی کرے (اور رمی کے دوسرے اور تیسرے دن میں افضل یہ ہے کہ اولاً بالترتیب تینوں جمرات پر اپنی رمی کرے اس کے بعد واپس لوٹ کر معذور کی طرف سے ترتیب وار رمی کرے) **والاولیٰ ان یرمی السبعة اولاً عن نفسه ثم عن غیره.** (مناسك ملا علی قاری ٢٤٧، منحة الخالق ٢/٣٤٥) **(شرح) لکن الظاهر انه فی یوم النحر، واما فی الأیام الثلاثة فالاولیٰ ان یرمی الجمار الثلاث عن نفسه اولاً ثم عن غیره فلا تفوته الموالاة.** (غنية الناسك ١٨٨)

اور اگر ایسا کیا گیا کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری، پھر دوسری کنکری معذور کی طرف سے ماری اور اسی طرح سب جمرات پر کیا تو اس سے بھی دونوں کی طرف سے رمی معتبر ہو جائے گی؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ **ولو رمی بحصاتین احداهما عن نفسه والاخریٰ عن غیره جاز ویکره الخ.** (مناسك ملا علی قاری ٢٤٧، منحة الخالق کوئٹه ٢/٣٤٥) **ای واحدة بعد واحدة لا جملة.** (غنية الناسك ١٨٨)

رمی جمرۂ عقبہ

یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) میں حاجیوں کے لئے سب سے پہلا کام جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا ہے۔ **الاول من الاعمال رمی جمرة العقبة.** (البحر العميق ٣/١٦٦٠)

نوٹ: جمرۃ العقبہ یا جمرۂ کبریٰ منیٰ سے مکہ معظّمہ جاتے ہوئے آخری سرے پر واقع ہے۔ عقبہ کے معنی گھاٹی کے آتے ہیں، یہ جمرہ چوں کہ منیٰ کی گھاٹی کے قریب تھا؛ اس لئے اسے ''جمرۂ عقبہ'' کہا جاتا ہے، اور اردو میں اسے ''بڑا شیطان'' بھی کہتے ہیں، یوم النحر میں صرف اسی جمرہ کی رمی کی جاتی ہے۔ **وتسمیٰ جمرة العقبة الجمرة الکبریٰ، والجمرة الثالثة، وسماها بعضهم جمرة ذات العقبة، وهی فی اٰخر منیٰ مما یلی مکة المشرفة الخ.** (البحر العميق ٣/١٦٦٠)

جمرۂ عقبہ کی رمی واجب ہے

یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی ہر حاجی پر خود کرنا واجب ہے، معتبر عذر شرعی کے بغیر دوسرے سے رمی کرانا معتبر نہیں۔ **اعلم ان رمی جمرة العقبة واجب، ودليله الاجماع، وقول النبی صلى الله عليه وسلم وفعله.** (البحر العميق ١٦٦٠/٣)

جمرۂ عقبہ کی رمی کا افضل وقت

یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کا افضل وقت اشراق کے وقت سے لے کر زوالِ آفتاب تک ہے۔ **فاما وقت الفضيلة المتفق عليه فما بين طلوع الشمس، وارتفاعها قدر رمح الى الزوال.** (البحر العميق ١٦٦١/٣، هندية ٢٣٣/١، درمختار زكريا ٥٣٤/٣، البحر الرائق زكريا ٦٠٥/٢)

جمرۂ عقبہ کی رمی کا جائز وقت

جمرۂ عقبہ کی رمی یوم النحر میں زوال سے لے کر غروب تک کرنا مباح ہے (یعنی اس میں نہ فضیلت ہے اور نہ کراہت) **وما بعد الزوال الى غروب الشمس وقت مباح.** (البحر العميق ١٦٦٧/٣، هندية ٢٣٣/١، درمختار زكريا ٥٣٤/٣، البحر الرائق زكريا ٦٠١/٢، البحر الرائق زكريا ٦٠٥/٢)

جمرۂ عقبہ کی رمی کا مکروہ وقت

یوم النحر میں صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک اور غروبِ شمس سے لے کر گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک کے درمیان رمی کرنا بلا عذر مکروہ ہے؛ البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے ان اوقات میں رمی کی تو کراہت نہ ہوگی۔ **وما بعد طلوع الفجر الى طلوع الشمس وقت مكروه الخ، والليل وقت مكروه بغير عذر، اما بعذر فلا يكره.** (البحر العميق ١٦٦٧/٣، البحر الرائق مع منحة الخالق زكريا ٦٠٥/٢، شامی زكريا ٥٣٤/٣، تاتارخانية زكريا ٥٢٣/٣)

تلبیہ کو موقوف کرنا

جمرۂ عقبہ کی پہلی رمی کرتے ہی تلبیہ (لبیک پڑھنا) موقوف کردینے کا حکم ہے۔ **عن الفضل بن عباس و اسامة بن زید قالا : لم یزل النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یلبی حتی رمی جمرة العقبة.** (بخاری شریف ۲۰۹/۱، مسلم شریف ۴۱۵/۱) **و اما قطع التلبیة فانه یقطعها مع اول کل حصاةٍ رمی بها جمرة العقبة.** (البحر العمیق ۱۶۸۸/۳، درمختار زکریا ۵۳۱/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۵/۲، تاتارخانیة زکریا ۵۳۰/۳)

تنبیه : بعض حجاج منیٰ کے زمانۂ قیام میں رمی کے بعد بھی تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، حالاں کہ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، ان ایام میں تلبیہ کے بجائے دیگر اذکار میں مشغول ہونا چاہئے۔

جمرۂ عقبہ پر رک کر دعا نہ کریں!

جمرۂ عقبہ کے بعد وہاں رک کر دعا کرنے کا حکم نہیں ہے؛ البتہ واپس ہوتے وقت چلتے چلتے دعا کرسکتے ہیں۔ **واذا فرغ من الرمی لا یقف للدعاء عند هٰذه الجمرة فی الأیام کلها، بل ینصرف داعیاً.** (غنیة الناسك ۱۷۲، مناسك ملا علی قاری ۲۴۲)

وقت کے اندر جمرۂ عقبہ کی رمی نہیں کرسکا؟

اگر کوئی شخص جمرۂ عقبہ کی رمی اپنے وقت (دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق) کے اندر نہیں کرسکا تو اس پر اس رمی کی قضاء اور ایک دمِ جنایت واجب ہوگا۔ **ولو لم یرم جمرة العقبة حتی اصبح رماها الغد وعلیه دم عند ابی حنیفةؒ.** (البحر العمیق ۱۶۶۷/۳، غنیة الناسك ۲۷۹، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۶/۲)

○❖○

حج کی قربانی

’’ہدی‘‘

حج میں جو قربانی کی جاتی ہے اس کو قرآن وسنت کی اصطلاح میں ’’ہدی‘‘ کہا جاتا ہے، اس لفظ کا اطلاق اس جانور پر ہوتا ہے، جسے قربانی کے لئے حدودِ حرم میں لے جایا جائے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْحَرَامَ قِيَاماً لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ. (المائدة: ٩٧)

اللہ تعالیٰ نے کعبۂ مشرفہ کو جو بزرگی والا گھر ہے، لوگوں کے لئے قیام کا باعث بنادیا ہے، اسی طرح اشہرحرم اور حدودِ حرم میں کی جانے والی قربانیوں اوران جانوروں کو بھی (عظمت کا سبب) بنادیا ہے، جن کے گلے میں پٹے ڈال کر حرم لے جایا جاتا ہے۔

اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

حُجُّوا وَاهْدُوا فَاِنَّ اللّٰـهَ يُحِبُّ الْهَدْيَ. (البحر العميق ٤/٢١٢٥)

حج کرو اور قربانی بھی کرو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ہدی کا جانور پسند ہے۔

اور مشہور تابعی محدث حضرت عروہ بن الزبیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

يَا بَنِيَّ لَا يُهْدِيَنَّ اَحَدُكُمْ لِلّٰهِ تَعَالىٰ مِنَ الْبُدْنِ شَيْئاً يَسْتَحْيِيْ اَنْ يُّهْدِيَهٗ لِكَرِيْمٍ؛ فَاِنَّ اللّٰـهَ اَكْرَمُ الْكُرَمَاءِ، وَاَحَقُّ مَنِ اخْتِيْرَ لَهٗ.

(رواه مالك في الموطا ٢٦٢/١، البحر العميق ٤/٢١٢٨)

میرے بیٹو! تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسے اونٹ قربانی کے لئے نہ لے جائے جسے دنیا کے کسی باعزت شخص کے سامنے پیش کرنے سے شرم آتی ہو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ سب عزت داروں سے عزت والے ہیں، اور اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے لئے بہترین چیز منتخب کی جائے۔

خلاصہ یہ کہ ہدی کے جانوروں کے بارے میں اصل سنت یہی ہے کہ انہیں اپنے ساتھ لے جایا جائے؛ (لیکن اس دور میں صورتِ حال ایسی بن گئی ہے کہ عموماً لوگوں کے لئے قربانی کے جانوروں کو ساتھ

لے جانا سخت مشکل ہے)۔ **قال صاحب المغرب :الهدی ما یهدیٰ الی الحرم من شاة أو بقرة أو بعیر الخ، واعلم انه یستحب لکل من قصد مکة المشرفة حاجاً او معتمراً ان یسوق الیها معه هدیاً من بهیمة الانعام.** (البحر العمیق ٤/ ٢١٢٢)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ہدی کے جانور نشانی لگا کر بھیجا کرتے تھے، اور جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو قربانی کے جانور ساتھ لے گئے، اور آپ نے حج میں سو اونٹوں کی قربانی پیش کی، جن میں سے ۶۳/ اونٹوں کو آپ نے اپنے دست مبارک سے نحر فرمایا، اور مابقیہ ۳۷/ اونٹ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی طرف سے نحر فرمائے ۔(مسلم شریف حدیث: ۱۲۱۸)

قربانی کے جانور شعائر اسلام میں سے ہیں

قرآنِ پاک کی آیات سے یہ بات واضح ہے کہ حج میں ذبح ہونے والے ہدی کے جانور شعائر اللہ میں داخل ہیں، جن کی تعظیم وتوقیر شریعت میں مطلوب ہے، اور پرخلوص ایمان کی دلیل ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ، فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ. (الحج: ٢٨)

تاکہ وہ (حجاج) اپنے فائدہ کی جگہوں پر پہنچیں، اور اللہ کا نام لیں کئی متعین دنوں میں ان مویشی چاپاؤں کے ذبح کرنے پر جو اللہ نے ان کو دئے ہیں، پس کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال محتاج کو۔

اور آگے ارشاد ہوا:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ. (الحج: ٣٢)

اور جو کوئی اللہ کے نام لگی چیزوں کی تعظیم کرے، سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے۔

نیز ارشاد فرمایا گیا:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ق فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ج فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ط

اور (ہم نے) کعبہ پر پیش کرنے کے لئے تمہارے لئے اونٹ مقرر کئے ہیں جو تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں (اس سے حج کی قربانیوں کی طرف اشارہ ہے) تمہارے واسطے ان میں بھلائی ہے، سو ان پر لائن لگا کر

كَـذٰلِكَ سَـخَّـرْنٰهَـا لَـكُـمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْن. (الحج: ٣٦)

اللہ کا نام پڑھو، پھر جب ان کے کروٹ گر پڑیں (یعنی انہیں ذبح کردیا جائے) تو ان میں سے کھاؤ اور کھلاؤ صبر سے بیٹھ رہنے والے اور بے قراری کا اظہار کرنے والے (محتاجوں) کو، اسی طرح ہم نے (ان جانوروں کو) تمہارے بس میں کردیا؛ تاکہ تم احسان مانو۔

ان واضح آیاتِ قرآنیہ سے حج کی قربانی کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

عظیم قربانی کی یادگار

حج میں قربانی کا یہ عمل انسانی تاریخ کی بے نظیر اور بے مثال قربانی کی یاد دلاتا ہے، جب ایک بوڑھے باپ نے حکم ربی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے نوخیز ہونہار بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کردیا تھا، اس باپ کو دنیا ''ابراہیم خلیل اللہ'' کے نام سے جانتی ہے، جب کہ اس اطاعت شعار اور فرماں بردار بیٹے کو ''اسماعیل ذبیح اللہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے، علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام۔ ان دونوں باپ بیٹوں کی قربانی اللہ کو ایسی پسند آئی کہ اسے رہتی دنیا تک کے لئے زندۂ جاوید بنادیا گیا۔ یہ قربانی جو جانوروں کے ذبح کی شکل میں پیش ہوتی ہے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ اصل بندگی یہی ہے کہ حکم ربی کے سامنے بندے کا ہر جذبہ فراموش ہوجائے، اور بندگی کے علاوہ اسے کسی اور چیز کا ہوش ہی نہ رہے، اور حج کا سفر تو چوں کہ بجائے خود قدم قدم پر بندگی کا مظہر ہے، اس لئے حج کے مناسک میں قربانی کا متعین کیا جانا عین تقاضائے حکمت ہے۔ کاش ہمیں حقیقی معنی میں قربانی کی توفیق میسر آسکے۔

ذیل میں حج کی قربانی سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں۔ اور عام مالی قربانی کے مسائل دوسری جلد کے اخیر میں ملاحظہ کئے جائیں، قربانی کے جانوروں وغیرہ کے بارے میں جو تفصیلات وہاں لکھی گئی ہیں، وہ یہاں بھی ملحوظ رکھی جائیں گی:

کس قسم کے حج میں قربانی واجب ہے؟

حج قران اور حج تمتع میں شکر کے طور پر قربانی واجب ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دو عبادتوں کو انجام دینے کی سعادت سے نوازا۔ **ويجب الدم على المتمتع شكراً لما أنعم اللّٰه تعالىٰ عليه بتيسر الجمع بين العبادتين، وحكم القارن كحكم المتمتع في وجوب الهدى ان وجده والصيام ان لم يقدر عليه.** (هندية ٢٣٩/١، خانية ٣٠٤/١)

مفرد بالحج کے لئے قربانی کا حکم

جو شخص حج افراد کرنے والا ہو اس کے لئے قربانی کرنا واجب نہیں؛ لیکن افضل ہے کہ وہ بھی قربانی پیش کرے۔ **والذبح له أفضل، ويجب على القارن والمتمتع.** (شامی زکریا ۵۳۴/۳)

حج کی قربانی کہاں کی جائے؟

حج کی قربانی (خواہ دم شکر ہو یا دم جنایت) کو حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، حدودِ حرم کے باہر ذبح کرنے سے واجب ادا نہ ہوگا۔ **ولو ذبح شيئاً من الدماء الواجبة في الحج او العمرة خارج الحرم لم يسقط عنه، وعليه ذبح آخر.** (غنية الناسك ۲۷۹، ومثله في البحر الرائق ۷۲/۳، هداية ۳۲۱/۱، تاتارخانية زكريا ۶۷۶/۳، بدائع الصنائع زكريا ۳۹۷/۲)

کن جانوروں کی قربانی کی جائے؟

قربانی میں پالتو چوپایوں مثلاً بکری، بھیڑ، اونٹ، گائے (اور بھینس وغیرہ) کو ہی ذبح کیا جائے گا، اور ان میں اونٹ کی قربانی افضل ہے، پھر گائے بھینس اور اس کے بعد بکری کا درجہ ہے، اور جنگلی اور شکار والے جانوروں کی قربانی درست نہیں ہے، حتی کہ اگر کوئی جنگلی جانور مثلاً ہرن وغیرہ گھر میں پال کر مانوس کرلیا گیا ہو تو بھی اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ **ادناه شاة واعلاه بدنة من الابل والبقر الخ.** (غنية الناسك ۳۵۳، البحر الرائق ۷۰/۳، مناسك ملا على قارى ۴۷۲، هداية ۳۱۹/۱، بدائع الصنائع زكريا ۳۹۷/۲) **ولا يجوز فيها ما سوى الانواع الثلاثة ولا البقر الوحشي وان انس الخ.** (غنية الناسك ۳۶۷، تكملة البحر الرائق ۱۷۷/۸)

قربانی کے جانوروں کی عمریں

قربانی میں بکری ایک سال، گائے بھینس دو سال، اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ **فيجوز فيها الثنى من الابل والبقر والغنم، والثنى من الابل ما تم له خمس سنين وطعن في السادسة، ومن البقر ومنه الجاموس ما طعن في الثالثة، ومن**

الغنم ومنه المعز ما طعن فی الثانیة. (غنیة الناسك ٣٦٧، مناسك ملا علی قاری ٤٧٨، بنایة شرح هدایة ٤/٤٨٣، تاتارخانیة زکریا ٣/٦٧٦، البحر الرائق کوئٹه ٣/٧٠)

ایک بکری ایک سے زیادہ حصہ کو کافی نہیں

بکری کی کوئی بھی قسم ایک حصۂ قربانی سے زائد کی طرف سے کافی نہیں ہوسکتی، خواہ اس کی ساخت یا وزن کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ **الشاة لا تجزئ الا عن واحد وان کانت عظیمة.** (تاتارخانیة زکریا ١٧/٤٥٠)

بڑے جانور میں حصے لینا

بڑے جانور (اونٹ گائے وغیرہ) میں زیادہ سے زیادہ سات حصے مقرر ہوسکتے ہیں، اور کسی حصہ دار کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہونا چاہئے۔ **ویجوز اشتراک واحد ستة او اقل فی بدنة الهدی ابتداءاً بان یکون الشراء منهم جمیعاً الخ، واما یجوز الاشتراک فیها بشرط ان لا یکون لاحدهم اقل من سبع.** (غنیة الناسك ٢٦٧-٣٦٨، ومثله فی ملتقی الابحر ٤/١٦٨، مناسك ملا علی قاری ٤٧٣، تکملة البحر الرائق ٨/١٧٥، الموسوعة الفقهیة ٥/٨٢)

حاجی پر مالی قربانی کا حکم

جو قربانی عیدالاضحیٰ میں مال داری کی وجہ سے واجب ہوتی ہے، اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر حاجی یوم النحر میں مسافر ہے، یعنی اس کی مکہ معظمہ (بشمول منیٰ ومزدلفہ) میں ۱۵ ؍دن قیام کی نیت نہیں ہے تو اس پر مالی قربانی واجب نہیں، اور اگر مقیم اور صاحب استطاعت ہے تو اس پر مالی قربانی واجب ہے۔ **واما الاضحیة فان کان مسافراً فلا یجب علیه والا کالمکی فتجب.** (شامی زکریا ٣/٥٣٤، تکملة البحر الرائق ٨/١٧٣)

وضاحت: مالی قربانی حدودِ حرم میں کرانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ اختیار ہے چاہے حدودِ حرم میں کرائے اور چاہے اپنے وطن وغیرہ میں کرائے، دونوں صورتوں کی اجازت ہے۔

حج کی قربانی کا وقت

حج کی واجب قربانی کا وقت ایام النحر (۱۰-۱۱-۱۲/ ذی الحجہ) کے درمیان تک محدود ہے؛ لہٰذا اگر قارن اور متمتع نے ان ایام سے پہلے قربانی کی تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا، اسی طرح اگر ایام النحر سے قربانی مؤخر کردی تو ترکِ واجب کی وجہ سے دم جنایت واجب ہوگا۔ **و لا یجوز ذبح هدى المتعة و القران الا فى يوم النحر حتى لو ذبح قبله لا يجوز اجماعاً، وبعده كان تاركاً للواجب عند الامام فيلزمه دم.** (هندية ١/ ٢٦١، البحر الرائق ٢/ ٣٥٩، مجمع الانهر ١/ ٤٥٩، و مثله فى الهداية ١/ ٣٠٠، غنية الناسك ٢٧٩)

قارن ومتمتع کے لئے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب کا وجوب

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق حج قران اور حج تمتع کرنے والوں کے لئے رمی جمرۂ عقبہ، قربانی اور حلق کے درمیان ترتیب واجب ہے، اگر یہ ترتیب الٹ پلٹ ہوجائے گی تو دم جنایت لازم ہوگا (جب کہ حضراتِ صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ ترتیب محض سنت ہے واجب نہیں ہے؛ لہٰذا ان کے نزدیک ترتیب بدلنے سے جنایت لازم نہ ہوگی) بریں بنا پوری کوشش اس کی کرنی چاہئے کہ مذکورہ ترتیب برقرار رہے۔ **فيجب فى يوم النحر اربعة اشياء: الرمى ثم الذبح لغير المفرد ثم الحلق ثم الطواف لكن لا شىء على من طاف قبل الرمى و الحلق نعم يكره.** (درمختار ٣/ ٥٨٨، شامى زكريا ٣/ ٤٧٢) **وعندهما لا يلزمه شىء بتقديم نسك على نسك للحديث السابق الا انه مسىء.** (البحر الرائق ٣/ ٢٤)

بنک کے توسط سے قربانی

آج کل سعودی حکومت نے قربانی کے انتظام اور اس کے گوشت کو بحفاظت مستحقین تک پہنچانے کے لئے باقاعدہ ایک ادارہ بنادیا ہے، اور نظام یہ ہے کہ قربانی کے ٹوکن بنکوں کے ذریعہ سے فروخت کئے جاتے ہیں، اور حاجی ٹوکن خرید کر مذکورہ ادارہ کو اپنی قربانی کا وکیل بنا دیتا ہے، اب

نہ تو خود حاجی کو ذبح کرنے کا اختیار رہتا ہے اور نہ ہی اس کے سامنے ذبح کی کوئی اطمینان بخش شکل نکلتی ہے؛ بلکہ مذکورہ ادارہ اپنے حساب سے برابر قربانی کا عمل انجام دیتا رہتا ہے، اب اس شکل میں واجب ترتیب کا لحاظ رکھنا تو قطعاً ناممکن ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ ادارہ کی طرف سے ایام نحر اور ایام تشریق کے بعد تک بھی حج کی قربانیوں کو ذبح کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ بریں بنا بالخصوص حنفی حجاج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ قربانی کے ٹوکن خریدنے کے بجائے یا تو خود قربان گاہ جاکر اپنی قربانی کریں جس کا انتظام محلّہ ''الشرائع'' کے عظیم ''سوق المواشی'' اور مکہ معظّمہ کے محلّہ ''کعکیہ'' کے سلاٹر ہاؤس میں کیا گیا ہے، اور ٹیکسی کے ذریعہ وہاں پہنچا جاسکتا ہے۔ اور اگر خود نہ جاسکتے ہوں تو اپنے معتبر دوستوں اور جانکاروں کے ذریعہ قربانی کرائیں اور بنک کے ٹوکن پر اعتماد نہ کریں، احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔

نوٹ: البتہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ نہ تو خود قربان گاہ جاسکتا ہو اور نہ ہی اس کے پاس قربانی کرانے کا کوئی ذریعہ ہو، تو وہ مجبوراً بنک کا ٹوکن خرید سکتا ہے، اس مجبوری کی وجہ سے اس کے لئے ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی رائے اپنانے کی اجازت ہوگی، اور اس پر ترکِ ترتیب کی وجہ سے دم جنایت لازم نہ ہوگا۔ (مستفاد: تجویز چھٹا فقہی اجتماع ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند، درحج وزیارت نمبر ۲۲۳)

قارن یا متمتع قربانی کی استطاعت نہ رکھے تو کیا کرے؟

اگر حج قران یا حج تمتع کرنے والا شخص ناداری اور غربت کی وجہ سے حج کی قربانی کرنے پر قادر نہ ہو، تو اس پر یوم النحر سے قبل تین روزے اور ایام تشریق گذرنے کے بعد ۷؍روزے رکھنے لازم ہوں گے۔ **قال تعالیٰ:** ﴿**فَإِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ، تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ**﴾ (البقرۃ: ۱۹۶) **وان كان معسراً لا يجد ثمن الهدى فانه يصوم ثلاثة ايام فى الحج ......، ثم يصوم سبعة ايام بعد ما مضت ايام التشريق عندنا.** (هندية ۲۳۹/۱، بدائع الصنائع زكريا ۳۸۶/۲، درمختار مع الشامی زكريا ۵۵۸/۳)

اگر غیر مستطیع شخص حج سے قبل روزے نہ رکھ سکا

اگر غیر مستطیع قارن یا متمتع حج سے پہلے مقررہ تین روزے نہ رکھ سکا تو اب اس پر حتمی طور پر دم قران یا دم تمتع لازم ہے، بعد میں روزے رکھنے سے اس دم کی تلافی نہ ہو سکے گی۔ **فإن لم يصم إلى يوم النحر تعين الدم إن لم يصم الثلاثة فى الحج و جب عليه الدم ولا يجوز أن يصوم الثلاثة والسبعة بعدها.** (تبيين الحقائق ٣٣٦/٢، تاتارخانية زكريا ٦٢٧/٣، هندية ٢٣٩/١، ومثله فى مناسك ملا على قارى ٤٠٣-٤٠٤، كنز مع البحر ٣٦١/٢)

نوٹ : اور یہ دم حسب ضابطہ ایام نحر میں دینا ضروری ہے، اگر اس سے تاخیر ہوئی یا قربانی سے قبل حلق کرا لیا تو دم شکر کے ساتھ ایک دمِ جنایت اور لازم ہو جائے گا۔

عذر یا غلط فہمی کی وجہ سے ترتیب الٹ پلٹ ہوگئی

اگر قارن یا متمتع نے غلط فہمی یا بے خیالی میں رمی سے قبل قربانی کردی یا قربانی سے پہلے ہی حلق کرا لیا وغیرہ (مثلاً کسی کو قربانی کا وکیل بنا رکھا تھا اور اس کو جو وقت دے رکھا تھا وہ اس وقت قربانی نہ کر سکا اور حاجی نے سابقہ وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے وقت موعود کے بعد حلق کرا لیا) تو امام ابوحنیفہؒ کے مفتی بہ قول کے مطابق اس پر واجب ترتیب کے ترک کی وجہ سے دم جنایت لازم ہوگا۔ **نحر القارن قبل الرمى او حلق قبل الذبح فعليه دم (شرح وقاية) وفى هامشه: لا فرق بين ما اذا جنى عامداً او خاطئاً، مبتدأ او عائداً، ذاكراً او ناسياً، عالماً او جاهلاً، طائعاً او مكرهاً، نائماً او متنبهاً الخ.** (شرح وقاية مع الحاشية ٢٧٥/١، شامى زكريا ٥٧٢/٣، هندية ٢٤١/١، البحر الرائق ٢٤/٣)

مسائلِ حلق وقصر

حلق یا قصر؟

احرام کی پابندیاں ختم کرتے وقت محرم کے لئے اپنے سر کے بالوں کا حلق یا قصر واجب ہوتا ہے اس کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوتیں، مردوں کے لئے قصر (یعنی بال کتروانے) کے مقابلہ میں حلق (یعنی پورے سر کے بال منڈوانا) زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنے سر مبارک کا حلق فرما کر ارشاد فرمایا: رحم اللّٰہ المحلقین ۔یعنی اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر رحم فرمائیں، تو صحابہ نے عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! سر کتروانے والوں پر بھی رحمت ہو''، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا کہ: رحم اللّٰہ المحلقین ۔تو صحابہ نے دوبارہ مقصرین یعنی کتروانے والوں کے لئے دعا کی درخواست کی، مگر آپ نے تیسری مرتبہ بھی حلق کرنے والوں ہی کے لئے دعا فرمائی اور چوتھی مرتبہ میں مقصرین کو دعا میں شامل فرمایا۔ (بخاری شریف ۱۷۲۷، مسلم شریف ۱۳۰۱ وغیرہ)

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ (اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما، اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما) تو مجلس میں بیٹھے ہوئے کسی صاحب نے فرمایا کہ ''وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ'' یعنی سر کے بال کتروانے والوں کی بھی مغفرت ہو اس کی بھی دعا فرمائیں تو پیغمبر علیہ السلام نے تیسری یا چوتھی مرتبہ مقصرین یعنی بال کتروانے والوں کی مغفرت کی دعا فرمائی، اس کے بعد ارشاد فرمایا:

وَاَنَا یَوْمَئِذٍ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ، فَمَا یَسُرُّنِیْ بِحَلْقِ رَأْسِیْ حُمْرُ النَّعَمِ اَوْ خَطَرًا عَظِیْمًا. (رواہ احمد ۱۷۷/٤، الترغیب والترھیب ۲۷٦)

اور میں آج سر منڈائے ہوئے ہوں اور میرے لئے سر کے بال منڈانے کے بجائے سرخ اونٹ یا عظیم مال ملنا باعث مسرت نہیں ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ شریعت میں اصل مطلوب مردوں کے لئے سروں کا مونڈنا ہے، اس لئے بلا معقول عذر کے اس سعادت سے محروم نہیں رہنا چاہئے، اور محض بالوں سے محبت کے جنون میں ایسے عظیم اجر وثواب کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔

ہر بال کے بدلہ میں قیامت میں نور

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے:

إِنَّ لِلْحَالِقِ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنْ رَأْسِهِ نُوراً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (رواه ابن حبان: ١٨٨٧، البحر العميق ١/١٣٥)

حلق کرانے والے کے لئے سر کے ہر بال کے بدلہ میں قیامت میں ایک نور عطا ہوگا۔

اور ایک طویل روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج کے متعلق سوال کرنے والے ایک انصاری صحابی کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے مونڈے ہوئے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی تمہیں ملے گی اور تم سے ایک گناہ مٹایا جائے گا، تو عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر گناہ بالوں کی تعداد سے کم ہوں تو کیا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ نیکیاں تمہارے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ دی جائیں گی۔ (رواہ البزار، مجمع الزوائد ۳/۲۷۶، البحر العمیق ۱/۲۳۵)

اب ذیل میں حلق وقصر سے متعلق کچھ مزید مسائل لکھے جارہے ہیں:

حلق وقصر کب جائز ہوگا؟

جب حاجی رمی جمرۂ عقبہ اور قربانی سے فارغ ہوجائے تو اب وہ حلق یا قصر کرا کے احرام کھول سکتا ہے۔ **فاذا فرغ من الذبح حلق رأسه او قصر.** (غنية الناسك ١٧٣)

حلق وقصر کا محدود وقت

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حاجی کے لئے حلق وقصر ایام نحر میں کرانا واجب ہے، اگر ان ایام سے تاخیر ہوئی تو جنایت لازم آئے گی۔ **فعلى هٰذا اول وقته من طلوع الفجر يوم النحر الى غروب الشمس من آخر ايامه وهٰذا قول ابى حنيفةؒ: ان الحق مختص بالمكان و الزمان.** (البحر العميق ٣/١٧٩٨)

حلق وقصر کا مقام

حلق وقصر کا عمل حدودِ حرم میں انجام دینا واجب ہے، اگر حاجی یا عمرہ کرنے والے نے

حدودِ حرم سے باہر جا کر حلق یا قصر کیا تو دم جنایت واجب ہوگا۔ **اما تاخیرہ عن مکانه کما لو حلق خارج الحرم یوجب الدم علی قولهما.** (البحر العمیق ۳/ ۱۸۰۰)

مردوں کے لئے حلق (منڈانا) افضل ہے

مرد حجاج کے لئے قصر کے مقابلہ میں حلق (مکمل سر منڈانا) افضل ہے، (گوکہ قصر بھی جائز ہے) **والحلق افضل للرجال.** (غنیة الناسك ۱۷۳)

مرد کے حلق وقصر کا طریقہ

بہتر ہے کہ حلق یا قصر کراتے وقت مرد قبلہ رو ہوکر بیٹھے اور اس کے دائیں جانب سے حلق یا قصر کا عمل شروع کیا جائے۔ **ویستقبل القبلة للحلق ویبدأ بالجانب الایمن من رأس المحلوق وهٰذا هو الصواب.** (غنیة الناسك ۱۷۳)

کہاں تک حلق کرانا ہے؟

حلق کراتے وقت پورا سر اور کان کے سامنے کی دونوں ہڈیوں تک منڈوانا مسنون ہے۔ **والسنة فی الحق ان یبلغ به العظمتین اللتین علی منتهی الصدغین الخ، وعن ابن عمرؓ انه کان یقول للحالق: ''یا غلام ابلغ العظمتین.** (البحر العمیق ۳/ ۱۸۲۱)

بال صفا کریم سے سر کے بال اڑانا

اگر کوئی شخص استرے سے سر نہ مونڈ کر بال صفا کریم یا پاؤڈر لگا کر سر کے بال اڑا دے تو بھی حلق کا واجب ادا ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال کہلائے گا؛ تاہم استرے سے مونڈنا افضل اور مستحب ہے۔ **ویستحب الحلق بالموسیٰ، ولو ازال الشعرة بالنورة او الحرق الخ، اجزأ عن الحلق.** (غنیة الناسك ۱۷۴)

جس کے سر پر بالکل بال نہ ہوں وہ کیا کرے؟

جو شخص خلقۃً گنجا ہو یا قریبی وقت میں عمرہ کی وجہ سے اس کے سر پر بالکل بال موجود نہ ہوں تو حلال ہونے کے لئے اس پر واجب ہے کہ وہ استرا سر پر پھیر لے۔ **ویجب اجراء موسیٰ علی الاقرع.** (غنية الناسك ١٧٤)

سر پر اگر زخم ہوں تو کیا کریں؟

اگر حاجی کے سر پر زخم ہیں کہ استرا چلانا تکلیف دہ ہے، تو دیکھا جائے گا کہ اس کے بال کتنے بڑے ہیں، اگر ایک پوروے سے زائد بال ہیں تو قصر کرانا ضروری ہوگا، اور اگر پوروے سے کم بال ہیں تو احتیاط کے ساتھ استرا پھیر دیا جائے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ویسے ہی محض نیت کرنے سے احرام کھل جائے گا۔ **او یضرہ الحلق لنحو صداع او قروح برأسه تعین التقصیر الخ، وان تعذرا جمیعاً بان یکون شعرہ قصیراً وبرأسه قروح لا یمکنه الحلق سقطا منه وحل بلا شیءٍ.** (غنيةالناسك ١٧٥) **ویجب اجراء موسیٰ علی الاقرع وذی قروح ان امکنه هو المختار.** (غنية الناسك ١٧٤)

سر پر مصنوعی بال ہوں تو حلق یا قصر کا حکم؟

اگر کسی شخص کے بال بیماری کی وجہ سے اڑ گئے ہوں اور اس نے سر پر "وگ" (مصنوعی بالوں کی جھلی) فٹ کرالی ہو، تو اگر وہ جھلی آسانی سے اتاری جاسکتی ہو تو اسے اتار کر سر پر استرہ پھیرنا ضروری ہوگا، اور اگر بآسانی اتاری نہ جاسکتی ہو یا مصنوعی بال کھال میں پیوست کردئے گئے ہوں، تو انہی کے اوپر سے استرا پھیرنے کافی ہوگا۔ **مستفاد: ویجب اجراء الموسیٰ علیاالاقرع وذوی قروح ان امکنه وهو المختار.** (غنية الناسك ١٧٤)

عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے

حج وعمرہ کے ارکان پورے کرنے پر عورتوں کے لئے سر کے بالوں کو مونڈنا جائز نہیں ہے

(بلکہ وہ صرف قصر ہی کرائیں گی) ومکروهة للنساء كراهة تحريم الا للضرورة والتقصير مباح لهم ومسنون بل واجب لهن. (غنية الناسك ۱۷۳)

عورت کے لئے قصر کا طریقہ

عورت کے لئے بال قصر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ چوٹی کے نیچے سے ملا کر بس ایک پورے کے بقدر بال کاٹ لے۔ وان كان الشعر مسترسلاً فالقدر الواجب فيه مقدار الانملة والاصل فيه ما روى عن ابن عمرؓ عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: تجمع المرأة رأسها وتأخذ قدر انملة الخ، والظاهران مراد الاصحاب بالانملة هى واحدة انامل الاصابع لا الاصابع كلها. (البحر العميق ۱۷۹٦/۳)

گنجی عورت کیا کرے؟

اگر کوئی عورت کسی وجہ سے گنجی ہوگئی ہوتو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ سر پر ویسے ہی قینچی چلالے، یہ قینچی چلانا اس کے لئے قصر کے قائم مقام ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال ہو جائے گی۔ المرأة اذا كانت قرعىٰ تومر بتقريب الجلمين من رأسها ويقام مقام التقصير. (البحر العميق ۱۷۸٦/۳)

استرا یا قینچی دستیاب نہ ہوتو کیا کرے؟

اگر کسی حاجی کو حلق یا قصر کے لئے استرا یا قینچی وغیرہ دستیاب نہ ہو تو شرعاً یہ کوئی عذر نہیں ہے، جب تک وہ حلق یا قصر نہیں کرے گا حلال نہیں ہوسکتا۔ وان لم يكن به قروح ولكنه خرج الى بعض البوادى ولا يجد موسىٰ ومن يحلقه لا يجزئه الا الحلق والتقصير وليس هذا بعذر. (البحر العميق ۱۷۸۹/۳)

سر کے اترے ہوئے بالوں کا کیا کریں؟

مستحب ہے کہ حلق یا قصر کے بعد سر سے اترے ہوئے بالوں کو دفن کر دیا جائے، یا کسی پاک جگہ ڈال دیا جائے، انہیں ناپاک جگہ یا نالی وغیرہ میں ڈالنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ **ویستحب ان یدفن ما حلق او قصر من الشعر صیانةً له الخ، وان القاه فلا بأس، ویکره القاؤه فی الکنیف والمغتسل وقالوا: لانه یورث المرض. وعن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یدفن سبعة اشیاء من الانسان: الشعر، والظفر، والدم، والحیضة، والسن، والغلفة، والبسیمة.** (رواه الدار قطنی فی تفسیره، البحر العمیق ۱۸۲۲/۳)

حلق یا قصر سے احرام کی پابندیاں کس حد تک ختم ہوتی ہیں؟

حاجی کے حلق یا قصر کرا لینے سے احرام کی سب پابندیاں (مثلاً کپڑے پہننا، خوشبو لگانا وغیرہ) ختم ہو جاتی ہیں؛ البتہ عورتوں سے مباشرت اور بوس وکنار اس وقت تک جائز نہیں ہوتا جب تک کہ طواف زیارت کا اکثر حصہ ادا نہ کرلے۔ **فحکمه حصول التحلل وهو صیرورته حلالاً یباح له عقب الحلق او التقصیر جمیع ما حرم علیه بالاحرام الا النساء، فالحلق سبب التحلل عندنا لما روی عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ''اذا رمیتم وذبحتم وحلقتم حل لکم کل شیءٍ الا النساء وحل لکم الثیاب والطیب.** (البحر العمیق ۱۸۲۳/۳)

حلق یا قصر کے بعد ناخون تراشنا مستحب ہے

حلق یا قصر کے بعد مستحب ہے کہ بڑھے ہوئے ناخون اور مونچھیں تراش لی جائیں۔ **ویستحب اذا حلق رأسه ان یقص اظفاره وشاربه، قال ابن المنذر: وثبت ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لما حلق رأسه قلم اظفاره.** (البحر العمیق ۱۹۱/۳ ۷۱)

حلق یا قصر سے قبل ناخون تراشنے سے دم واجب

اگر حلق یا قصر سے قبل ہاتھ پیر کے ناخون کاٹ لئے، تو دم جنایت واجب ہوگا (کیوں کہ ابھی احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوئی ہیں) **لو ابیح له التحلل فغسل رأسه بالخطمی او قلم ظفره قبل الحلق فعلیه دم.** (البحر العمیق ۱۷۸۹/۳)

اپنے حلق سے قبل دوسرے حاجی کا حلق کرنا

اگر حاجی سب سابقہ ارکان کر چکا ہے اور احرام سے حلال ہونے کا وقت آچکا ہے، تو اپنا سر خود بھی مونڈ سکتا ہے، اور اپنے حلق سے قبل دوسرے شخص کا حلق یا قصر بھی کر سکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولو حلق رأسه او رأس غیره من حلال او محرم جاز له الحلق لم یلزمهما شیءٌ.** (غنیة الناسك ۱۷٤، انوار مناسك ٥۲۷)

مسائل طوافِ زیارت

حج کا اہم ترین رکن

’’طوافِ زیارت‘‘ حج کا رکن ہے، اس کی ادائیگی کے بغیر حج مکمل نہیں ہوسکتا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اس کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ. (الحج: ۲۹)

پھر (قربانی کے بعد) اپنا میل کچیل ختم کریں (حلق وقصر وغیرہ کرائیں) اور اپنی منتیں پوری کریں، اور اس قدیم گھر (یعنی کعبہ مشرفہ) کا طواف کریں۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ طوافِ زیارت احرام کی پابندیاں ختم کرنے کے بعد ہی کیا جائے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یوم النحر میں اولاً جمرۂ عقبہ کی رمی فرمائی پھر قربانی کرکے حلق کرایا اور خوشبو وغیرہ لگائی، اس کے بعد طوافِ زیارت بھی اسی دن ظہر سے قبل ادا فرمایا۔ (سنن کبریٰ وغیرہ، رسول اللہ کا طریقۂ حج ۴۵۰) اسی کو فقہاء نے افضل قرار دیا ہے (گو کہ بحالتِ احرام بھی وقوفِ عرفہ کے بعد اپنے وقت کے اندر طوافِ زیارت معتبر ہوجاتا ہے)

ذیل میں طوافِ زیارت کے چند منتخب مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

طوافِ زیارت خود ہی کرنا لازم ہے

طوافِ زیارت حاجی کو بہرحال خود کرنا لازم ہوتا ہے، چاہے پیدل کرے یا عذر کی وجہ سے سواری پر کرے، بہرصورت خود ہی اس فرض کو ادا کرنا ہوگا، اس میں کسی دوسرے کو نائب بنانا ہرگز معتبر نہیں ہے۔ **وکونه بنفسه ولو محمولاً فلا تجوز النیابة.** (شامی زکریا ۳/۵۳۷، مناسک علی قاری ۲۳۳)

طوافِ زیارت کا وقت

طوافِ زیارت کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور تا عمر رہتا ہے، البتہ اس کا وجوب وقت بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے، اس کے بعد اگر بلا عذر تاخیر ہوئی تو گو کہ فرض ادا ہو جائے گا، مگر ترکِ واجب کی وجہ سے ایک دم جنایت لازم ہوگا۔ **واول وقتہ طلوع الفجر الثانی من یوم النحر فلا یصح قبلہ ویمتد وقت صحتہ الی اٰخر العمر لکن یجب فعلہ فی ایام النحر ولیالیھا المتخللۃ بینھما منھا، فلو اخرہ عنھا ولو الی الیوم الرابع الذی ھو اٰخر ایام التشریق ولیلتہ منہ کرہ تحریماً ولزمہ دم وھو الصحیح.** (غنیة الناسك ١٧٨، البحر العمیق ١٨٢٩/٣، درمختار مع الشامی زکریا ٥٣٨/٣، مناسك علی قاری ٢٣٢، الموسوعة الفقهیة ٥٢/١٧، بدائع الصنائع زکریا ٣١٤/٢-٣١٦، فتح القدیر ٤٩٣/٢)

عذرِ شرعی کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر

اگر شرعی عذر (مثلاً عورت حیض یا نفاس میں تھی) کی وجہ سے طوافِ زیارت میں ایامِ نحر سے تاخیر ہوئی تو کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔ **فلا شیء علی الحائض بتاخیرہ اذا لم تطھر الا بعد ایام النحر.** (غنیة الناسك ١٧٨، ومثله فی الولوالجیة ٢٩١/١، مناسك علی قاری ٣٥٠، فتاویٰ سراجیة ١٨٨)

کیا طوافِ زیارت اور دیگر اعمالِ یوم النحر میں ترتیب واجب ہے؟

سنت یہ ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو اولاً جمرۂ عقبہ کی رمی، اس کے بعد قربانی، اس کے بعد حلق یا قصر کرے، بعد ازاں کپڑے وغیرہ پہن کر طوافِ زیارت کے لئے جائے؛ لیکن اگر مذکورہ سب مناسک یا ان میں سے بعض سے پہلے طوافِ زیارت کر لیا تب بھی کوئی جزاء لازم نہ ہوگی۔ **واما الترتیب بین الطواف وبین الرمی والحلق فسنة، فلو طافا قبل الرمی والحلق لا شیء**

عليه. (منحة الخالق ٣/٦٤، درمختار زكريا ٣/٤٧٣، غنية الناسك ١٧٨، مناسك على قارى ٢٣٣)

ولو طاف اى المفرد وغيره قبل الرمى والحلق لا شىء عليه ويكره اى لتركه السنة. (مناسك على قارى ٣٥٨)

نجس کپڑوں کے ساتھ طوافِ زیارت

اگر نجس کپڑوں کے ساتھ طوافِ زیارت کیا جائے تو بکراہت یہ طواف معتبر ہوگا اوراس پر کوئی جزالازم نہ ہوگی۔ **ولو طاف طواف الزيارة وفى ثوبه نجاسة اكثر من قدر الدرهم أجزأه ولكن مع الكراهة ولا يلزمه شىء.** (تاتارخانية ٣/٦١١، هندية ١/٢٤٦، مبسوط سرخسى ٤/٣٩، فتح القدير ٢/٤٩٥)

ننگے پن کے ساتھ طوافِ زیارت

اگر ننگے ہونے کی حالت میں طوافِ زیارت کیا تو مکہ معظّمہ میں رہتے ہوئے طواف کا اعادہ لازم ہوگا، اگر اعادہ نہیں کیا تو دم لازم ہوجائے گا۔ **وان طاف للزيارة وعورته مكشوفة اعاد ما دام مكة وان لم يعد فعليه دم.** (هندية ١/٢٤٧، تاتارخانية ٣/٦١١، مبسوط سرخسى ٤/٣٩، مناسك على قارى ١٥٢)

طوافِ زیارت میں رمل واضطباع

اگر احرام کی حالت میں طوافِ زیارت کیا جارہا ہے اوراس کے بعد سعی کرنے کا بھی ارادہ ہے، تو طوافِ زیارت میں سب چکروں میں اضطباع (کندھا کھولنا) اورشروع کے تین چکروں میں رمل (جھپٹ کر چلنا) کیا جائے گا۔

اگر احرام کھول کر کپڑے پہن کر طوافِ زیارت کیا جارہا ہے، (جیسا کہ افضل اورمسنون ہے) اوربعد میں سعی کرنے کا ارادہ ہے تو اضطباع نہیں ہوگا، صرف رمل کیا جائے گا۔

اوراگر حج کی سعی پہلے کرچکا ہے، اوراحرام کھولنے کے بعد طوافِ زیارت کررہا ہے، تو نہ تو

رمل کرے گا اور نہ ہی اضطباع کیا جائے گا۔ (کیوں کہ رمل واضطباع صرف اسی طواف میں ہوتا ہے جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو) **فیطوف سبعة اشواط بلا رمل فیه وسعی بین الصفا والمروة بعده ان قدم السعی وقع معتداً به والا رمل وسعی الخ، وان قدم السعی لا الرمل سقط الرمل لان الرمل انما شرع فی طواف بعده سعی الخ، واما الاضطباع فساقط مطلقاً فی هٰذا الطواف سواء سعی قبله وبعده لانه قد تحلل من احرامه وقد لبس المخیط، والاضطباع فی حال بقاء الاحرام الخ، ومفاده انه لو قدمه علی الحلق سن الاضطباع فیه ان کان اخر السعی الیه.** (غنیة الناسک ۱۷۷، مناسک علی قاری ۲۳۲، درمختار مع الشامی زکریا ۵۳۷/۳، تبیین الحقائق ۲/ ۳۱)

طوافِ زیارت میں کتنے چکر فرض ہیں؟

طوافِ زیارت میں سات چکروں میں سے چار چکر فرض ہیں اور بقیہ واجب ہیں؛ لہٰذا اگر کسی شخص نے صرف چار چکر کئے تو فرض تو ذمہ سے ساقط ہو جائے گا؛ لیکن مابقیہ چکروں کو ترک کرنے پر جزا لازم ہوگی۔ **واعلم ان المقدار المفروض فی طواف الزیارة وطواف العمرة هو اربعة اشواط، وما زاد علیها فهو واجب علی الصحیح.** (البحر العمیق ۱۸۳۲/۳، ومثله فی اللباب ۱۷۳-۱۷٤، درمختار زکریا ۵۳۷/۳، البحر الرائق کوئٹه ۲۰/۳، مناسک علی قاری ۲۳۲، فتح القدیر ٤۹۵/۲)

طوافِ زیارت کے بغیر حاجی کے لئے ازدواجی تعلق حلال نہیں

حاجی مرد ہو یا عورت جب تک طوافِ زیارت نہ کر لے اس وقت تک اس سے جماع اور دواعی جماع (بوس وکنار وغیرہ) کی پابندیاں ختم نہ ہوں گی۔ **عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: اذا رمیتم وحلقتم وذبحتم فقد حل لکم کل شیء الا النساء.** (دار قطنی دار الایمان ۲٤۳/۲، رقم ۲٦٦۲) **ولو لم یطف**

اصلاً لا یحل له النساء وان طال ومضت سنون باجماع. (غنیة الناسک ۱۷۷، وانظر: درمختار ۳/۵۳۶)

نوٹ: طوافِ زیارت سے قبل جماع سے متعلق ضروری مسائل جنایات کے بیان میں صفحہ:۱۹۳ تا ۱۹۶ر ملاحظہ فرمائیں:

بحالتِ حدثِ اکبر طوافِ زیارت

(۱) اگر طوافِ زیارت کے اکثر چکر بحالت جنابت یا بحالت حیض ونفاس کئے، تو بطور جزا بدنہ (ایک اونٹ یا گائے کی قربانی) لازم ہوگا۔ (تاہم یہ طواف شرعاً معتبر ہوجائے گا اور اس کو پاکی کی حالت میں لوٹا نا ضروری ہوگا، اگر کفارہ دینے سے پہلے لوٹالیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا) **ولو طاف للزیارة جنباً او حائضاً او نفساء کلها او اکثره ویقع معتداً به فی حق التحلل ویصیر عاصیاً فان اعاده سقطت عنه البدنة.** (غنیة الناسک ۲۷۲، مناسک ملا علی قاری ۳۴۴، هندیة ۱/۲۴۵، کنز مع البحر الرائق کوئٹه ۳/۱۸، البحر العمیق ۲/۱۱۲۱، درمختار زکریا ۳/۵۸۱-۵۸۲)

(۲) اگر بحالتِ جنابت کیا ہوا طواف ایام نحر کے اندر اندر لوٹا لیا تو کوئی چیز واجب نہیں رہی، اور اگر ایام نحر کے بعد لوٹایا ہے تو تاخیر کی وجہ سے ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ **ان اعاده فی ایام النحر فلا شیء علیه وان اعاده بعدها سقطت عنه البدنة ولزمه شاة للتأخیر.** (غنیة الناسک ۲۷۲، مناسک ملا علی قاری ۳۴۵، هندیة ۱/۲۴۵، البحر العمیق ۲/۱۱۲۱، شامی زکریا ۳/۵۸۲)

نوٹ: اور اگر عورت کو حیض کی وجہ سے ایامِ نحر سے تاخیر ہوئی تو اس پر تاخیر کی وجہ سے کوئی دم نہیں۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۸)

(۳) اگر طوافِ زیارت کے چار سے کم چکر بحالت جنابت کئے تو ایک بکری کی قربانی

واجب ہے، پھر اگر پاک ہونے کے بعد لوٹالیا تو بکری کی قربانی تو ساقط ہوجائے گی؛ لیکن طواف کے چکروں میں فصل ہونے کی وجہ سے ہر چکر کے عوض ایک صدقۂ فطر دینا لازم ہوگا۔ **لـو طـاف الاقـل جـنبـاً ولـم يعد وجب عليه شاة فان اعاده وجبت عليه صدقة لتاخير الاقل مـن طواف الزيارة لكل شوط نصف صاع.** (البحر الرائق كوئٹه ۱۸/۳، غنية الناسك ۲۷۲، هندية ۲٤٥/۱، البحر العميق ۱۱۱۷/۲)

حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالتِ ناپا کی طوافِ زیارت کرنا

اگر کوئی عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت نہ کرسکی اور حج کے فوراً بعد اس کی قافلہ کے ساتھ وطن واپسی کی تاریخ مقرر ہے، اور مزید رکنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اگر وہ اسی حالت میں بیمپر باندھ کر طوافِ زیارت کرلے، تو اس کا طوافِ فرض ادا ہوجائے گا، اور ازدواجی تعلق اس کے لئے حلال ہوگا؛ لیکن بحالتِ ناپاکی طوافِ زیارت کرنے کی وجہ سے اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی حدودِ حرم میں کرنی لازم ہوگی۔ (تاہم اگر وہ قربانی سے قبل کبھی بھی اس طواف کو دہرالے گی تو قربانی اس سے ساقط ہوجائے گی) **ولـو طـاف لـلـزيارة جنباً او حائضاً او نفساء كله واكثره ويـقـع مـعتداً به فی حق التحلل ويصير عاصياً فان اعاده سقطت عنه البدنة.** (غنية الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری ۳٤٤، هندية ۲٤٥/۱، كنز مع البحر الرائق كوئٹه ۱۸/۳، البحر العميق ۱۱۲۱/۲، درمختار زكريا ۵۸۱/۳-۵۸۲)

بے وضو طوافِ زیارت

اگر طوافِ زیارت کا اکثر حصہ بے وضو کیا تو ایک بکری کی قربانی لازم ہے، پھر اگر باوضو ہوکر لوٹالے تو دم تو ساقط ہوجائے گا؛ لیکن بہتر ہے کہ ہر چکر کے بدلہ ایک صدقۂ فطر دے دے۔ **ولـو طاف للزيارة كله او اكثره محدثاً فعليه شاة ويعيد طاهراً استحباباً فان اعاده سـقط عنه الدم – الی قوله – وقيل صدقة لكل شوط.** (غنية الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری ۳٤٦، البحر الرائق كوئٹه ۱۹/۳، البحر العميق ۱۱۱۷/۲)

ستر کھول کر طوافِ زیارت

اگر بلا عذر طوافِ زیارت سوار ہوکر یا اتنا بدن کھول کر کیا جس میں نماز جائز نہیں ہوتی یا الٹی جانب سے کیا وغیرہ، تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔ **ولو طاف كله او اكثره راكباً او مكشوف العورة قدر ما لا تجوز الصلاة معه بلا عذر اومنكوساً فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٧٣، مناسك ملا علي قاري ٣٤٧، شامي زكريا ٣/ ٤٧١، هندية ١/ ٢٤٧)

نوٹ: طواف کے بارے میں مزید تفصیلی احکامات شروع میں مسائل طوافِ بیت اللہ میں ملاحظہ کئے جائیں، یہاں صرف طوافِ زیارت کے متعلق خصوصی مسائل ذکر کئے گئے ہیں۔

مسائل رمی جمار (ایامِ تشریق)

۱۱-۱۲/ ذی الحجہ میں رمی جمار کا وقت

۱۱-۱۲/ ذی الحجہ میں رمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے رمی معتبر نہیں۔ زوال کے بعد سے سورج غروب ہونے تک کا وقت مسنون ہے اور غروب سے لے کر صبح صادق تک کا وقت مکروہ ہے۔ **والوقت المسنون فی الیومین من الزوال الی غروب الشمس، ومن الغروب الی طلوع الفجر وقت مکروہ.** (غنية الناسك ١٨١)

ضروری تنبیہ: یہ بات اچھی طرح واضح رہنی چاہئے کہ ۱۱/ اور ۱۲/ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی درست نہیں ہے اور اس سلسلہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی طرف جو روایت منسوب کی جاتی ہے وہ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے یا اس کا تعلق صرف رمی کے آخری دن (یعنی ۱۳ویں ذی الحجہ) سے ہے، ۱۱-۱۲ سے نہیں ہے؛ اس لئے حجاجِ کرام کو اس مسئلہ کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے، دوسروں کی دیکھا دیکھی زوال سے پہلے رمی کر کے اپنا حج خراب نہ کریں اور ہرگز کسی کے بہکاوے میں نہ آئیں۔

ایامِ تشریق میں رمی کا طریقہ

ایامِ تشریق (یعنی ۱۱-۱۲-۱۳/ ذی الحجہ) میں تینوں جمرات کی رمی کا حکم ہے، اولاً جمرۂ اولیٰ اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ اور پھر جمرۂ عقبہ کی رمی کی جائے۔ (رمی کا طریقہ اور شرائط وہی ہیں جو پہلے رمی جمرۂ عقبہ کے بیان میں گذر چکے ہیں) **وما ذکرنا من الترتیب فی الجمار الثلاث سنة عند الاکثر، هو المختار.** (غنية الناسك ١٨٥)

کیا رمی جمرات متصلاً ضروری ہے؟

تینوں جمرات کی رمی پے در پے بلا فصل کرنا مستحب اور مسنون ہے؛ لہٰذا بلا عذر ان میں فصل نہیں کرنا چاہیئے؛ لیکن اگر کوئی شخص کمزور ہو اور ایک جمرہ کی رمی کے بعد کچھ ستالے پھر دوسرے جمرہ کی رمی کرے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ **ولا يشترط الموالات بين الجمرات ولا بين رميات جمرةٍ واحدةٍ؛ بل يسن، فيكره تركها.** (غنية الناسك ١٨٦)

کیا رمی کے لئے باوضو ہونا شرط ہے؟

رمی کے معتبر ہونے کے لئے وضو اور طہارت کی شرط نہیں ہے؛ لیکن اگر باوضو رمی کرے تو یہ افضل اور بہتر ہوگا۔ **ولا يشترط ان يكون الرمی علی حالة مخصوصة من قيام واستقبال وطهارةٍ.** (غنية الناسك ١٨٦)

وقت پر رمی نہ کرسکے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص اپنے وقت پر رمی نہ کرسکے یا وقت سے پہلے رمی کرلے تو وقت کے اندر اندر دہرالے، اور اگر وقت میں نہ دہراسکا تو تیرہویں تاریخ کے غروب سے پہلے پہلے دہرالے، اور ساتھ میں وقت سے مؤخر کرنے پر دم بھی دے، اور اگر تیرہویں تاریخ کے غروب سے پہلے پہلے چھوٹی ہوئی رمی کی قضا نہیں کی تو اب رمی کا وقت ختم ہو چکا؛ لہٰذا صرف دم دینا ہوگا۔ **تتمة: فيما إذا اخر الرمی عن يومه، او قدم او لم يرم، ولو لم يرم يوم النحر، او الثانی، او الثالث رماه فی الليلة المقبلة، ولا شیء عليه سوی الاساءة ان لم يكن بعذر، ولو رمی ليلة الحادی عشر، او غيرها من غدها لم يصح، لان الليالی فی الحج فی حكم الايام الماضية، ولو لم يرم فی الليل رماه فی النهار ولو قبل الزوال قضاء عنده، وعليه الكفارة للتاخير، وأداء عندهما، ولا شیء عليه، ولو أخر رمی الأيام كلها إلی الرابع مثلاً رماها كلها فيه قبل الزوال، او بعده علی التأليف قضاءً عنده، وعليه دم**

واحد لتأخير، وأداء عندهما، ولا شيء عليه، وإن لم يقض حتى غربت الشمس منه، فات وقت القضاء والأداء وعليه دم واحد اتفاقاً. (غنية الناسك ١٨٢)

جمرات کی رمی میں ترتیب اُلٹ پلٹ ہوگئی

رمی جمرات میں اگر ترتیب الٹ پلٹ ہوجائے تو اس کی تین صورتیں ہیں، ہرایک کا حکم درج ذیل ہے:

(۱) اگر کسی شخص نے جمرۂ اولیٰ کے بجائے جمرۂ عقبہ سے رمی شروع کرکے جمرۂ اولیٰ پر پوری کی تو اس کے لئے وقت کے اندر اندر جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی رمی دوبارہ کرنا مسنون ہوگا۔ **فلو بدا بجمرة العقبة ثم الوسطیٰ ثم بالاولیٰ ثم تذکر ذٰلک فی یومه فانه یعیدالوسطی والعقبة سنة او حتماً.** (غنية الناسك ١٨٥)

(۲) جمرۂ اولیٰ کی رمی چھوڑ دی اور بقیہ جمرات کی رمی کرلی تو ایسی صورت میں جب جمرۂ اولیٰ کی رمی کرے گا تو ساتھ میں جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی رمی دوبارہ کرنا مسنون ہوگا۔ (کیوں کہ ترتیب کی سنت چھوٹ گئی) **وکذا لو ترک الاولیٰ ورمی الاخیرین فانه یرمی الاولیٰ ویستقبل الباقية.** (غنية الناسك ١٨٥)

(۳) اگر ایامِ تشریق کے ہر دن جمرۂ اولیٰ کی رمی ترک کردی تو بہتر یہی ہے کہ جب بعد میں قضا کرے تو جمرۂ اولیٰ کے ساتھ بقیہ جمرات کی بھی رمی کرے؛ تاکہ سنت ترتیب کی رعایت رہے، تاہم اگر ہر دن کے جمرۂ اولیٰ کی ہی رمی کی تو بھی جائز ہے، تاہم ترکِ سنت کا گناہ ہوگا، اور بہرصورت تاخیر کی وجہ سے ہر متروکہ جمرۂ اولیٰ کے بدلہ میں سات صدقات بطور جنایت لازم ہونگے۔ **رمی فی الیوم الثانی او الثالث او الرابع الوسطیٰ والثالثة ولم یرم الاولیٰ فعند القضاء ان رمی الکل بالترتیب فحسن، وان قضیٰ الاولیٰ جاز لسنية الترتیب، وعلیه سبع صدقات للتاخیر.** (غنية الناسك ١٨٥)

ایامِ تشریق میں منیٰ میں کب تک قیام افضل ہے؟

افضل یہ ہے کہ منیٰ میں ۱۳؍ذی الحجہ تک قیام کر کے ہر دن رمی کی جائے؛ لیکن اگر کوئی شخص ۱۲؍کو واپس آنا چاہے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ **قال اللّٰہ تعالیٰ: واذکروا اللّٰہ فی ایام معدودٰت، فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ، ومن تأخر فلا اثم علیہ لمن اتقیٰ.** (آل عمران:) **والافضل ان یقیم ویرمی فی الیوم الرابع.** (غنیة الناسک ۱۸۴)

۱۲؍ذی الحجہ کو منیٰ سے کس وقت واپس ہو؟

اگر ۱۲؍ذی الحجہ کو منیٰ سے واپسی کا ارادہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے رمی کر کے منیٰ کی حدود سے باہر آجائے؛ غروب کے بعد باہر آنا مکروہ ہے۔ **وان لم یقم نفر قبل غروب الشمس، فان لم ینفر حتی غربت الشمس یکرہ ان ینفر حتی یرمی فی الرابع.** (غنیة الناسک ۱۸۴)

۱۲؍ذی الحجہ کو غروب کے بعد منیٰ سے واپس ہونا

اگر ۱۲؍ذی الحجہ کو منیٰ میں رہتے ہوئے سورج غروب ہوجائے تو اس کی وجہ سے ۱۳؍تاریخ کی رمی واجب نہیں ہوتی؛ لہٰذا تیرہویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے پہلے اگر وہ مکہ واپس آگیا تو اس پر کوئی جنایت لازم نہ ہوگی؛ لیکن کراہت کا ارتکاب ضرور ہوگا (لہٰذا کراہت سے بچنے کی شکل یہ ہے کہ تیرہویں کی رمی کر کے واپس ہو؛ البتہ معذورین کے لئے کوئی کراہت نہیں ہے)۔ **ویسقط بنفرہ قبل طلوع الفجر الرابع، ولو نفر من اللیل قبیل طلوعہ لا شیٔ علیہ فی الظاہر عن الامام، وقد اساء.** (غنیة الناسک ۱۸۴)

منیٰ میں رہتے ہوئے ۱۳؍ذی الحجہ کی صبح صادق ہوگئی

اگر ۱۲؍تاریخ کو منیٰ سے مکہ واپس نہیں گیا اور منیٰ میں رہتے ہوئے ۱۳؍ذی الحجہ کی صبح صادق ہوگئی تو اب تیرہ کی رمی کئے بغیر واپس جانا جائز نہیں، اگر اس کے بعد بغیر رمی کئے چلا گیا اور

وقت رہتے ہوئے واپس آ کر رمی ادا نہیں کی تو دم لازم ہو جائے گا۔ **ولو نفر بعد طلوع الفجر قبل الرمی یلزمه الدم اتفاقاً.** (غنية الناسك ١٨٤)

۱۳ر ذی الحجہ کی رمی کے اوقات

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ذی الحجہ کی ۱۳ر تاریخ کو رمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے اور زوال تک وقت مکروہ رہتا ہے اور زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے، اور غروب پر وقت ختم ہو جاتا ہے۔ **واما وقت الجواز فی الیوم الرابع فمن الفجر الی الغروب، الا ان ما قبل الزوال وقت مکروه وما بعده مسنون وبغروب الشمس من هٰذا الیوم یفوت وقت الاداء والقضاء اتفاقاً.** (غنية الناسك ١٨٢)

۱۳ر ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کی گنجائش

جو شخص جلدی واپس ہونا چاہتا ہو اس کے لئے تیرہ تاریخ کو زوال سے پہلے رمی کر کے مکہ معظّمہ واپس آنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کراہت تنزیہی کے ساتھ درست ہے۔ **فان رمی قبل الزوال فی هٰذا الیوم صح عند ابی حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ مع الکراهة التنزیهیة وهو قول عکرمة وطاؤس واسحق بن راهویه رحمهم اللّٰه تعالیٰ وهو استحسان غایة لانه لما ظهر اثر التخفیف فیه بالترک فلان یظهر اثر التخفیف فیه بالتقدیم اولیٰ، وقالا: لا یصح اعتباراً بسائر الایام وعلیه الجمهور.** (غنية الناسك ١٨٤)

❍❖❍

مسائل طوافِ وداع

طوافِ وداع کس پر واجب ہے؟

طوافِ وداع ہر آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے) حاجی پر واجب ہے (بشرطیکہ وہ شرعاً معذور نہ ہو) **هو واجب على كل حاج آفاقي مفرد او قارن او متمتع بشرط كونه مدركاً مكلفاً غير معذور.** (غنية الناسك ١٩٠، مناسك على قارى ٢٥٢، الموسوعة الفقهية ٥٨/١٧، المبسوط للسرخسى ٣٥/٤)

طوافِ وداع کس پر واجب نہیں؟

درج ذیل لوگوں پر طوافِ وداع واجب نہیں ہے: (۱) عمرہ کرنے والے (۲) مکہ معظّمہ کے مستقل شہری (۳) حدودِ حرم میں رہنے والے (۴) حدودِ حِل میں رہنے والے (مثلاً جدہ وغیرہ کے لوگ (۵) مواقیت میں رہنے والے (٦) وہ لوگ جن کا حج فوت ہوجائے (۷) مجنون اور بچے (۸) حیض ونفاس والی عورتیں۔ **فلا يجب على معتمر ولا على اهل مكة ومن اقام بها قبل حل النفر الاول واهل الحرم والحل والمواقيت وفائت الحج والمحصر والمجنون والصبى والحائض والنفساء.** (غنية الناسك ١٩٠، مناسك على قارى ٢٥٢، تاتارخانية زكريا ٦١٩/٣، فتح القدير ٥٠٤/٢، شامى مع الدر زكريا ٥٤٥/٣، بدائع الصنائع زكريا ٣٣٢/٢)

نوٹ: تاہم اہل مکہ وغیرہ کے لئے طوافِ وداع کرنا مستحب ضرور ہے۔ **الا انه يندب لاهل مكة ومن فى حكمهم.** (غنية الناسك ١٩٠، مناسك على قارى ٢٥٢)

طوافِ وداع کا اصل وقت

طوافِ وداع کا وقت طوافِ زیارت کے ۴؍ چکر کر لینے کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے، اور

پھر جب تک حاجی مکہ معظّمہ میں مقیم رہے، اس کا وقت باقی رہتا ہے، وہ کبھی بھی طوافِ وداع ادا کرسکتا ہے۔ **اما وقت جوازه على التعيين فاوله بعد اتيان اكثر طواف الزيارة ولو فى يوم النحر ولا آخر له ما دام مقيماً فلو اتى به ولو بعد سنة يكون اداءً لا قضاءً.** (غنية الناسك ١٩٠، مناسك على قارى ٢٥٢، الموسوعة الفقهية ٥٩/١٧، فتح القدير ٥٠٣/٢، البحر الرائق ٣٥٠/٢)

طوافِ وداع کا مستحب وقت

طوافِ وداع کا مستحب وقت یہ ہے کہ جب مکہ معظّمہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو اس وقت طوافِ وداع کیا جائے۔ **والحاصل ان المستحب فيه ان يقع عند ارادة السفر بعد الفراغ من افعال الحج بل من جميع اشغاله، ويعقبه الخروج من غير مكث.** (غنية الناسك ١٩١، مناسك على قارى ٢٥٢، بدائع الصنائع زكريا ٣٣٤/٢، البحر الرائق زكريا ٣٥٠/٢، الموسوعة الفقهية ٥٩/١٧، فتح القدير ٥٠٣/٢، شامى زكريا ٥٤٤/٣)

طوافِ وداع کے بعد مکہ معظّمہ میں مقیم رہنا

اگر طوافِ وداع کے بعد مکہ معظّمہ میں کئی روز مقیم رہا تو واپسی کے وقت دوبارہ طوافِ وداع کرنا ضروری نہیں ہے؛ تاہم اگر کرلے تو مزید فضیلت کا مستحق ہوگا۔ **ولو اقام بعده ولو اياماً او اكثر فلا بأس والافضل ان يعيده.** (غنية الناسك ١٩١، بدائع الصنائع زكريا ٣٣٤/٢، الموسوعة الفقهية ٥٩/١٧، تاتارخانية زكريا ٦١٢/٣، فتح القدير ٥٠٣/٢، مناسك على قارى ٢٥٣، شامى زكريا ٥٤٤/٣)

طوافِ وداع میں تعیین نیت ضروری نہیں

طوافِ وداع میں صرف طواف کی نیت کافی ہے، طوافِ وداع کی متعین نیت ضروری نہیں؛ لہٰذا طوافِ زیارت کے بعد اگر نفل کی نیت سے بھی طواف کرلیا تو وہ طوافِ وداع کی طرف

سے کافی ہوجائے گا۔ **ومن شرائط صحتہ نیة الطواف والشرط اصل النیة لا التعیین حتی لو طاف بعد طواف الزیارة لا یعین شیئاً اونوی تطوعاً کان للصدر لان الوقت تعین له.** (غنیة الناسك ۱۹۰، مناسك علی قاری ۲۵۲، بدائع الصنائع زکریا ۲/۳۳۳، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۴۳)

سعی سے پہلے طوافِ وداع

اگر کوئی شخص طوافِ زیارت کے بعد اور حج کی سعی سے پہلے طوافِ وداع کرلے تو یہ بھی کافی ہے۔ **وان یکون بعد طواف الزیارة کله او اکثره ولو بقی علیه من افعال الحج واجبات وسنن.** (غنیة الناسك ۱۹۰، مناسك علی قاری ۲۵۲)

نوٹ: بعض مرتبہ طوافِ زیارت میں بھیڑ زیادہ ہوتی ہے اور کوئی حاجی جلدی وطن واپس جانا چاہتا ہے، اب اگر بھیڑ سے نکل کر سعی کرے گا اور سعی کے بعد دوبارہ طواف کے لئے جائے گا، تو بہت مشقت ہوگی اور زیادہ وقت لگے گا؛ اس لئے اگر طوافِ زیارت کے معاً بعد طوافِ وداع کرلے اور پھر آکر سعی کرلے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

طوافِ وداع کئے بغیر واپس لوٹ گیا

اگر کوئی حاجی طوافِ وداع کئے بغیر مکہ معظّمہ کی حدود سے باہر آگیا تو جب تک وہ میقات کی حد سے باہر نہ نکلے اس پر واجب ہے کہ لوٹ کر آئے اور طوافِ وداع کرے، اور اگر میقات کی حد سے باہر نکل گیا (مثلاً مدینہ منورہ چلا گیا) تو اب اسے اختیار ہے چاہے تو ترکِ واجب کی وجہ سے حدودِ حرم میں دم جنایت قربان کردے، یا عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ واپس جائے اور اولاً عمرہ کے ارکان ادا کر کے طوافِ وداع کرے (اور ایسی صورت میں اولیٰ یہ ہے کہ خود واپس لوٹنے کے بجائے دم بھیج دے) **یجب علیه العود بلا احرام ما لم یجاوز المیقات فان جاوزه لم یجب الرجوع عیناً؛ بل اما ان یمضی وعلیه دم، واما ان یرجع باحرام عمرة او حج، فاذا رجع ابتدأ بطواف العمرة، ثم یطوف للصدر، ولا شیء علیه**

للتاخير، ويكون مسيئاً، والاولیٰ ان لا يرجع بعد المجاوزة، ويبعث دماً لانه انفع للفقراء. (غنية الناسك ١٩٢، وانظر: مناسك ٢٥٣، بدائع الصنائع زكريا ٣٣٤/٢، فتح القدير ٥٠٤/٢، البحر الرائق كوئٹه ٣٥١/٢)

جنایاتِ طوافِ وداع:

○ اگر طوافِ وداع کا اکثر حصہ بحالت جنابت کیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے، اور پاک ہوکر اس کو لوٹانا ضروری ہے، اگر لوٹا لے گا تو قربانی ساقط ہوجائے گی۔ **ولو طاف للصدر جنباً فعليه شاة ويعيده وجوباً.** (غنية الناسك ٢٧٥، مناسك ملا على قارى ٣٥١، هندية ٢٤٦/١، البحر الرائق كوئٹه ٢١/٣، درمختار زكريا ٥٨١/٣)

○ اگر طوافِ وداع بے وضو کیا تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر واجب ہے اور اس کو باوضو لوٹانا مستحب ہے۔ **وان طافه محدثاً فعليه لكل شوط صدقة ويعيده ندباً فى الحدث.** (غنية الناسك ٢٧٥، مناسك ملا على قارى ٣٥١، هندية ٢٤٦/١، البحر الرائق كوئٹه ١٩/٣، البحر العميق ١١٢٦/٢، درمختار زكريا ٥٨١/٣-٥٨٢)

○ اگر سرے سے طوافِ وداع ترک کردیا اور مکہ سے روانہ ہوگیا تو اس پر میقات پار کرنے سے پہلے پہلے واپس آکر طوافِ وداع کرنا واجب ہے، اگر لوٹ کر نہیں آئے گا تو دم واجب ہوگا، اور اگر میقات سے آگے نکل گیا تو اسے اختیار ہے چاہے تو نیا احرام باندھ کر واپس آئے اور طوافِ وداع کرے یا وہیں سے دم بھیج دے۔ **ولو تركه كله او اكثره ولا يتحقق الترك الا بالخروج من مكة فعليه شاة لو يرجع وعليه الرجوع حتما ليطوف وما لو يجاوز الميقات وبعده يخير بين اراقة الدم والرجوع باحرام جديد للعمرة.** (غنية الناسك٢٧٥، مناسك ملا على قارى ٣٥٠، درمختار زكريا ٥٨٤/٣-٥٨٥، البحر الرائق كوئٹه ٢١/٣)

○ طوافِ وداع میں اگر چار چکروں سے کم بے وضو کئے تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر لازم ہے۔ **وان طافه محدثاً فعليه صدقة لكل شوط.** (مناسك ملا على قارى ٣٥١، غنية الناسك ٢٧٥)

○❖○

مسائلِ حجِ بدل

عبادات میں نیابت کی بحث

عبادات کی تین صورتیں ہوتی ہیں: (۱) خالص مالی عبادتیں: جیسے زکوۃ وصدقات وغیرہ، تو اس طرح کی عبادات میں بلا کسی شرط کے دوسرے کو نائب بنانا جائز ہے، مثلاً کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت سے زکوٰۃ ادا کردے، تو ایسا کرنا شرعاً درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ یہاں مقصود مستحق کو نفع پہنچانا اور یہ مقصد ہر طرح حاصل ہے، چاہے آدمی خود اس کام کو انجام دے یا دوسرے سے کرائے۔

(۲) خالص بدنی عبادتیں: جیسے نماز، روزہ، اعتکاف وغیرہ، تو ان میں نیابت مطلقاً جائز نہیں، یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک شخص کی فرض نمازیں دوسرا شخص پڑھ لے یا کسی کی طرف سے اس کے فرض روزے دوسرا شخص رکھ لے؛ بلکہ جس پر نماز فرض ہے اسے خود ہی نماز پڑھنی پڑے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بدنی عبادات کا مقصد نفس انسانی کو رضاء خداوندی کا تابع بنانا ہے، اور یہ اسی وقت حاصل ہوگا جب کہ ان عبادات کو خود ادا کیا جائے؛ کیوں کہ دوسرا شخص اگر اس میں نیابت کرے گا تو بدنی عبادات کا مقصد ہرگز حاصل نہ ہو پائے گا۔

(۳) مال اور بدن سے مرکب عبادتیں: جیسے حج، تو ان میں کچھ شرائط کے ساتھ نیابت کی اجازت ہے؛ کیوں کہ اس میں دونوں جہتیں پائی جاتی ہیں، اس لئے مطلق اجازت نہیں دی گئی؛ بلکہ کچھ شرائط کا لحاظ رکھا گیا ہے، اور ان میں بنیادی شرط یہ ہے کہ آدمی خود ادا کرنے سے عاجز ہوجائے تو ایسی صورت میں مال خرچ کرکے دوسرے کے ذریعہ ادائیگی کی گنجائش دی گئی ہے، اور اگر خود عاجز نہ ہو تو نیابت کی اجازت نہیں ہے؛ بلکہ خود حج کرنا فرض ہے۔ (تلخیص: البحر العمیق ۴/۲۲۳۹-۲۲۵۰، بدائع الصنائع ۲/۴۵۳-۴۵۴)

ایصالِ ثواب کا مسئلہ

یہاں ایک ضمنی مسئلہ یہ بھی ہے کہ کیا کوئی شخص اپنی عبادات کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے؟ تو اس بارے میں اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ آدمی اپنی نفلی عبادتوں -خواہ وہ مالی ہوں یا بدنی ہوں یا دونوں سے مرکب ہوں- کا ثواب دوسرے زندہ یا مردہ لوگوں کو بخش سکتا ہے اس میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں؛ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی نفل نمازیں، روزے یا حج وعمرہ یا قرآنِ پاک کی تلاوت وغیرہ کا ثواب اپنے مرحوم یا زندہ

متعلقین کو پہنچانا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بس شرط یہ ہے کہ یہ اعمال نفلی ہوں اور ان پر دنیا میں کوئی اجرت نہ لی گئی ہو۔ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: **واما قراءة القرآن واهدائها اليه تطوعاً بغير اجرةٍ، فهٰذا يصل اليه كما يصل اليه ثواب الصوم والحج.** (كتاب الروح ٢١١) اور علامہ ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ میں ہے: **لا نزاع بين علماء السنة والجماعة فى وصول ثواب العبادات المالية، والصواب ان الاعمال البدنية كذٰلك.** (مجموع فتاویٰ ابن تيميه ٣٦٦/٢٤، حاشية البحر العميق ٢٢٤١/٤)

اور صاحب بدائع علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں: **وقول النبى صلى الله عليه وسلم: "لا يصوم احد عن احد ولا يصلى احد عن احد"، اى فى حق الخروج عن العهدة لا فى حق الثواب فان من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات او الاحياء جاز، ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة ......، وعليه عمل المسلمين من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هٰذا فى زيارة القبور وقراءة القراٰن عليها والتكفين والصدقات والصوم والصلاة وجعل ثوابها للاموات ولا امتناع فى العقل ايضاً؛ لان اعطاء الثواب من الله تعالىٰ افضال منه لا استحقاق عليه فله ان يتفضل على من عمل لاجله بجعل الثواب له كما له ان يتفضل باعطاء الثواب من غير عمل رأساً.** (بدائع الصنائع ٤٥٤/٢)

نوٹ: حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما سے یہ بات منقول ہے کہ تلاوت وغیرہ کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچتا؛ لیکن فقہ شافعی کی کتابوں میں یہ صراحت بھی ہے کہ اگر ان عبادات کو انجام دے کر آدمی یہ دعا کر لے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے تو اس اعتبار سے انجام کار اس کا ثواب دوسرے کو پہنچ جائے گا اور اختلاف کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

چناں چہ علامہ ابن رشد مالکیؒ فرماتے ہیں: **محل الخلاف مالم تخرج القراءة مخرج الدعاء بان يقول قبل قراءته "اللّٰهم اجعل ثواب ما اقرؤه لفلان" فاذا خرجت مخرج الدعاء كان الثواب لفلانٍ قولاً واحداً جاز ذٰلك من غير خلافٍ.** (حاشية: البحر العميق ٢٢٤١/٤-٢٢٤٢)

دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی گنجائش

احادیث شریفہ سے صاف طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی دوسرے کی طرف سے حج کرسکتا ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک عورت نے پیغمبر علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا کہ: ''میرے والد پر حج فرض ایسے حال میں ہوا کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر سفر کے قابل نہیں ہے، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں''؟ تو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ: ''ہاں کرسکتی ہو''۔ (بخاری شریف:۱۵۱۳، مسلم شریف:۱۳۳۵)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے اسی طرح کا مسئلہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوال کیا کہ: ”کیا تم ان کی سب سے بڑی اولاد ہو“؟ تو اس نے کہا کہ: ”ہاں“! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”یہ بتاؤ اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتے یا نہیں؟“ اس نے کہا کہ: ”ہاں ادا کرتا“، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”ان کی طرف سے حج بھی ادا کرو“۔ (نسائی شریف حدیث: ۲۶۳۴، البحر العمیق ۲۲۵۰/۴)

والدین کی طرف سے حج بدل کی فضیلت

بعض روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص اپنے باپ یا ماں کی طرف سے حج کرے تو ماں یا باپ کا حج بھی ادا ہو جائے گا اور اس حج کرنے والے کو دس حج کرنے کا ثواب الگ سے ملے گا“۔ (مسند دار قطنی ۲۲۹/۲)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ: ”جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے تو یہ حج اس کی طرف سے اور اس کے والدین کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور والدین کی ارواح کو اس سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور اس بیٹے کا نام اللہ کے یہاں فرماں برداروں میں لکھ دیا جاتا ہے“۔ (مسند دار قطنی ۲۲۹/۲، البحر العمیق ۹۶/۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے کوئی قرضہ ادا کرے تو اس کو قیامت میں نیک لوگوں میں شامل کر کے اٹھایا جائے گا“۔ (مسند دار قطنی ۲۶۰/۲، البحر العمیق ۹۶/۱)

میت کی طرف سے حج بدل کرنے کا ثواب

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ”جو شخص کسی میت کی طرف سے حج بدل کرتا ہے، تو میت کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور حج کرنے والے کو سات حجوں کا ثواب ملتا ہے“۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ”حج کرنے والے کو جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا ہوتا ہے“۔

اور ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد منقول ہے کہ: ”ایک حج کی بنا پر تین آدمی جنت میں داخل ہوں گے: (۱) وہ شخص جس نے حج کی وصیت کی ہو (۲) جس وارث نے وصیت نافذ کی ہو (۳) جو شخص میت کی طرف سے حج بدل کرنے والا ہے“۔ (البحر العمیق ۹۷/۱)

انہی روایات و آثار کی بنا پر علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو اس کے لئے نفلی حج کے مقابلہ میں حج سے عاجز لوگوں کی طرف سے حج بدل کرنا افضل ہے؛ کیوں کہ اس کا نفع متعدی ہے۔ حج

الانسان عن غيره افضل من حجه عن نفسه بعد ان ادیٰ فرض الحج؛ لانه نفعه متعد وهو افضل من القاصر. (شامی بیروت ٢٠/٤)

نبی اکرم علیہ السلام کی طرف سے حج وعمرہ کرنا

اپنی نفلی عبادات بالخصوص حج وعمرہ کا ثواب محسن انسانیت، سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرنا بڑی سعادت کی بات ہے، اس کی وجہ سے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خاص عنایت نصیب ہوتی ہے اور خیر کی توفیق سے انسان نوازا جاتا ہے۔

مشہور بزرگ علامہ علی ابن موفقؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے ۸۰؍حج کئے تھے، جن میں سے ۷۰؍حج کا ثواب پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا، نیز مروی ہے کہ علامہ ابن موفقؒ نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف سے چند حج کرنے کے بعد خواب میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا کہ حضور اکرم علیہ السلام ان سے پوچھ رہے ہیں کہ: ’’ابن موفق کیا تم نے میری طرف سے حج کیا تھا؟‘‘ ابن موفقؒ نے کہا کہ: ’’ہاں‘‘ پھر حضور نے پوچھا کہ: ’’کیا تم نے میری طرف سے لبیک پڑھا تھا؟‘‘ اس پر بھی ابن موفقؒ نے اثبات میں جواب دیا، تو حضور اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ابن موفقؒ سے فرمایا کہ: ’’میں تمہیں اس کا بدلہ قیامت میں اس طرح دوں گا کہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا جب کہ دیگر مخلوقات حساب وکتاب کی پریشانی میں سرگرداں ہوں گی‘‘۔ (البحر العمیق ۱؍۹۷-۹۸)

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے عمرے ادا فرمایا کرتے تھے، اور علامہ موصوفؒ نے بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے ایصالِ ثواب نہ صرف یہ کہ جائز؛ بلکہ موجبِ فضیلت اور پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے عظیم احسانات کا شکریہ ادا کرنے کے قبیل سے ہے۔ اور یہ نہ کہا جائے کہ حضور کو ثواب کی کیا ضرورت ہے؛ اس لئے کہ رفع درجات کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ شامی بیروت ۳؍۱۴۳)

اب ذیل میں حج بدل سے متعلق کچھ اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

کس شخص پر اپنی طرف سے حج بدل کرانا لازم ہے؟

جس شخص میں درج ذیل شرائط پائی جائیں اس کے لئے حج بدل کرانا (یا حج بدل کی وصیت کرنا) لازم ہوتا ہے:

(۱) جو شخص مسلمان ہو۔ **اسلام الآمر**. (غنية الناسك ٣٣٦)

(۲) عاقل، بالغ اور مکلّف ہو۔ **وعقلهما (الآمر والمامور)** (غنية الناسك ١٣٣)

(۳) اس پر مالی اور جسمانی اعتبار سے حج فرض ہو چکا ہو۔ **وجوب الحج على المحجوج عنه باليسار والصحة.** (غنية الناسك ٣٣٢)

(۴) فرضیت کے بعد خود حج کرنے پر قادر نہیں رہا، یا تو اس لئے کہ مال نہیں ہے یا اس لئے کہ صحت معدوم ہوگئی۔ (یا عورت کو محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملا) وغیرہ۔ **عجزه عن الاداء بنفسه بزوال احدهما.** (غنية الناسك ٣٢١)

(۵) حج سے عاجزی موت تک برقرار رہی، خواہ ایسا عذر ہو جو زائل ہوسکتا ہو، مثلاً: قید وبند یا پاگل پن یا ایسا عذر ہو جو زائل نہ ہوسکتا ہو، جیسے: بڑھاپا۔ **دوام العجز الى الموت.** (غنية الناسك ٣٢٠-٣٢١)

مال دار تندرست کی طرف سے فرض حج بدل معتبر نہیں

جو شخص سفر حج کی وسعت رکھتا ہو اور تندرست بھی ہو اور اسی حالت میں اس نے اپنا حج بدل کرالیا، پھر بعد میں وہ بیماری یا فقر کی وجہ سے حج سے عاجز ہوگیا تو اس کا پہلے کرایا گیا حج بدل نفل ہی رہے گا، اور اب یا تو وسعت وقدرت کے بعد اسے خود حج کرنا ہوگا اور اگر مرتے دم تک قدرت نہ ہوئی، تو حج بدل کی وصیت لازم ہوگی۔ **فلو احج عنه فرضاً وهو صحيح، وله مال ثم عجز بزوال الصحة واستمر لا يجزئه عن فرضه، بل هو تطوع له.** (غنية الناسك ٣٢١) **وفي النهاية: اذا احج الرجل الصحيح رجلاً ثم عجز لم يجزه عن الحجة، لفقد العذر حالة الاحجاج كذا في الفوائد وفتاوىٰ الولوالجي. ويصير هٰذا كمن يتمم مع وجود الماء ثم عدم الماء.** (البحر العميق ٢٢٥٩/٤)

حج بدل کرانے کے بعد فقیر مال دار ہو گیا

جو شخص فقیر مگر تندرست تھا، اِسی وقت اس نے اپنی طرف سے حج بدل کرادیا پھر بعد میں

اسے حج کی مالی وسعت حاصل ہوگئی تو اب اسے اپنا حج فرض خود کرنا ضروری ہوگا، اور جو اس نے حج بدل کرایا ہے وہ اس کے حق میں نفل ہو جائے گا۔ **فلو احج عنه فرضاً وهو فقير صحيح البدن ثم ملک مالاً ووجب الحج عليه لا يجزئه عما وجب عليه بعده؛ بل هو نفل له بلا خلاف.** (غنية الناسك ۳۲۰)

مال دار مریض حج بدل کرانے کے بعد تندرست ہوگیا

جو شخص حج کی وسعت رکھتا تھا؛ لیکن بیماری کی وجہ سے اس نے اپنی جگہ دوسرے سے حج بدل کرالیا پھر بعد میں وہ خود تندرست ہوگیا تو پہلا حج بدل اس کے فریضۂ حج کی طرف سے کافی نہ ہوگا؛ بلکہ اسے اب خود حج کرنا لازم ہوگا۔ **ولو احج عنه فرضاً وهو موسرٌ غير صحيح ثم صح لا يجزئه عند الامام.** (غنية الناسك ۳۲۰-۳۲۱)

جس عذر کے زائل ہونے کی امید ہو اس کی بنا پر حج بدل کا حکم

اگر کوئی شخص سرمایہ دار ہو مگر ایسے عذر میں مبتلا ہو جس کے ختم ہونے کی عادۃً امید ہوتی ہے، مثلاً کوئی شخص جیل میں قید ہے یا عارضی بیماری میں مبتلا ہے، تو اگر اس طرح کے اعذار کی بنا پر اس نے حج بدل کرا دیا، تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ عذر اس کے مرتے دم تک باقی رہا یا نہیں؟ اگر مرتے دم تک عذر باقی رہے گا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ اور اگر عذر زندگی میں زائل ہوگیا تو مذکورہ حج بدل فرض کی طرف سے کافی نہ ہوگا؛ بلکہ وہ اس کی طرف سے نفلی حج قرار پائے گا۔ **ان كان العذر يرجى زواله عادةً كالحبس والمرض ومنه الجنون، ولو عجز فاحج عنه فرضاً كان امره موقوفاً، فان دام عجزه حتى مات ظهر انه وقع مجزئاً عن فرضه، وان قدر عليه وقتاً ما من عمره ظهر انه وقع نفلاً له.** (غنية الناسك ۳۲۱) **مريض امر رجلاً ان يحج عنه حجة الاسلام ثم برأ المريض لا يجوز ذٰلک الحج عن حجة الاسلام عن الآمر.** (البحر العميق ۲۲۵۹/۴)

صحت سے مایوس مریض حج بدل کے بعد صحت مند ہوگیا

جس شخص پر تندرستی کی حالت میں حج فرض ہو چکا تھا پھر وہ ایسی بیماری میں مبتلا ہوگیا کہ صحت سے بالکل مایوسی ہوگئی مثلاً اپاہج یا نابینا ہوگیا، اسی بنا پر اس نے اپنا حج بدل کرادیا، پھر خدا کی شان کہ وہ صحت مند ہوگیا، تو اب اس کے لئے دوبارہ حج کرنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ وہی حج بدل اس کے لئے کافی ہوجائے گا۔ **وان کان لعذر لا یرجی زواله عادةً کالزمانة والعمی لا یشترط دوامه الی الموت، فلو احج الزمن او الاعمیٰ اجزأ مطلقاً استمر علی ذٰلک ام لا.** (غنية الناسك ۳۲۱)

عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کرایا پھر محرم مل گیا

محرم یا شوہر میسر نہ ہونے کی وجہ سے وسعت والی عورت نے حج بدل کرادیا تھا پھر بعد میں اسے سفر میں ساتھ جانے والا محرم دستیاب ہوگیا تو اس کا حج بدل نفلی ہوجائے گا اور اسے محرم کے ساتھ اپنا حج خود ادا کرنا لازم ہوگا، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کو حج بدل کے لئے اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سفر سے عاجز نہ ہوجائے؛ تاکہ یقینی طور پر اس کا حج بدل درست ہوجائے؛ البتہ اگر اس نے محرم نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا اور پھر مرتے دم تک اسے محرم میسر نہ آیا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہوجائے گا۔ **ومما یرجی زواله عدم وجود المحرم للمرأة فتقعد الی ان تبلغ وقتاً تعجز عن الحج فيه لکبر او زمانة او عمر، فحینئذ تبعث من یحج عنها، اما قبل ذٰلک فلا یجوز لتوهم وجود المحرم، فان بعثت رجلاً ان دام عدم وجود المحرم الی ان ماتت فذٰلک جائز.** (غنية الناسك ۳۲۱، البحر العميق ۲۲۶۲/٤)

نیابت درست ہونے کی مزید شرطیں

جو شخص حج بدل کے لئے جائے اس کا حج آمر کی طرف سے معتبر ہونے کے لئے درج ذیل

شرطیں بھی لازم ہیں:

(۱) آمر کا اسے حج کرنے کا صراحۃً حکم دینا؛ (البتہ وارث کا اپنے مورث کی طرف سے بلاامر حج کرنا بھی معتبر ہے)

(۲) احرام باندھتے وقت مامور کا آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا۔

(۳) مامور کا آمر کی طرف سے خود حج کرنا، دوسرے سے نہ کرانا۔

(۴) اگر میت نے حج بدل کی وصیت میں کسی خاص شخص کو متعین کیا ہے تو اسی متعین شخص کا حج کرنا ضروری ہے، الا یہ کہ کوئی معقول عذر ہو۔

(۵) اکثر سفر حج میں آمر کا مال خرچ کرنا۔

(۶) اکثر سفر سوار ہو کر کرنا؛ لہٰذا اگر پیدل سفر کیا تو آمر کی طرف سے حج درست نہ ہوگا۔

(۷) آمر کے وطن سے سفر شروع کرنا۔

(۸) حج کو فاسد نہ کرنا؛ کیوں کہ اگر حج بدل کو فاسد کر دیا تو یہ حج آمر کی طرف سے نہ ہو کر مامور کی طرف سے ہو جائے گا۔

(۹) آمر کے حکم کی مخالفت نہ کرنا، مثلاً اگر اس نے حج افراد کا حکم دیا ہے اور مامور نے اپنی مرضی سے حج قران یا حج تمتع کر لیا تو یہ حج آمر کی طرف سے نہیں ہوگا۔ (البتہ اگر خود آمر یا وصی حج تمتع یا قران کی اجازت دے تو اس کی گنجائش ہے)

(۱۰) ایک سفر میں ایک ہی حج کا احرام باندھنا؛ لہٰذا اگر مامور نے آمر کے احرام کے بعد اپنے حج کا بھی احرام باندھ لیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

(۱۱) ایک احرام میں دو شخصوں کی نیت نہ کرنا؛ لہٰذا اگر مثلاً دو آدمیوں نے مامور کو حج بدل کا حکم دیا اور اس نے اس سفر میں دونوں آمروں کی طرف سے نیت کر لی تو ان آمروں میں سے کسی کی طرف سے بھی حج ادا نہ ہوگا۔

(۱۲) حج کا فوت نہ ہونا۔

(مستفاد: فتاویٰ شامی ۴؍۱۷-۱۸، غنیۃ الناسک ۳۲۰-۳۳۶، مناسک ملاعلی قاری ۴۳۵-۴۵۲، جواہر الفقہ ۱؍۵۰۰-۵۰۶)

کون شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے؟

ہر وہ شخص جو (۱) مسلمان (۲) عقل مند (۳) صاحب تمیز ہو (یعنی بے شعور بچہ نہ ہو) وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل ادا کرسکتا ہے۔ **اسلام الآمر والمامور وعقلهما ......، وتمييز المامور فلا يصح احجاج صبى غير مميز.** (شامی ٤/ ١٨)

کس شخص سے حج بدل کرانا بہتر ہے؟

بہتر ہے کہ حج بدل کے لئے ایسے شخص کو بھیجا جائے جو اپنا حج پہلے ادا کر چکا ہو اور وہ حج کے ارکان ومناسک سے بخوبی واقف ہو۔ **والافضل للانسان اذا اراد ان يحج رجلاً عن نفسه ان يحج رجلاً قد حج عن نفسهٖ الخ، وفى الكرمانى: الافضل ان يكون عالماً بطريق الحج وافعاله ويكون حراً عاقلاً بالغاً.** (هندية ١/ ٢٥٧)

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا بلا کراہت درست ہے۔ **عن الفضل بن عباسؓ أنه كان رديف رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاءه رجل، فقال: يا رسول الله إن أمى عجوز كبيرة وإن حملتها لم تستمسک وإن ربطتها خشيت أن اقتلها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أرأيت لو كان على أمک دين اكنت قاضيهٗ، فقال: نعم، قال: فحج عن أمک.** (سنن النسائی حدیث: ٢٦٣٩)

مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا

مرد کی طرف سے عورت کو حج بدل کرنا جائز مگر مکروہ ہے؛ اس لئے کہ عورت کے حج میں بہت سی سنتیں مثلاً رمل، اضطباع وغیرہ نہیں ہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ مرد سے حج بدل کرایا جائے۔ **ولا فرق ايضاً بين ان يكون الحاج عن الغير رجلاً او امرأة الا انه يكره**

احجاج المرأة ويجوز، اما الجواز فلحديث الخثعمية، واما الكراهة فلانه يدخل في حجها ضرب نقصان؛ لان المرأة لا تستوفي سنن الحج فانها لا ترمل في الطواف ولا تسعى بين الصفا والمروة ولا تحلق وغير ذٰلک من الافعال التي جازت للرجل دونها. (البحر العميق ٢٢٦٨/٤، شامي بيروت ٢١/٤)

مراہق شخص کے ذریعہ حج بدل

بالغ شخص کی طرف سے مراہق (قریب البلوغ) لڑکے کا حج بدل کرنا بھی شرعاً معتبر ہے؛ لیکن افضل یہی ہے کہ بالغ سے حج بدل کرایا جائے۔ **لكنه يشترط لصحة النيابة اهلية المامور لصحة الافعال (درمختار) عبر بالصحة دون الوجوب ليعم المراهق فانه اهل للصحة دون الوجوب.** (شامي بيروت ٢٠/٤)

جس شخص نے اپنا حج نہ کیا ہو کیا وہ حج بدل کرسکتا ہے؟

اگر کسی شخص نے اپنا حج ادا نہ کیا ہو وہ بھی دوسرے کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے؛ لیکن اس میں قدرے تفصیل ہے:

الف: اگر کسی شخص پر اپنا حج فرض ہوچکا ہے پھر وہ اپنا حج فرض نہ کرکے دوسرے کی طرف سے حج بدل کرے تو اس کا یہ عمل مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ وہ قدرت کے باوجود فرض حج کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے گنہگار رہے؛ لہٰذا اسے حج بدل نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ پہلے خود اپنا حج ادا کرنا چاہئے، اور اگر آمر خود ایسے شخص کو حج بدل کا حکم کرے تو آمر کا یہ حکم کرنا مکروہ تنزیہی ہوگا۔

ب: اگر اس پر اپنا حج فرض نہیں ہے پھر وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کو جارہا ہے تو اس کا حج بدل کرنا مکروہِ تنزیہی ہوگا۔ تاہم ہر دو صورتوں میں آمر کی طرف سے حج ادا ہوجائے گا۔

ومع هٰذا لو احج رجلاً لم يحج عن نفسه حجة الاسلام يجوز عندنا وسقط الحج عن الآمر. (هندية ٢٥٧/١)

قال فی الفتح بعد ما اطال الاستدلال: والذی یقتضیه النظر ان حج الصرورة عن غیره ان کان بعد تحقق الوجوب علیه بملک الزاد والراحلة والصحة فهو مکروه کراهة تحریم الخ. قال فی البحر: والحق انها تنزیهیة علی الآمر لقولهم والافضل ...... تحریمیة علی الصرورة المامور الذی اجتمعت فیه شروط الحج ولم یحج عن نفسه؛ لانه آثم بالتاخیر. (شامی بیروت ٤/ ٢١)

غیر مستطیع شخص کا حج بدل اس کے لئے موجبِ فرضیت نہیں

اگر ایسا شخص حج بدل کو جائے جس پر خود حج فرض نہ ہو تو کیا مکہ معظمہ پہنچنے کی بنا پر اس پر حج فرض ہوجائے گا؟ تو اس بارے میں اگرچہ بعض فقہاء سے اس پر حج کی فرضیت کا قول منقول ہے؛ لیکن راجح قول یہی ہے کہ دوسرے کا حج بدل کرنے سے شرعاً یہ قادر علی الحج نہیں مانا جائے گا اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **قال الشامی بحثاً: لکن هٰذا لا یدل علی ان الصرورة الفقیر کذٰلک؛ لان قدرته بقدرة غیره کما قلنا وهی غیر معتبرةٍ الخ.** (شامی بیروت ٤/ ٢١)

حج بدل میں تمتع؟

حج بدل میں اصل یہ ہے کہ مامور کا حج میقاتی ہو، یعنی وہ میقات سے حج کا احرام باندھے اور یہ بات حج افراد اور حج قران میں تو پائی جاتی ہے؛ لیکن حج تمتع میں نہیں پائی جاتی، اسی لئے بہت سی کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ حج بدل میں افراد یا قران ہی ہونا چاہئے، حج تمتع سے حج بدل معتبر نہ ہوگا۔ **قالوا: قید بالقران لان فی التمتع یصیر مخالفاً بالاجماع وان نوی العمرة عن الآمر لانه امر بالإنفاق فی سفر الحج وقد اتفق فی سفر العمرة ولانه امر بحجة میقاتیة وقد اتی بحجة مکیة.** (البحر العمیق ٤/ ٢١٢٣، مناسك ملا علی قاری ٤٥٩) **نیز زبدۃ المناسک از:** حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، غنیۃ الناسک، از: حضرت مولانا حسن شاہ مہاجر مکیؒ، اور معلم الحجاج، از: حضرت مولانا قاری سعید احمد صاحب اجراڑویؒ وغیرہ میں بھی یہی رائے اپنائی گئی ہے۔

لیکن موجودہ دور میں بالخصوص احرام میں طوالت اور جنایات احرام کے ارتکاب کے خطرہ کی وجہ سے محقق مفتیانِ کرام نے آمر کی اجازت سے حج بدل میں تمتع کے جواز کی رائے اپنائی ہے۔

چناں چہ لباب المناسک (للشیخ رحمت اللہ سندھی) اور ارشاد الساری حاشیۃ مناسک ملا علی قاری (از: علامہ محمد سعید عبد الغنی مکی) اور زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک (مؤلفہ حضرت مولانا شیر محمد سندھیؒ مہاجر مدنی) ۴۵۶، جواہر الفقہ (مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) ۸/۵۰۸-۵۱۶، احسن الفتاویٰ (مؤلفہ: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ) ۴/۵۲۳ اور انوار مناسک (مؤلفہ: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی) ۵۵۰-۵۵۱ میں بھی دلائل کے ساتھ یہی رائے مذکور ہے۔

نیز ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء ہند کے چھٹے فقہی اجتماع منعقدہ ۱۴۱۷ھ میں منظور کردہ تجویز کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ''حج بدل کا اصل حکم تو یہی ہے کہ مامور حج افراد کرے؛ لیکن اگر آمر یا وصی تمتع کی اجازت دے تو تمتع بھی درست ہے؛ البتہ دم تمتع مامور اپنے مال سے ادا کرے الا یہ کہ آمر دم تمتع ادا کرنے کی بھی اجازت دے دے، خواہ یہ اجازت صراحۃً ہو یا دلالۃً''۔

تاہم بہتر یہی ہے کہ حج بدل میں حج افراد کیا جائے؛ تاکہ کوئی خلجان نہ رہے، اور اس کی آسان شکل یہ ہوسکتی ہے کہ حج کے قریبی وقت میں سفر کیا جائے (اور آج کل پرائیویٹ ٹور سے جانے میں اس میں زیادہ دشواری نہیں ہے؛ کیوں کہ بہت سے ٹور والے بالکل آخری دنوں میں سفر پر لے جاتے ہیں) یا اولاً مدینہ منورہ جائیں اور وہاں سے ذی الحجہ کے شروع میں حج کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ چلے جائیں۔

حج بدل کے لئے جانے والے شخص کا اپنا عمرہ کرنا

جو شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کرنے گیا ہے وہ مکہ معظّمہ جا کر حج بدل کے بعد اپنی طرف سے عمرہ کرسکتا ہے؛ لیکن عمرہ کے لئے آنے جانے میں جو خرچ ہوگا وہ اسے اپنی جیب سے کرنا ہوگا، اس خرچ کا آمر سے مطالبہ نہیں کرسکتا، الا یہ کہ آمر کی طرف سے خرچ کی مطلق اجازت ہو۔ ولو امرہ بالعمرۃ فاعتمر ثم حج عن نفسہٖ او بالحج فحج ثم اعتمر عن

نفسه جاز الا ان نفقة اقامته للحج او العمرة عن نفسهٖ فی ماله الخ. (شامی بیروت ۱۸/٤، البحر العمیق ۲۳۳۲/٤)

اجرت پر حج کو بھیجنا

حج ایک عبادت ہے؛ لہٰذا اس پر عوض ومعاوضہ کا لین دین فی نفسہٖ ناجائز ہے؛ لہٰذا اگر کسی شخص کو اجرت دے کر حج بدل کو بھیجا جائے، تو یہ معاملہ فاسد ہوگا؛ البتہ اگر ایسا شخص حج کو چلا جائے اور حج کرلے تو یہ حج آمر کی طرف سے ادا ہوجائے گا، اور بطور اجرت نہیں؛ بلکہ بطور کفایت سفر کے اخراجات آمر کے ذمہ ہوں گے۔ **لا یجوز الاستیجار علی الحج فلو دفع الیه الاجر فحج یجوز عن المیت وله من الاجر مقدار نفقة الطریق ویرد الفضل علی الورثة، الا اذا تبرع به الورثة او اوصی المیت بان الفضل للحاج.** (شامی بیروت ۱۸/٤)

نفلی حج بدل میں عاجزی شرط نہیں

اگر کوئی شخص نفلی طور پر کسی زندہ یا مردہ کی طرف سے حج بدل کرے یا کرائے تو اس میں وطن سے جانے آنے یا کسی خاص جگہ سے حج کرنے یا آمر کے عاجز ہونے یا نہ ہونے وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے؛ بلکہ بلا کسی شرط کے مطلقاً یہ حج درست ہوجائے گا، اب اگر آمر نے اسے نفلی حج کرنے کا حکم دیا ہے تو سفر اسی کے خرچ پر ہوگا اور حج اسی کی جانب سے ہوگا، اور اگر آمر نے حکم نہیں دیا؛ بلکہ کوئی شخص اپنی مرضی سے دوسرے کو نفلی حج کا ثواب پہنچانا چاہتا ہے تو یہ حج دراصل کرنے والے ہی کی طرف سے ہی ہوگا؛ البتہ ارکان کی ادائیگی کے بعد وہ اس کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ **وان کانت نافلة کحج النفل وعمرة التطوع تجزئ فی الحالتین ولا یشترط فیه العجز، ولا غیره مما یشترط فی حج الفرض وعمرة الاسلام الا اهلیة النائب بالاسلام والعقل والتمییز والنیة عنه فی الاحرام ان امره بالحج، والا فجعل ثوابه له بعد الاداء الخ.** (غنیة الناسک ۳۲۰) **اما حج التطوع فتجوز الانابة فیه حالة القدرة**

لان بـاب الـنـفـل اوسـع حتـى ان صـحـيـح البـدن لو احد رجلاً بماله على سبيل التطوع عنه يجوز. (البحر العميق ۲۲۵۸، هندية ۲۵۷/۱)

حج بدل میں جنایات کا ضمان کس پر؟

حج بدل میں اگر جنایات کا صدور ہوتو اس کا ضمان مامور پر ہوگا آمر کے مال میں سے بلا اجازت دم جنایات یا صدقہ ادا نہیں کیا جائے گا۔ ونوع يجب جزاء على جنايته كدم الجماع وجزاء الصيد والحلق واللبس والطيب ومجاوزة الميقات بغير احرام فذٰلک على المامور ايضاً بلا خلاف. (البحر العميق ۲۳٤١/٤)

مامور نے حج فاسد کر دیا

اگر مامور بالحج نے عرفہ سے قبل جماع کر کے حج فاسد کر دیا تو سارا ضمان اسی پر ہوگا، اسے آمر کو پورا مال واپس کرنا ہوگا اور آئندہ اسے ذاتی خرچ سے آکر فاسد حج کی قضا کرنی ہوگی۔ والمامور بالحج اذا جامع قبل الوقوف بعرفة فسد حجه ويمضى فيه والنفقة فى ماله ويضمن ما انفق من مال المحجوج عنه قبل ذٰلک وعليه القضاء من مال نفسه لان المامور به الحج الصحيح وهو الجانى بالجماع قبل الوقوف وقد خالف فيضمن ما انفق. (البحر العميق ۲۳٤١/٤)

دم احصار کون ادا کرے؟

اگر مامور بالحج کو راستہ میں احصار کی صورت پیش آجائے یعنی احرام باندھنے کے بعد کوئی ایسی رکاوٹ ہوجائے کہ حج کرنا ممکن نہ رہے تو دم احصار آمر کے مال سے ادا کرنا درست ہوگا؛ کیوں کہ یہاں مامور کی طرف سے کوئی تعدی نہیں پائی گئی، اور یہ واپسی کے خرچ کے مانند ہے جو آمر پر ہی واجب ہے۔ ان دم الاحصار بمنزلة نفقة الرجوع ونفقة الرجوع من مال الميت وان كان الحج هو المنتفع به فكذٰلک دم الاحصار فى ماله وان كان الحاج هو المنتفع به. (البحر العميق ۲۳٤٣/٤)

حج بدل کرنے والے کا وقوفِ عرفہ کے بعد انتقال ہو گیا

اگر حج بدل کو جانے والا شخص وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت سے قبل وفات پا جائے تو آمر کی طرف سے حج مکمل ہو جائے گا (دوبارہ حج بدل کی ضرورت نہیں) **والحاج عن الميت اذا مات بعد الوقوف بعرفة جاز عن الميت لانه ادى ركن الحج.**

(البحر العميق ٤/٢٣٩٣)

کیا آمر کے مال کا بعینہٖ استعمال ضروری ہے؟

آمر نے جو مال حج بدل کے لئے دیا ہے اس کا بعینہٖ استعمال شرط نہیں؛ بلکہ مالیت کا استعمال شرط ہے؛ لہٰذا اگر مامور آمر کا مال اپنے پاس رکھ لے اور اپنے روپئے سفر میں استعمال کرلے تو اس میں حرج نہیں۔ **الحاج عن الغير اذا حبس الدراهم الموقوفة لنفسه وانفق على نفسه من ماله استحسن اصحابنا انه يجوز كما استحسنوا ذٰلک فى الوكيل بقضاء الدين يقضى من مال نفسه.** (البحر العميق ٤/٢٣٩٥)

حج کی وصیت

جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور ادائیگی سے قبل اس کی موت کا وقت آ جائے تو اس پر حج بدل کی وصیت کرنا لازم ہے، اگر وصیت نہ کی تو گنہگار ہوگا۔ **فان مات عن غير وصية يأثم بلا خلاف.** (البحر العميق ٤/٢٣٤٧)

کیا جس شخص نے وصیت نہ کی ہو اس کی طرف سے حج کرانا لازم ہے؟

جو صاحب وسعت شخص حج کی وصیت کئے بغیر مر جائے تو وارثین پر اس کے ترکہ میں سے حج بدل کرانا شرعاً لازم نہیں ہے (ہاں اگر سب بخوشی کرادیں تو بات الگ ہے) **وان لم يوص به حتى مات اثم بتفويته الفرض عن وقته امكان الاداء فى الجملة فيأثم لكن يسقط عنه فى احكام الدنيا عندنا حتى لا يلزم الوارث الحج من تركه لانه عبادة**

والعبادات تسقط بموت من عليه سواء كانت بدنية او مالية فى حق احكام الدنيا عندنا. (بدائع الصنائع، البحر العميق ۲۳٤۸/٤)

حج کی وصیت کا نفاذ تہائی مال سے ہوگا

اگر میت نے حج کی وصیت کی ہے تو اس کے ترکہ کے تہائی حصہ سے اسے نافذ کیا جائے گا۔

ومنها ان يحج عنه من ثلث ماله الخ، لان الوصية تنفذ من الثلث. (البحر العميق ۲۳٥٦/٤)

وصیت کی کہ تہائی مال حج میں خرچ کیا جائے

اگر میت نے وصیت کی کہ میرا متروکہ تہائی مال میری طرف سے حج بدل میں لگادیا جائے تو اس تہائی مال میں سے جتنی مرتبہ حج کیا جاسکتا ہو اتنے حج بدل میت کی طرف سے کرانے ضروری ہوں گے، اب اولیٰ تو یہ ہے کہ ایک ہی سال میں مختلف لوگوں کو حج بدل کے لئے بھیج دے؛ تاکہ جلد از جلد ذمہ داری ادا ہو جائے اور چاہے تو ہر سال بھی حج بدل کے لئے بھیج سکتا ہے۔ **الا اذا اوصى ان يحج عنه بجميع الثلث فيحج عنه حججاً بجميع الثلث الخ ......، ثم الوصى بالخيار ان شاء احج عنه الحجج فى سنة وان شاء احج عنه فى كل سنة حجة واحدة والافضل ان يحج عنه كله فى سنة واحدة بان يأمر رجالاً ويدفع اليهم نفقتهم حتى يحجوا عنه فى سنة واحدة لان فيه تعجيل الوصية والمسارعة الى الخيرات افضل كيلا يفوت.** (البحر العميق ۲۳٥۷/٤)

میت کی طرف سے حج کہاں سے کرائیں؟

جس میت نے حج کی وصیت کی ہو تو اس کے وطن اصلی سے حج بدل کرانا ضروری ہے (جب کہ تہائی مال وہاں سے حج کرانے کے لئے کافی ہو) **ومنها ان يحج من بلده الذى يسكنه لان الحج مفروض عليه من بلده فمطلق الوصية تنصرف اليه ......، هذا اذا كان ثلث ماله يكفى ذٰلك.** (البحر العميق ۲۳٦٦/٤)

تہائی مال وطن سے حج کرانے کے لئے ناکافی ہو

اگر میت نے حج کی وصیت کی ہے؛ لیکن اس کا متروکہ تہائی مال اتنا کم ہے کہ وطن سے حج نہیں ہوسکتا تو ایسی صورت میں جہاں سے اس رقم سے حج کرانا ممکن ہو وہاں سے ہی حج بدل کرانا ضروری ہوگا۔ **اما اذا کان لا یکفی فمن حیث یبلغ.** (البحر العمیق ٤/٢٣٦٦)

بلاوصیت میت کا حج بدل

اگر کسی شخص پر حج فرض تھا مگر وہ حج نہ کرسکا اور وصیت کے بغیر وفات پا گیا پھر کسی شخص نے یا اس کے وارث نے اپنی جانب سے اس کی طرف سے حج بدل کرلیا تو انشاءاللہ میت کی طرف سے حج بدل کافی ہوجائے گا۔ **اذا مات بعد فرض الحج ولم یوص فحج رجل عن المیت من غیر وصیة او تبرع الوارث بذٰلک فحج عن ابیه او عن امه فی حجة الاسلام من غیر وصیة اوصی بها المیت، قال ابو حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ: یجزیه ذٰلک ان شاء اللّٰه تعالیٰ.** (البحر العمیق ٤/٢٣٤٨)

دورانِ سفر حج انتقال کر جانے والے پر وصیت لازم نہیں

جو شخص حج فرض ہو جانے کے بعد حج کے ارادہ سے سفر پر نکلا؛ لیکن حج سے قبل ہی دورانِ سفر اس کا انتقال ہوگیا تو اس پر حج کی وصیت لازم نہیں ہے۔ **لو وجب علیه الحج فخرج حاجاً اول عام وجب علیه فمات فی الطریق لیس علیه ان یوصی بالحج الا ان یتطوع لانه لم یؤخر بعد الوجوب.** (البحر العمیق ٤/٢٣٥١)

میت کی طرف سے نفلی حج بدل کی وصیت

جو میت اپنا حج ادا کر چکا ہو پھر وہ بعد وفات اپنی طرف سے نفلی حج بدل کی وصیت کر جائے تو اس کے تہائی مال سے نفلی حج بدل کرانا لازم ہوگا۔ **وتنفیذ الوصیة بحج التطوع علی الاصح عند الشافعیة وهو مذهب الثلاثة ویقع الحج عن الموصیٰ.** (البحر العمیق ٤/٢٣٩٣)

مالی وصیت میں گنجائش کے باوجود وطن کے بجائے سعودیہ سے حج بدل کرانا

اگرمیت نے حج بدل کی مطلق وصیت کی ہو،اوراس کے تہائی مال میں اس کے وطن سے حج بدل کرانے کے بقدرروپیہ بھی موجودہو، پھربھی اگروصی اس کی طرف سے غیروطن سے حج بدل کرائے، مثلاً ہندوستانی شخص کی طرف سے سعودیہ میں رہنے والے کسی شخص سے حج بدل کرادے،تو میت کی طرف سے حج بدل معتبر نہ ہوگا، اور جو حج کیا گیاوہ وصی کی طرف سے ذاتی ہوجائے گا،اور جوروپیہ اس سفرمیں خرچ ہواہے وہ وصی میت کے لئے اتنے روپیہ کا ضامن ہوگا، اورمیت کی طرف سے دوبارہ اس کےوطن سے حج بدل کرانالازم ہوگا۔ **فلو احج الوصی من غیر ما وجب الاحجاج منه یضمن لانه خالف ویکون الحج له ویحج عن المیت ثانیاً.** (غنية الناسك ۳۲۹-۲۳۰)

ہندوستانی شخص کاوسعت کے باوجود سعودیہ سے فرض حج بدل کرانا

جس شخص پر عذر شرعی کی بنا پر حج بدل کرانا واجب ہوچکا ہے، اس پر لازم ہے کہ اپنے وطن ہی سے حج بدل کرائے، اگر وہ وسعت کے باوجود اپنے وطن کے علاوہ مکہ معظّمہ کے قریب یا دور کسی جگہ کو متعین کر کے حج بدل کرائے گا تو گنہگار ہوگا؛ لیکن اس کی طرف سے حج بدل درست ہوجائے گا۔(مثلاً ہندوستان کا رہنے والا کوئی معذور شخص ریاض (سعودیہ) میں مقیم کسی شخص کو روپیہ دے کہ اس سے اپنی طرف سے حج بدل کرالے،تو ایسا کرنا مکروہ ہے،مگر حج بدل ادا ہوجائے گا) **والظاهر انه یجب علیه أن یوصی بما یبلغ من بلده ان کان فی الثلث سعة، فلو اوصیٰ بما دون ذٰلک او عین مکاناًدون بلده یأثم.** (غنية الناسك ۳۲۹، زبدة المناسك ۴۵۲)

وسعت نہ ہونے کی بناپر غیروطن سے حج بدل کرانا

اگرمیت کے تہائی مال میں اتنی رقم نہیں ہے کہ اس کے وطن سے حج کرایا جائے،تو ایسی صورت میں جہاں سے بھی حج کرانا آسان ہو، وہیں سے حج کرانے میں کوئی حرج نہ ہوگا۔(مثلاً ہندوستان کا رہنے والا شخص حج بدل کی وصیت کرجائے؛ لیکن اس کا تہائی مال یہاں سے حج کے

اخراجات کو نا کافی ہو، مگر مثلاً مدینہ منورہ سے حج کرانے کے لئے کافی ہو، تو اس کی طرف سے مدینہ منورہ میں مقیم کسی شخص کے ذریعہ حج بیت اللہ درست ہوگا) **فان ضاق الثلث او المال الذی عینه المیت من ان یحج من بلده او من مکان عینه فمن حیث یبلغ.** (غنیة الناسك ٣٣٠) **وان لم یف فمن یبلغ استحسانا.** (غنیة الناسك ٣٢٩)

غیر وطن (مکہ وغیرہ) سے نفلی حج بدل کرانا

نفلی حج بدل میں اپنے وطن سے حج کرانے کی شرط نہیں ہے؛ لہٰذا اگر کوئی ہندوستانی شخص سعودیہ میں مقیم کسی شخص کے ذریعہ (خواہ وہ مکی ہو یا مدنی یا کسی اور شہر کا ہو) اپنی طرف سے یا اپنے والدین یا اعزاء کی طرف سے تبرعاً حج بدل کرائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ **أما فی الحج النفل فلا یشترط شیء منها غالباً الخ.** (غنیة الناسك ٣٣٦، زبدة المناسك ٤٥٢)

آفاقی شخص کا مکی کے ذریعہ حج بدل کرانا؟

اگر میقات سے باہر رہنے والا کوئی معذور شخص مکہ معظّمہ میں مقیم کسی شخص سے حج بدل کرائے تو یہ اگر چہ بلا عذر مکروہ ہے؛ لیکن آمر کا حج بدل معتبر ہو جائے گا۔ **ولو عین مکاناً غیر بلده فکما أوصی قرب من مکة أو بعد، وفی خیار الابصار: ولو من مکة کما صرح به ملا سنان.** (غنیة الناسك ٣٢٩، زبدة المناسك ٣٢٩)

ہندوستانی میت کا مدینہ منورہ سے حج بدل کی وصیت کرنا

اگر کسی ہندوستانی شخص نے وسعت کے باوجود اپنے حج بدل کے لئے اپنے وطن کے بجائے مدینہ منورہ سے حج کرانے کی وصیت کی تو ایسا کرنا اگر چہ مکروہ ہے؛ لیکن اگر وصی نے اس کی وصیت کے مطابق اس کا حج مدینہ منورہ سے کرا دیا تو حج درست ہوجائے گا اور وصی پر کوئی تاوان لازم نہ ہوگا۔ **ولو عین مکاناً غیر بلده فکما أوصیٰ قرب من مکة أو بعد.** (غنیة الناسك ٣٢٩، زبدة المناسك ٤٥٢، احسن الفتاویٰ ٤/٥٢١)

حج وعمرہ میں رکاوٹ (احصار) کے مسائل

محصر کے لئے گنجائش

اسلامی شریعت میں ناگہانی پیش آمدہ حالات کی بھی رعایت رکھی گئی ہے اور جو شخص کسی ناقابلِ تحمل مشکل میں پھنس جائے تو اس سے خلاصی کی تدبیریں بھی بتائی گئی ہیں، انہی میں سے احرام باندھنے کے بعد حج یا عمرہ میں رکاوٹ پیش آنے کا مسئلہ بھی ہے؛ گو کہ اصل حکم یہی ہے کہ جس شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو وہ حج یا عمرہ کے مناسک ادا کئے بغیر حلال نہ ہو؛ لیکن اگر حالات ایسے بن جائیں کہ وہ حج یا عمرہ کے مناسک ادا نہ کرسکے تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ وہ قربانی کرکے حلال ہو جائے اور بعد میں جب سہولت ہو، حج یا عمرہ کی قضا کرے۔

اب اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھئے کہ اس مسئلہ کی عملاً تعمیل خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیبیہ میں کرائی گئی، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ، فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ. (البقرة: ۱۹۶)

اور حج اور عمرہ کو اللہ واسطے پورا کیا کرو، اور اگر تم روک دئے جاؤ تو تم پر حسبِ سہولت ایک قربانی واجب ہے اور تم مت منڈواؤ اپنے سروں کو قربانی کا جانور اپنے موقع محل پر پہنچنے سے قبل۔

اس آیت میں موقع محل سے مراد حضراتِ حنفیہ نے حدودِ حرم کو لیا ہے؛ لہٰذا دیگر جگہوں پر احصار کی قربانی کافی نہ ہوگی۔ (معارف القرآن وغیرہ) لیکن مجبوری کا حکم الگ ہے، اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

ذیل میں احصار کے متعلق ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

احصار کی تعریف

احصار کے لغوی معنی روکنے کے ہیں، اور اصطلاحِ شرع میں حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی ایسے عارض کا پیش آنا جس سے حج یا عمرہ کرنا ممکن نہ رہے، ''احصار'' کہلاتا ہے، اور جس شخص کے ساتھ ایسے حالات پیش آئیں اس کو ''مُحصَر'' کہا جاتا ہے۔ **الحصر لغة الحبس**

عن السفر ونحوه كالاحصار، وشرعاً كما قال (هو المنع عن الوقوف) اى بعرفة (والطواف) اى جميعهما بعد الاحرام فى الحج. (مناسك ملا على قارى ٤١٢، غنية الناسك ٣٠٩، البحر العميق ٢٠٦٨/٤)

احصار کے اسباب

احصار کے بہت سے اسباب ہوسکتے ہیں، مثلاً:

(۱) کسی دشمن یا زورآور کے ذریعہ سفر میں رکاوٹ پیش آنا۔

(۲) حکومت کی طرف سے قید کردیا جانا۔

(۳) حج یا عمرہ کا ویزا حکومت کی طرف سے منسوخ کردیا جانا۔

(۴) حادثہ میں اس طرح زخمی ہوجانا کہ سفر ممکن نہ رہے۔

(۵) بدن کی ہڈی ٹوٹ جانا یا لنگڑا ہوجانا کہ چلنا ممکن نہ ہو۔

(٦) سفر کی وجہ سے مرض میں اضافہ کا غالب گمان ہونا۔

(۷) سفر خرچ ضائع ہوجانا اور اخراجات کا کوئی متبادل نظم نہ ہوسکنا۔

(۸) سواری کا نظم مفقود ہونا جب کہ دوری اس قدر ہو کہ پیدل چلنے پر قدرت نہ ہو، مثلاً احرام باندھنے کے بعد جہاز چھوٹ جائے اور بعد میں کوئی جہاز نہ ہو۔

(۹) بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر حج فرض کا یا نفلی حج وعمرہ کا احرام باندھ لیا ہو، اس کے بعد شوہر اس کو مناسک ادا کرنے سے منع کردے۔

مندرجہ بالا صورتوں یا ان جیسے حالات سے جو شخص دوچار ہو اس پر احصار کے احکامات جاری ہوں گے۔ واما الاحصار فى عرف الشرع: فهو منع المحرم عن الوقوف والطواف، سواء كان من العدو او المرض او الحبس او الكسر او العرج او غيرها من الموانع من اتمام ما احرم به حقيقة او شرعاً. (البحر العميق ٢٠٦٨/٤، مناسك ملا على قارى ٤١٣، غنية الناسك جديد ٣١٠)

حاجی کو وقوفِ عرفہ سے روک دیا جائے تو کیا کرے؟

اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا ہو پھر اسے مثلاً حکومت نے وقوفِ عرفہ سے روک دیا؛ لیکن طواف کرنے سے نہیں روکا گیا تو ایسا شخص محصر نہیں ہے، اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وقوفِ عرفہ کے دن تک انتظار کرے، جب حج کا وقت نکل جائے تو عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو جائے اور بعد میں حج کی قضاء کرے۔ **وان احصر بمكة في الحرم الا انه لم يمنع عن الطواف والسعي...... وان كان مفرداً بحج لا يكون محصراً ايضاً...... وان كان قارناً فعليه ان يأتي بافعال العمرة، فاذا فات الحج بمضي وقت الوقوف، فانه يحل من احرام حجته بافعال العمرة، وعليه قضاء الحج لا غير.** (البحر العميق ٢٠٨٧/٤)

حاجی کو طوافِ زیارت سے روک دیا گیا

اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا پھر اسے وقوفِ عرفہ کا تو موقع مل گیا؛ لیکن طوافِ زیارت سے روک دیا گیا تو وہ شرعاً محصر نہیں ہے، اس کا حج ادا ہو جائے گا؛ البتہ جب تک طوافِ زیارت نہیں کرے گا عورتوں سے انتفاع حلال نہ ہوگا۔ **اذا وقف بعرفة ثم احصر لا يكون محصراً، وهو محرم عن النساء حتى يطوف طواف الزيارة.** (البحر العميق ٢٠٨٢/٤، غنية الناسك ٣١٧، مناسك ملا علی قاری ٤١٦)

محصر حاجی کیا کرے؟

حج کا احرام باندھنے کے بعد جو شخص کسی وجہ سے محصر قرار پائے اس کو اولاً کوشش کرنی چاہئے کہ رکاوٹ دور ہو جائے اور حج یا عمرہ کر کے ہی حلال ہو؛ لیکن اگر انتظار مشکل ہو یا ایسے حالات ہوں کہ رکاوٹ دور ہونے کی امید ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کو چاہئے کہ حدودِ حرم میں اپنی طرف سے قربانی کرائے، قربانی کے بعد اس کا احرام خود بخود کھل جائے گا؛ لیکن بہتر ہے کہ سر منڈالے (اور حدودِ حرم میں قربانی کرانے کی شکل آج کل یہ ہوسکتی ہے کہ مکہ معظّمہ میں مقیم اپنے کسی

متعلق کوفون کردے کہ وہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرے) **واذا تحقق الاحصار فله ان يرجع الى اهله بلا تحلل وصبر محرماً حتى زال المانع، فان ادرك الحج فيها، والا تحلل بالعمرة، بان يطوف ويسعى ويحلق، وان اراد استعمال التحلل بالهدى جاز ايضاً دفعاً لضرر امتداد الاحكام.** (غنية الناسك ٣١١، البحر العميق ٢٠٨٩/٤)

محصر قارن کا احرام کب کھلے گا؟

اگر محصر شخص نے حج قران کا احرام باندھ رکھا ہے تو اس کے لئے حدودِ حرم میں دو قربانیاں کرانی ضروری ہیں، ایک حج کی طرف سے اور ایک عمرہ کی طرف سے، جب تک دونوں قربانیاں حدودِ حرم میں نہ کرائی جائیں گی، قارن کا احرام نہ کھلے گا۔ **والقارن (يبعث) هديين ولا يتحلل الا بذبح الثانى، ولا يحتاج الى ان يعين ايهما للحج، وايهما للعمرة الا انه افضل.** (غنية الناسك ٣١٢، البحر العميق ٢٠٩٦/٤)

محصر معتمر کیا کرے؟

جس شخص نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر احصار پیش آ گیا تو اسے چاہئے کہ حدودِ حرم میں ایک قربانی کرا کے حلال ہو جائے، اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے۔ **فان احصر فقط عن نسك واحدٍ، فيكفيه دم واحد للتحلل، وعليه قضاء ما تحلل عنه، فان كانت عمرة فعمرة يقضيها.** (البحر العميق ٢٠٩٧/٤)

ذبح سے قبل محصر کا فعل جنایت کرنا

اگر محصر جانور کو ذبح کرنے سے قبل کسی جنایت کا مرتکب ہو مثلاً خوشبو لگالے یا سلے ہوئے کپڑے پہن لے وغیرہ، تو اس پر حسب شرائط جنایت کا کفارہ لازم ہوگا۔ (اس کی تفصیل جنایات کے بیان میں گذر چکی ہے) **ولا يفعل شيئاً من محظورات الاحرام...... حتى لو فعل**

شيئاً من محظورات الاحرام قبل ذبح الهدى يجب عليه ما يجب على المحرم.

(البحر العميق ٤/٢٠٩٣)

محصر حاجی پر حج اور عمرہ کی قضا

جس شخص نے حج افراد کا احرام باندھا ہو اور پھر احصار کی وجہ سے جانور ذبح کر کے احرام کھول دیا ہو تو آئندہ اس پر حج کے ساتھ ساتھ ایک عمرہ کی ادائیگی بھی لازم ہوگی؛ البتہ اگر اسی سال وہ دوبارہ احرام باندھ کر حج کر لے تو عمرہ واجب نہیں، اور یہ حکم ہر طرح کے حج کے لئے ہے خواہ حج فرض ہو یا حج نفل، اپنا حج ہو یا حج بدل، بہر صورت قضا لازم ہوتی ہے۔

اور اگر حج قران ہو تو حج کے ساتھ دو عمروں کی قضا کرنی پڑے گی، اور اگر اسی سال حج کر لیا تو صرف ایک عمرہ کافی ہوگا دوسرا واجب نہیں۔ **واذا حل المحصر بالذبح فان كان احرامه للحج اى فقط فعليه قضاء حجة وعمرة...... فان بقى وقت الحج عند زوال الاحصار، واراد ان يحج فى عامه ذٰلک، احرم وحج، وليس عليه نية القضاء ولا عمرة عليه......، وان كان اى المحصر قارناً فعليه قضاء حجة وعمرة يسن......، اما اذا زال الاحصار بعد التحلل بالذبح والوقت يسع تجديد الاحرام والاداء فانما عليه عمرة القران.** (مناسك ملاعلی قاری ٤٢٧-٤٢)

محصر معتمر پر عمرہ کی قضا

اگر عمرہ کے احرام میں احصار پیش آیا اور دم دے کر معتمر حلال ہو گیا تو اس پر آئندہ عمرہ کی قضا لازم ہے اور یہ زندگی میں کبھی بھی عمرہ کر سکتا ہے۔ **وان كان اى المحصر معتمراً فعليه عمرة لا غير، وقضائها فى اى وقت شاء، لانه ليس لها وقت معين.** (مناسك ملا علی قاری ٤٢٨) **وعليه قضاء ما تحلل عنه فان كانت عمرة فعمرة يقضيها.** (البحر العميق ٤/٢٠٩٧) **اما المحصر بالعمرة فلا يتصور فى حقه عدم ادراک العمرة، لان وقتها جميع العمر.** (غنية الناسك ٣١٥)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر سے روک دیا تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوادے اور احصار کی قربانی کا انتظار نہ کرے؛ تاہم اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ **ومنه منع الزوج زوجته اذا احرمت بنفل او عمرة.** (غنية الناسك ٣١٠) **فلهما ان يحللهما فى الحال ولا يؤخر تحليلهما الى ذبح الهدى ثم عليها هدى الاحصار وحجة وعمرة.** (غنية الناسك ٣١٥، البحر العميق ٢١٠٨/٤)

شوہر کا عورت کو حج فرض سے روک دینا

اگر عورت کسی محرم کے ساتھ فرض حج کے لئے جارہی ہو تو شوہر کے لئے اسے روکنا جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر اس نے محرم کے بغیر حج فرض کا احرام باندھ لیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ لیکن ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ **او احرمت بحجة الاسلام لا تكون محصرة لو لها محرم وان منعها وليس له منعها وان لم يكن لها محرم فمحصرة فله منعها وتحليلها بالهدى.** (غنية الناسك ٣١٠)

محصر کیلئے حدودِ حرم میں ذبح کی کوئی صورت نہ ہو تو کیا کرے؟

حنفیہ کے نزدیک اصل حکم تو یہی ہے کہ محصر کو احرام کھولنے کے لئے حدودِ حرم میں ہی قربانی کرنی چاہئے؛ لیکن اگر ایسی صورت پیش آئے کہ محصر کے لئے حدودِ حرم میں قربانی ممکن نہ ہو، مثلاً کسی شخص کو ایئرپورٹ ہی سے واپس کردیا جائے اور اس شخص کا کوئی جانکار مکہ معظّمہ میں موجود نہ ہو یا اس سے رابطہ کی کوئی شکل نہ ہو تو اس کے لئے یہ بھی گنجائش ہے کہ حدودِ حرم کے علاوہ جہاں ممکن ہو قربانی کرکے حلال ہوجائے۔ (حنفیہ کے نزدیک یہ گنجائش ضرورۃً ہے اور بقیہ ائمہ کے نزدیک

ضرورت یابلاضرورت ہرحال میں گنجائش ہے۔(حاشیہ معلم الحجاج ۲۷۵) **الھـدی بـعـد الاحصـار انـمـا یـجب علی من اراد التحلل بالھدی فیبعث بھدی او بثمن ھدی یشتری له بمکة فیذبح عنه یوم النحر ویحل.** (البحر العمیق ٤ / ٢١٩٠)

محصر کے پاس ذبح کی گنجائش نہ ہوتو کیا کرے؟

حنفیہ کے یہاں اصل مذہب یہی ہے کہ دمِ احصار کے بدلہ صدقہ یا روزہ کافی نہیں؛ لیکن حضرت امام ابویوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر محصر کے لئے ہدی کا موقع نہ ہوتو وہ قیمت لگا کر اس کی قیمت غریبوں میں صدقہ کرے، اگر صدقہ کی بھی گنجائش نہ ہوتو قیمت میں جتنے صدقہ فطر واجب ہوتے ہوں، ہر صدقہ فطر کے بدلہ ایک روزہ رکھے اوراس کے بعد حلال ہو۔(مثال کے طور پر جانور کی قیمت ۸۰۰/روپئے ہے اور ایک صدقہ فطر ۲۵/روپئے کا ہوتا ہے تو گویا ۳۲/صدقۂ فطر ہوئے، تو اگر گنجائش ہوتو ۳۲/مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اتنی رقم صدقہ کرے، ورنہ ۳۲/روزے رکھے، اس کے بعد حلال ہو)ضرورت کے وقت اس روایت پرفتویٰ دینے کی گنجائش ہے۔ **وعـن ابـی یـوسف: اذا لـم یـجـد الـمـحـصـر الھـدی قوم الھدی طعاماً وتصدق به علی المساکین فان لم یکن عنده طعام صام لکل نصف صاع یوماً.** (البحر العمیق ٤ / ٢١٠٢)

❍❖❍

حج فوت ہونا

وقوفِ عرفہ نہیں ملا

اگر احرام باندھنے کے بعد دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک کسی وجہ سے وقوفِ عرفہ نہیں کرسکا تو اس کا حج فوت ہوگیا، اب اس سال اس کا حج ممکن نہیں، آئندہ اس حج کی ادائیگی ضروری ہوگی۔ **لحديث ابن عمرو ابن عباسؓ ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من فاته عرفة بليل فقد فاته الحج، فليتحلل بعمرة وعليه الحج من قابل. وعن عمر بن الخطاب وزيد بن ثابت رضى اللّٰه عنهما قالا فيمن فاته الحج يحل بعمرة من غير هدى وعليه الحج من قابل.** (البحر العميق ١٩٩٣/٤)

مفرد فائت الحج کیا کرے؟

جس شخص کا حج فوت ہوجائے اسے چاہئے کہ حج کے بقیہ اعمال ترک کردے اور اس پر واجب ہے کہ اسی احرام سے عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کرکے حلق یا قصر کراکر احرام کھول لے اور آئندہ اس حج کی قضا کرے؛ تاہم اس پر دم یا مزید عمرہ وغیرہ کچھ واجب نہیں ہے۔ **من فاته الحج الخ بفوات الوقوف بعرفة الخ، فليحل بمثل افعال العمرة حتماً فيطوف ويسعى ثم يحلق او يقصر ان كان مفرداً الخ، وعليه قضاء الحج من قابل ولا عمرة عليه فى القضاء ولا دم الا انه مستحب.** (غنية الناسك ٣١٨)

متمتع فائت الحج کا حکم

اگر تمتع کا احرام تھا اور حج فوت ہوگیا تو وہ مفرد کی طرح عمرہ کرکے حلال ہوجائے اور آئندہ

حج کی قضاء کرے، اور اس کا حج تمتع باطل ہوجائے گا، اور دم تمتع ساقط ہوجائے گا۔ **وان کان متمتعاً بطل تمتعه وسقط عنه دمه.** (غنية الناسك ٣١٨، البحر العميق ٢٠٠٤/٤)

قارن فائت الحج کا حکم

حج قران کرنے والے سے اگر حج چھوٹ جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر اس نے پہلے عمرہ کر لیا تھا پھر حج فوت ہوا تو وہ مفرد بالحج کی طرح عمرہ کر کے حلال ہوجائے گا اور اس پر صرف حج کی قضاء واجب ہوگی، دم قران ساقط ہوجائے گا۔

(۲) اور اگر اس نے قران والا عمرہ نہیں کیا تھا اور حج فوت ہوگیا تو اس پر دونوں عمرے کرنے ضروری ہیں، اولاً اپنا واجب عمرہ کرے اس کے بعد حج فوت ہونے کی وجہ سے جو عمرہ واجب ہوتا ہے اسے بجالائے، پھر حلق یا قصر کرا کر حلال ہو، اس سے بھی دم قران ساقط ہے؛ البتہ حج کی قضا بہرحال لازم ہے۔ **وان كان قارناً فان طاف لعمرته قبل الفوات فهو كالمفرد والا يطوف اولاً لعمرته ويسعى لها، لانها لا تفوت، ثم يطوف طوافاً آخر لفوات الحج، ويسعى له، ثم يحلق او يقصر، وقد بطل عنه دم القران.** (غنية الناسك ٣١٨، البحر العميق ٢٠٠٣/٤)

فائت الحج کے لئے عمرہ میں بلا عذر تاخیر درست نہیں

جس شخص کا حج فوت ہوگیا ہو اس کے لئے پہلی فرصت میں عمرہ کر کے حلال ہونا لازم ہے، بلا عذر اس میں تاخیر درست نہیں ہے۔ **قال في خزانة الاكمل والكرماني وليس بفائت الحج ان يبقى في منزله حراماً من غير عذر وليجب عليه التحلل.** (البحر العميق ١٩٩٤/٤)

فائت بالحج تلبیہ کب سے ترک کرے گا؟

جس شخص کا حج فوت ہوجائے وہ جب حلال ہونے کے لئے طواف کرے گا تو طواف شروع

کرتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کردے گا۔ **ویقطع التلبیة اذا اخذ للطواف الذی یتحلل به.** (البحر العمیق ۲۰۰٤/٤)

عمرہ کبھی فوت نہیں ہوتا

عمرہ زندگی میں کبھی فوت نہیں ہوتا؛ لہٰذا عمرہ کرنے والے پر فائت بالعمرہ کے احکام جاری نہیں ہوسکتے۔ (تاہم حج کے پانچ ایام ۹-تا-۱۳/ذی الحجہ میں عمرہ کرنا مکروہ ہے) **والعمرة لا تفوت فانها جائزة فی جمیع السنة الا فی خمسة ایام فانه یکره ذٰلک.** (البحر العمیق ۲۰۰۷/٤)

❏❖❏

باب حج النساء

(خواتین کے مخصوص مسائل حج وعمرہ)

خواتین سے متعلق مسائل حج وعمرہ

خواتین سے متعلق مسائل پچھلے ابواب میں جا بجا متفرق طور پر آچکے ہیں، اب ذیل میں مزید اضافات کے ساتھ ان مسائل کو اجمالاً یکجا کر کے درج کیا جارہا ہے؛ تاکہ مسائل سے دل چسپی رکھنے والی خواتین کے لئے مطالعہ میں سہولت ہو، اور اگر کوئی صاحب خیر اس حصہ کو الگ سے شائع کرنا چاہیں تو ان کو دشواری نہ ہو۔ اختصار کی وجہ سے عربی عبارات ہر مسئلہ میں درج نہیں کی گئیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

کس عورت پر حج فرض ہے؟

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط وہی ہیں جو مردوں کے لئے ہیں، یعنی تندرست ہونا اور مالی وسعت کا ہونا وغیرہ؛ البتہ عورت کے لئے مزید شرط یہ ہے کہ وہ اپنے حج کے اخراجات کے ساتھ محرم یا شوہر کے حج کے اخراجات کی بھی مالک ہو؛ لہٰذا اگر اس کے پاس صرف اپنے حج کے بقدر مال ہے تو اس پر راجح قول کے مطابق حج فرض نہیں؛ (لیکن اگر وہ کسی محرم یا شوہر کے ساتھ اسی روپیہ سے حج کو چلی گئی تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا) **فيشترط ان تكون قادرة على نفقتها و نفقته.** (شامی زکریا ٣/٤٦٤، انوار مناسك ١٧٤)

عورت کے پاس حج کے اخراجات کے بقدر زیور ہو تو حج فرض ہے

جس عورت کے پاس سونے چاندی کا اتنا زیور ہو کہ اس کی قیمت سے اس کے اور اس کے محرم یا شوہر کے حج کے مصارف پورے کئے جاسکتے ہوں تو اس پر حج فرض ہوجاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۵۲۶، خواتین کے مسائل حج وعمرہ ۱۰)

حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ

تنہا عورتوں کی جماعت بنا کر حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔ **ولو عجوزاً ومعها غيرها من النساء الثقات.** (غنية الناسك ٢٦، زبدة المناسك ٣٢، خواتین کے مسائل حج وعمرہ ۲۴)

نامحرم کے ساتھ سفرِ حج ممنوع ہے

عورت پر حج کی ادائیگی اسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ اس کے ساتھ جانے والا کوئی محرم یا شوہر موجود ہو، اور عورت کے لئے نامحرم کے ساتھ سفر ممنوع ہے۔ **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسافر امرأة سفراً ثلاثة أيام أو تحج إلا ومعها زوجها.** (سنن دار قطنی ١٩٩/٢، انوار مناسك ١٧٨، حج وزيارت نمبر ٢٣٨)

محرم کا مامون ہونا شرط ہے

عورت کے ساتھ جانے والا محرم ایسا ہونا چاہئے جو خود ثقہ اور پاک باز ہو، اگر وہ مامون نہ ہو یا اس کے ساتھ جانے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ حج کو جانا عورت کے لئے جائز نہ ہوگا۔

(غنیۃ الناسک ۲۶، ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۴۷۵/۳، خانیۃ ۲۸۳/۱، تبیین الحقائق ۲۴۳/۲، انوار مناسک ۱۷۶)

ساس کا داماد کے ساتھ سفر

اگر ساس عمر دراز ہو اور کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو وہ اپنے داماد کے ساتھ سفرِ حج میں جاسکتی ہے؛ لیکن جوان ساس کا داماد کے ساتھ سفر میں جانا فتنہ کے خطرہ کی وجہ سے ممنوع ہے۔ (غنیۃ الناسک ۲۷، ومثلہ فی اعلاء السنن ۱۰/۱۰، شامی زکریا ۴۶۴/۳، انوار مناسک ۱۷۶)

اگر محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے؟

اگر کسی عورت پر مالی وسعت واستطاعت کی وجہ سے حج فرض ہو چکا ہے تو اس پر اس وقت تک حج کی ادائیگی ضروری نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ جانے والے کسی محرم یا شوہر کا نظم نہ ہو جائے، اس لئے ایسی عورتوں کو جلد بازی نہ کرنی چاہئے؛ بلکہ محرم یا شوہر کے سفر کے انتظام ہونے

تک سفر حج کو مؤخر کردینا چاہئے ،اس تاخیر سے ان پر شرعاً کوئی گناہ نہ ہوگا،حتیٰ کہ اگر اسی انتظار میں موت کا وقت آجائے تو حج بدل کی وصیت کردیں، بے شک ہر مسلمان کی دلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد حرمین شریفین کی زیارت کرکے سرخ رو ہو؛ لیکن شریعت کا حکم اپنی ذاتی خواہش سے کہیں بڑھ کر ہے، اسے ہرگز پامال نہ کرنا چاہئے۔ (درمختار مع الشامی ۳/ ۴۱۱، امداد الفتاویٰ ۲/ ۱۵۶، مسائل حج وعمرہ ۱۱۱)

بوڑھی عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر حج

یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ جب تک محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے عورت پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی؛ لیکن اگر کوئی عورت بوڑھی ہو اور فتنہ کا بظاہر اندیشہ نہ ہو اور اس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہو چکا ہو تو آیا وہ کسی نامحرم کے ساتھ سفر حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہ کی عام کتابوں میں ممانعت ہی لکھی ہے، اور صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کو بھی بلا محرم سفر حج کرنے سے منع لکھا گیا ہے۔ **الرابع المحرم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عجوزاً أو معها غيرها من النساء الثقات والرجال الصالحين.** (غنية الناسك ٢٦، مناسك ملا علی قاری ٥٦، رسول الله کا طریقه حج ٦٩٣)

تاہم بعض اکابر مفتیان کی عبارات اور فتاویٰ سے ۶۰-۷۰/ سال کی بوڑھی عورت کو بلا محرم قابل اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے، اس لئے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی۔ **أما العجوز التي لا تشتهى فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلوا إذا أمن عليه وعليها وإلا لا.** (درمختار کراچی ٣٦٨/٦، امداد الفتاویٰ ٢٠١/٤، فیض الباری ٣٩/٢، انوار مناسك ١٧٧-١٧٨)

نوٹ: لیکن سفر حج میں قدم قدم پر سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے احتیاط بہرحال اسی میں ہے کہ کوئی بھی عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، وہ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر حج کا ارادہ نہ کرے۔ (مستفاد: فتح الملہم ۳/ ۳۷۶)

عورت نے بغیر محرم یا شوہر کے حج کرلیا تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی عورت محرم یا شوہر کے بغیر دور دراز سے سفر کر کے حج کو جائے اور حج کے تمام ارکان ومناسک ادا کرلے، تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا؛ لیکن اگر وہ جوان ہے تو نامحرم کے ساتھ سفر کرنے کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۲۹، ومثلہ فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۴۶۵، طحطاوی علی المراقی ۳۹۷، البحر العمیق ۱/۴۰۵، انوار مناسک ۱۷۸، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آجائے؟

اگر سفر حج شروع ہونے سے پہلے وفات یا طلاق کی عدت شروع ہو جائے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کردے اور آئندہ حج کرے، (اور اگر عدت کے زمانہ میں سفر کر کے حج کرے گی تو حج ادا تو ہو جائے گا؛ لیکن گنہگار ہوگی)۔ (غنیۃ الناسک ۲۹، انوار مناسک ۱۸۱، حج وزیارت نمبر ۲۴۷)

سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟

اور اگر دورانِ سفر عدت کی صورت پیش آئی ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) اگر طلاقِ رجعی کی وجہ سے عدت ہوئی ہے اور شوہر اس کے ساتھ ہے تو اس پر لازم ہے کہ شوہر کے ساتھ ہی رہے، خواہ شوہر واپس وطن لوٹ آئے یا حج کے لئے جائے، اور شوہر کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ رجعت کرلے۔ **فان لزمتها في السفر فان كانت طلاقاً رجعياً تبعت زوجها رجع أو مضى، ولا يفارقها زوجها والأفضل أن يراجعها.** (غنية الناسك ۲۹-۳۰)

(۲) اگر طلاقِ بائنہ یا شوہر کی وفات کی وجہ سے عدت واجب ہوئی ہے تو ہندوستان وغیرہ سے روانہ ہونے والی عورتوں کے لئے الگ الگ صورتوں کے الگ الگ احکام ہوں گے، جن میں سے چند صورتیں ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

الف: اگر وطن سے روانہ ہوگئی اور ایئرپورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے کم ہے، اسی درمیان عدت کی صورت پیش آگئی (مثلاً شہر میرٹھ کی رہنے والی عورت جہاز پر سوار ہونے کے لئے دلی روانہ

ہوئی ، اورراستہ میں یادلی پہنچ کراس کے شوہر کا انتقال ہوگیا یااسے طلاقِ بائن ہوگئی) تو اس پرلازم ہے کہ وہ سفرِحج ملتوی کردے اورعدت گذارے۔ أو بـائـنـاً فإن كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة السفر تخير ، أو إلى أحدها سفر دون الاٰخر تعين أن تصير إلى الاٰخر . (غنية الناسك ۲۹)

ب: اوراگرایئرپورٹ اس کےوطن سے مسافت سفرسے زائد ہے (مثلاً مرادآباد کی عورت دہلی سے سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئی ، اوردہلی پہنچ کر عدت کی صورت پیش آئی) تو ایسی صورت میں اولیٰ یہی ہے کہ وہ حج کو مؤخرکرکے وطن لوٹ آئے ؛ تاہم اگر سفر جاری رکھے ،تو بعض فقہی روایات سے اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ وفي منسک الفارسي وان كان كل واحد من الطرفين سفراً ، فان كانت في المفازة مضت ان شائت ، او رجعت بمحرم او بغير محرم والرجوع اولیٰ. (غنية الناسك ۳۰)

ج: اگرایئرپورٹ سے روانہ ہونے کے بعد یا سعودیہ پہنچنے کے بعدعدت واجب ہوئی اور وہاں عدت گذارنے کی کوئی صورت نہیں ہے ، (یعنی وہاں جدہ وغیرہ میں کوئی ایسا رشتہ دارنہیں جس کے یہاں رہ کر وہ عدت کا زمانہ گذار سکے ، یا مزید ویزا ملنے کا امکان نہیں ہے) تو چوں کہ قافلہ اور گروپ سے ہٹ کرعام طورپرکسی عورت کا تنہا قیام کرنا سخت مشکل ہے ؛اس لئے ایسی معتدہ عورت کو چاہئے کہ وہ ساتھیوں کے ساتھ رہ کرمناسک حج اداکرے ،اورعدت کی دیگر پابندیوں مثلاً قیام گاہ سے بےضرورت باہر نکلنےاورزیورات کااستعمال وغیرہ سے احترازکرتی رہے۔ (غـنية النـاسك ۲۹ - ۳۰، درمختار مع الشامي زكريا ٣/٦٦ ٤، تاتارخانية زكريا ٣/٥ ٤٧ - ٤٧٦، بدائع الصنائع زكريا ٢/ ٣٠١، فتح القدير ٢/٢٦ ٤، انوار مناسك ١٨٣ -١٨٨)

محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حجِ فرض سے نہیں روک سکتا

اگرعورت پرحج فرض ہو چکاہواوراس کے ساتھ جانے کے لئے کسی قابلِ اعتماد محرم کا انتظام بھی ہوتو شوہر اسے فرض سفرِحج سے منع نہیں کرسکتا۔ (غنیۃ الناسک ۲۸، المحیط البرہانی ۳/ ۳۹۴، ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/ ۴۷۵، درمختار زکریا ۳/ ۴۶۵، تبیین الحقائق ۲/ ۲۴۳، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۵۲، فتح القدیر ۲/ ۴۲۸، انوارمناسک ۱۷۵)

شوہر کا عورت کو نامحرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا

اگر عورت نے نامحرم کے ساتھ فریضۂ حج کے سفر کا ارادہ کرلیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ تاہم ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ **وان لم یکن لها محرم فمحصرة فله منعها وتحليلها بالهدى.** (غنية الناسك ۳۱۰)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر سے روک دیا تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوادے اور احصار کی قربانی کا انتظار نہ کرے؛ تاہم اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۳۱۰-۳۱۵، البحر العمیق ۴/۲۱۰۸، انوار مناسک ۵۷۱)

عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کرایا پھر محرم مل گیا

محرم یا شوہر میسر نہ ہونے کی وجہ سے وسعت والی عورت نے حج بدل کرادیا تھا پھر بعد میں اسے سفر میں ساتھ جانے والا محرم دستیاب ہوگیا تو اس کا حج بدل نفلی ہوجائے گا اور اسے محرم کے ساتھ اپنا حج خود ادا کرنا لازم ہوگا، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کو حج بدل کے لئے اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سفر سے عاجز نہ ہوجائے؛ تاکہ یقینی طور پر اس کا حج بدل درست ہوجائے؛ البتہ اگر اس نے محرم نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا اور پھر مرتے دم تک اسے محرم میسر نہ آیا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہوجائے گا۔

(غنیۃ الناسک ۳۲۱، البحر العمیق ۴/۲۲۶۲، انوار مناسک ۵۵۹)

چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر

اگر کسی عورت پر حج فرض ہوچکا ہو؛ لیکن اس کی گود میں چھوٹا بچہ ہو جس کی نگہداشت کی بنا پر

وہ فوراً حج کرنے سے قاصر ہوتو بچہ کی رعایت میں اس کے لئے حج میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک ۱۲، اعلاء السنن بیروت ۱۰/۱۰، انوار مناسک ۱۵۹)

احرام باندھتے وقت ایام حیض میں ہونا

اگر عورت حج یا عمرہ کے سفر پر روانگی کے وقت ناپاکی کے ایام میں ہو تو غسل وصفائی کے بعد اسی حالت میں نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، اس کا احرام شروع ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، معلم الحجاج ۱۰۶، احکام حج ۳۴، ایضاح المناسک ۲۷، مسائل حج وعمرہ ۱۱۳، انوار مناسک ۱۹۱)

ناپاکی کے عالم میں حج کے مناسک ادا کرنا

اگر ۸ر ذی الحجہ کو مکہ معظّمہ سے منیٰ کے لئے روانگی کے وقت عورت ناپاکی میں ہو تو اسی حالت میں صفائی وغیرہ کر کے حج کا احرام باندھ لے (یعنی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے اور نفل نہ پڑھے) اور منیٰ چلی جائے، پھر وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ اور جمرات کی رمی سب ناپاکی کی حالت میں کرے، بس طوافِ زیارت (اور سعی) موقوف رکھے، اسے پاک ہونے کے بعد ادا کرے۔ (غنیۃ الناسک ۹۴-۹۵، انوار مناسک ۱۹۱، حج وزیارت نمبر ۲۳۷)

حائضہ عورت کا مکہ معظّمہ پہنچ کر پاکی سے قبل مدینہ منورہ کا نظام ہو تو کیا کرے؟

اگر عورت ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت حائضہ ہو اور اس کے قافلہ کا مکہ معظّمہ پہنچ کر دو دن کے بعد مدینہ منورہ جانا طے ہو، تو اس پر لازم ہے کہ میقات پر اسی حالت میں احرام باندھ لے اور مکہ معظّمہ پہنچ کر پاک ہونے تک مدینہ کا سفر مؤخر کرانے کی کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ملے تو اسی احرام کی حالت میں مدینہ منورہ چلی جائے، اور وہاں بھی مسلسل احرام میں رہے اور ممنوعاتِ احرام سے بچتی رہے، پھر پاک ہونے کے بعد واپس آ کر عمرہ کرے۔ **مستفاد:** ولا

يجب لتأخير طواف العمرة، ولا لتأخير سعيها، ولا لتأخير الحلق شيءٌ؛ لأن وقت العمرة واسع في جميع السنة. (البحر العميق ۲۰۵۷۹/٤)

نـــوٹ : اوراگر وہ میقات سے احرام کے بغیر آگے چلی جائے گی تو گنہگار ہوگی اوراس پر دم لازم ہوجائے گا، اور کسی میقات پر واپس جاکر عمرہ کا احرام باندھ کرآنا واجب ہوگا، پھر جب وہ مدینہ منورہ جاکر احرام باندھ کرآئے گی تو دم ساقط ہوجائے گا، اوراس پر بہرحال توبہ واستغفار ضروری ہوگا۔

آفاقي مسلم مكلف أراد دخول مكة ......، وجاوز آخر ميقاته غير محرم ثم أحرم أو لم يحرم أثم ولزمه دم وعليه العود إلى ميقاته الذي جاوزه أو إلى غيره أقرب أو أبعد الخ، وكذا إذا إن عاد من عامه ذلك فأحرم بغيره سقط عندنا. (غنية الناسك ٦٠)

عمرہ کا احرام باندھا لیکن حج تک پاک نہ ہوئی

اگرعورت نے حالت حیض میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھا؛ لیکن حج کا زمانہ آنے تک پاک نہ ہوسکی، تو اسے چاہئے کہ عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ لے اور حج کے بعد عمرہ ادا کرے اور پہلا احرام عمرہ کئے بغیر کھولنے پر ایک دم بھی دے۔ اب اگر اس نے اسی سفر میں حج کے مہینوں میں اس سے قبل کوئی اور عمرہ نہ کررکھا ہو تو یہ حج افراد ہوجائے گا تمتع نہ رہے گا (اوراس پر دم شکر واجب نہ ہوگا) اوراگر پہلے اشہر حج میں عمرہ کر چکی ہے پھر دوسرے عمرہ میں مذکورہ صورت پیش آئی تو اس کا تمتع درست رہے گا اوراس پر دم شکر اور دمِ جنایت دونوں واجب ہوں گے۔ (مثلاً کوئی عورت ہندوستان سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ روانہ ہوئی اور اس نے پاکی کی حالت میں عمرہ کے ارکان ادا کئے اور حلال ہوگئی، پھر اس نے حج سے قبل مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور وہاں سے واپسی میں ذوالحلیفہ سے دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ لیا، مگر ناپاکی کی وجہ سے وہ عمرہ ادا نہ کرسکی اور اسے احرام کھول کر حج کا احرام باندھنا پڑا تو اس صورت میں اس پر دم تمتع اور دمِ جنایت دونوں لازم ہوں گے) (شامی بیروت ۳/ ۴۹۷، انوار مناسک ۳۰۲، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

قران کے احرام میں حج سے قبل عمرہ نہ کرسکی

اگرعورت نے میقات سے قران (حج وعمرہ دونوں) کا احرام باندھا مگر عذر کی وجہ سے حج

سے قبل عمرہ نہ کرسکی، تو اسی احرام سے حج کرلے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے اور وقت پر عمرہ نہ کرنے کی وجہ سے ایک دم بھی دے؛ لیکن اس کا یہ حج افراد ہوگا اور اس پر قران کا دمِ شکر لازم نہ ہوگا۔ (شامی بیروت ۳/ ۴۹۷، غنیۃ الناسک ۲۰۵، انوار مناسک ۳۰۲، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

خواتین کو ہمدردانہ مشورہ

اگر حج کا زمانہ بالکل قریب ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل پاکی کے زمانہ میں عمرہ کے ارکان ادا نہ کرسکیں گے تو ایسی خواتین کو چاہئے کہ وہ عمرہ یا قران کا احرام باندھنے کے بجائے میقات سے حج افراد کا احرام باندھیں؛ تاکہ بعد میں کوئی تنگی پیش نہ آئے۔ اسی طرح اگر حج سے قبل مدینہ منورہ کا سفر ہو اور وہاں سے مکہ معظّمہ واپسی میں زمانۂ حج کے قرب کی وجہ سے یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل عمرہ ادا نہ کیا جاسکے گا تو بھی ذوالحلیفہ سے حج افراد کا احرام باندھ لیں، اور اسی احرام سے حج کے مناسک ادا کریں، اور عورتیں اپنے ایام کی تاریخوں کا اندازہ خود لگاسکتی ہیں۔

حیض روکنے کے لئے دوا کا استعمال

حیض کا خون خواتین کے لئے قدرت کے مقرر کردہ نظام کا حصہ ہے، اس لئے اس کے جاری ہونے سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے؛ بلکہ اپنی خواہش کے برعکس خدائی فیصلہ پر راضی رہنا چاہئے، اور ایامِ حیض میں جو احکامات شریعت نے بتائے ہیں، ان کی پاس داری کرنی چاہئے۔ اور دواؤں وغیرہ کا استعمال کرکے فطری نظام کو تبدیل نہیں کرنا چاہئے؛ تاہم اگر کوئی عورت پیشگی ایسی مجرب دوا استعمال کرلے جس سے خون کی آمد رک جائے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے، اب اس مانع حیض دوا کے استعمال سے کئی طرح کی صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے، اس لئے چند امکانی صورتوں کا حکم درج ذیل ہے:

(۱) دوا کا استعمال حیض شروع ہونے سے قبل کیا اور پھر ایامِ عادت میں بالکل حیض نہیں آیا، تو وہ عورت مسلسل پاک کہلائے گی، اور اس دوران اس کا طواف وغیرہ کرنا سب معتبر اور درست رہے گا۔

(۲) حیض شروع ہونے سے قبل دوا کھائی؛ لیکن عادت کے ایام میں حیض آنے لگا اور تین دن سے زیادہ مسلسل یا وقفہ وقفہ سے جاری رہا تو وہ عورت حسب قاعدہ ناپاک شمار ہوگی، اور اس دوران اگر اس نے طواف زیارت کیا ہے تو اونٹ کی قربانی لازم ہوگی، اور پاک ہونے کے بعد اگر طواف لوٹا لیا تو اونٹ کی قربانی ساقط ہوجائے گی۔

(۳) حیض شروع ہونے سے قبل دوا کھائی؛ لیکن ایامِ عادت میں تین دن سے کم خون مسلسل یا وقفہ وقفہ سے آ کر رک گیا اور پھر پندرہ دن تک نہیں آیا تو یہ عورت پاک شمار ہوگی، اور اس کا طواف وغیرہ سب معتبر اور درست ہوگا۔

(۴) حیض شروع ہونے کے بعد تین دن سے پہلے دوا کھا کر حیض روک لیا؛ لیکن بعد میں دس دن کے اندر اندر پھر خون آ گیا تو وہ مسلسل ناپاک شمار ہوگی اور اس دوران اگر اس نے طواف کئے ہیں تو حسب قاعدہ جنایت لازم ہوگی۔ (تفصیل دیکھیں: حج و زیارت نمبر ندائے شاہی، مضمون: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی ۲۳۳-۲۳۵ وغیرہ)

نوٹ: اس بارے میں کوئی اور صورت پیش آئے تو معتبر علماء ومفتیان سے رابطہ کر کے ان کی ہدایت پر عمل کریں۔

عورتوں کے احرام کے لئے کوئی کپڑا مخصوص نہیں

عورت کے احرام میں اصل حکم یہ ہے کہ اس کے چہرے پر کوئی کپڑا وغیرہ نہ لگے، اس میں نہ کسی رنگ کی قید ہے نہ کسی خاص ہیئت کی، بہت سی عورتیں احرام میں سفید رنگ کے کپڑے پہننے ضروری سمجھتی ہیں، اسی طرح وہ خاص رومال جو سر کے بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے، اسی کو احرام کا نام دیتی ہیں، اور اسے کسی حال میں نہیں کھولتیں، تو یہ سب بے اصل باتیں ہیں ان کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں، عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہر طرح کے رنگ کا کپڑا پہننا درست ہے۔ اور وضو میں مسح کرتے وقت سر کا رومال ہٹا کر مسح کرنا ضروری ہے، اس رومال کے اوپر سے مسح درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: غنیۃ الناسک ۹۴، معلم الحجاج ۱۱۰، ایضاح المناسک ۴۷، مسائل حج وعمرہ ۱۱۴، انوار مناسک ۱۹۱)

احرام کی حالت میں چہرے پر ڈھاٹا باندھا

عورت کے لئے چہرے پر ڈھاٹا باندھنا حالت احرام میں بہرحال مکروہ ہے، اور اگر اس سے ۱۲ر گھنٹے یا اس سے زیادہ چہرے کا چوتھائی حصہ ڈھکا رہا تو دم جنایت واجب ہوگا اور اس سے کم ڈھکا رہا تو صدقہ واجب ہے۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۴، ومثلہ فی الشامی زکریا ۳ر ۴۹۷، اللباب ۱ر۱۶۸، انوار مناسک ۲۱۲)

احرام میں چہرے پر ماسک لگانا

آج کل جراثیم سے بچنے کے فیشن میں بحالتِ احرام چہرے پر ''ماسک'' لگانا عام ہوگیا ہے، تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ''ماسک'' پہننا بلاشبہ ممنوع ہے، اور جزاء کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ''ماسک'' اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہے اور یہ ''ماسک'' مسلسل بارہ گھنٹے لگائے رکھا تو دم واجب ہے، اور اگر ''ماسک'' کی چوڑائی چوتھائی چہرے سے کم ہو یا اسے ۱۲ر گھنٹے سے کم لگایا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا؛ اس لئے بہرحال احرام کی حالت میں ''ماسک'' نہیں لگانا چاہئے، اور یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہے۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۴، ہندیہ ۱ر۲۴۲، شامی زکریا ۳ر۴۹۸، تاتارخانیہ ۳ر۵۷۸، خانیۃ علی الہندیۃ ۱ر۲۸۹، بدائع الصنائع زکریا ۲ر۴۱۱، انوار مناسک ۲۱۲)

عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا

اگر عورت نے احرام کی حالت میں چہرے پر اس طرح نقاب ڈالا کہ نقاب کا کپڑا چہرے پر لگا رہا، تو ایک رات یا ایک دن اسی حال میں رہنے سے دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۵، شامی زکریا ۳ر۴۹۷، انوار مناسک ۲۱۳)

سفر حج میں غیر مردوں سے پردہ کیسے کریں؟

بہت سی جاہل عورتوں نے یہ بات پھیلا رکھی ہے کہ احرام اور سفر حج میں عورتوں پر پردہ نہیں ہے، اور یہ جاہلانہ سوچ اس قدر عام ہوچکی ہے کہ دورانِ حج نظر کا بچانا مشکل ہوتا جارہا ہے،

حالاں کہ جس طرح پردہ کا حکم عام حالات میں ہے اسی طرح حج میں بھی ہے؛ بلکہ حج میں تو اور زیادہ پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے؛ تاکہ یہ اہم ترین عبادت ذہنی انتشار اور معصیت سے محفوظ رہے۔اور بہتر ہے کہ احرام کے وقت نقاب کے اندر ایک ہیٹ سر پر لگالیں؛ تاکہ نقاب کا کپڑا چہرے پر نہ لگے، اور پردہ بھی برقرار رہے،اور احرام کھلنے کے بعد اپنی قیام گاہوں یا خیموں میں رہتے ہوئے بھی پردہ کا اہتمام رکھنا لازم ہے، بالخصوص اجنبی مرد وعورت میں تنہائی کا موقع بالکل نہ آنے دیں کہ اس میں فتنہ ہی فتنہ ہے۔(شامی بیروت ۳/۴۴۸، انوار مناسک ۱۹۰، حج وزیارت نمبر ۲۳۶)

مردوں کی بھیڑ میں عورتوں کا گھسنا حرام ہے

بعض نادان عورتوں کو حجر اسود کا بوسہ لینے،ملتزم پر کھڑے ہوکر دعا مانگنے یا مقام ابراہیم پر نفلیں پڑھنے کا ایسا جنون سوار ہوتا ہے کہ وہ بے محابا مردوں کے ہجوم میں گھس جاتی ہیں اور ہر چہار جانب سے دھکے کھاتی ہوئی اندر تک چلی جاتی ہیں اور اپنی اس حرکت کو بہت قابل فخر قرار دیتی ہیں، تو انہیں سمجھنا چاہئے کہ ان کا یہ عمل موجبِ ثواب نہیں؛ بلکہ سخت گناہ کا باعث ہے، شریعت میں عورتوں کا اجنبی مردوں کی بھیڑ میں اس طرح گھسنا قطعاً حرام ہے۔حجرِ اسود کا بوسہ وغیرہ کا عمل اسی وقت موجب ثواب ہوسکتا ہے جب کہ اس کے حصول میں کسی گناہ کا ارتکاب لازم نہ آئے،اور گناہ کے ساتھ کئے گئے عمل میں کسی ثواب کی امید نہیں ہے،اس لئے خواتین کو بھیڑ سے بہرحال بچنا چاہئے،اور جس وقت بھیڑ کم ہو اسی وقت طواف کرنا چاہئے اور حجر اسود کا دور ہی سے استلام کرلیں اور مقامِ ابراہیم کی سیدھ میں پیچھے کی جانب جاکر نفل پڑھیں۔(غنیۃ الناسک ۹۴، انوار مناسک ۲۷۵)

عورت کا نماز باجماعت میں مرد کے دائیں بائیں یاسامنے کھڑا ہونا

اگر کوئی مرد کسی عورت کے دائیں بائیں یا پیچھے اس کی سیدھ میں نماز پڑھے اور وہاں درج ذیل شرائط پائی جائیں تو مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی۔وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) وہ عورت مشتہاۃ ہو، یعنی ۹ر سال سے زیادہ عمر کی ہو خواہ بڑھیا ہو یا محرم، سب کا حکم یہی ہے۔

(۲) مرد کی پنڈلی ٹخنا یا بدن کا کوئی بھی عضو عورت کے کسی عضو کے بالمقابل پڑ رہا ہو۔

(۳) یہ سامنا کم از کم ایک رکن (تین تسبیح پڑھنے کے بقدر) تک برقرار رہا ہو۔

(۴) یہ اشتراک مطلق نماز میں پایا جائے یعنی نماز جنازہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

(۵) مرد وعورت دونوں ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوں۔

(۶) مرد وعورت کے نماز پڑھنے کی جگہ سطح کے اعتبار سے برابر ہو، یعنی اگر سطح میں آدمی کے قد کے بقدر فرق ہو تو محاذات کا حکم نہ ہوگا۔

(۷) دونوں کے درمیان ایک آدمی کے کھڑے ہونے کے بقدر فاصلہ نہ ہو۔

(۸) مرد نے اپنے قریب آکر کھڑی ہونے والی عورت کو وہاں نہ کھڑے ہونے کا اشارہ نہ کیا ہو، اگر اشارہ کیا پھر بھی عورت برابر میں کھڑی رہی تو اب مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۹) اور امام نے مرد کے برابر میں کھڑی ہوئی عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو۔

(طحطاوی ۱۸۰-۱۸۱، کتاب المسائل ۱/ ۳۶۷)

مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں؟

مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں تو مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہیں الگ الگ ہیں؛ اس لئے وہاں مرد وعورت میں اختلاط و محاذات کا مسئلہ اب پیش نہیں آتا؛ لیکن مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں اگرچہ عورتوں کی نماز کی جگہیں الگ بنی ہوئیں ہیں؛ لیکن مطاف میں اور حج کی بھیڑ کے زمانہ میں وہاں اکثر مرد وعورت نماز پڑھتے ہوئے خلط ملط ہو جاتے ہیں؛ اس لئے اس معاملہ میں احتیاط کی ضرورت ہے، عورتوں کو چاہئے کہ ہمیشہ مردوں سے الگ ہو کر ہی نماز پڑھیں، اگر موقع نہ ہو تو جماعت چھوڑ دیں اور بعد میں اپنی نماز الگ پڑھ لیں، اور مردوں کو چاہئے کہ:

(۱) نماز کی نیت باندھنے سے پہلے دائیں بائیں اور سامنے دیکھ لیں کہ کوئی عورت تو نہیں کھڑی ہے اس کے بعد نیت باندھیں۔

(۲) اگر پہلے اطمینان کر کے نیت باندھ لی اور نماز کے درمیان کوئی بالغ عورت برابر میں آ کر کھڑی ہونے لگے تو اسے دورانِ نماز اشارہ سے روکنے کی کوشش کریں، اگر وہ اشارہ سے رک جائے تو فبہا، ورنہ اس اشارہ کرنے سے مرد کی ذمہ داری پوری ہو جائے گی، اب اگر وہ عورت برابر میں کھڑی ہو کر نماز پڑھنے بھی لگے پھر بھی مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ خود عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شامی زکریا ۲/۲۳۰، کتاب المسائل ۱/۳۶۸)

عورت کا احرام میں دستانے پہننا

عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہاتھ میں دستانے پہننا علماء حنفیہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک ۸۶، ومثلہ فی الشامی زکریا ۳/۴۹۹، البحرالرائق زکریا ۲/۵۶۸، انوار مناسک ۱۹۰)

عورت کا زیورات پہننا

عورت کو حالت احرام میں ہر طرح کے زیورات پہننا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، ومثلہ فی الدر المختار ۳/۵۵۱-۵۵۲، طحطاوی ۳۸۷، الدر المنتقی ۱/۴۲۱، انوار مناسک ۱۹۰)

ہتھیلی میں پتلی مہندی لگائی

مہندی خوشبو میں شامل ہے؛ لہٰذا اگر محرم عورت نے حالت احرام میں اپنی ہتھیلی پر مہندی لگائی تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۰، ومثلہ فی مناسک علی قاری ۳۲۲، ملتقی الابحر مع المجمع ۱/۴۳۱، تاتارخانیۃ زکریا ۳/۵۹۱، ہندیۃ ۱/۲۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۲/۴۱۹، انوار مناسک ۲۱۱)

گاڑھی مہندی لیپنا

اگر کسی عورت نے احرام کی حالت میں ایسی مہندی لگائی جو گاڑھی تھی جس سے سر (یا اس کا چوتھائی حصہ) ۱۲/ گھنٹے یا اس سے زائد ڈھکا رہا، تو اس پر خوشبو استعمال کرنے کی بنا پر ایک دم واجب ہوگا۔

(غنیۃ الناسک ۲۵۰، مناسک ملا علی قاری ۳۲۲، تاتارخانیۃ زکریا ۳/۵۹۱، مجمع الانہر ۱/۴۳۱، شامی زکریا ۳/۵۷۵، ہندیۃ ۱/۲۴۱)

احرام میں عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا منع نہیں

عورت حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا اور خفین وغیرہ پہن سکتی ہے اور اس پر سارا بدن چھپانا لازم ہے۔(بدائع الصنائع زکریا ۲/۴۰۹،غنیۃ الناسک ۲۵۴،شامی زکریا ۳/۴۹۹، خانیۃ ۱/۲۸۶،انوار مناسک ۱۹۰، حج وزیارت نمبر ۲۳۶)

اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم

بحالتِ احرام بدن کی جوں مارنا یا انہیں بدن سے جدا کرنا ممنوع ہے، اگر دو تین جوں ماریں تو تھوڑا بہت جو چاہے مثلاً ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے، اور اگر تین سے زیادہ جوؤں کے ساتھ ایسا کیا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا۔(غنیۃ الناسک ۲۹۰،ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/۵۵۹،درمختار مع الشامی زکریا ۳/۶۰۸،فتح القدیر زکریا ۳/۸۵،معلم الحجاج ۲۵۶،انوار مناسک ۲۰۵)

دوسری عورت سے جوں پکڑوانا

اگر حالت احرام میں کسی عورت نے دوسری عورت سے کہا کہ میری جوویں پکڑ کر ماردو یا اپنا کپڑا اتار کر دیا کہ اس میں جو جوویں ہیں انہیں مار ڈالو اور اس دوسری عورت نے اس کی جوویں ماردیں، تو محرمہ عورت پر جزا واجب ہوگی۔(غنیۃ الناسک ۲۹۰،ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/۵۵۹،ہندیۃ ۱/۵۵۲)

محرمہ عورت کا دوسری عورت کی جوں مارنا

اگر محرمہ عورت نے دوسری عورت کی جوں ماری یا زمین پر رینگتی ہوئی جوں ماری، تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔(غنیۃ الناسک ۲۹۰،تاتارخانیۃ ۳/۵۵۹،ہندیۃ ۱/۲۵۳،البحر الرائق کوئٹہ ۳/۳۴،مناسک ملاعلی قاری ۳۲۸)

عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں

اور عورت تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھے کہ کوئی اجنبی نہ سن سکے۔(فتاویٰ سراجیۃ ۱۷۷،مناسک ملا علی قاری ۱۰۴،انوار مناسک ۵۸۱، حج وزیارت نمبر ۲۳۶)

عورتوں کے لئے کس وقت طواف بہتر ہے؟

عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ طواف کے لئے رات کے وقت (یا ایسے وقت جس میں بھیڑ کم ہو) کا انتخاب کریں۔ (غنیۃ الناسک ۱۲۲، مناسک ملاعلی قاری ۱۶۰)

عورت کے لئے رمل اور اضطباع کا حکم نہیں

طواف کے دوران عورت رمل (جھپٹ کر چلنا) نہیں کرے گی، اسی طرح اس کے لئے اضطباع (کندھ کھول کر چادر نکالنا) کا حکم بھی نہیں ہے؛ بلکہ وہ حسبِ معمول اپنے لباس میں ہی رہے گی۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، درمختار بیروت ۴۸۹/۳، انوار مناسک ۳۷۱-۳۷۴)

ایامِ حیض میں مسجد میں داخلہ اور طواف جائز نہیں

عورت ناپاکی کے ایام میں نہ تو مسجد میں داخل ہو نہ طواف کرے اور نہ قرآنِ کریم پڑھے؛ (البتہ حرم شریف کے باہر جو سفید پتھروں کا صحن ہے اس میں آمدورفت اور بیٹھنا اس کے لئے جائز ہے؛ کیوں کہ یہ حصہ خارج مسجد ہے)(درمختار بیروت ۴۲۲/۱، انوار مناسک ۵۷۴)

طواف کے دوران حیض آ گیا

اگر طواف کرتے ہوئے حیض شروع ہو جائے تو فوراً طواف موقوف کردے اور پاک ہونے کے بعد اس طواف کی قضا کرے۔ (ایضاح المناسک ۱۲۱، انوار مناسک ۵۷۶، حج و زیارت نمبر ۲۳۷)

عورتیں سعی میں نہ دوڑیں

صفا و مروہ کی سعی کرتے ہوئے ’’میلین اخضرین‘‘ (وہ جگہ جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں) کے درمیان دوڑ کر چلنا مردوں کے لئے مسنون ہے؛ لیکن عورتیں اپنی حالت پر چلیں گی ان کے لئے دوڑنے کا حکم نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، درمختار بیروت ۴۸۹/۳، حج و زیارت نمبر ۲۳۷)

سعی کے دوران حیض آ گیا

اگر طواف پاکی کی حالت میں کیا؛ لیکن سعی کے دوران حیض آنے لگا تو سعی جاری رکھے، اور سعی کے چکر اسی حالت میں پورے کرلے یہ سعی معتبر ہے، اور اگر عمرہ کی سعی ہے تو اس کے بعد بال کاٹ کر احرام سے نکل جائے۔ (غنیۃ الناسک ۱۳۴، ایضاح المناسک ۱۳۵، انوار مناسک ۴۱۴، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا

اگر کوئی عورت بھیڑ کی وجہ سے واجب وقوفِ مزدلفہ ترک کردے اور صبح صادق سے قبل ہی مزدلفہ سے منیٰ چلی جائے، تو ایسے لوگوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ (تاہم اگر کوئی غیر معذور مرد عورت کے ساتھ کسی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک کردے تو اس پر حسبِ قاعدہ جزاء لازم ہوگی) (شرح معانی الآثار للطحاوی بیروت ۲/۲۹۱، مسند احمد ۱/۳۴۴، غنیۃ الناسک ۱۶۶، شامی زکریا ۳/۵۲۹، البحر الرائق ۲/۶۰۰، تاتارخانیۃ زکریا ۳/۳۲۰، مناسک ملا علی قاری ۲۱۹، بدائع الصنائع زکریا ۲/۳۲۲، انوار مناسک ۴۳۸)

عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے

حج وعمرہ کے ارکان پورے کرنے پر عورتوں کے لئے سر کے بالوں کو مونڈنا جائز نہیں ہے (بلکہ وہ صرف ایک انچ کے بقدر ہی قصر کرائیں گی) (غنیۃ الناسک ۱۷۳، انوار مناسک ۵۲۳)

عورت کے لئے بالوں کے قصر کا طریقہ

عورت کے لئے بال قصر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ چوٹی کے نیچے سے ملا کر بس ایک پورے کے بقدر بال کاٹ لے۔ (البحر العمیق ۳/۱۷۹۶، انوار مناسک ۵۲۳)

گنجی عورت کیا کرے؟

اگر کوئی عورت کسی وجہ سے گنجی ہوگئی ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ سر پر ویسے ہی قینچی

چلالے، یہ قینچی چلانا اس کے لئے قصر کے قائم مقام ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال ہو جائے گی۔(البحر العمیق ۳/۱۷۸۶)

عذر شرعی کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر

اگر شرعی عذر (مثلاً عورت حیض یا نفاس میں تھی) کی وجہ سے طوافِ زیارت میں ایام نحر سے تاخیر ہوئی تو کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔(غنیۃ الناسک ۱۷۸، ومثلہ فی الولوالجیۃ ۱/۲۹۱، مناسک علی قاری ۳۵۰، فتاویٰ سراجیۃ ۱۸۸، انوار مناسک ۳۵۷، حج و زیارت نمبر ۱۴۷)

حالتِ احرام میں شوہر سے دل لگی کرنا

اگر کسی عورت نے حالت احرام میں مقدمات جماع کو اختیار کیا، مثلاً شوہر سے مباشرتِ فاحشہ کی، بوسہ لیا، یا شہوت کے ساتھ چھولیا، تو ایسی صورتوں میں چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہر صورت اس پر دم واجب ہوگا؛ لیکن دواعیٔ جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا۔(مناسک ملاعلی قاریؒ/۳۳۵، غنیۃ الناسک/۲۶۸، ہندیۃ ۱/۲۴۴، تا تارخانیۃ ۳/۵۸۲، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۱۴-۱۵، انوار مناسک ۲۰۷)

طوافِ زیارت کے بغیر حاجی کے لئے ازدواجی تعلق حلال نہیں

حاجی مرد ہو یا عورت جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے اس وقت تک اس سے جماع اور دواعی جماع (بوس وکنار وغیرہ) کی پابندیاں ختم نہ ہوں گی۔(دارقطنی دارالایمان ۲/۲۴۳، حدیث: ۲۶۶۲، غنیۃ الناسک ۱۷۷، وانظر: درمختار ۳/۵۴۶)

وقوفِ عرفہ کے بعد حلق وطوافِ زیارت سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے اول جماع کی وجہ سے بدنہ واجب ہوتا ہے، اور پھر بعد میں جتنے جماع ہوں گے، تو ہر جماع پر ایک بکری لازم ہوتی رہے گی، خواہ کتنا ہی عرصہ گذر جائے۔ (غنیة الناسك ۲۷۱، مناسك ملاعلی قاریؒ ۳۳۹، هندیة ۱/۲۴۵، البحر العمیق ۲/۸۸۰، البحر الرائق کوئٹه ۳/۱٦)

نوٹ: البتہ اگر پہلی مرتبہ جماع کے بعد دوسرے جماع سے احرام سے باہر آنے کی نیت کرلی ہوتو گو کہ یہ نیت باطل ہے، مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے کسی جماع سے مزید کوئی دم واجب نہ ہوگا؛ تاہم اس حالت میں جماع کرنے سے گنہگار ضرور ہوں گے۔ (غنية الناسك ٢٦٩)

حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟

اگر کسی مرد یا عورت نے وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد حلق یا قصر کر کے احرام کھول دیا، اس کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کا صدور ہوا تو ایسی صورت میں راجح قول کے مطابق بدنہ واجب نہیں ہوگا؛ بلکہ ہر جماع پر ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ (البحرالرائق کراچی ۱۶/۳) **وبعد الحلق قبل الطواف شاة لخفة الجناية**. (درمختار زكريا ٥٩٤/٣، البحر العميق ٨٨١/٢، هندية ٢٤٥/١، فتح القدير ٤٧/٣)

نوٹ: اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ طوافِ زیارت سے پہلے اول جماع پر بہرحال بدنہ واجب ہوگا، خواہ حلق سے پہلے ہو یا بعد میں؛ لہٰذا احتیاط لازم ہے۔ (البحرالرائق کراچی ۱۷/۳)

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت بھی کرلیا اس کے بعد حلق یا قصر کرانے سے قبل جماع کیا تو جنایت میں ایک دم (بکرا/بکری) واجب ہوگا۔ (مناسك ملا علی قاریؒ ٣٤٠، شامی زكريا ٥٩٥/٣، هندية ٢٤٥/١، تبيين الحقائق ٣٦٧/٢)

حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ، حلق اور طوافِ زیارت سب ارکان ادا کر لئے؛ لیکن ابھی حج کی سعی نہیں کی تھی کہ اسی دوران جماع کا صدور ہو گیا، تو اس پر کوئی جنایت لازم نہیں؛ کیوں کہ حلق اور طوافِ زیارت کی ادائیگی کے بعد احرام کے سب احکامات ختم ہو چکے ہیں۔ (مناسك ملا علی قاریؒ ٣٤٠، غنية الناسك ٢٧٠)

حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کے احکام

اگر طوافِ زیارت کے اکثر چکر بحالت جنابت یا بحالت حیض ونفاس کئے، تو بطور جزا بدنہ (ایک اونٹ یا گائے کی قربانی) لازم ہوگا۔ (تاہم یہ طواف شرعاً معتبر ہوجائے گا اور اس کو پاکی کی حالت میں لوٹانا ضروری ہوگا، اگر کفارہ دینے سے پہلے لوٹالیا تو بدنہ ساقط ہوجائے گا) (غنیۃ الناسک ۲۷۲، مناسک ملاعلی قاری ۳۴۴، ہندیۃ ۲۴۵/۱، کنز مع البحر الرائق کوئٹہ ۱۸/۳، البحر العمیق ۱۱۲۱/۲، درمختار زکریا ۵۸۱/۳-۵۸۲، انوار مناسک ۳۵۴)

حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالتِ ناپاکی طوافِ زیارت کرنا

اگر کوئی عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت نہ کرسکی اور حج کے فوراً بعد اس کی قافلہ کے ساتھ وطن واپسی کی تاریخ مقرر ہے، اور مزید رکنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اگر وہ اسی حالت میں پیمپر باندھ کر طوافِ زیارت کرلے، تو اس کا طوافِ فرض ادا ہوجائے گا، اور ازدواجی تعلق اس کے لئے حلال ہوگا؛ لیکن بحالتِ ناپاکی طوافِ زیارت کرنے کی وجہ سے اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی حدودِ حرم میں کرنی لازم ہوگی۔ (تاہم اگر وہ قربانی سے قبل کبھی بھی اس طواف کو دہرالے گی تو قربانی اس سے ساقط ہوجائے گی)

ولو طاف للزيارة جنباً او حائضاً او نفساء كلها واكثره ويقع معتداً به في حق التحلل ويصير عاصياً فان اعاده سقطت عنه البدنة. (غنية الناسك ٢٧٢، مناسك ملا علي قاري ٣٤٤، هندية ٢٤٥/١، كنز مع البحر الرائق كوئٹه ١٨/٣، البحر العميق ١١٢١/٢، درمختار زكريا ٥٨١/٣-٥٨٢)

عمر بھر طوافِ زیارت نہ کرسکی؟

اگر کوئی عورت طوافِ زیارت کئے بغیر وطن واپس ہوگئی اور موت تک اسے طوافِ زیارت کا موقع نہ ملا تو اس پر مرتے وقت ایک اونٹ کی قربانی کی وصیت لازم ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ۵۳۹/۴)

ناپاکی کے عذر سے عورت پر طوافِ وداع نہیں

اگر مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت عورت ایام سے ہو اور مزید رکنے کی گنجائش نہ ہو تو اس کے

لئے طوافِ وداع کا حکم نہیں ہے۔ (شامی بیروت ۳/ ۴۸۹، انوار مناسک ۶۱۴)

ناپاکی کی حالت میں طوافِ وداع کا حکم

اگر طوافِ وداع کا اکثر حصہ بحالت ناپاکی کیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے، اور پاک ہوکر اس کو لوٹانا ضروری ہے، اگر لوٹا لے گی تو قربانی ساقط ہوجائے گی۔ (غنیۃ الناسک ۲۷۵، مناسک ملا علی قاری ۳۵۱، ہندیۃ ۱/ ۲۴۶، البحر الرائق کوئٹہ ۳/ ۲۱، در مختار زکریا ۳/ ۵۸۱، انوار مناسک ۶۱۴)

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا بلا کراہت درست ہے۔ (سنن النسائی حدیث: ۲۶۳۹، انوار مناسک ۵۴۵)

مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا

مرد کی طرف سے عورت کو حج بدل کرنا جائز مگر مکروہ ہے؛ اس لئے کہ عورت کے حج میں بہت سی سنتیں مثلاً رمل، اضطباع وغیرہ نہیں ہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ مرد سے حج بدل کرایا جائے۔ (البحر العمیق ۴/ ۲۲۶۸، شامی بیروت ۴/ ۲۱، انوار مناسک ۵۵۳)

حرم شریف میں عورتوں کا نماز جنازہ میں شرکت کرنا

حرم شریف میں اکثر نمازوں کے بعد جنازے کی نماز ہوتی ہے، تو اس میں وہاں موجود عورتوں کو بھی شرکت کرنی چاہئے، ان کے لئے وہاں جنازہ کی نماز میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر نماز جنازہ کا طریقہ نہ آتا ہو تو جان کار مردوں یا خواتین سے سیکھ لینا چاہئے، اور جو بھی دعا یاد ہو وہ جنازہ میں پڑھ لیں۔ اور اگر بالفرض کوئی دعا نہ بھی یاد ہو تو صرف امام کے ساتھ چار تکبیرات کہنے سے بھی نماز جنازہ درست ہوجاتی ہے۔ **فان صلاتها تصح وان لم يصح الاقتداء بها.** (شامی بیروت ۳/ ۹۸)

❑❖❑

كتاب العمرة

(عمرہ کے منتخب مسائل)

عمرہ کے مسائل

عمرہ کے لغوی معنی

عربی زبان میں ''عمرہ'' کا لفظ کسی آباد جگہ جا کر کسی کام کرنے کے ارادہ کے معنی میں آتا ہے۔
العمرة اسم من الاعتمار و اصلها القصد الى مكان عامر. (البحر العميق ٤/ ٢٠٠٩)

عمرہ کی شرعی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں عمرہ کا اطلاق خاص افعال (طواف وسعی) کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت پر ہوتا ہے۔ **وهى فى الشرع زيارة مخصوصة بالبيت بافعال مخصوصة.** (البحر العميق ٤/ ٢٠١٠)

عمرہ کی شرعی حیثیت

عمرہ اپنی اصل کے اعتبار سے صاحبِ استطاعت شخص کے لئے زندگی میں ایک مرتبہ سنتِ مؤکدہ ہے۔ (واجب یا فرض نہیں ہے) اکثر علماء کی رائے یہی ہے۔ **وهى فى العمر مرة سنة مؤكدة لمن استطاع هو المذهب.** (غنية الناسك ١٩٦، ومثله فى البحر العميق ٤/ ٢٠١٥)

عمرہ کی فضیلت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے''۔ (بخاری شریف حدیث: ۱۷۷۳، الترغیب والترہیب مکمل ۲۵۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ: ''حج وعمرہ بوڑھے کمزور اور عورت کے حق میں جہاد کے درجہ میں ہے''۔ (یعنی ان لوگوں کو حج وعمرہ کرنے سے جہاد کا ثواب ملتا ہے) (رواہ النسائی، الترہیب والترہیب مکمل ۲۵۸)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''پے در پے حج اور عمرہ کیا کرو؛ اس لئے کہ یہ

دونوں نیک اعمال فقر و فاقہ اور گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے''۔(ترمذی شریف حدیث:۸۱۰، ابن ماجۃ حدیث:۲۸۸۷، الترغیب والترہیب مکمل ۲۵۹)

رمضان المبارک کے عمرہ کا ثواب

بالخصوص رمضان المبارک میں عمرہ کا بہت ثواب ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا ثواب میرے ساتھ حج کے ثواب کے برابر ہے''۔(ابوداؤدشریف حدیث: ۱۹۹۰، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۴)

روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آکر شکایت کی کہ (میرے شوہر) ابوطلحہ اوران کے بیٹے خود حج کو چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''ام سلیم! رمضان کا عمرہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے''۔(صحیح ابن حبان حدیث:۳۶۹۱، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۴)

عمرہ کے بہت سے مسائل حج کے ساتھ مشترک ہیں، مثلاً احرام کی پابندیاں، یا طواف وسعی کا طریقہ وغیرہ؛ تاہم چند منتخب ضروری مسائل بطور یاددہانی ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

عمرہ کے ارکان وشرائط

(۱) عمرہ کی ادائیگی کے لئے اولاً احرام شرط ہے۔ **اما الاحرام فقال بعض اصحابنا هو ركن في العمرة. قال الكرماني: والاصح انه ليس بركن؛ بل هو شرط لصحة ادائها.** (البحر العمیق ٤/ ٢٠٢١)

(۲) اور عمرہ کا رکن اعظم بیت اللہ شریف کا طواف ہے، اور اس طواف میں کم از کم ۴ ر چکر فرض ہیں۔(بقیہ واجب ہیں) **أما ركنها فشيء واحد وهو الطواف الخ والركن فيه اربعة اشواط كما تقدم في الطواف.** (البحر العمیق /٢٠٢١)

(۳) اور بعض فقہاء نے صفا ومروہ کے درمیان سعی کو بھی عمرہ کا رکن قرار دیا ہے؛ لیکن اکثر فقہاء کے نزدیک یہ سعی فرض نہیں؛ بلکہ واجب ہے۔ **فالاحرام شرط ومعظم الطواف ركن وغيرهما واجب هو المختار.** (درمختار زکریا ٣/ ٤٧٦) **وأشار بقوله: ''هو المختار''**

إلى ما فى التحفة: حيث جعل السعى ركناً كالطواف، قال فى شرح اللباب وهو غير مشهور فى المذهب. (شامی زکریا ٣/٦ ٤٧، البحر العميق ٤/٢٠٢٢)

عمرہ کا وقت

عمرہ کے لئے سال کا کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے؛ بلکہ پورے سال جب چاہیں عمرہ ادا کرسکتے ہیں۔(بس حج کے ۵/ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے) **ان وقت العمرة يتسع فى جميع السنة.** (البحر العميق ٤/٢٠٢٥، ومثله فى غنية الناسك ١٩٧)

عمرہ کے واجبات

عمرہ میں آٹھ چیزیں واجب ہیں:

(۱) میقات سے احرام باندھنا۔

(۲) طواف کے چار چکروں کے بعد مزید تین چکر کر کے طواف پورا کرنا (یعنی طوافِ عمرہ میں اول چار چکر فرض ہیں اور آخری تین چکر واجب ہیں)

(۳) باوضو طواف کرنا۔

(۴) طواف پیدل کرنا (الا یہ کہ کوئی عذر ہو)

(۵) طواف کے بعد دو رکعت واجب الطّواف نماز پڑھنا۔

(۶) صفا و مروہ کی سعی (اور بعض فقہاء نے سعی کو رکن قرار دیا ہے، مگر وہ قول مرجوح ہے)

(۷) سعی پیدل کرنا۔

(۸) طواف وسعی کے بعد حلق یا قصر کرنا۔

أما واجباتها ثمانية أشياء: الاحرام من الميقات والسعى بين الصفا والمروة والحلق او التقصير والمشى فى الطواف والمشى فى السعى وركعتا الطواف والطهارة للطواف وزيادة على اربعة أشواط من طوافها وجعله صاحب

التحفة السعی فی العمرة رکناً کما قدمناه عنه. (البحر العمیق ٤/٢٠٥٦)

عمرہ کی سنتیں

عمرہ کی سنتیں وہی ہیں جو حج کے ضمن میں مذکور ہوئیں؛ البتہ عمرہ کرنے والے کے لئے ایک سنت ہے کہ طواف شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کردے۔ **واما سننها فما ذکرنا فی الحج غیر انه اذا استلم الحجر الاسود یقطع التلبیة عند اول شوط من الطواف عند عامة العلماء.** (غنیة الناسك ١٩٧، بدائع الصنائع زکریا ٢/٤٨٠، درمختار مع الشامی زکریا ٣/٥٦٣، البحر الرائق ٢/٦٣٧)

تنبیہ: بہت سے لوگ طواف عمرہ کے دوران تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، حالاں کہ یہ طریقہ خلافِ سنت ہے۔

حج اور عمرہ کے احکام میں فرق

عمرہ میں اور حج میں احرام وغیرہ کی پابندیاں یکساں ہوتی ہیں؛ لیکن بنیادی طور پر چند امور میں عمرہ کا حکم حج سے مختلف ہے، جنہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

(۱) عمرہ فرض نہیں ہے، جب کہ حج شرائط پائے جانے پر فرض ہوتا ہے۔

(۲) عمرہ کا کوئی وقت متعین نہیں جب کہ حج کا وقت متعین ہے۔

(۳) عمرہ کبھی فوت نہیں ہوتا، جب کہ حج وقت گذرنے پر فوت ہوجاتا ہے۔

(۴) عمرہ میں وقوفِ عرفات، مزدلفہ، منی، رمی جمرات کسی بات کا حکم نہیں ہے، جب کہ حج میں یہ سب چیزیں مناسک میں داخل ہیں۔

(۵) عمرہ میں طواف قدوم نہیں ہوتا؛ بلکہ مکہ معظّمہ پہنچتے ہی عمرہ کا طواف کیا جاتا ہے، جب کہ حج میں طواف قدوم ہوتا ہے۔

(۶) عمرہ سے فراغت کے بعد مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت طواف وداع کا حکم نہیں ہے، جب کہ حج میں طوافِ وداع واجب ہوتا ہے۔

(۷) عمرہ اگر فاسد ہو جائے تو بدنہ واجب نہیں ہوتا، جب کہ حج میں بعض صورتوں میں بدنہ کی قربانی ضروری ہوتی ہے۔

(۸) اگر عمرہ کا طواف بحالت جنابت کیا تو صرف بکری کی قربانی واجب ہوتی ہے، جب کہ حج میں طوافِ زیارت اگر جنابت کی حالت میں کیا تو بدنہ واجب ہوتا ہے۔

(۹) عمرہ کی میقات ''حل'' ہے، جب کہ اہل مکہ کے لئے حج کی میقات ''حرم'' کو قرار دیا گیا ہے۔

(۱۰) عمرہ کا طواف شروع کرتے ہی تلبیہ کا ورد بند کر دیا جائے گا، جب کہ حج میں تلبیہ رمی جمرۂ عقبہ تک جاری رہتا ہے۔

(۱۱) عمرہ میں جنایت کی صورت میں صدقہ کسی صورت میں کافی نہیں ہوتا؛ بلکہ حسب ضابطہ بکری کی قربانی لازم ہوتی ہے۔ (والتفصیل فی مناسک ملاعلی قاریؒ ۴۶۴-۴۶۵)

کن ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے؟

سال میں پانچ دن (۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳/ذی الحجہ) میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ **لٰکنه یکره أداؤها فی خمسة أیام: یوم عرفة ویوم النحر وأیام التشریق سواء أهل بهابعرفة قبل الزوال أو بعده.** (البحر العمیق ٤/٢٠٢٥) **ولکن یکره تحریماً انشائها بالإحرام فی خمسة أیام الخ.** (غنیة الناسك ١٩٧)

پہلے باندھے گئے احرام سے ایامِ مکروہہ میں عمرہ کرنا

اگر یومِ عرفہ سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا جس کی ادائیگی ایامِ مکروہہ میں کی تو یہ مکروہ

نہیں ہے، مثلاً جس قارن یا متمتع کا حج فوت ہوگیا تو وہ عمرہ کرکے حلال ہوگا، تو اس کے لئے ان ایام میں عمرہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔ **أما إذا أداها بـاحـرام سابق كما إذا كان قارناً ففاته الحج وأدى العمرة في هٰذه الأيام لا يكره.** (البحر العميق ٤/٢٠٢٦)

مکروہ ایام میں عمرہ کا احرام باندھ لیا؟

(۱) اگر کسی شخص نے ایام مکروہہ میں عمرہ کا احرام باندھا تو اس پر لازم ہے کہ وہ احرام کھول دے۔ (اور رفض احرام کی وجہ سے ایک دم دے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے)۔ **رجـل اهـل بـعـمرة في ايام التشريق فانه يؤمر بان يرفضها.** (البحر العميق ٤/٢٠٢٧) **فاذا رفضها يلزمه دم للرفض وعمرة مكانها لصحة الشروع.** (البحر العميق ٤/٢٠٢٨)

(۲) اگر احرام نہیں کھولا اور نہ ہی ارکانِ عمرہ ادا کئے؛ بلکہ ویسے ہی احرام کی حالت میں رہا تا آنکہ ایامِ مکروہہ گذر گئے پھر اس نے ارکان ادا کئے تو اس کا عمرہ درست ہو جائے گا اور اس پر کوئی دم واجب نہ ہوگا۔ **وان لـم يـرفـض ولـم يطف حتى مضت ايام التشريق ثم طاف لها اجزأه ولا دم عليه.** (البحر العميق ٤/٢٠٢٧، غنية الناسك ١٩٧)

(۳) اگر کوئی شخص ایامِ مکروہہ میں احرام باندھ کر عمرہ کرلے تو کراہت کے ساتھ اس کا عمرہ معتبر ہوتا ہے؛ لیکن اس پر جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔ **فـإن مـضـى فيها أجزأه لأنه أداها كما التزم وعليه دم لارتكاب النهي.** (غنية الناسك ١٩٧)

اہل مکہ کا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا

جو اہل مکہ (واہل حل) اس سال حج کا ارادہ نہ رکھتے ہوں ان کے لئے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے؛ لیکن جو مکی حضرات حج کا قصد رکھتے ہوں ان کے لئے شوال سے ایام حج تک عمرہ کرنا مکروہ ہے (کیوں کہ ان کے لئے تمتع کی اجازت نہیں ہے) **يـزاد**

على الأيام الخمسة ما في اللباب وغيره من كراهة فعلها في أشهر الحج لأهل مكة ومن بمعناهم إلى من المقيمين ومن في داخل المواقيت لأن الغالب عليهم أن يحجو في سنتهم فيكونوا متمتعين وهم عن التمتع ممنوعون وإلا فلا منع للمكي عن العمرة المنفردة في أشهر الحج إذا لم يحج في تلك السنة. (شامی زکریا ٣/٤٧٧)

مکی شخص کے لئے عمرہ کا احرام کہاں سے باندھنا افضل ہے؟

مکہ مکرمہ میں مقیم شخص اگر عمرہ کرنا چاہے تو حدودِ حرم سے باہر حل کے کسی بھی مقام سے عمرہ کا احرام باندھ سکتا ہے؛ لیکن تنعیم یعنی مسجد عائشہؓ سے احرام باندھنا افضل ہے۔ وافضل جهات الحل للاحرام بالعمرة التنعيم لامره ﷺ بالاحرام منه. (البحر العميق ٤/٢٠٣١)

عمرہ کو فاسد کرنے والا عمل

طوافِ عمرہ (کے چار چکروں) سے پہلے عورت سے جماع کرنا عمرہ کو فاسد کردیتا ہے۔ ويفسدها الجماع في أحد السبيلين قبل أكثر طوافها. (غنية الناسك ١٩٧، ومثله في البحر العميق ٤/٢٠٥٤)

عمرہ فاسد ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر عمرہ فاسد ہوجائے تو مابقیہ ارکان حسب دستور کرنے ضروری ہیں اور بعد میں عمرہ کی قضا کرنی لازم ہے، اور فساد کی وجہ سے بکری کی قربانی بھی واجب ہے (عمرہ میں بدنہ کسی صورت میں لازم نہیں ہوتا) وإذا فسدت عمرته يمضى فيها كما يمضى في الحج وعليه قضائها وشاة لأجل الفساد لابدنة. (البحر العميق ٤/٢٠٥٤)

طواف کے چار چکروں کے بعد جماع

اگر طوافِ عمرہ کے چار چکر کر لینے کے بعد جماع کا صدور ہوا تو عمرہ فاسد نہ ہوگا؛ لیکن بحالت احرام جماع کی وجہ سے دم جنایت لازم ہے۔ **ولو جامع بعد ما طاف لها اربعة اشواط ...... لا تفسد عمرته لان الجماع حصل بعد اداء الركن وعليه دم لحصول الجماع فى الاحرام.** (البحر العميق ٢٠٥٤/٤، و مثله فى غنية الناسك ١٩٧)

طواف کے بعد سعی سے قبل جماع

اگر عمرہ کرنے والے شخص نے طواف کے بعد سعی سے قبل جماع کیا تو اس کا عمرہ فاسد نہیں ہوا؛ لیکن احرام کی حالت میں جماع کی وجہ سے دم جنایت لازم ہے۔ **ولو جامع بعد ما طاف لها أربعة أشواط أو بعد الطواف كله قبل السعى ......، لا تفسد عمرته.**

(البحر العميق ٢٠٥٤/٤)

طواف وسعی کے بعد حلق سے پہلے جماع

اگر طواف وسعی کے بعد حلق یا قصر کرانے سے پہلے عمرہ کرنے والے شخص سے جماع کا صدور ہو جائے تو اس سے عمرہ فاسد نہیں ہوتا؛ البتہ دم جنایت حسب قواعد لازم ہے۔ **ولو جامع بعدما طاف لها أربعة أشواط ...... أو بعد الطواف والسعى قبل الحلق لا تفسد عمرته الخ.** (البحر العميق ٢٠٥٤/٤)

احرام کے بعد عمرہ کی ادائیگی میں تاخیر

احرام باندھنے کے بعد اگر عمرہ کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہیں (تاہم بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہئے) **ولا يجب لتاخير طواف العمرة ...... شىء.**

(البحر العميق ٢٠٥٧/٤)

بغیر طواف کے سعی معتبر نہیں

عمرہ کی سعی اسی وقت معتبر اور صحیح ہوگی جب کہ سعی سے قبل طواف کرلیا گیا ہو۔ **وتقديم طوافها على السعي شرط لصحة السعي.** (غنية الناسك ١٩٧)

طواف کے بعد سعی میں تاخیر

اگر عمرہ کے بعد سعی کی ادائیگی میں تاخیر کی مثلاً آج طواف کرلیا اور پھر احرام کی حالت میں رہا اور کئی دن کے بعد سعی کی تو گوکہ بلاعذر ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہیں آتی۔ **ولا يجب لتاخير طواف العمرة ولا لتاخير سعيها ولا لتاخير الحلق شيء؛ لأن وقت العمرة واسع في جميع السنة.** (البحر العميق ٢٠٥٧/٤)

طواف وسعی کے بعد حلق میں تاخیر

اگر عمرہ کرنے والا شخص طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد تاخیر سے حلق یا قصر کرائے تو اس پر بھی کوئی جنایت لازم نہیں ہے۔ **ولا يجب لتاخير العمرة ......، ولا لتاخير الحلق شيء.** (البحر العميق ٢٠٥٧/٤)

عمرہ میں تلبیہ کب تک پڑھا جائے گا؟

عمرہ میں احرام باندھنے کے وقت سے تلبیہ شروع ہوگا اور طواف شروع کرتے ہی تلبیہ موقوف کردیا جائے گا۔ **ويقطع التلبية حين يشرع في الطواف.** (البحر العميق ٢٠٥٨/٤)

بار بار عمرہ کرنا

عمرہ ایک مستقل عبادت ہے؛ لہٰذا سال میں بار بار عمرہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ یہ سعادت کی بات ہے۔ **ويستحب الاكثار من العمرة ...... ولا بأس بأن يعتمر في السنة مراراً.** (البحر العميق ٢٠٦٠/٤-٢٠٦١)

عمرہ میں طوافِ قدوم یا طوافِ وداع نہیں ہے

عمرہ کے افعال میں صرف ایک ہی طواف داخل ہے، اس کے علاوہ طوافِ قدوم یا طوافِ وداع (جیسا کہ حج میں ہوتا ہے) کا حکم عمرہ میں نہیں ہے۔ **ولیس لها طواف القدوم ولا بعدها طواف الصدر.** (غنية الناسك ١٩٧)

نوٹ: مطلب یہ ہے کہ اگر عمرہ کرنے والا شخص مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت طواف کرے تو اس کا تعلق عمرہ کے افعال سے نہ ہوگا؛ بلکہ یہ مستقل عمل ہوگا۔ (مرتب)

جنایات طوافِ عمرہ

○ عمرہ کے طواف کا اگر ایک چکر بھی بحالت جنابت کیا یا بے وضو کیا یا کوئی چکر چھوڑ دیا تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا؛ لیکن اگر پاک ہوکر اعادہ کرلے یا چھوٹے ہوئے چکر کی تکمیل کرلے تو دم ساقط ہوجائے گا۔ **ولو طاف للعمرة كله او اكثره او اقله ولو شوطاً جنباً او حائضاً او نفساء او محدثاً فعليه – الى قوله – ولذا لو ترك الاقل منه ولو شوطاً لزمه دم ولو اعاده سقط عنه الدم.** (غنية الناسك ٢٧٦، مناسك ملا علی قاری ٣٥٣، هندية ١/٢٤٧، البحر الرائق كوئٹه ٢٢/٣)

○ عمرہ کا طواف بہرحال لازم ہے؛ لہٰذا اس کو چھوڑنے کا کوئی بدل نہیں ہوسکتا۔ **فعليه ان يطوفه اصلاً ولا يجزئ عنه البدل اصلاً.** (غنية الناسك ٢٧٦، مناسك ملا علی قاری ٣٥٣)

○ حج قران کرنے والا شخص اگر عمرہ کا طواف بے وضو کرے تو اس کے اعادہ کا وقت یوم النحر کی صبح صادق تک ہے، اگر اس وقت تک اعادہ نہیں کیا تو اب دم لازم ہے، اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔ **ولو طاف القارن طوافين للعمرة والقدوم محدثاً اعاد طواف العمرة قبل يوم النحر ولا شيء عليه، وان لم يعد حتى طلع فجر يوم النحر لزمه دم.** (غنية الناسك ٢٧٦، مناسك ملا علی قاری ٣٥٣، هندية ١/٢٤٦، البحر الرائق كوئٹه ٢٢/٣)

○ اگر عمرہ کا طواف بے وضو کیا پھر سعی کرلی اور بغیر طواف لوٹائے وطن واپس ہوگیا تو اس پر دم لازم ہے، اور سعی کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر طواف کا اعادہ کیا؛ لیکن سعی نہیں لوٹائی تو بھی کوئی چیز لازم نہیں۔ **ولو طاف للعمرة محدثاً وسعى بعده فعليه دم ان لم يعد الطواف ورجع الى اهله وليس عليه شيء بترك اعادة السعي، وكذا لو اعاد الطواف ولم يعد الطواف لا شيء عليه.** (غنية الناسك ٢٧٦-٢٧٧، مناسك ملا على قارى ٣٥٣، هندية ٢٤٧/١، البحر الرائق كوئٹه ٢٢/٣)

○ اگر بحالتِ جنابت عمرہ کا طواف کیا پھر سعی کرلی تو طواف کے ساتھ سعی کا اعادہ بھی لازم ہوگا، اگر سعی کا اعادہ نہیں کیا تو دم واجب ہوگا۔ **وفي الجناية اى فبطوافه جنباً ان لم يعد السعي فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٧٧، مناسك ملا على قارى ٣٥٣)

❑❖❑

حج کی رہنمائی

(آیئے! حج کریں؟)

آیئے! حج کریں؟

گذشتہ صفحات میں بحمدہ تعالیٰ حج کے ارکان ومناسک سے متعلق مفصل مسائل درج کئے جاچکے ہیں، اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اجمال واختصار کے ساتھ حج کا طریقہ لکھ دیا جائے؛ تاکہ حجاج کے لئے سہولت ہو اور یاد رکھنا آسان ہو، البتہ ہر موضوع پر تفصیلات جاننے کے لئے متعلقہ باب کا مطالعہ کرلیا جائے، چوں کہ متعلقہ ابواب میں حوالہ کی عبارتیں درج کی جاچکی ہیں، اس لئے یہاں حوالوں کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔ (مرتب)

احرام کہاں سے باندھیں؟

- اگر سیدھے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو جہاز میں سوار ہونے سے پہلے ایئرپورٹ پر احرام باندھیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کردیں۔ اگر جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام نہیں باندھا ہے تو جدہ پہنچنے سے تقریباً آدھا گھنٹہ قبل ضرور احرام باندھ لیں (اس لیے کہ ہندوستان وغیرہ سے جانے والا ہوائی جہاز عموماً قرن المنازل کی میقات یا اس کی محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتا ہے۔ اس مقام سے گذرنے سے پہلے حجاج کو بہرحال احرام باندھ لینا ضروری ہے)
- اگر پہلے مدینہ منورہ جانے کا نظام ہو تو یہاں سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جب مدینہ منوّرہ سے مکہ معظّمہ جانا ہو تو ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جائے گا۔

احرام باندھنے کا مسنون طریقہ

- احرام باندھنے سے پہلے مستحب ہے کہ حجامت بنوا لی جائے، ناخون کترلیں، بغل اور زیرناف بال صاف کرلئے جائیں، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرلیں، اگر غسل کا موقع یا انتظام نہ ہو تو وضو کرلیں۔ (اور وضو کا بھی موقع نہ ہو تو بے وضو بھی احرام کی نیت کی جاسکتی ہے)

○ غسل یا وضو کے بعد مرد حضرات سلا ہوا کپڑا اُتار دیں اور ایک تہبند باندھ لیں، اور اس پر ایک چادر اوڑھ لیں، اور خوشبو لگائیں، مگر کپڑے پر داغ نہ لگنے پائے، یہ دونوں چادریں سفید اور نئی ہوں تو بہتر ہے۔ (اگر تہبند کو درمیان سے سی لیا جائے تو بھی جائز ہے اور جو حضرات بلا سلی لنگی پہننے کے عادی نہیں ہیں وہ اگر ستر کھلنے کے اندیشہ سے سلی ہوئی لنگی پہنیں تو اس میں حرج نہیں ہے)

○ خواتین احرام کے لیے سلے ہوئے کپڑے نہیں اُتاریں گی، بلکہ ان کا احرام صرف یہ ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں۔ اور پردہ کے لیے بہتر یہ ہے کہ نقاب کے اوپر کوئی ہیٹ لگالیں تاکہ نقاب چہرے پر نہ لگ سکے۔ (آج کل ایک خاص قسم کے کپڑے کو جسے عورتیں سر کے بالوں پر باندھتی ہیں خواتین نے اسے احرام کا نام دے رکھا ہے اس کی کوئی اصل نہیں، اس کپڑے یا رومال کا نام احرام نہیں؛ بلکہ یہ صرف بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے)

○ احرام کی تیاری کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل احرام کی نیت سے پڑھیں، بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں ''سورۂ کافرون'' اور دوسری رکعت میں ''سورۂ اخلاص'' پڑھی جائے۔ واضح رہے کہ اس نماز کو سر ڈھانک کر پڑھنا افضل ہے کیونکہ ابھی احرام کی پابندیاں شروع نہیں ہوئیں۔

○ اگر اس وقت خواتین ناپاکی کے ایام میں ہوں تو وہ نماز نہ پڑھیں بلکہ ویسے ہی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں۔

○ مرد حضرات نماز سے فارغ ہو کر سر کھول لیں اور اس کے بعد حج کی تینوں قسموں: افراد، قران اور تمتع میں سے جس قسم کا ارادہ ہو اس کی نیت کریں۔ مثلاً اگر ''حج افراد'' کا ارادہ ہو تو اس طرح کہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي. اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، اسے میرے لیے آسان کیجئے اور قبول فرمایئے۔

اور اگر ''حج قران'' کا ارادہ ہو تو یوں کہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھا کرنا چاہتا

فَيَسِّرْهُمَا لِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ. ہوں، ان کو میرے لیے آسان فرمادیجئے، اور قبول فرمالیجئے۔

اوراگر ''حج تمتع'' کا ارادہ ہے تو یوں کہیں :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ. اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں، اس کو سہل کردیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

- ان کلمات کو زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ دل سے استحضار کرنا کافی ہے۔
- اس کے بعد مرد بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ، لَبَّيْکَ لَاشَرِيْکَ لَکَ لَبَّيْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِيْکَ لَکَ. (بخاری شریف ۱/ ۲۱۰) حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں صرف آپ ہی کے لیے ہیں اور ساری بادشاہی بھی آپ ہی کے اختیار میں ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

- نیت کے ساتھ تلبیہ کہنے کے بعد اب باقاعدہ محرم بن گئے اور احرام کی ساری پابندیاں شروع ہوگئیں۔
- یاد رہے کہ احرام شروع کرنے کے لئے نہ صرف نیت کافی ہے، اور نہ ہی صرف تلبیہ، بلکہ تلبیہ اور نیت دونوں کا ہونا شرط ہے۔
- تلبیہ کے بعد جو چاہے دعا مانگیں، تاہم یہ جامع دعا مانگنی مستحب ہے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ. اے اللہ! میں آپ کی خوشنودی اور جنت کا طلب گار ہوں اور آپ کے غصے اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔

○ احرام شروع ہونے کے بعد بہت سی چیزیں جو پہلے سے حلال تھیں وہ بھی حرام ہوجاتی ہیں۔ مثلاً خوشبو لگانا، بدن کی ہیئت پر سلا ہوا لباس پہننا، بال یا ناخن کاٹنا، سر یا منہ کو ڈھانکنا، جوں مارنا، شکار کرنا، بیوی سے جماع کرنا یا بے حیائی کی باتیں کرنا وغیرہ۔(ان کی تفصیل احرام کے بیان میں دیکھیں)

○ حج تمتع کی صورت میں مکہ معظّمہ پہنچ کر عمرہ کا طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کردیا جائے گا اور حج افراد اور حج قران میں یہ تلبیہ ۱۰/ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ (جسے بڑا شیطان بھی کہا جاتا ہے) کی رمی تک جاری رہے گا اور جب تک بھی تلبیہ کا حکم باقی رہے کثرت سے اور پورے ذوق وشوق سے تلبیہ پڑھنے کو جاری رکھا جائے، اور پڑھتے وقت اس کے معنی کا ضرور استحضار رکھیں، اور یہ تصور کریں کہ ایک عاشق بے نوا اپنے مہربان آقا کے دربار میں کھنچا چلا جارہا ہے۔

بیت اللہ میں حاضری

○ مکہ معظّمہ پہنچنے اور رہائش وغیرہ کے متعلق انتظامات مکمل ہونے اور فی الجملہ یکسوئی میسر آنے پر اب حرم شریف میں حاضری کے لیے تیار ہوجائیے۔

○ بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی خوب دل جمعی اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا کریں۔ یہ قبولیت کا موقع ہے۔

○ اگر آپ نے حج افراد کا احرام باندھا ہے تو بیت اللہ میں حاضری کے بعد فوراً طواف قدوم کریں، اور اگر حج تمتع یا حج قران کا احرام ہو تو جاتے ہی اولاً طواف عمرہ کریں، حج تمتع کرنے والے کے لئے طواف قدوم کا حکم نہیں ہے، اور حج قران کرنے والا عمرہ کے بعد طواف قدوم کرے گا۔

○ تمتع اور قران کرنے والا شخص طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (جھپٹ کر چلنا) اور ساتوں چکروں میں اضطباع (احرام کی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈالنا اسے کندھا کھولنا بھی کہتے ہیں) کرے گا، اور اس کے بعد عمرہ کی تکمیل کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے گا۔

○ اور حج افراد کرنے والا اگر طواف قدوم کے بعد ہی حج والی سعی کرنا چاہے تو اسے بھی طواف قدوم میں رمل اور اضطباع کرنا پڑے گا۔

○ واضح رہے کہ رمل اور اضطباع مَردوں کے لیے ہر اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو۔

○ عورتوں کے لیے رمل اور اضطباع کا حکم بالکل نہیں، بعض عورتیں طواف میں مَردوں کی طرح رَمل کرتی (جھپٹ کر چلتی) دیکھی گئی ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز کریں۔

طواف

○ طواف کی ابتداء وانتہاء حجرِاسود کی استلام (بوسہ لینے) سے ہوتی ہے۔ بیت اللہ شریف کی طرف سینہ کر کے اس طرح کھڑے ہوں کہ حجر اسود دائیں جانب ہو۔ پھر طواف کی نیت اس طرح کریں کہ ''اے اللہ میں تیرے مقدس گھر کے سات چکروں کے طواف کی نیت کرتا ہوں، خالص تیری رضا اور خوشنودی کے لئے؛ لہٰذا اسے میرے لیے آسان کر کے قبول فرما''۔

○ نیت کرنے کے بعد دائیں طرف چلیں اور حجر اسود کے بالکل سامنے آ جائیں یعنی چہرہ اور سینہ حجر اسود کی طرف کر کے کھڑے ہو جائیں اور پھر نماز کی طرح ہاتھ اُٹھاتے ہوئے ''**بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ**'' پڑھیں۔

○ اس کے بعد حجر اسود کا استلام کریں، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر حجر اسود تک پہنچنے کا موقع مل جائے تو اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اس طرح رکھیں جیسے نماز میں سجدے میں رکھا جاتا ہے اور نرمی کے ساتھ بوسہ دیں اور اگر بھیڑ کی وجہ سے حجرِ اسود تک نہ پہنچ سکیں تو پھر وہیں سامنے کھڑے کھڑے دُور سے دونوں ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف اس خیال سے کریں کہ وہ حجرِ اسود پر رکھی ہوئی ہیں پھر ان ہاتھوں کو چوم لیں۔ استلام کے وقت یہ کلمات پڑھیں: **اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ**. دُور سے استلام کرنے میں بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا

قریب سے بوسہ لینے میں۔ اس لیے زیادہ بھیڑ میں جانے کی کوشش نہ کریں، خاص کر خواتین حتی الامکان غیرمَردوں سے اختلاط سے بچنے کا اہتمام کریں۔

- استلام کرنے کے بعد فوراً اپنا چہرہ سینہ اور قدم دائیں طرف موڑ کر اس طرح چلنا شروع کریں کہ حجرِ اسود بائیں مونڈھے کی طرف آجائے اور چکر کے دوران رُخ بیت اللہ شریف کی طرف نہ کریں، بلکہ نظر نیچے کیے ہوئے گولائی میں چلتے رہیں۔
- اور جب ایک چکر پورا ہوجائے اور دوبارہ حجرا سود پر پہنچیں تو پھر حجرِ اسود کا استلام کریں، اسی طرح ساتوں چکر پورے کریں۔
- ہر چکر میں جب بھی رکن یمانی پر پہنچیں تو اگر قریب ہوں تو سینہ اور قدم بیت اللہ شریف کی طرف کئے بغیر دونوں ہاتھوں یا صرف دائیں ہاتھ سے رکن یمانی کو چھونا سنت ہے، لیکن اس وقت ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا جائے گا، اور اگر بھیڑ کی وجہ سے قریب جانا مشکل ہو تو دُور سے اشارہ وغیرہ نہ کیا جائے بلکہ وہاں سے ویسے ہی گذر جائیں، آجکل بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی رُکن یمانی سے گذرتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر پڑھتے ہیں اور ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ یہ سب خلافِ سنت ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔
- طواف کے ساتوں چکروں میں باوضو رہنا ضروری ہے، اگر پہلے چار چکروں کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے طواف ازسرنو کرنا ہوگا اور اگر چار چکروں کے بعد ٹوٹا ہے تو اختیار ہے چاہے تو وضو کر کے بقیہ چکروں کو پورا کرلے یا ازسرنو طواف کرے۔
- طواف کے دوران ذکر واذکار، تسبیحات، دینی گفتگو اور جو بھی دعاء یاد ہو وہ کی جاسکتی ہے۔ متعین دعائیں پڑھنا ہی ضروری نہیں۔ اور جو دعاء بھی پڑھیں اتنی آہستہ پڑھیں کہ دوسروں کی عبادت میں خلل نہ پڑے، آج کل جو طواف میں گروپ بنا کر اور چیخ چیخ کر دعائیں پڑھی جاتی ہیں یہ طریقہ قطعاً غلط ہے۔
- طواف کے دوران جب رُکن یمانی سے گذریں تو حجرِ اسود تک پہنچتے پہنچتے درج ذیل دعاء

پڑھنا احادیث سے ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ. رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَ اَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَاعَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالِمِیْنَ.

اے اللہ ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور معافی کا خواستگار ہوں۔ اے ہمارے رب! ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی سے سرفراز فرمایئے اور ہم کو جنت میں نیک لوگوں کے ساتھ داخل فرمایئے۔

- اگر طواف میں اضطباع (دایاں کندھا کھولنا) کیا گیا ہے تو طواف کے بعد سب سے پہلا کام یہ کریں کہ اب اضطباع کی کیفیت ختم کرلیں اور اپنے دونوں مونڈھے احرام کی چادر سے ڈھک لیں کیونکہ اضطباع صرف طواف کی حالت میں ہی مسنون ہے، اس سے پہلے یا بعد میں مسنون نہیں۔
- طواف کے سات چکر پورے ہونے پر دو رکعت نماز واجب الطّواف پڑھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو یہ بھی جائز ہے کہ طواف پر طواف کرتے رہیں اور مکروہ وقت گذرنے کے بعد سب طوافوں کی الگ الگ نمازیں ترتیب وار پڑھ لیں۔
- طواف کے دوران نمازیوں کے آگے سے گذرنا منع نہیں اور طواف کے علاوہ حالت میں بہتر ہے کہ نمازی کے عین سامنے سے نہ گذریں بلکہ کم از کم سجدے کے مقام کے آگے سے گذریں۔
- طواف کی نماز مقام ابراہیمؑ کے سامنے پڑھنا مسنون ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ اگر مقامِ ابراہیم میں بھیڑ کی وجہ سے جگہ نہ ملے تو کہیں بھی طواف کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔
- طواف کے بعد ملتزم (جو حجرِ اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان تقریباً ڈھائی گز کا کعبہ کی دیوار کا حصہ ہے) سے لپٹ کر دعاء مانگنا مستحب ہے۔ اگر موقع ملے تو اس جگہ سے لپٹ کر اپنا چہرہ اور پیٹ اور سینہ لگا کر جو چاہیں دعا مانگیں۔ یہ دعاء کی قبولیت کا خاص مقام ہے۔

البتہ اگر احرام کی حالت میں ہوں تو اس سے نہ لپیٹیں کیونکہ اس جگہ پر خوشبو لگائی جاتی ہے، جس کا احرام کی حالت میں بدن اور کپڑوں سے لگا نامنع ہے۔

- طواف کے بعد زمزم پینا مسنون ہے، اور زمزم پیتے وقت جو دعاء مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے، انشاء اللہ۔ (آج کل زمزم کے کنویں تک تو رسائی مشکل ہے کیوں کہ اسے اوپر سے پاٹ دیا گیا ہے، البتہ حرم میں جابجا زمزم کی ٹنکیاں لگی ہوئی ہیں وہاں جا کر زمزم سے سیراب ہو سکتے ہیں)

صفا و مروہ کی سعی

- طواف کے بعد اگر سعی کرنی ہے تو حجرِ اسود کا استلام کر کے حجرِ اسود کی سیدھ میں چلیں، اسی جانب صفا پہاڑی کا مقام ہے، جب اس جگہ کے قریب پہنچیں اور چڑھنے کا ارادہ کریں تو یہ الفاظ کہیں:

اَبۡدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَائِرِ اللّٰهِ.

میں سعی اس جگہ سے شروع کرتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے پہلے ذکر فرمایا (جیسا کہ ارشاد ہے) ''پھر بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں''۔

- صفا پر بس اتنا چڑھیں جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آئے، زیادہ اوپر چڑھنا مکروہ ہے۔ یہاں اوّلاً قبلہ رُخ ہو کر سعی کی نیت کریں، پھر اس طرح ہاتھ اُٹھائیں جس طرح دعا میں اُٹھائے جاتے ہیں۔ (نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اُٹھائیں جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ کرتے ہیں) اور ہاتھ اُٹھائے ہوئے ذکر واذکار اور دعاء میں مشغول ہوں، یہ بھی دعاء کی قبولیت کا مقام ہے۔
- پھر صفا سے مروہ کی طرف چلیں۔ مروہ پہنچ کر ایک چکر مکمل ہو جائے گا۔ مروہ میں بھی اسی طرح ہاتھ اُٹھا کر ذکر واذکار میں مشغول ہوں جیسے صفا پر کیا۔
- صفا اور مروہ کے درمیان جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں اس حصے میں مَردوں کے لیے تیز چلنا

مسنون ہے، لیکن عورتیں اپنی ہیئت پر چلتی رہیں۔ وہ ہرگز نہ دوڑیں۔ سبز ہری لائٹوں کے درمیان یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ.

اے اللہ! بخشش اور رحمت سے نواز، بیشک تو ہی سب پر غالب اور سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔

- سعی کے دوران اگر وضو باقی نہ رہے تو وضو کرنا لازم نہیں، اگر وضو کر کے آئے تو ازسرنو سعی کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ بس بقیہ چکر پورے کرلے خواہ شروع سعی میں وضو ٹوٹا ہو یا بعد میں۔
- سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں کسی بھی جگہ دو رکعت نفل پڑھنا بھی مستحب ہے، یہ نماز سر منڈوانے سے پہلے پڑھی جائے گی۔
- واضح رہے کہ سعی صرف عمرہ یا حج کے ارکان کے ساتھ مشروع ہے۔ بلا عمرہ یا بلا حج نفلی سعی ثابت نہیں، بعض لوگ خواہ مخواہ سعی کرتے نظر آتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نفلی طواف کی طرح سعی بھی ہوتی ہے، یہ صحیح نہیں ہے۔

سر کے بال منڈوانا یا کتروانا

- سعی کی تکمیل کے بعد عمرہ کرنے والے (تمتع والے) حضرات سر کا حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں گے۔
- واضح رہے کہ حلق یا قصر کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوسکتیں اور حنفی مسلک میں کم از کم چوتھائی سر کا حلق یا قصر لازم ہے، اور پورے سر کا حلق یا قصر سنت ہے۔
- جس شخص کے سر میں ایک انگلی کے پوروے سے کم بال ہوں اس کے لیے قصر جائز نہیں، بلکہ حلق (منڈوانا) ضروری ہے۔
- حلق یا قصر حدودِ حرم میں ہونا ضروری ہے ورنہ دَم لازم ہوگا۔
- عمرہ کرنے والا، یا حج کرنے والا جب سب ارکان ادا کر چکے اور صرف حلق یا قصر باقی رہ

جائے تو اپنے بال خود بھی کاٹ سکتا ہے اور اپنے جیسے دوسرے محرم کے بال بھی بنا سکتا ہے، لیکن بال کے کاٹنے سے پہلے ناخن وغیرہ نہ کاٹے ورنہ دَم لازم ہو جائے گا۔

عمرہ کے بعد مکہ معظّمہ میں قیام

○ عمرہ کی تکمیل کے بعد تمتع والا حاجی حلال ہو جاتا ہے۔ اب مکہ معظّمہ کے قیام کو غنیمت خیال کریں اور زیادہ سے زیادہ طواف، حرم میں نماز با جماعت اور تلاوت و اذکار کا اہتمام رکھیں، یہاں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ گنا ملتا ہے۔

○ آج کل بھیڑ کے زمانہ میں حرم مکہ میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط بکثرت ہوتا ہے، اس لیے مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے سے قبل یہ ضرور خیال کرلیں کہ آپ کے دائیں بائیں یا سامنے محاذات میں کوئی عورت تو جماعت میں شریک نہیں ہے۔ ان تینوں میں کوئی ایک بات بھی پائی گئی تو آپ کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ نیز اپنی خواتین کو بھی سمجھا دیں کہ یا تو وہ اپنی قیام گاہ ہی پر نماز ادا کریں، اور اگر حرم میں آئیں تو عورتوں کے مخصوص حصوں میں ہی نماز پڑھیں جو تقریباً ہر طرف پیچھے کی جانب خاص کیے گئے ہیں۔

○ اگر چاہیں تو اس درمیانی زمانہ میں آپ نفلی عمرے بھی کر سکتے ہیں، ایسی صورت میں حدودِ حرم سے باہر تنعیم (مسجدِ عائشہؓ) یا جعرانہ وغیرہ جا کر احرام باندھنا ہوگا۔ تاہم تمتع کرنے والے حجاج کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ حج سے قبل الگ سے کوئی عمرہ نہ کریں، بلکہ زیادہ سے زیادہ طواف کا اہتمام رکھیں، البتہ حج کے بعد جتنے چاہے عمرے کر سکتے ہیں۔

منیٰ کے لئے روانگی

○ یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کی رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے آپ ۷؍ ذی الحجہ کی شام ہی سے احرام وغیرہ کی تیاریاں مکمل کرلیں تاکہ معلم کی بسوں کے نظام کے مطابق آپ منیٰ جا سکیں؛ کیوں کہ ناواقف اور ناتجربہ کار لوگوں کے لیے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ کی

قیام گاہ پر پہنچ پانا بہت ہی دُشوار ہوتا ہے، البتہ جو حضرات واقف کار اور تجربہ کار ہیں وہ اطمینان سے آٹھویں تاریخ کی صبح کو فجر کی نماز کے بعد منیٰ روانہ ہوسکتے ہیں۔

- حج کا احرام اگرچہ مکہ معظّمہ میں اپنی قیام گاہ پر بھی باندھا جاسکتا ہے، لیکن اگر سہولت ہو تو مسجدِ حرام میں جاکر نیت اور تلبیہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔
- منیٰ جاتے وقت ایک جوڑا کپڑا، لوٹا، چٹائی، چھتری اور پانی کا تھرمس اور کچھ کھانے کی خشک چیزیں (بسکٹ، نمکین وغیرہ) جیسے ضروری سامان لے لیں، زیادہ بوجھ نہ کریں۔
- منیٰ میں آٹھویں تاریخ سے نویں تاریخ کی صبح تک مقیم رہ کر پانچ نمازیں ادا کرنا مسنون ہے۔
- منیٰ میں اب خیمے آگ پروف عمدہ بن گئے ہیں جن میں کولر کا بھی انتظام ہے، مگر یہ سب یکساں معلوم ہوتے ہیں اس لیے حجاج کرام اپنے خیمے کی پہچان اچھی طرح کرلیں اور اپنے خیمے سے زیادہ دُور نہ جائیں ورنہ گم ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے، اور اپنا تعارفی کارڈ ہر وقت ساتھ رکھیں۔
- خیموں میں مَردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہونے دیں۔ بلکہ درمیان میں چادر ڈال کر دونوں کے حصے الگ کردیں، یہ بہت ضروری ہے۔
- ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی نماز فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مَردوں کے لیے بلند آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق: ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' پڑھنا واجب ہے۔

نمازیں قصر کریں یا پوری پڑھیں؟

- منیٰ وعرفات میں نمازیں پوری پڑھیں یا قصر کریں؟ اس مسئلہ پر بڑی بحثیں جاری ہیں، لہٰذا اس بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ ہندو پاک اور حرمین شریفین کے بہت سے معتبر علماء ومفتیان کی رائے یہ ہے کہ اب منیٰ ومزدلفہ کے مقامات مکہ معظّمہ کی آبادی سے متصل ہونے کی وجہ سے قصر واتمام کے معاملہ میں مکہ معظّمہ سے ملحق ہوگئے ہیں، لہٰذا منیٰ ومزدلفہ کا قیام مکہ سے الگ نہیں سمجھا

جائے گا، اور جن حجاج کی مکہ معظّمہ آمد سے لے کر واپسی کی مدت ۱۵/دن یا اس سے زائد ہو رہی ہو وہ ان مقامات میں پوری نماز ادا کریں گے اور جن کی مدت قیام ۱۵/ یوم سے کم ہے وہ قصر کریں گے، ہمارے نزدیک احتیاط اور سہولت اسی قول پر عمل کرنے میں ہے، اس لئے اسی کے مطابق عمل کریں۔ (تفصیلی دلائل ''منیٰ کے مسائل'' کے ضمن میں دیکھیں) اور جن کو اس قول پر شرح صدر نہ ہو ان سے بحث ومناظرہ نہ کریں، بلکہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیں۔

عرفات کے میدان میں

○ ۹/ذی الحجہ کو معلم کی بسیں رات ہی سے عرفات لیجانے شروع کر دیتی ہیں، معلم کی بسوں میں اگر جگہ نہ ملے تو پرائیوٹ ٹیکسیوں سے بھی عرفات جاسکتے ہیں، اور ہمت ہو تو پیدل بھی جاسکتے ہیں، پھر عرفات کی حد میں جہاں بھی جگہ ملے ٹھہر جائیں، معلم کی سواری کے بغیر اپنے معلم کے احاطہ تک پہنچنا وہاں بہت مشکل ہوتا ہے۔

○ عرفات جاتے وقت نہایت ذوق وشوق کے ساتھ تلبیہ کا وِرد کریں اور عاشقانہ انداز اور کیف ومستی کے عالم میں رحمتِ خداوندی کے امیدوار بن کر عرفات کا قصد کریں کیونکہ آج ہی کا دن پورے حج کا ماحصل ہے۔

○ عرفہ کا وقوف جو فرض ہے وہ زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اس لیے زوال سے پہلے ہی پوری تیاری کر لیں، تاکہ بعد میں کوئی وقت ضائع نہ ہو۔

○ آج کے دن جو لوگ مسجد نمرہ میں امام عرفات کے پیچھے نمازیں پڑھیں وہ تو ظہر اور عصر دونوں نمازیں ظہر کے وقت میں ادا کریں گے، مگر جو حضرات اپنے اپنے خیموں یا قیام گاہوں میں انفرادی یا اجتماعی نمازیں پڑھیں ان کے لیے دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھنی ضروری ہیں۔ اس مسئلہ کا خاص خیال رکھیں۔

○ معلوم ہوا ہے کہ آج کل امامِ عرفات نجد سے تشریف لاتے ہیں اور وہ مسافر رہتے ہیں اور عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں؛ لہٰذا جو حجاج آج کے دن مسافر ہیں وہ تو امام

صاحب کے ساتھ ہی سلام پھیر دیں، اور جو حجاج مقیم ہیں، وہ دونوں نمازوں میں امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعتیں پوری کریں۔

- غروبِ آفتاب تک عرفات میں قیام کرنا واجب ہے۔
- وقوفِ عرفات کا پورا وقت دعا، ذکر، تلبیہ اور دیگر عبادات میں گذاریں، البتہ جو لوگ امام عرفات کے ساتھ جمع بین الصلوٰتین کر چکے ہیں وہ اب کوئی نماز نہ پڑھیں، اور خیموں میں رہنے والے حضرات ظہر سے عصر کے درمیان جتنی چاہیں نفل نمازیں (صلوۃ التسبیح وغیرہ) پڑھ سکتے ہیں۔ آج کے قیمتی لمحات سستی میں ہرگز ضائع نہ کریں۔
- غروب سے کافی پہلے ہی معلم کے آدمی حاجیوں کو بسوں میں بٹھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر بس میں بیٹھ بھی جائیں تو ذکر واذکار اور دعا سے غافل نہ ہوں، یہ بسیں غروب سے پہلے عرفات سے نہیں نکل سکتیں، اس لیے اپنی سیٹوں پر بیٹھے بیٹھے دعا، تلبیہ اور اذکار میں مشغول رہیں۔
- غروب ہونے اور رات آجانے کے باوجود عازمین حج عرفات میں مغرب کی نماز ادا نہیں کریں گے۔

مزدلفہ کو روانگی

- سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کو روانگی ہوگی۔ اب جب بھی آپ مزدلفہ پہنچیں تو عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھیں، اگر عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائیں تو انتظار کریں، جب عشاء کا وقت شروع ہو جائے تو مغرب اور عشاء ادا کریں، اور اگر مغرب یا عشاء مزدلفہ پہنچنے سے پہلے پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ وہ نمازیں پڑھنی ہوں گی (البتہ اگر فجر ہوگئی تو اب قضا واجب نہیں) ان دونوں نمازوں کا جمع کر کے پڑھنا سب پر ضروری ہے، خواہ اکیلے نماز پڑھیں یا امام الحج کے ساتھ۔
- آج کل ازدحام کی وجہ سے عرفات سے مزدلفہ جانے میں ٹرافک نظام معطل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات پوری رات بس میں بیٹھے گذر جاتی ہے، اس لئے جو لوگ ہمت رکھتے ہوں وہ پیدل کے راستے (طریق المشاۃ) سے مزدلفہ جائیں تو وقت پر پہنچ جائیں گے، تاہم مزدلفہ میں داخلہ کے قریب

بھیڑ بہت زیادہ ہوجاتی اور ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مزدلفہ ہے اور وہیں پڑاؤ کر کے نمازیں شروع کر دیتے ہیں اور بہت سے لوگ وہیں تھک ہار کر سو جاتے ہیں، (گذشتہ سالوں میں ایسے واقعات بکثرت پیش آئے) اس لئے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جب تک مزدلفہ کے بورڈ نظر نہ آجائیں اس وقت تک آگے بڑھتے رہیں اور جب مزدلفہ کی حدود میں آنے کا یقین ہوجائے جبھی قیام کریں۔

- مزدلفہ کی یہ رات بہت ہی متبرک ہے، بعض علماء نے اسے شبِ قدر سے بھی افضل بتایا ہے۔ اس لیے اس رات میں تکان کے باوجود عبادت کرنا بہت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ اسے محض سو کر ضائع نہ کریں۔
- حنفیہ کے نزدیک وقوفِ مزدلفہ کا اصل واجب وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ہے۔ اس لیے اوّل وقت فجر کی نماز پڑھ کر جتنی دیر ہو سکے مزدلفہ کا وقوف کریں اور الحاح وزاری کے ساتھ دعاء میں مشغول رہیں۔
- مزدلفہ میں قبلہ کی تعیین کے لئے حکومت نے جا بجا بورڈ لگا دیئے ہیں، ان کا لحاظ کریں۔
- مزدلفہ میں شیطان کی رمی کے لیے چنے کے دانے کے بقدر کنکریاں جمع کرلیں اور انھیں پانی سے دھو کر پاک کرلیں۔

مزدلفہ سے واپسی

- ۱۰/ ذی الحجہ کو وقوفِ مزدلفہ کے بعد منی کے لیے روانگی ہوگی۔
- مزدلفہ سے منیٰ کے لیے بسوں سے سفر کرنے کے بجائے پیدل آنے میں زیادہ سہولت ہے، اس سے آپ کا وقت کافی بچ جائے گا۔

دوبارہ منیٰ میں

- منیٰ پہنچ کر سب سے پہلا عمل آخری جمرہ (بڑے شیطان) کو کنکری مارنا ہے۔ اب الحمد للہ جمرات پر پانچ منزلہ زبردست عمارت بن چکی ہے اور حکومت کی طرف سے آمد ورفت کے راستے الگ الگ کر دئے گئے ہیں، اس لئے اس میں بے مثال سہولت ہوگئی ہے، اس لئے جیسی سہولت

وہمت ہو اسی کے مطابق کنکری مارنے کا نظام بنائیں، اور جتنی جلد اس عمل سے فارغ ہو جائیں اچھا ہے، تاکہ دیگر اعمال کے لئے وقت مل جائے۔

- رمی شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنے کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔
- اگر صرف حج کا احرام ہو تو رمی کے بعد حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں۔ اور خواتین کیلئے حلق جائز نہیں، وہ صرف اتنا کریں کہ چوٹی کے سرے سے انگلی کے پوروں کے برابر اپنے بال کاٹ لیں۔
- اگر قران یا تمتع کا احرام ہے تو پہلے واجب قربانی کریں اس کے بعد ہی سر منڈوائیں۔
- حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق قارن اور متمتع کے لیے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے، اس لیے پوری کوشش کرنی چاہیے کہ یہ ترتیب قائم رہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے ضعف یا نئے سعودی قوانین یا کسی اور عذر کی بنا پر ترتیب قائم نہ رکھ سکے تو صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہ کے قول پر اس پر دَم واجب نہ ہوگا۔

طوافِ زیارت

- قربانی اور حلق کے بعد طوافِ زیارت کے لیے مکہ معظّمہ جائیں، یہ طواف فرض ہے، اور ۱۰/ سے ۱۲/ ذی الحجہ تک دن یا رات میں کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے۔
- جو عورت ناپاک ہو وہ اس وقت طواف زیارت نہ کرے اور بعد میں پاک ہونے پر طواف کرے، اس تاخیر سے اس پر کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا۔
- اگر پہلے حج کی سعی نہ کی ہو تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی اور اس طواف کے شروع کے تین چکروں میں رمل (اکڑ کر چلنا) کیا جائے گا اور جب حلق کے بعد سلے ہوئے کپڑے پہن کر طواف کریں تو اضطباع نہ ہوگا اور سعی بھی سلے ہوئے کپڑوں میں ہوگی (اگرچہ حج کی سعی کے لئے ۱۲/ تاریخ کی کوئی تحدید نہیں ہے بلکہ بعد میں بھی کی جا سکتی ہے)
- ایام منیٰ (۱۰/۱۱/۱۲/ ذی الحجہ) میں رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گذارنا مسنون ہے۔ لیکن مشکل یہ

ہے کہ آج کل حکومت نے بے شمار خیمے حدودِ مزدلفہ میں لگا دئے ہیں جن میں لاکھوں حجاج کو ٹھہرایا جاتا ہے ان کے لئے حدودِ منیٰ میں ٹھہرنا سخت مشکل ہے، لہٰذا ایسے عذر کی وجہ سے وہ منیٰ کا قیام چھوڑنے پر انشاء اللہ گنہ گار نہ ہوں گے، ویسے بھی حنفیہ کے نزدیک اس ترک قیام پر کوئی دم واجب نہیں ہوتا۔

رمی جمار (کنکری مارنا)

- ۱۱/اور۱۲/تاریخ کو زوال کے بعد سے تینوں جمرات کی رمی کی جائے گی۔
- ان دو دِنوں میں زوال سے قبل رمی جائز اور معتبر نہیں ہے، اس کا خیال رکھیں۔
- کمزور اور خواتین اگر رات میں رمی کریں تو ان پر کراہت نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ رات کے وقت میں رمی کرنے پر قادر ہوں ان کی طرف سے دوسرے کی رمی درست نہ ہوگی، اس مسئلہ کا بھی خوب خیال رکھیں، کیونکہ بہت سے لوگ حقیقی عذر کے بغیر رمی میں نیابت کرادیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی رمی معتبر نہیں ہوتی اور ان پر ترکِ رمی کی وجہ سے دَم واجب ہو جاتا ہے۔
- کنکری اس طرح ماریں کہ وہ دائرہ کے اندر ہی گریں اس سے باہر نہ جائیں۔
- جمرۂ عقبہ اور جمرۂ وسطیٰ کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا مسنون ہے۔ آخری جمرہ کے بعد دعا کا حکم نہیں ہے۔
- منیٰ کے ایام خاص طور پر ذکرِ خداوندی کے دن ہیں، اس دوران عبادات کا خاص اہتمام رکھیں، اور دین کی اشاعت کی بھی فکر کریں۔
- ۱۲/ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے منیٰ سے مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہو جائیں اور کوئی عذر ہو یا خواتین وغیرہ ساتھ ہوں تو غروب کے بعد بھی کنکری مار کر منٰی سے نکل سکتے ہیں۔
- لیکن اگر ۱۳/ذی الحجہ کی صبح صادق تک منی میں رُک گئے تو ۱۳ویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہو جائے گی۔

مکہ معظّمہ واپسی اور طوافِ وداع

- مکہ معظّمہ واپس ہو کر جو حضرات وطن جانا چاہتے ہیں، ان پر جانے سے پہلے طوافِ وداع

کرنا واجب ہے، اگر بلا عذر اسے چھوڑ دیا تو دَم لازم ہو جائے گا۔

- طوافِ زیارت کے بعد کیا گیا نفلی طواف بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔
- اگر کوئی شخص طوافِ وداع کیے بغیر میقات سے باہر چلا جائے تو اس پر دَم واجب ہو جائے گا۔ اس دَم سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ دوبارہ عمرے کا احرام باندھ کر حرم میں آئے اور اوّلاً عمرہ کرے پھر طوافِ وداع کرے، صرف طوافِ وداع کے لیے باہر سے بلا احرامِ عمرہ آنا منع ہے، اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھیں۔
- جو عورت واپسی کے وقت ناپاک ہو اس کے لیے طوافِ وداع کے لیے رکنا لازم نہیں، وہ بلا طوافِ وداع کیے وطن لوٹ سکتی ہے۔
- مکہ معظّمہ میں جتنا بھی قیام نصیب ہو اسے غنیمت سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ طواف اور عمروں کا اہتمام رکھیں۔ زندگی میں یہ مواقع بار بار نصیب نہیں ہوتے۔ اور واپسی کے وقت نہایت حزن و ملال کا اظہار کریں، اور بیت اللہ کی جدائی پر گریہ وزاری کے ساتھ واپس ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بار بار باادب اور مقبول حاضری کی دولت سے نوازیں۔

آمین یا رب العالمین.

کتاب الدعاء

(سفرِ حج کی کچھ اہم ماثور دعائیں)

حج کے دوران

دعاؤں اور اذکار کا اہتمام

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِىٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ، اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِىْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ. (المؤمن: ٦٠)

اور تمہارے رب کا اعلان ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کرلوں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت (اور دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں جائیں گے۔

نیز ارشادِ خداوندی ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ، اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ.

(البقرة: ١٨٢)

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں (کہ میں کہاں ہوں؟) تو میں تو قریب (ہی) ہوں، میں دعا مانگنے والی کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے مانگے، پس انہیں (میرے بندوں کو) میرا حکم ماننا چاہئے اور مجھ پر یقین لانا چاہئے؛ تاکہ وہ راہ یاب ہوں۔

اور سورۂ ''الم السجدۃ'' میں اہلِ جنت کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا.

(السجدة: ١٦)

ان کے پہلو خواب گاہوں سے جدا رہتے ہیں وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں خوف سے اور امید سے۔

یعنی ایک طرف ان پر خشیت کا غلبہ رہتا ہے دوسری جانب وہ رحمت خداوندی کے امیدوار بھی رہتے ہیں، یہی اہل ایمان کی شان ہے۔

اور آنحضرت ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ. (ترمذی شریف ۲/ ۱۷۵) یعنی دعا ہی عبادت ہے۔

یہ داتاؤں کے داتا کا دربار ہے

اور حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا عِبَادِیْ! كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ أُطْعِمُكُمْ، يَا عِبَادِیْ! كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِیْ اُكْسِكُمْ......، يَا عِبَادِیْ! لَوْ أَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ، وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسْئَلُوْنِیْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِیْ إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ. (مسلم شریف: ۲۵۷۷ باب تحرم الظلم، کتاب الدعاء للطبرانی ۲۶، ومثله فی سنن ابن ماجة ۳۱۴، ترمذی شریف ۲/ ۷۶)

اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر میں جسے کھانا کھلاؤں۔ لہٰذا مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر میں جسے پہناؤں؛ لہٰذا مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے، اور تمام جنات وانسان ایک میدان میں جمع ہوکر مجھ سے (جو جی چاہے) مانگیں اور میں سب کو (بلاکم وبیشی) عطاء کردوں تو میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہ آئے گی جو ایک سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں آسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو دعا مانگنے والے بندے پسند ہیں

اللہ رب العالمین کی نظر میں وہ بندہ سب سے معزز ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے مانگنے والا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

لَيۡسَ شَيۡءٌ أَكۡرَمَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الدُّعَاءِ. (كتاب الدعاء ٣٠، سنن الترمذی: ٣٣٧٠)

اللہ رب العزت کی نظر میں دعا سے زیادہ معزز کوئی اور بات نہیں ہے۔

ذرا غور فرمائیں، یہی فرق ہے مالک الملک اور بندوں میں کہ بندہ خواہ کتنا ہی بڑا کروڑ پتی کیوں نہ ہو، وہ اپنے سے مانگنے والوں سے کبھی نہ کبھی ناگواری ضرور محسوس کرتا ہے؛ لیکن رزاق دو جہاں کی تو شان ہی عجیب ہے کہ وہاں مانگنے والوں پر رحمت، محبت اور شفقت کا فیضان ہی فیضان ہے، اور جو لوگ اس سے بے نیازی برتیں اور مانگنے سے تکلف کریں ان پر عتاب ہے، سبحان اللہ۔

اللہ سے دعا کسی حال میں نفع سے خالی نہیں

بندوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے میں کامیابی موہوم ہوتی ہے، مگر اللہ رب العالمین اپنے مانگنے والے بندہ کو کبھی محروم نہیں فرماتے، حدیث میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنۡ رَجُلٍ مُسۡلِمٍ دَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِدَعۡوَةٍ لَيۡسَ فِيۡهَا اِثۡمٌ وَلاَ قَطِيۡعَةُ رَحۡمٍ اِلَّا اَعۡطَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا اِحۡدَى خِصَالٍ ثَلاثٍ: اِمَّا أَنۡ يُّعَجِّلَ لَهٗ دَعۡوَتَهٗ، وَاِمَّا أَنۡ يَّدَّخِرَ لَهٗ فِيۡ الۡاٰخِرَةِ، وَاِمَّا اَنۡ يَّدۡفَعَ عَنۡهُ مِنَ السُّوۡءِ مِثۡلَهَا. (كتاب الدعاء ٣٢)

جب بھی کوئی مسلمان اللہ سے ایسی دعا مانگتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی شامل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین باتوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتے ہیں: (۱) یا تو اس کی دعا نقد قبول فرما لیتے ہیں (۲) یا اس کا اجر وثواب آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیتے ہیں (۳) یا اس دعا کی بدولت اس سے کوئی مصیبت دفع فرما دیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر عرض کیا کہ: ''حضرت! پھر تو ہم خوب دعا کیا کریں گے''، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَكۡثَرُ. (المستدرك للحاكم ٤٩٣/١)

اللہ تعالیٰ بھی خوب عطا فرمانے والے ہیں۔

بریں بنا ہر مسلمان کو بہر حال دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے، بالخصوص سفرِ حج تو اوّل و آخر دعا کی قبولیت کا بہترین زمانہ ہے۔ حاجی جس پاک در پر جا رہا ہے وہاں کی ہر جگہ اور ہر لمحہ مقبول اور مستجاب ہے، لیکن ضروری ہے کہ دعا اس حال میں مانگی جائے کہ الفاظ کے ساتھ دل بھی مستحضر ہو یہ نہ ہو کہ محض رٹے رٹائے الفاظ پڑھ کر یہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے دعا مانگ لی، بلکہ تمام شرائط وآداب، عاجزی، انکساری اور مکمل خشوع وخضوع اور معانی کے استحضار کے ساتھ دعا مانگنی چاہئے۔

دعا کے چند آداب

دعا کے بعض اہم آداب یہ ہیں:

(۱) شروع میں خوب جی لگا کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ حمد کے الفاظ عربی میں پڑھے، لیکن اگر عربی میں نہ پڑھ سکے تو مادری زبان میں جن بہتر سے بہتر الفاظ میں حمد کرسکتا ہو حمد کرے۔ اس کے بعد پورے خلوص کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں درود شریف کا نذرانہ پیش کرے۔ پھر نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے مقاصد کے لئے دعا کرے۔ اس ترتیب سے انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک صاحب نے نماز پڑھی اور پھر فوراً یہ دعا مانگنے لگے۔ **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ** (اے اللہ مجھے معاف فرما، اے اللہ مجھ پر رحم فرما) اسے دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میاں! تم نے جلد بازی سے کام لیا''۔ نماز کے بعد اولاً تمہیں اللہ کی کما حقہ حمد وثنا کرنی چاہئے تھی، پھر مجھ پر درود بھیجتے، اس کے بعد دعا کرتے۔ بعد ازاں ایک اور شخص نے نماز پڑھ کر اوّلاً حمد وثنا کی پھر درود شریف پڑھا تو اسے دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مانگو، تمہیں عطا کیا جائے گا''۔ (مسند احمد ۴/۵۴، سنن ترمذی ۲/۱۸۵، کتاب الدعا للطبرانی ۴۶)

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجلس میں بیٹھا تھا، ایک صاحب حاضر ہوئے انہوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی اور انہوں نے قعدۂ اخیرہ میں دعا کرتے ہوئے یہ کلمات کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ	اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس بات کے حوالہ سے کہ ہر طرح کی تعریف صرف آپ ہی

بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذُوْ الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

کے لئے ہے، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ بہت احسان فرمانے والے، آسمان وزمین کے خالق، بزرگی اور عزت والے ہیں، اے ہمیشہ سے زندہ رہنے والے اور اے ہمیشہ نگرانی کرنے والے۔

ان کلمات کو سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے اللہ کے اس اسم اعظم کے ذریعہ دعا مانگی ہے جس کے وسیلہ سے جو بھی دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے اور جو بھی سوال کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرماتے ہیں''۔ (سنن الترمذی، ابوداؤد شریف، کتاب الدعاء ۵۳)

(۲) نیز احادیث طیبہ میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفاتِ حسنہ کے توسل سے دعا مانگنے کی تاکید بھی وارد ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلِظُّوْا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.

(كتاب الدعاء ٤٧٠، ترمذى شريف ١٩٢/٢)

''اے ذوالجلال والاکرام'' کہہ کر لپٹ کر دعا مانگا کرو۔

(۳) دعا کے الفاظ کم از کم تین مرتبہ دہرائے جائیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ تین مرتبہ دعا مانگنے کو پسند فرماتے تھے۔ (کتاب الدعا ۳۶)

(۴) قبولیت کے کامل یقین کے ساتھ دعا مانگی جائے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اُدْعُوْا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ. (ترمذى شريف ١٨٦/٢)

اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا مانگو کہ تمہیں قبولیت کا پورا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لاابالی دل سے دعا کو قبول نہیں فرماتے۔

(۵) پوری قوت اور پختگی کے ساتھ دعا مانگی جائے، اور جس چیز کو مانگا جائے اس کی انتہائی رغبت ظاہر کی جائے؛ کیونکہ جس چیز کی جتنی تڑپ ہوگی اتنا ہی قبولیت سے قرب ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلاَ يَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ، وَلٰكِنْ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ. (بخاری شريف، ترمذی شريف، كتاب الدعاء ٤٢)

جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو یہ نہ کہے کہ اے اللہ! آپ کا جی چاہے تو مجھے بخش دیجئے، یا آپ کی مرضی ہو تو مجھ پر رحم فرمایئے؛ بلکہ پورے عزم کے ساتھ ہی دعا مانگو؛ کیوں کہ اللہ پر کسی کا دباؤ نہیں چلتا۔

نیز ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيُعَظِّمْ رَغْبَتَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَاظَمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ اِلَّا اَعْطَاهُ. (مسند احمد ٢/٤٥٧، كتاب الدعاء ٤٣)

جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو خوب رغبت ظاہر کرے؛ کیوں کہ اللہ کے سامنے جب کسی چیز کی اہمیت کے ساتھ طلب کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرماتے ہیں۔

(۶) دعا میں جلدی نہ کی جائے۔ یعنی اگر مانگی مراد پوری نہ ہو تو یہ نہ کہے کہ ''میں نے دعا مانگی تھی مگر قبول نہیں ہوئی'' بلکہ برابر مانگتا رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِیْ. (مسلم شريف، بخاری شريف، كتاب الدعاء ٤٤)

جب تک آدمی جلد بازی نہ کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے (اور جلد بازی یہ کہ) کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی مگر وہ قبول ہی نہ ہوئی۔

(۷) جہاں تک ممکن ہو دعا میں رقتِ قلبی اور تضرع وزاری کی کوشش کی جائے، اگر کوئی مصلحت اور ضرورت پیشِ نظر نہ ہو تو دعا آہستہ ہی مانگی جائے، چیخ پکار نہ مچائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً، اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ. (الاعراف: ٥٥)

اپنے رب کو پکارو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے بیشک اللہ کو حد سے آگے بڑھنے والے لوگ اچھے نہیں لگتے۔

دل کے استحضار کے ساتھ دعا

یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ دعا کی روح دل کا استحضار ہے۔ جو اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ سمجھ کر دعا کی جائے۔ آج کل بالخصوص طواف کے دوران یہ وبا عام ہوگئی ہے کہ مطوّف دعا کے الفاظ زور سے کہتا ہے پھر اس کے ساتھ چلنے والے لوگ پوری آواز کے ساتھ وہی الفاظ دہراتے جاتے ہیں۔ اس غلط طریقہ سے خود کہنے والوں میں خشوع وخضوع تو کیا رہتا ان کے طرز عمل سے دوسروں کا سکون بھی غارت ہو جاتا ہے۔ نیز مطوفوں کے عمل اور حج کے متعلق بعض شائع شدہ لٹریچر سے یہ تاثر عام ہوتا جا رہا ہے کہ طواف کے ہر چکر کے لئے الگ الگ مقررہ دعائیں پڑھنا لازم اور ضروری ہے۔ چنانچہ ناواقف شوقین حجاج ان دعاؤں کے محض الفاظ رٹنے پر لگ جاتے ہیں اور ان کے معانی کو پیش نظر نہیں رکھتے جس کی وجہ سے دعا میں جان نہیں پڑتی اور جو توجہ اور الحاح کی کیفیت دعا میں مطلوب ہے اس کی چاشنی حاصل نہیں ہو پاتی۔ لہٰذا یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ طواف کے ہر چکر کے لئے لکھی ہوئی الگ الگ دعائیں پڑھنا لازم نہیں ہے۔ یہ دعائیں علماء نے صرف سہولت کے لئے جمع اور متعین فرما دی ہیں، اگر پڑھ لیں تو بہت اچھا، ورنہ ان کے علاوہ دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ اور اپنی مادری زبان میں بھی ضرورت کی دعائیں جی لگا کر مانگی جاسکتی ہیں۔ البتہ جو دعائیں اور اذکار خاص مواقع پر آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہؓ سے ثابت ہیں ان کے اہتمام کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایسی ہی کچھ دعائیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

سفر کی دعا

جب سفر کے لئے گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔ نیز راستہ میں بھی وقتاً فوقتاً پڑھتا رہے:

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ الصَّاحِبُ فِیۡ السَّفَرِ وَالۡخَلِیۡفَۃُ فِیۡ الۡاَھۡلِ اَللّٰھُمَّ اَصۡحِبۡنَا فِیۡ سَفَرِنَا وَاخۡلُفۡنَا فِیۡ اَھۡلِنَا، اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ وَعَثَاءِ السَّفَرِ	اے اللہ! آپ ہی ہمارے رفیق سفر ہیں، اور آپ ہی ہمارے اہل وعیال کی خبر گیری کرنے والے ہیں۔ اے اللہ! آپ ہمارے سفر میں ساتھ ہوجایئے، اور ہمارے گھر والوں کی سرپرستی

وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَمِنْ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِيْ الْاَهْلِ وَالْمَالِ. (سنن الترمذی ۱۸۲/۲، مصنف ابن شيبة ۳۰۹/۱۵-۳۱۰)

فرمائیے۔ اے اللہ! میں آپ سے سفر کی مشقت، واپسی کے بعد کی بری حالت، اور ہدایت کے بعد ضلالت، اور مظلوم کی بددعا اور گھربار کی بدمنظری سے پناہ کا خواستگار ہوں۔

جب کعبۂ مشرفہ پر نظر پڑے

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑنے کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس وقت اوّلاً درج ذیل دعا پڑھے۔ پھر اپنے لئے جو چاہے دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفاً وَتَعْظِيْماً وَتَكْرِيْماً وَبِرًّا وَمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَعَظَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِاعْتَمَرَهٗ تَعْظِيْماً وَتَشْرِيْفاً وَبِرًّا وَمَهَابَةً. (كتاب الدعا الطبراني ٣٦٨، مصنف ابن ابی شيبة ٣١٧/١٥، سنن كبرىٰ للبيهقی بيروت ٧٣/٥، مناسك ملا علی قاری ٥٦٤)

اے اللہ! آپ اپنے اس گھر کی شرافت، کرامت، بھلائی اور ہیبت میں اضافہ فرمائیے، اور حج وعمرہ کرنے والوں میں سے جو شخص اس کی عظمت وشرافت کا خیال رکھے، آپ اس کو بھی مزید شرافت، عظمت، بھلائی اور رعب سے سرفراز فرمادیجئے۔

حجر اسود کے استلام کے وقت کی دعا

حجر اسود کے استلام (بوسہ لینے یا دُور سے اشارہ) کے وقت یہ الفاظ کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ اِيْمَاناً وَتَصْدِيْقاً بِكِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم. (كتاب الدعا للطبرانی ٢٧٠، مصنف ابن ابی شيبة ٣١٩/١٥، سنن كبرىٰ للبيهقی ٧٩/٥، مناسك ملا علی قاری ٥٦٥)

اللہ کے نام سے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! (میرا یہ عمل) آپ کی کتاب پر ایمان اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور آپ کے پیغمبر ﷺ کی سنت کے اتباع میں ہے۔

رکنِ یمانی سے گذرتے ہوئے پڑھنے کی دعا

رکنِ یمانی (حجرِ اسود سے پہلے کونے) سے گذرتے وقت چلتے چلتے اگر دونوں یا صرف دائیں ہاتھ سے اسے چھونا ممکن ہوتو ہاتھ لگائے، ورنہ حجر اسود کی طرح دور سے بالکل اشارہ نہ کرے (جیسا کی ناواقف حجاج کا طریقہ ہے) بلکہ بدستور اپنی ہیئت پر طواف کرتا رہے۔ایک روایت میں آتا ہے کہ رکن یمانی پر ۷۰ فرشتے مقرر ہیں، جو شخص وہاں سے گذرتے ہوئے درج ذیل دعا پڑھتا ہےتو وہ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِيْ الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (سنن ابن ماجه ۲۱۸، مصنف ابن ابی شيبة ۳۱۹/۱۵، تاتارخانية زكريا ۴۹۷/۳، أبو داؤد شريف ۲۶۰/۱)

اے اللہ ! میں آپ سے معافی اور دنیا وآخرت کی عافیت کا طلب گار ہوں، اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔

طواف کے دوران ذکر کی کثرت

طواف کرتے ہوئے کثرت سے یہ کلمات پڑھے جائیں :

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

(ابن ماجه/ ۲۱۸)

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ (نیکی کرنے کی) قوت ہے اور نہ (برائی سے بچنے کی) طاقت ہے۔

نیز یہ ذکر بھی کثرت سے کیا جائے :

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى کُلِّ شَیءٍ قَدِيْرٌ. (کتاب الدعا/ ٢٦٩)

اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں، ساری بادشاہت اسی کے لئے ہے، اور ہر طرح کی تعریف کا وہی مستحق ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

طواف کے دوران پڑھنے کے لئے چند منتخب جامع دعائیں

طواف کے دوران کسی دعا کی تخصیص نہیں ہے۔ ضرورت کی کوئی بھی دعا کسی بھی زبان میں مانگ سکتے ہیں۔ نیز اذکار، تلاوت وغیرہ میں بھی مشغول رہ سکتے ہیں۔ تاہم سات اہم اور جامع دعائیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں، اگر جی چاہے تو ان میں سے بعض یا سب یا ان کا ترجمہ طواف میں پڑھ سکتے ہیں۔ مگر دل کے استحضار کا خاص خیال رکھا جائے۔

(١) اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيْتُ بَيْتُکَ وَنَحْنُ عَبِيْدُکَ وَنَوَاصِيْنَا بِيَدِکَ وَتَقَلُّبُنَا فِیْ قَبْضَتِکَ، فَاِنْ تُعَذِّبْنَا فَبِذُنُوْبِنَا، وَاِنْ تَغْفِرْلَنَا فَبِرَحْمَتِکَ، فَرَضْتَ حَجَّکَ لِمَنْ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً، فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰى مَاجَعَلْتَ لَنَا مِنَ السَّبِيْلِ. اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا ثَوَابَ الشَّاکِرِيْنَ. (کنزالعمال ٥/٥٧، مسلم شریف ٢/٣٤٩)

اے اللہ! یہ گھر آپ ہی کا ہے، اور ہم آپ کے بندے ہیں، ہماری پیشانیاں آپ کے اختیار میں ہیں، اور ہماری ہر حرکت آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے؛ لہٰذا اگر آپ ہمیں عذاب دیں تو یہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہوگا، اور اگر آپ ہمیں بخش دیں تو یہ آپ کی رحمت سے ہوگا، آپ نے اس شخص پر حج فرض کیا ہے جو حج پر قادر ہو، پس آپ کا ہمیں یہاں تک آنے کی قدرت دینے پر ہر طرح کا شکر ہے۔ اے اللہ! ہمیں شکر گذاروں کے ثواب سے نوازیئے۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ لِيْ عِصْمَةَ اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ، وَاَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ جَعَلْتَ اِلَيْهَا مَعَادِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَايَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مَنْكَ جَدُّهٗ. (کتاب الدعاء / ۲۰۷)

اے اللہ! میرے اس دین کی اصلاح فرمایئے جسے آپ نے میرے لئے جائے پناہ بنایا، اور میری اس دنیا کی اصلاح فرمایئے جس کو آپ نے میرے لئے زندگی گذارنے کی جگہ بنایا، اور میری آخرت کی اصلاح فرمایئے جس کو آپ نے میرے لئے لوٹنے کی جگہ بنایا، اے اللہ! میں آپ کی خوشنودی کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں، اور آپ کی عفو ودرگذری کے ذریعہ آپ کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں خود آپ کی ذات کے ذریعہ آپ کی سزا سے حفاظت کا سائل ہوں، جسے آپ دینا چاہیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے آپ روک دیں اسے کوئی دینے والا نہیں، اور آپ کے مقابل میں کسی کی طاقت وقوت کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۳) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ. وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ،

اے اللہ! میں آپ سے ہر طرح کی جلدی یا دیر کی بھلائی کا طلب گار ہوں چاہے مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو اور میں ہر طرح کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں چاہے وہ جلدی ہو یا دیر میں یا مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ اے اللہ! میں آپ سے وہ تمام بھلائیاں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَأَلَکَ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ ﷺ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّمَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ ا، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَلْجَنَّۃَ وَمَاقَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَمَاقَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ وَاَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَاءٍ قَضَیْتَہٗ لِیْ خَیْراً.

(کنز العمال ۲/۷٦)

طلب کرتا ہوں جو آپ سے آپ کے بندے اور رسول محمد ﷺ نے طلب فرمائی ہیں۔اور میں آپ سے ان تمام شرور سے پناہ مانگتا ہوں جن سے آپ کے بندے اور رسول محمد مصطفیٰ ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔اے اللہ ! میں آپ سے جنت اور اس سے قریب کرنے والی ہر بات اور عمل کا سوال کرتا ہوں اور میں آپ سے جہنم اور اس تک پہنچانے والی ہر بات اور عمل سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے لئے جو بھی فیصلہ فرمائیں وہ خیر ہی ہو۔

(٤) اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلاَمِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلیٰ النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَاظَھَرَ مِنْھَا وَمَابَطَنَ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّیَاتِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمِ، وَاجْعَلْنَا شَاکِرِیْنَ لِنِعْمَتِکَ مُثْنِیْنَ بِھَا قَابِلِیْنَ لَھَا، وَاَتِمَّھَا عَلَیْنَا. (کنزالعمال ۲/۸۲)

اے اللہ! ہمارے اختلاف کرنے والے بھائیوں میں صلح پیدا فرما، اور ہمارے دلوں میں الفت عطا فرما اور ہمیں سلامتی کے راستوں پر گامزن فرما، اور ہمیں اندھیروں سے نجات عطا فرما کر روشنی سے نوازدے، اور ہمیں ظاہری اور پوشیدہ بے حیائیوں سے محفوظ فرما، اے اللہ! ہمارے کان، آنکھوں، دلوں، گھر والیوں اور اولادوں میں برکت عطا فرما، اور ہماری توبہ قبول فرما، بیشک آپ توبہ قبول فرمانے والے نہایت مہربان ہیں، اور ہمیں اپنی عطا کردہ نعمتوں کا قدرداں، ان کی تعریف کرنے والا، اور ان کو قبول کرنے والا بنادے اور نعمتوں کو ہم پر تمام فرمادے۔

(۵) اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیَ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاعْطِنِیْ سُؤْلِیْ، وَتَعْلَمُ مَاعِنْدِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ، اَسْأَلُکَ اِیْمَانًا یُبَاشِرُ قَلْبِیْ، وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَایُصِیْبُنِیْ اِلَّامَا کُتِبَ لِیْ، وَرَضِّنِیْ بِقَضَائِکَ.

(کنز العمال ۵/۲۳)

اے اللہ! آپ میری ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے باخبر ہیں؛ لہٰذا میری معذرت قبول فرمایئے، اور آپ میری ضرورت سے واقف ہیں اس لئے لئے میری مراد عطا فرمایئے، اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے اسے آپ جانتے ہیں لہٰذا مجھے بخش دیجئے۔ میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور سچا یقین مانگتا ہوں تاکہ مجھے یہ علم ہو کہ مجھے پہنچنے والی ہر مصیبت آپ کی طرف سے ہے اور مجھے اپنے فیصلہ پر راضی رہنے والا بنا دیجئے۔

(٦) یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ فَلَاتَکِلْنِيْ اِلٰی نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَیْنٍ، وَاَصْلِحْ لِيْ شَانِيْ کُلَّہٗ.

(کنز العمال ۳/۱۰٦)

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اور ہمیشہ کائنات کا نظام چلانے والے خدائے ذوالجلال! میں آپ کی رحمت سے مدد طلب کرتا ہوں، آپ مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے مت فرمایئے اور میرے ہر طرح کے حالات کو درست فرما دیجئے۔

(۷) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ فَاِنَّ لِلسَّائِلِ

اے اللہ! میں آپ سے حق کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو آپ سے مانگنے والے کو حاصل

عَلَيْكَ حَقًّا، أَيُّمَا عَبْدٍ أَوْ اَمَةٍ مِنْ أَهْلِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَقَبَّلْتَ دَعْوَتَهُمْ وَاسْتَجَبْتَ دُعَائَهُمْ أَنْ تُشْرِكَنَا فِيْ صَالِحِ مَايَدْعُوْنَكَ فِيْهِ وَاَنْ تُشْرِكَنَا فِيْ صَالِحِ مَايَدْعُوْنَكَ فِيْهِ، وَاَنْ تُعَافِيَنَا وِاِيَّاهُمْ وَاَنْ تَقَبَلَ مِنَّا وَمِنْهُمْ وَاَنْ تَجَاوَزَ عَنَّا وَعَنَهُمْ فَاِنَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ.

(مناجات مقبول)

ہے، اس لئے کہ مانگنے والے کا بھی آپ پر (آپ کی والاشان کے اعتبار سے) حق ہے، کہ آپ نے خشکی یا تری میں رہنے والے جس اپنے بندے یا بندی کی دعا قبول کی ہو اور اس کی پکار سنی ہو آپ ان کی خیر کی دعاؤں میں ہمیں شریک فرمادیجئے اور ان کو ہماری دعاؤں میں حصہ عطا فرمائیے، اور ہمیں اور ان کو عافیت عطا فرمائیے، اور ہمیں اور ان کو قبولیت سے نواز دیجئے، اور ہم سب سے درگذری کا معاملہ فرمائیے، کیونکہ ہم اس کتاب پر ایمان لاچکے ہیں جو آپ نے اتاری ہے اور ہم نے رسول ﷺ کی پیروی کی ہے، لہٰذا آپ ہمارا نام شہادت دینے والوں میں لکھ دیجئے۔

نوٹ: یہ دعائیں دیگر مواقع قبولیت مثلاً منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی پڑھی جاسکتی ہیں، کسی خاص جگہ یا وقت کے لئے مخصوص نہیں، نیز طواف کے دوران اپنی زبان میں بھی توجہ کے ساتھ دعائیں مانگی جاسکتی ہیں، عربی زبان ہی میں دعا مانگنا ضروری نہیں ہے۔

ملتزم پر

طواف کے بعد دو رکعت مقام ابراہیم یا اس کے قریب پڑھ کر ملتزم (حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے درمیان کی جگہ) پر آئے اور اگر جگہ خالی ہو اور کسی کو روکے بغیر ممکن ہو تو اس جگہ بیت اللہ شریف سے چمٹ کر جو چاہے اور جس زبان میں چاہے دعا مانگے، یہ دعا کی قبولیت کا اہم مقام ہے۔ (السنن الکبریٰ للنسائی ۵/۱۶۴)

ملتزم اور رکن یمانی کے علاوہ بیت اللہ شریف کی دیوار کے دوسرے حصوں سے چمٹنا ثابت

نہیں ہے۔اس سے احتراز کرنا چاہئے۔اوپر طواف کے عنوان میں جو دعائیں لکھی گئی ہیں وہ یہاں بھی پڑھ سکتا ہے۔

زمزم پیتے وقت

حدیث میں وارد ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد سے بھی پیا جائے گا اللہ تعالیٰ وہ مقصد پورا فرمائے گا،اس لئے جائز مرادیں ذہن میں رکھ کر خوب جی بھر کر زمزم پیئے۔اکابر سے اس موقع پر یہ دعا بھی منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ. (فتاویٰ قاضی خان، مصنف ابن ابی شیبة ۱۳۶/۱۵ حدیث: ۲۹۸۷۵، مناسك ملا علی قاری ۵۶۷)

اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم، اور کشادہ روزی اور ہر طرح کے مرض سے شفا کا طلب گار ہوں۔

صفا ومروہ پر پڑھنے کی دعا

طواف کے بعد حجر اسود کا استلام کر کے صفا کی طرف چلے۔ جب صفا کے قریب پہنچے تو پڑھے:﴿ **اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ، اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ** ﴾ پھر صفا پر اتنا اوپر چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگے اور یہاں دعا مانگنے کی طرح ہاتھ اُٹھا کر اولاً یہ کلمات پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ. (مسلم ۳۹۵/۱، مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۱/۱۵،

اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں،وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، ساری بادشاہت اور حکمرانی اسی کی ہے، اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ وحدہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کردکھایا، اپنے بندے (حضورﷺ) کی مدد

فرمائی اور اکیلے ہی کافروں کے لشکروں کو شکست دے دی۔ (سنن کبریٰ للبیهقی ۹۳/۵، سنن ابی داؤد ۲٦٢/۱، نسائی شریف ۲/۱ ۳-۳۳، مناسك ملا علی قاری ٥٦٧)

اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے، پھر مروہ پر بھی یہی عمل کرے۔

میلین اخضرین کی دعا

میلین اخضرین (سعی کے درمیان وہ جگہ جہاں مردوں کو دوڑ کر چلنے کا حکم ہے، جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں) کے درمیان یہ دعا ثابت ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ. (کتاب الدعا ۲۷۲، تاتارخانیة زکریا ۵۰۲/۳، مناسك ملا علی قاری ٥٦٩)

اے میرے پروردگار! مجھے معاف فرما دیجئے، اور مجھ پر رحم فرما دیجئے۔ بیشک آپ نہایت زبردست اور باعزت ہیں۔

میدانِ عرفات کی افضل ترین دعا

میدانِ عرفات میں وقوف کا وقت دعا کی قبولیت کا افضل ترین وقت ہے۔ اور عرفات کی سب سے افضل ترین دعا یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (مجمع الزوائد ۲۵۲/۳ وغیرہ، مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۷/۱۵، سنن کبریٰ للبیهقی ۱۱۷/۵)

اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے لئے ہے ہر طرح کی بادشاہت، اور تمام تعریفوں کا وہی مستحق ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت سفیان ابن عیینہؒ سے پوچھا گیا کہ یہ کلمات تو محض حمد وثنا ہیں، پھر انہیں دعا کیوں کہا گیا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”میرے ذکر میں مشغولیت جس کو دعا اور سوال سے روک دے تو میں اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا

ہوں"۔(المغنی فی الحج والعمرہ ۲۴۰)

لہٰذا ان کلمات کی کثرت سے وہ نعمتیں ملیں گی جو بڑی بڑی دعاؤں سے بھی نہیں مل سکتیں. انشاءاللہ۔ نیز عرفات میں موقع بموقع تلبیہ کی بھی کثرت رکھیں۔

میدان عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا

حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز آنحضرت ﷺ سے یہ اثر انگیز دعا بھی ثابت ہے :

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ لَايَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِي. اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ، اَسْأَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ، وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ، مَنْ خَشَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ، وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهٗ، وَرَغِمَ اَنْفُهٗ لَكَ اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ بِيْ رَؤُوْفًا رَّحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْؤُلِيْنَ وَيَاخَيْرَ الْمُعْطِيْنَ.

(کتاب الدعا ٢٧٤)

اے اللہ! آپ میری بات سن رہے ہیں اور میری جگہ دیکھ رہے ہیں اور میری ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہیں۔ میری کوئی بات بھی آپ پر مخفی نہیں ہے۔ میں سختی میں مبتلا ہوں محتاج ہوں ، پناہ کا طلب گار ہوں، عذاب کے تصور سے ڈرنے اور لرزنے والا ہوں، اپنے سب گناہوں کا پوری طرح معترف ہوں، میں آپ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں اور آپ کے سامنے ذلیل مجرم کی طرح گڑگڑاتا ہوں، اور میں آپ کو نابینا (گرنے سے) خوف کرنے والے شخص کی طرح پکارتا ہوں جس کی گردن آپ کے سامنے جھکی ہوئی ہے، اور جس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، اور جس کا جسم آپ کے در دولت پر ذلت کے ساتھ پڑا ہے اور جس کی ناک آپ کے سامنے رگڑی ہوئی ہے۔ اے اللہ! آپ مجھے اس مانگنے میں محروم نہ فرمائیے اور میرے لئے

نہایت مہربان اور رحیم بن جائیے۔ اے ان سب
سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے، اور اے ان سب
سے افضل جو عطا کرنے والے ہیں۔

نیز وقوف عرفہ کا تو پورا وقت دعا ہی کے لئے ہے۔ جو چاہے اور جتنا چاہے مانگے، حمد وثنا، صلوٰۃ وسلام اور اذکار میں پورے تضرع اور شوق کے ساتھ مشغول رہے۔ ملا علی قاریؒ کی ''الحزب الاعظم''، حضرت تھانویؒ کی ''مناجات مقبول'' اور دعاؤں کی دیگر کتابیں دیکھ کر حسبِ ذوق دعائیں پڑھتا رہے۔ یاد آجائے تو راقم الحروف ناکارہ اور اس کے والدین و متعلقین واحباب کے لئے بھی دعا فرمادیں تو بڑا کرم ہوگا۔

مزدلفہ کی خاص دعا

عرفات سے واپسی کے بعد وقوف مزدلفہ کے دوران اس دعا کی کثرت رکھے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنُيَا حَسَنَةً وَّفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.
(کتاب الدعا ۲۷۵)

اے ہمارے پرودگار! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرمائیے، اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز دیجئے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمادیجئے۔

دسویں ذی الحجہ کی اہم دعا

یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) کو آنحضرت ﷺ سے یہ دعا پڑھنا ثابت ہے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ فَاكْفِنِيْ شَأْنِي كُلَّهُ وَلاَ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ. (کتاب الدعا ۲۷۵)

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور ہمیشہ سے نظام کائنات چلانے والے رب! آپ ہی کی رحمت سے میں مدد چاہتا ہوں۔ لہٰذا آپ میری ہر طرح کی حالت میں کفایت فرمائیے اور پلک جھپکنے کے بقدر بھی مجھے میرے نفس کے حوالے مت فرمائیے۔

حج کے مختلف مواقع پر پڑھنے کی دعا

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ طواف، صفا، مروہ، عرفات، جمرات اور دیگر دعا کے مواقع پر یہ دعا مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي بِدِيْنِکَ وَطَوَاعِيَّتِکَ وَطَوَاعِيَّةِ رَسُوْلِکَ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِى حُدُوْدَکَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِمَّنْ يُّحِبُّکَ وَيُحِبُّ مَلَائِکَتَکَ وَيُحِبُّ رَسُوْلَکَ وَيُحِبُّ عِبَادَکَ الصَّالِحِيْنَ، اللّٰهُمَّ حَبِّبْنِىْ اِلَيْکَ وَاِلٰى مَلَا ئِکَتِکَ وَاِلٰى رُسُلِکَ وَاِلٰى عِبَادِکَ الصَّالِحِيْنَ، اللّٰهُمَّ يَسِّرْنِى لِلْيُسْرٰى، وَجَنِّبْنِى الْعُسْرٰى وَاغْفِرْلِيْ فِى الْآخِرَةِ وَالْاُوْلٰى، وَاجْعَلْنِيْ مِن الْأَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْن الخ. (کنز العمال ۵/۱۱۳)

اے اللہ! مجھے اپنے دین، اپنی اور اپنے رسول ؐکی اطاعت کی ذریعہ (ہر بلا سے) محفوظ فرمایئے، اے اللہ! آپ مجھے اپنی سزاؤں سے بچالیجئے۔ اے اللہ! مجھے آپ اپنی ذات سے، اپنے فرشتوں سے، اپنے رسول (ﷺ) سے اور اپنے نیک بندوں سے محبت کرنے والا بنادیجئے، اے اللہ! مجھے اپنا، اپنے فرشتوں کا اور اپنے رسولوں کا اور اپنے نیک بندوں کا محبوب بنادیجئے۔ اے اللہ! جنت میرے لئے آسان فرمادیجئے اور جہنم سے محفوظ فرمادیجئے، اور مجھ کو دنیا اور آخرت میں معافی سے نواز دیجئے سے نواز دیجئے، اور مجھے متقیون کا امام بنادیجئے۔

کنکری مارتے وقت کی دعا

منیٰ میں جمرات کی رمی کرتے وقت ہر کنکری مارتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطٰنِ وَرِضًا لِلرَّحْمٰنِ اللّٰهُمَّ

اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے اور رحمٰن کو خوش کرنے کے لئے

اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَذَنْباً مَّغْفُوْراً وَسَعْياً مَّشْكُوْراً. (رواه الطبراني عن ابن عمرؓ كتاب الدعاء ۲۷٦، مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۵/۱۵، سنن کبریٰ للبیهقی ۸٤/٥-۱۲۹)

کے لئے، اے اللہ! اسے حج مقبول بنادیجئے، اور گناہ معاف فرمادیجئے، اورمحنت قبول فرمالیجئے۔

۱۱-۱۲؍ذی الحجہ کو پہلی اور دوسری رمی کے بعد الگ ہٹ کر جو چاہیں دعا مانگیں یہ بھی قبولیت کا وقت ہے۔

مقامات قبولیت دعاء

حج میں درج ذیل مواقع پر دعا کی قبولیت کی امید زیادہ ہے؛ اس لئے ان مقامات میں خصوصیت سے دعاؤں کا اہتمام رکھنا چاہئے:

(۱) کعبۂ مشرفہ کو دیکھتے وقت (۲) مطاف (طواف کرنے کی جگہ) (۳) ملتزم (حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازہ کا درمیانی حصہ) (۴) میزابِ رحمت (بیت اللہ شریف کا پرنالہ، جو حطیم میں گرتا ہے) کے نیچے (۵) حطیم (۶) حجر اسود (۷) رکن یمانی (۸) بیت اللہ شریف کا اندرونی حصہ (۹) زمزم کا کنواں (۱۰) مقام ابراہیم (۱۱) کوہِ صفا (۱۲) مروہ (۱۳) مسعی (سعی کرنے کی جگہ) (۱۴) میدانِ عرفات (۱۵) مزدلفہ (۱۶) منیٰ (۱۷) جمرۂ اولیٰ، جمرۂ ثانیہ (پہلے اور درمیانی شیطان کی رمی کرنے کے بعد دعا مسنون ہے، جب کہ آخری جمرہ کے بعد رک کر دعا ثابت نہیں ہے) (مستفاد: غنیۃ الناسک ۱۲۳، وانظر: الدر المختار مع الشامی ۳؍۵۲۳-۵۲۴، طحطاوی علی المراقی ۷۳۸، البحر العمیق ۳؍۱۳۳۱)

کعبہ شریفہ سے وداع کے وقت کی دعا

جب وطن واپسی کا ارادہ ہو تو طواف وداع کر کے ملتزم پر آئے، اور یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ وَقَنِّعْنِى بِمَا رَزَقْتَنِىْ وَبَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ لِىْ بِخَيْرٍ.

اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرمادیجئے اور آپ نے مجھے جو روزی عطا فرمائی ہے اس پر مجھے قناعت عطا فرما کر اس میں میرے لئے برکت

(کتاب الدعا / ۲۷۶)

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْتَوْدِعُکَ دِیْنِی وَاَمَانَتِی وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِیْ فَاحْفَظْهَا عَلَیَّ وَعَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ اللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَیْتِکَ وَارْزُقْنِیْ الْعَوْدَ اِلَیْهِ وَاَحْسِنْ اَوْبَتِی حَتّٰی تَبْلُغَنِیْ اَجَلِیْ وَاکْفِنِي مُؤُونَتِي وَمُؤُوْنَةَ عَیَالِيْ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ، آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ وَلِلرَّبِّ حَامِدُوْنَ.

(فتاوی قاضی خان ۱/۳۱۹)

عطا فرمایئے، اور جو چیز مجھ سے غائب ہے اس میں آپ میری طرف سے نگراں بن جایئے۔

اے اللہ! میں اپنے دین اور اعمال کا انجام آپ کے سپرد کرتا ہوں پس آپ مجھ پر اور ہر مسلمان مرد وعورت پر اس کی حفاظت فرمایئے۔ بیشک آپ دعا سننے والے ہیں۔ اے اللہ! میری اس حاضری کو اپنے گھر کی آخری حاضری نہ بنایئے۔ اور مجھے دوبارہ لوٹ کر آنے کی توفیق عطا فرمایئے، اور آپ میرا لوٹنا بہتر بنا دیجئے تا آنکہ موت مجھے اپنی منزل مقصود تک پہنچا دے اور آپ میری اور میری اولاد اور تمام مخلوق کی ضروریات اور خرچ اخراجات کی کفایت فرمایئے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے ہیں۔

اور بھی جو دعا ذہن میں آئے جی لگا کر مانگ لے۔ اور پھر انتہائی حسرت دیاس اور افسوس کے ساتھ روتے ہوئے واپس ہو، اور اس پاک اور مقدس دربار کا حق ادا نہ کرنے کا احساس دل میں جاگزیں کر کے ندامت وشرمندگی کے آنسو بہائے اور غلطیوں پر معافی کا طلب گار ہو۔

❖

باب

زیارۃ روضۃ الرسول ﷺ

(بارگاہِ نبوت میں)

قَالَ اللّٰہُ تبارَکَ وَتَعَالیٰ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡٓا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَہٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ○

(الحجرات: ۲)

ترجمہ:

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر بلند مت کرو اور نہ آپ سے اس طرح تڑخ کر بات کرو جیسے آپس میں کرتے ہو، کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تم کو احساس بھی نہ ہو۔

زیارتِ مدینہ منورہ

روضۂ اقدس پر حاضری

ایک مؤمن کے لئے سرورِ عالم، نبی اکرم، شفیعِ اعظم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری کی زندگی کی اہم ترین تمنا ہوتی ہے، اس لئے حجاجِ کرام کو اس عظیم سعادت سے بہرہ ور ہونے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ. (بیهقی: ٣٨٦٢، شعب الایمان ٤٩٠/٣، حدیث: ٤١٥٩، خلاصة الوفاء ٣٢١/١)

جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِراً لَمْ تَنْزَعُهُ حَاجَةٌ إِلَّا زِیَارَتِیْ كَانَ حَقاً عَلَیَّ أَنْ أَكُوْنَ لَهٗ شَفِیْعاً یَوْمَ الْقِیَامَةِ. (خلاصة الوفاء ٣٢٦/١، البحر العمیق ٢٨٨٧/٥)

جو شخص صرف میری زیارت کے لئے میرے پاس آئے تو میرے اوپر یہ بات ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا سفارشی بنوں گا۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے کہ:

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ عِنْدَ قَبْرِیْ فَكَأَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ. (خلاصة الوفاء ٣٢٨/١، ومثله فی شعب الایمان ٤٨٩/٣ حدیث: ٤١٥٣، مشكوٰة شریف ٢٤١/١، سنن كبریٰ ٢٤٦/٥)

جس شخص نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کا شرف حاصل کیا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات مروی ہیں جن سے روضۂ اطہر کی زیارت کے فضائل معلوم ہوتے ہیں۔ نیز صحیح سند کے ساتھ یہ روایت مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلاَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّهُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ. (ابو داؤد شریف ۲۷۹/۱، خلاصة الوفاء ۳۴۲/۱)

جو مسلمان شخص میری قبر پر آ کر سلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرما دیتے ہیں؛ تا آنکہ میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ اس سے بڑی سعادت کی بات ایک مؤمن کے لئے کیا ہو سکتی ہے کہ خود پیغمبر علیہ السلام اس کے سلام کا جواب مرحمت فرمائیں، اسی لئے جمہور علماء اہلِ سنت والجماعت نے روضۂ اقدس کی زیارت کو اہم ترین مقاصد میں سے شمار فرمایا ہے، اور روضۂ اقدس پر حاضری کو گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا سبب قرار دیا ہے؛ اسی لئے مدینہ منورہ حاضری کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔

حاجی پہلے مدینہ منورہ جائے یا مکہ معظّمہ؟

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر حاجی کے راستہ میں مدینہ منورہ پڑتا ہے تو اسے چاہئے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کے بغیر آگے نہ جائے؛ لیکن اگر راستہ میں مدینہ منورہ نہیں پڑتا تو اب اس میں قدرے تفصیل ہے:

(۱) اگر وہ فرض حج کرنے جارہا ہے تو پہلے حج کرنا افضل ہے، حج کے بعد مدینہ حاضری دے۔

(۲) اور اگر نفلی حج ہے تو اختیار ہے چاہے پہلے مکہ معظّمہ جائے یا مدینہ منورہ حاضر ہو۔ (مناسک ملا علی قاری ۵۰۲)

مدینہ، مرکزِ اسلام ہے

"مدینہ منورہ" قیامت کے قریب تک اسلام کا مرکز رہے گا، حتی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام مدینہ تک ہی سمٹ جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْرِزَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا. (بخاری شریف ۱/۲۵۲ حدیث: ۱۸۸۶، البحر العمیق ۱/۲٤٥)

ایمان اسی طرح مدینہ کی طرف لوٹ آئے گا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف لوٹتا ہے۔

اس حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ مدینہ منورہ میں قیامت تک ایمان واسلام کا غلبہ رہے گا۔

ایک دوسری روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس مقدس شہر کا تعارف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْمَدِیْنَۃُ قُبَّۃُ الْاِسْلَامِ وَدَارُ الْاِیْمَانِ وَأَرْضُ الْھِجْرَۃِ وَمَثْوَی الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ. (رواہ الطبرانی فی الاوسط: ٥٦١٤، الترغیب والترھیب مکمل: ۲۸۳)

مدینہ: اسلام کا گنبد، ایمان کا مرکز، ہجرت کی سرزمین، اور جائز و ناجائز کے علم کا مرجع ہے۔

مدینہ میں خبیث لوگ رہ نہیں پائیں گے

مدینہ منورہ کی ایک شان یہ ہے کہ یہ شہر زیادہ دن تک خبیث الفطرت لوگوں کو برداشت نہیں کرتا، اور ایسے لوگ جلد یا بدیر مدینہ سے در بدر کر دئے جاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَخْرُجُ مِنْھُمْ أَحَدٌ رَغْبَۃً عَنْھَا اِلَّا أَخْلَفَ اللّٰہُ فِیْھَا خَیْراً مِنْہُ، أَلَّا أَنَّ الْمَدِیْنَۃَ کَالْکِیْرِ تُخْرُجُ الْخَبِیْثَ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَنْفِی الْمَدِیْنَۃُ شِرَارَھَا کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ. (مسلم شریف ١/٤٤٤)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس مدینہ سے جو شخص بھی اعراض کر کے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر شخص کو یہاں قیام کا موقع عطا فرماتے ہیں۔ اچھی طرح سن لو! مدینہ بھٹی کے مانند ہے جو جلا کر کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے، اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ شہر یہاں سے شریروں کو نکال باہر نہ کر دے، جیسے کہ بھٹی لوہے کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔

اہل مدینہ کوستانے والا نیست ونابود ہوجائے گا

''مدینہ منورہ'' گویا کہ اسلام کا سرکاری دارالخلافہ ہے؛ لہٰذا جو بدنصیب شخص اس مقدس ومبارک شہر میں فتنہ انگیزی کرے یا یہاں کے باشندوں کوستائے، اسے اللہ تعالیٰ جلد ہی نیست ونابود فرمادیتے ہیں، اور آخرت میں جو عذاب ہوگا وہ الگ رہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَلَا يُرِيْدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ. (مسلم شريف ١/١٤٤)

جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں تانبے کے پگھلنے کی طرح یا نمک کے پانی میں پگھلنے کی طرح پگھلا دیتے ہیں۔

اور تاریخ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جس شخص نے مدینہ منورہ کے امن وسکون کو غارت کیا وہ بھی جلد ہی ذلیل وخوار ہوکر تاریخ کا حصہ بن گیا۔

مدینہ منورہ میں رہ کر بدعت پھیلانے والا ملعون ہے

مدینہ منورہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ہجرت اور سنت نبوی کا مرکز ہے، یہاں رہ کر جو شخص بدعت کرے یا اہل بدعت کو پناہ دے اس پر احادیث میں بدترین لعنت فرمائی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ اٰوىٰ مُحْدِثاً فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفاً وَّلَا عَدْلاً. (مسلم شريف ١/١٤٤)

جو شخص مدینہ منورہ میں بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعت کو پناہ دے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور عام مسلمانوں کی طرف سے پھٹکار ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں قیامت کے دن اس کا کوئی فرض یا نفل عمل قبول نہ ہوگا۔

بریں بنا مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں کوئی ایسا عمل ہرگز نہ کیا جائے جو شریعت کے خلاف اور قابل لعنت ہو۔

مدینہ منورہ میں قیام کی تکلیفوں پر صبر کرنے پر بشارت

جو شخص پیغمبر علیہ السلام سے قرب کے شوق میں مدینہ منورہ میں قیام کرے اور وہاں کی شدتوں پر اور مالی تنگیوں پر صبر کرے تو پیغمبر علیہ السلام نے ایسے شخص کے لئے شفاعت اور گواہی کی بشارت سنائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

لَا يَصْبِرُ عَلىٰ لَاوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَ شِدَّتِهَا أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِيْ اِلَّا كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعاً أَوْ شَهِيْداً. (مسلم شريف ١/٤٤٤)

میری امت کا جو بھی فرد مدینہ منورہ میں قیام کے دوران تکلیفوں اور مشقتوں پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی بنوں گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے حق میں (ایمان کی) گواہی دوں گا۔

جو حضرات مدینہ منورہ ہجرت کرکے جاتے ہیں انہیں عموماً شروع شروع میں بہت آزمایا جاتا ہے جو اس آزمائش کے حالات کو راضی خوشی جھیل لے گا وہ انشاء اللہ دونوں جہاں میں سرخ روئی حاصل کرے گا۔

مدینہ منورہ میں وفات کی فضیلت

مدینہ منورہ وہ مقام ہے جہاں زندگی گذارنا بھی باعث فضیلت ہے، اور وہاں کی موت بھی نہایت سعادت کی بات ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی بڑا بشارت آمیز ہے:

مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنِّيْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا. (ترمذى شريف ٢/٢٢٩، الترغيب والترهيب مكمل ٢٨٢)

جو شخص مدینہ منورہ میں وفات پانے پر استطاعت رکھے اسے یہاں کی موت (حاصل) کرنی چاہئے؛ کیوں کہ میں یہاں وفات پانے والے کی سفارش کروں گا۔

اس حدیث میں موت کی تمنا کی ترغیب نہیں؛ بلکہ اس انداز تعبیر کا مقصد یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں مستقل قیام کی شکل نکالے کہ زندگی کے آخری سانس تک اپنے محبوب پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے مبارک شہر میں قیام نصیب رہے، اور بقول شاعر یہ جذبہ رکھے:

غروب ہوگا کسی دن حیات کا سورج ❖ خدا کرے کہ مدینہ میں ایسی شام آئے

یا یہ کہے:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے ❖ قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

یا یہ کہے:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے ❖ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

مدینہ کی حفاظت پر فرشتے مامور ہیں

''مدینہ منورہ'' سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جائے ہجرت ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہاں فرشتوں کا زبردست پہرہ بٹھا رکھا ہے، نہ تو وہاں طاعون جیسی وبائی بیماری آئے گی اور نہ ہی دجال وہاں داخل ہو سکے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَةِ مَلائِکَةٌ لَا یَدْخُلُھَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ. (مسلم شریف ۴٤٤/۱ حدیث: ۱۳۷۹، بخاری شریف ۲۵۲/۱ حدیث: ۷۱۳۳)

مدینہ منورہ کے داخلہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں، نہ یہاں طاعون پھیلے گا اور نہ ہی دجال داخل ہو سکے گا۔

مدینہ میں برکت ہی برکت ہے

مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں برکت ہی برکت ہے، جس کا وہاں کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، یہ دراصل پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی اس دعا کی برکات ہیں جو آپ نے مدینہ منورہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مانگی تھی، آپ کی دعا کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَةِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَهٗ بِمَکَّةَ بِالْبَرَکَةِ. (بخاری شریف ۲۵۳/۱ حدیث: ۱۸۸۵، البحر العمیق ۲٤۹/۱)

اے اللہ! آپ مدینہ میں اس برکت کا دوگنا عطا فرمائیے جو آپ نے مکہ معظّمہ کے لئے مقرر فرمائی ہے۔

الغرض اس مقدس شہر کے فضائل ناقابل بیان ہیں، جسے یہاں کی حاضری میسر آئے اسے

اس نعمت کی بے حد قدر کرنی چاہئے اور یہاں کے قیام کو غنیمت جانتے ہوئے کثرت سے درود شریف اور عبادت واطاعت میں مشغول رہنا چاہئے۔

زیارتِ مدینہ منورہ کے چند آداب

مدینہ منورہ حاضری کے وقت خاص طور پر درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے:

(۱) **اخلاصِ نیت** : مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً کے سفر سے مقصود روضۂ اقدس کی زیارت اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا حصول ہونا چاہئے۔

(۲) **ذوق وشوق** : مدینہ منورہ کے پورے سفر میں ایسا ذوق وشوق ہونا چاہئے جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے ملاقات کے لئے جاتے وقت دل میں محسوس کرتا ہے، اور جیسے جیسے مدینہ کا فاصلہ کم ہوتا جائے، اسی اعتبار ے ذوق وشوق میں اضافہ ہوتے رہنا چاہےء۔ مناسب ہے کہ سفر کے دوران نعتیہ اشعار والہانہ انداز میں پڑھتا رہے؛ تاکہ ذوق وشوق میں مزید اضافہ ہو۔

(۳) **درود شریف کی کثرت** : مدینہ منورہ کے سفر کے دوران اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، زبان پر پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا نامِ نامی اور دل میں آپ کی یاد ہونی چاہئے، اور کثرت سے درود شریف کا ورد رکھنا چاہئے، اور فضول باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

(۴) **اظہارِ ادب** : جب مدینہ منورہ میں داخل ہو تو خشوع وخضوع کے ساتھ ادب کا اظہار کرے، جیسے کہ ایک غلام آقا کے دربار میں حاضر ہوتے وقت کرتا ہے۔ (البحر العمیق وغیرہ)

جب ”مدینہ“ میں داخل ہو؟

اور جب شہر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: ﴿رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَاناً نَصِیْراً﴾ (بنی اسرائیل: ۸۰)

ترجمہ: اے رب مجھے اچھی طرح داخل فرما اور اچھائی کے ساتھ نکال، اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ (تیری) مدد ہو۔

قیام گاہ پر پہنچنے اور قدرے اطمینان حاصل ہونے کے بعد روضۂ اقدس پر حاضری کی تیاری

کرے، اور بہتر ہے کہ غسل کر کے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے، اور نہایت ادب کے ساتھ مسجد نبوی میں حاضری دے۔

مسجدِ نبوی میں حاضری

مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

أَعُوْذُ بِـاللّٰـهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَـرِيْمِ وَبِنُـوْرِهِ الْقَـدِيْـمِ مِنَ الشَّيْـطَـانِ الرَّجِيْـمِ، بِـاسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِـاللّٰـهِ، اَللّٰهُـمَّ صَـلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُـحَـمَّـدٍ عَبْـدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْـراً، اَللّٰهُـمَّ اغْـفِـرْلِـىْ ذُنُوْبِىْ وَافْتَـحْ لِـىْ أَبْـوَابَ رَحْـمَتِكَ وَوَفِّقْـنِىْ .وَسَدِّدْنِىْ وَاَغْنِنِىْ عَلٰى مَـا يُـرْضِيْكَ وَمَنَّ عَلَىَّ بِحُسْنِ الْأَدَبِ، اَلسَّلَامُ عَـلَيْكَ أَيُّهَـا الـنَّبِىُّ وَرَحْـمَةُ الـلّٰـهِ وَبَرَكَـاتُـهٗ، اَلسَّلَامُ عَـلَيْـنَـا وَعَـلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. (خلاصة الوفاء ۲/۱ ٤٤)

میں اللہ تعالیٰ کی عظیم وکریم ذات اور اس کے دائمی نور کے توسط سے ملعون شیطان سے پناہ چاہتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے نام سے داخل ہو رہا ہوں اور ہر طرح کا شکر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کسی کے پاس طاقت ہے اور نہ قوت۔ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، اور آپ کے آل واصحاب پر کثرت سے رحمتیں اور سلام نازل فرمائیے۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجئے، اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور مجھے خیر کی توفیق عطا فرمائیے، اور مجھے سیدھی راہ پر چلائیے، اور اپنی رضا والے اعمال پر میری مدد فرمائیے، اور حسنِ ادب سے نواز کر میرے اوپر احسان فرمائیے۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو، آمین۔

مسجدِ نبوی میں داخلہ کے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کر لے، اور پھر انتہائی خشوع وخضوع اور

کامل توجہ کے ساتھ زیارت کے لئے چلے۔ آج کل عموماً باب السلام سے زائرین کے لئے داخلہ کا نظام رہتا ہے، باب السلام سے داخلہ کے بعد اولاً جہاں موقع ملے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے، پھر اس حاضری پر اللہ کا شکر ادا کرے اور زیارت مقبول ہونے کی دعا مانگے۔

باادب! ہوشیار!

اس کے بعد روضۂ اقدس (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کی جانب نہایت سکون ووقار کے ساتھ قدم بڑھائے۔ اور یہ تصور کرے کہ یہ سرورِ دو جہاں کا دربار اور رحمت عالم کی بارگاہ ہے، کہاں ایک گنہگار، روسیاہ امتی اور کہاں آقائے کائنات؟ گویا زبانِ حال سے یہ کہے:

نہیں منہ دکھانے کے لائق میں آقا ❖ کرم آپ کا کھینچ لایا یہاں پر

یا بقولِ شاہ نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ یوں سوچے!

بارگاہِ سید الکونین میں آکر نفیسؔ ❖ سوچتا ہوں کیسے آیا؟ میں تو اس قابل نہ تھا

اسی طرح کے عاجزی اور شکر کے جذبات کے ساتھ بارگاہِ نبوت کی طرف چلے۔ جب روضۂ اقدس کے سامنے پہنچے جہاں پیتل کا بڑا حلقہ بنا ہوا ہے، اس کے سامنے قبلہ کی طرف پشت اور قبر مبارک کی طرف چہرہ کرکے نہایت ادب کے ساتھ کھڑا ہو، اور کمالِ استحضار کے ساتھ یہ تصور کرتے ہوئے کہ گویا پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سامنے تشریف فرما ہیں، اور ایک عاجز اور گنہگار امتی آپ کی خدمت میں بصد ادب حاضر ہے، سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے، سلام کے الفاظ حسبِ موقع طویل بھی ہوسکتے ہیں اور مختصر بھی۔ (فتح القدیر بیروت ۳/۱۸۰)

سلام کے مختصر الفاظ

اگر سلام مختصر پیش کرنا ہو تو درج ذیل کلمات مناسب ہیں:

○ اَلصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (اے اللہ کے رسول آپ پر درود وسلام)

○ اَلصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ (اے اللہ کے حبیب! آپ پر صلاۃ وسلام)

○ اَلصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ (اے افضل الخلق! آپ پر صلاۃ وسلام)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ (اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں)

سلام کے طویل کلمات

اور اگر طویل کلمات پیش کرنے کا جی چاہے تو درج ذیل کلمات پیش کرے:

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔ (اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔) (اس جملہ کو تین مرتبہ کہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. (اے رب العالمین کے رسول! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِیْنَ. (اے تمام مخلوقات میں سب سے بہتر! آپ کی خدمت میں سلام عرض ہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ. (اے پیغمبروں کے سردار اور نبیوں کے خاتم! آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ. (اے متقیوں کے امام! آپ کی خدمت میں سلام پیش ہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ. (اے چمک دار اعضاء والی امت کے قائد! آپ سلام قبول فرمائیں)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا الْمَبْعُوْثُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ. (اے وہ ذات جن کو رحمت عالم بنا کر بھیجا گیا! آپ کی خدمت میں سلام عرض ہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ. (اے شفیع المذنبین! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ. (اے اللہ کے محبوب! آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَةَ اللّٰهِ. (اے اللہ کے پسندیدہ! آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفْوَۃَ اللّٰہِ. (اے اللہ کے منظور نظر! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا الْھَادِیْ إِلیٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. (اے وہ ذات کہ جو صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ وَصَفَهُ اللّٰہُ تَعَالیٰ بِقَوْلِهٖ: ﴿وَإِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ وبقوله: ﴿وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (اے وہ مقدس شخصیت جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے ﴿وَإِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (آپ عظیم خلق پر پیدا کئے گئے ہیں) اور ﴿وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (آپ ایمان والوں کے ساتھ رأفت ورحمت کا معاملہ فرمانے والے ہیں) کہہ کر بیان فرمائی ہے! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ سَبَّحَ الْحَصیٰ فِیْ یَدَیْهِ وَحَنَّ الْجِذْعَ إِلَیْهِ. (اے وہ ذات جن کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی، اور کھجور کا تنا بے قرار ہو کر رو یا، آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ أَمَرَنَا اللّٰہُ بِطَاعَتِهٖ وَالصَّلَاۃِ وَالسَّلَامِ عَلَیْهِ. (اے وہ مقدس رسول جن کی اطاعت کرنے اور جن پر صلاۃ وسلام بھیجنے کا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلیٰ سَائِرِ الْأَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، وَمَلَائِکَۃِ اللّٰہِ الْمُقَرَّبِیْنَ، وَعَلیٰ آلِکَ وَأَزْوَاجِکَ الطَّاهِرَاتِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَأَصْحَابِکَ أَجْمَعِیْنَ، کَثِیْراً دَآئِماً أَبَداً کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضیٰ. (آپ پر اور تمام انبیاء ورسل اور اللہ کے نیک بندوں اور اس کے سب مقرب فرشتوں اور آپ کی پاکیزہ ازواجِ مطہرات امہات المؤمنین اور آپ کے تمام اصحاب پر دائمی سلام ہو، جو ہمارے رب کو پسند اور اس کی خوشنودی کا سبب ہو))

○ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزیٰ بِهٖ رَسُوْلاً عَنْ أُمَّتِهٖ. (اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سب کی طرف سے ان میں سب سے افضل بدلہ عطا کرے جو اللہ نے کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا کیا ہو)

○ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْکَ أَفْضَلَ وَأَکْمَلَ وَأَزْکىٰ وَأَنْمىٰ صَلَاةً صَلَّاهَا عَلىٰ أَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ. (اوراللہ تعالیٰ آپ کوان سب سے زیادہ افضل، سب سے زیادہ کامل، سب سے زیادہ پاکیزہ اور سب سے زیادہ نفع بخش رحمتوں سے نوازیں جو رحمتیں اس نے اپنی کسی مخلوق پر نازل کی ہوں)

○ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّکَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَخِيَرَتُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ، وَأَشْهَدُ أَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ، وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ، وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ، وَکَشَفْتَ الْغُمَّةَ، وَأَقَمْتَ الْحُجَّةَ، وَأَوْضَحْتَ الْمَحَجَّةَ، وَجَاهَدْتَّ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ، وَکُنْتَ کَمَا نَعَتَکَ اللّٰهُ فِيْ کِتَابِهٖ حَيْثُ قَالَ: ﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِکُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْکُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ فَصَلَوَاتُ اللّٰهِ وَمَلَائِکَتِهٖ وَجَمِيْعِ خَلْقِهٖ فِيْ سَمَاوَاتِهٖ وَأَرْضِهٖ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. (اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی مخلوقات میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے یقیناً اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دیا، اور امانت کو ادا فرمایا، اور امت کے ساتھ خیر خواہی فرمائی، اور مصیبتوں کو دور فرمایا، اور دلیل کو قائم فرمایا، اور حجتوں کو ظاہر فرمایا، اور اللہ کے راستہ میں قربانی کا حق ادا کر دیا۔ آپ یقیناً ایسے ہی تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کی تعریف فرمائی ہے: ﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْکُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (یقیناً تمہارے پاس خود تمہیں میں سے ایک رسول آچکا ہے، اس پر گراں ہے وہ بات جو تم کو مشقت میں ڈالے، تمہاری خیر کا وہ بہت خواہش مند ہے، اور ایمان والوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا معاملہ کرنے والا ہے) پس اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور آسمان وزمین میں اس کی تمام مخلوقات کی طرف سے اے اللہ کے رسول آپ پر رحمتیں نازل ہوں)

○ اَللّٰهُمَّ اٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ، وَاٰتِهٖ

نِهَايَةَ مَا يَنۡبَغِيۡ أَنۡ يَسۡأَلَهُ السَّائِلُوۡنَ. (اے اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کے درجہ پر فائز فرمایئے، اور فضیلتوں سے نوازیئے، اور آپ کو اس مقامِ محمود سے سرفراز فرمایئے جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، اور آپ کو ان نعمتوں میں سے آخری درجہ کی اعلیٰ نعمت عطا فرمایئے جس کا سوال آپ سے مانگنے والوں کو کرنا زیب دیتا ہے)

○ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَآ اَنۡزَلۡتَ وَاتَّبَعۡنَا الرَّسُوۡلَ فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشَّاهِدِيۡنَ. (اے ہمارے رب! ہم اس کتاب پر ایمان لائے جو آپ نے نازل فرمائی، اور ہم رسول کے پیروکار ہیں؛ اس لئے ہمارا نام شاہدین میں لکھ دیجئے)

○ اٰمَنۡتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ، وَبِالۡقَدۡرِ خَيۡرِهٖ وَشَرِّهٖ، اَللّٰهُمَّ فَثَبِّتۡنِيۡ عَلٰی ذٰلِکَ، وَلَا تَرُدَّنَا عَلٰی أَعۡقَابِنَا، وَلَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ إِذۡ هَدَيۡتَنَا، وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَةً، إِنَّکَ أَنۡتَ الۡوَهَّابُ. (میں اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی تمام کتابوں اور رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر پر اچھی ہو یا بری ایمان لایا، اے اللہ! مجھے اس ایمان پر جما دیجئے، اور ہمیں ایڑیوں کے بل مت لوٹایئے، اور ہدایت کے بعد ہمارے دلوں میں کجی مت ڈالئے، اور ہمیں اپنی جانب سے خاص رحمت عطا فرمایئے، بے شک آپ بہت عطا فرمانے والے ہیں)

○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبۡدِکَ وَرَسُوۡلِکَ النَّبِيِّ الۡأُمِّيِّ، وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبۡدِکَ وَرَسُوۡلِکَ النَّبِيِّ الۡأُمِّيِّ، وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّأَصۡحَابِهٖ وَأَزۡوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، کَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰی اِبۡرَاهِيۡمَ، وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ، وَبَارِکۡ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الۡأُمِّيِّ، وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبۡرَاهِيۡمَ، وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبۡرَاهِيۡمَ فِيۡ الۡعَالَمِيۡنَ، اِنَّکَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ. (خلاصة الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ۱/۴۴۵-۴۴۷) (اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آپ کے رسول اور آپ کے نبی امی ہیں، اور

آپ کی آل واصحاب اورازواج واولاد پراسی طرح رحمتیں نازل فرمایئے جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اوران کی اولاد پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اوراے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی ہیں، اورآپ کی آل پراسی طرح برکت نازل فرمایئے جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر سارے جہانوں میں برکتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ قابل تعریف اور بزرگی والے ہیں)

دوسروں کی طرف سے سلام

اس کے بعد اگر کسی نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں سلام پیش کرنے کی درخواست کی ہو، تواس کی طرف سے ان الفاظ میں سلام پیش کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ (یہاں پر سلام کرنے والے مرد یا عورت کا نام لے) يُسَلِّمُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (اے اللہ کے رسول! فلاں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے)(فتح القدیر بیروت ۳/۱۸۱)

سلام کس وقت پیش کریں؟

اکثر بھیڑ کے وقت طویل سلام پیش کرنے کا موقع نہیں رہتا؛ اس لئے اگر بھیڑ کے وقت حاضری ہوتو مختصر سلام پر اکتفاء کیا جائے اور جو اوقات سہولت کے ہیں، مثلاً ہر نماز کے ایک گھنٹہ کے بعد یا اشراق اور چاشت کے وقت یا رات کے اوقات میں، تو ان میں معنی کے استحضار کے ساتھ طویل سلام بآسانی پیش کیا جاسکتا ہے۔

آج کل چوں کہ مسجد نبوی کا اگلا قدیم حصہ چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے، اس لئے شائقین کے لئے بآسانی موقع مل سکتا ہے، زیادہ بھیڑ کے وقت جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

خلیفۂ اول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنے کے بعد ایک قدم دائیں جانب ہٹ کر خلیفۂ اول

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں درج ذیل الفاظ سے سلام عرض کرے:

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ الْغَارِ. جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرَ الْجَزَاءِ. (فتح القدیر بیروت ۳/ ۱۸۱)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام

اس کے بعد مزید ایک قدم ہٹ کر امیر المؤمنین سیدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرے:

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَا سَیِّدَنَا یَا عُمَرُ الْفَارُوْقُ، اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا عِزَّ الْاِسْلاَمِ وَالْمُسْلِمِیْنَ. جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرَ الْجَزَاءِ. (فتح القدیر بیروت ۳/۱۸۱)

تضرع وزاری کے ساتھ دعا

پھر دوبارہ مواجہہ شریف کے سامنے آئے اور موقع ہو تو روضۂ اقدس کی طرف رخ کر کے ورنہ قبلہ رو ہو کر خوب تضرع وزاری کے ساتھ پیغمبر علیہ السلام کے وسیلہ سے اپنی مغفرت اور دین ودنیا کی فلاح کے لئے دعا کرے، یہ مقامِ مستجاب ہے۔

جالیوں کو چومنا بے ادبی ہے

روضۂ اقدس یا مسجد نبوی کی دیواروں یا جالیوں کو چومنا یا ہاتھ لگانا کوئی فضیلت کی بات نہیں، ایسی چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر اطہر پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا، تو آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ: ''دور نبوت میں ایسی کوئی بات ہم نہیں جانتے تھے''۔ (خلاصۃ الوفاء ۱/۴۵۵)

ایک یادگار واقعہ

علامہ عتبیؒ نے ذکر کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ مسجد نبوی میں روضۂ اقدس کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دیہاتی شخص آیا، اور اس نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں اولاً سلام پیش کیا، پھر یہ آیت: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ...... الخ﴾ پڑھی، پھر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں آپ کی خدمت میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے کے لئے اور اپنے رب کے دربار میں آپ کو سفارشی بنانے کے مقصد سے حاضر ہوا ہوں، پھر اس نے درج ذیل اشعار پڑھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرْبِ اَعْظُمُهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنّ الْقَاعُ وَالْاٰكُمْ
نَفْسِیْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمْ

ترجمہ: اے ان لوگوں میں سب سے افضل جن کے اجساد شریفہ آسودۂ خاک ہیں، جن کی برکت سے دشت وجبل پاکیزگی سے مشرف ہوگئے ہیں، اس روضۂ اقدس پر میری جان قربان ہے جس میں آنجناب تشریف فرما ہیں، یہیں عفت مآبی ہے، اور یہیں جود وکرم (کا خزانہ) ہے۔

عتبیؒ کہتے ہیں کہ یہ عرض کرکے وہ دیہاتی تو چلا گیا، پھر مجھے نیند آگئی، تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ: "عتبی جاؤ! اس دیہاتی کو یہ خوش خبری سنادو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی ہے"۔ (خلاصۃ الوفاء ۱/۴۴۹)

مسجدِ نبوی میں نماز باجماعت اور تلاوت کا اہتمام

مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں مسجد نبوی میں باجماعت نماز کا اہتمام رکھا جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ:

صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ...... فَإِنِّیْ اٰخِرُ الْأَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ. (مسلم شریف ۱/۴۴٦ حدیث: ۱۳۹٤، بخاری شریف ۱/۱۵۸ حدیث: ۱۱۷۷)

میری اس مسجد میں نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے، سوائے مسجد حرام کے۔ اور میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد (انبیاء کی تعمیر کردہ مسجدوں میں سے) آخری مسجد ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: ’’مسجد نبوی میں نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (سنن ابن ماجہ:۱۴۱۳)

مسجد نبوی میں مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت

نیز ایک روایت میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ أَرْبَعِیْنَ صَلوٰۃً لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ. (رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط ٦/۲۱۱، خلاصۃ الوفاء ۱/٤۹۰)

جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں مسلسل اس طرح پڑھیں کہ ان میں سے کوئی نماز نہیں چھوٹی تو اس کو تین باتوں سے برأت کا پروانہ عطا ہوتا ہے: (۱) جہنم سے (۲) عذاب سے (۳) نفاق سے۔

اس لئے خصوصیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہر نماز مسجد نبوی میں باجماعت پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

نیز کوشش کریں کہ کم از کم ایک قرآنِ کریم مسجد نبوی میں تلاوت کر کے ختم کرلیا جائے، اور زیادہ جتنا بھی ہوجائے وہ خیر ہی خیر ہے۔

ریاض الجنۃ

مسجد نبوی کا سب سے اہم حصہ وہ ہے جو روضۂ اقدس اور منبر نبوی کے درمیان میں ہے،

جس کو ''ریاض الجنۃ'' کہا جاتا ہے، اس کے ستونوں پر سفید پتھر لگے ہوئے ہیں، اور ہرے پھولوں کا سفید کارپیٹ بچھا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا بَيْـنَ بَيْتِـىْ وَمِنْبَرِىْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَـاضِ الْـجَنَّةِ. (بـخـاری شـریف ۱/۱۵۹ حدیث: ۱۱۹۵ وغیرہ)

مرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میرے منبر کے ستون جنت میں قائم ہیں۔ (خلاصۃ الوفاء ۱/۴۹۷)

جنت کی کیاری کا کیا مطلب ہے؟

مسجد نبوی میں منبر اور حجرۂ مبارکہ کے درمیانی حصہ کو جنت کی کیاری کہنے کی وجہ کیا ہے؟ اس بارے میں اقوال مختلف ہیں: (۱) بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ زمین کا ٹکڑا بعینہٖ جنت میں چلا جائے گا (۲) یا یہ مطلب ہے کہ اس حصہ میں عبادت کرنے والوں کو آخرت میں جنت کے باغات نصیب ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (البحر العمیق ۱/۲۵۲)

ریاض الجنۃ کے سات ستون

ریاض الجنۃ میں سات اہم ستون ہیں، کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے قرب جا کر کچھ نہ کچھ عبادت کرلی جائے، ان ستونوں کے اوپر علامتیں بنی ہوئی ہیں۔ وہ ستون یہ ہیں:

(۱) **اسطوانۂ حنانہ**: یہ ستون محراب کے قریب ہے، یہاں وہ کھجور کا تنا دفن ہے جس پر ٹیک لگا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے قبل خطبہ دیا کرتے تھے، پھر جب منبر بن گیا تو یہ ستون مارے فراق کے رونے لگا تھا، جو پیغمبر علیہ السلام کے دلاسہ دینے پر خاموش ہوا۔

(۲) **اسطوانۂ ابو لبابہ**: یہی وہ ستون ہے جہاں صحابی رسول حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو باندھ لیا تھا، پھر جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو انہیں کھولا گیا۔

(۳) **اسطوانۂ وفود**: یہی وہ مقام ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے وفود

سے ملاقات فرماتے تھے۔

(۴) **اسطوانۂ حرس**: یہ حجرۂ عائشہؓ صدیقہؓ سے بالکل ملا ہوا ہے، یہاں ہجرت کے ابتداء کے سالوں میں پہرے داری کا نظم تھا، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کے وعدہ کے بعد ختم کردیا گیا تھا۔

(۵) **اسطوانۂ جبرئیل**: یہی وہ مقام ہے جہاں عموماً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوتی تھی۔

(۶) **اسطوانۂ سریر**: اس جگہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام بحالت اعتکاف قیام فرماتے تھے۔

(۷) **اسطوانۂ عائشہ**: ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسجد نبوی میں اس جگہ کے مقامِ مقبول ہونے کی نشان دہی فرمائی تھی کہ یہاں دعائیں اور توبہ قبول ہوتی ہے، اسی مناسبت سے اس ستون کا نام ''اسطوانۂ عائشۃ'' رکھا گیا ہے۔ (مستفاد: انوار مناسک ۳۶۵-۳۶۷)

زیارتِ جنت البقیع

''جنت البقیع'' مدینہ منورہ کا مشہور و معروف قبرستان ہے، جس میں دس ہزار سے زیادہ صحابہ کرامؓ مدفون ہیں، بہت سے اہل بیت، ازواجِ مطہرات اور بنات طیبات کی قبریں اس مقدس قبرستان میں ہیں۔ مسجد نبوی کی توسیع کے بعد اب مسجد نبوی اور جنت البقیع کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہ گیا ہے، مسجد کی مشرقی جانب بیرونی صحن جہاں ختم ہوتا ہے وہیں سے جنت البقیع شروع ہوتا ہے۔ عموماً اشراق کے وقت اور عصر کے بعد اس کا دروازہ کھلتا ہے، اس لئے حسب موقع خصوصاً جمعہ کے دن یہاں حاضر ہوکر زیارت کرنی چاہئے، اور اہل قبور کو سلام پیش کر کے ان کے لئے ایصالِ ثواب کرنا چاہئے۔

مسجد قبا

فضیلت کے اعتبار سے اسلام کی چوتھے نمبر کی مسجد ''مسجد قبا'' ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ہجرت فرمانے کے بعد اولاً تعمیر کرائی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:
''مسجد قبا میں دو رکعت پڑھنے کا ثواب ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہے''۔ (ترمذی شریف ۱/۴۷، شعب الایمان ۳/۴۹۹ حدیث: ۴۱۹۰، سنن کبریٰ للبیہقی ۵/۲۴۸)

مسجد قبا کا فاصلہ مسجد نبوی سے پورے تین میل (ساڑھے چار کلومیٹر) ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً ہفتہ کے دن مسجد قبا تشریف لاکر نفل نماز پڑھتے تھے، یہ تشریف آوری کبھی پیدل ہوتی اور کبھی سواری پر ہوتی تھی، نیز پیر کے دن بھی آپ کا تشریف لانا ثابت ہے۔ اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ پیر اور جمعرات کو قبا تشریف لے جاتے تھے، اس لئے زائرین کو مسجد قبا میں حاضر ہو کر نماز پڑھنے کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

مسجد قبلتین

یہ وہ مسجد ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعت مسجد اقصیٰ کی طرف پڑھی اور دورانِ نماز ہی مسجد حرام (مکہ معظّمہ) کی طرف رخ کرنے کا حکم آ گیا، تو آپ نے مقتدیوں سمیت بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرلیا، تو گویا ایک نماز دو قبلوں کی طرف پڑھی گئی؛ اسی لئے اس کا نام ''مسجد قبلتین'' پڑ گیا ہے، اب یہ مسجد بہت عالیشان بنی ہوئی ہے، وہاں جاکر نماز اور عبادت کرنا بھی موجب سعادت ہے۔ (البحر العمیق مع حاشیۃ ۲۸۱۴-۲۸۱۵)

زیارتِ شہداء احد

''احد'' مدینہ منورہ کے شمال میں وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''احد پہاڑ کو ہم سے محبت ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے''، نیز اس کے دامن میں اسلام کا عظیم معرکہ ''غزوۂ احد'' پیش آیا، جس میں ستر جلیل القدر صحابہؓ نے جام شہادت نوش کیا، جن کی قبریں اسی میدان میں بنائی گئی ہیں، ان شہداء میں سب سے عظیم المرتبت شخصیت عم

رسول سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہے، جن کو خود پیغمبر علیہ السلام نے ''سید الشھداء'' (شہیدوں کے سردار) کا لقب دیا۔ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کا معمول تھا کہ آپ سال میں کم از کم ایک مرتبہ شہداء احد کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معمول تھا کہ ہر جمعہ کو حضرت حمزہؓ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتیں، اور اس دوران آپ پر رقت طاری رہتی تھی، اس لئے زائرین مدینہ کو شہداء احد کی قبروں پر حاضری کا اہتمام بھی کرنا چاہئے۔ (مناسک علی قاری ۵۲۵)

دربارِ نبوت سے واپسی

جب سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر سے واپسی کا ارادہ ہو تو انتہائی حسرت وافسوس اور پیغمبر علیہ السلام سے جدائی پر سخت غمگین ہو، اور مسجد نبوی میں حاضر ہو کر بنیت واپسی دو رکعت نفل ادا کرے، پھر مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر الوداعی صلاۃ وسلام عرض کرے، اور پھر رقت وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے، اور دربارِ نبوت پر الوداعی حسرت آمیز نظر ڈالتے ہوئے اور جدائی پر افسوس کرتے ہوئے واپس ہو، اور زبانِ حال سے یہ کہے:

مدینہ سے باچشم تر جارہا ہوں
نہیں چاہتا دل مگر جارہا ہوں

زمانہ یہ کہتا ہے گھر جارہا ہوں
حقیقت میں جنت بدر جارہا ہوں

اور واپسی کے وقت بالخصوص یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ یہاں حاضری کے وقت جو کوتاہیاں ہوئی ہوں، انہیں معاف فرمادیں، اور اس حاضری کو آخری حاضری نہ بنائیں؛ بلکہ آئندہ بھی مقبول اور باادب حاضری کی سعادت بخشتے رہیں۔

ایک عاجزانہ گذارش

یاد آ جائے تو مستجاب مقامات پر اس ناکارہ مرتب اور اس کے والدین و متعلقین کے لئے بھی رضاء خداوندی اور اتباعِ سید المرسلین اور دین پر استقامت کی دعا فرمائیں، تو نہایت کرم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سبھی حجاج و زائرین کی حاضری کو بے حد قبول فرمائیں اور ہر طرح کی کوتاہیوں سے درگذر فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا وَحَبِيْبِنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

❑❖❑

مِسکُ الخِتَامِ

فِیْ الصَّلاۃِ وَالسَّلاَمِ عَلیٰ

سَیِّدِنَا خَیُرِ الْاَنَامِ ﷺ

درود شریف کے فضائل اور منتخب کلمات

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلیٰ عِبَادِهِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفیٰ.

(النمل: ٥٩)

ترجمہ:

آپ فرمادیجئے کہ ہر طرح کی خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور سلام ہے اللہ کے ان بندوں پر جن کو اس نے پسند فرمالیا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡماً.

(الاحزاب: ٥٦)

ترجمہ:

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں،
اے ایمان والو! (تم بھی) اس پر رحمت بھیجو اور سلام کہہ کر سلام بھیجو۔

قرآنِ کریم میں صلاۃ وسلام کا حکم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ پاک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (الاحزاب: ٥٦)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! (تم بھی) اس پر رحمت بھیجو اور سلام کہہ کر سلام بھیجو۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ کی طرف سے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر ''صلاۃ'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کی رحمت آپ پر نازل ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آپ کی تعریف فرماتے ہیں، اور فرشتوں کی طرف سے صلاۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتے آپ کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، اور اہلِ ایمان کی طرف سے صلاۃ وسلام بھی آپ کے لئے رحمت وسلامتی کی دعا کرنے کے معنی میں ہے، اور اس آیت سے عالم بالا اور عالم دنیا یعنی زمین اور آسمان ہر جگہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی رفعتِ شان اور عظمت ومرتبہ کو بیان کرنا مقصود ہے، جس سے اونچا درجہ مخلوق میں اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل ١٠٧٦)

علماء نے لکھا ہے کہ زندگی میں کم سے کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے، اور جس مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنا جائے تو ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے، اور اگر اسی مجلس میں باربار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیا جائے تو ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا مستحب ہے،

اور جس قدر زیادہ درود شریف آدمی پڑھے گا اتنا ہی وہ آیتِ کریمہ کے حکم کی تکمیل کرنے والا قرار پائے گا۔ **قال الشامی: ومقتضی الدلیل افتراضها فی العمر مرة، وایجابها کلما ذکر إلا أن يتحد المجلس فيستحب التكرار بالتكرار.** (شامی زکریا ۲۲۸/۲)

پیغمبر علیہ السلام کا ذکر آنے پر درود شریف نہ پڑھنا محرومی ہے

جس شخص کے سامنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر ہوا اور وہ درود شریف کا نذرانہ پیش نہ کرے وہ پرلے درجہ کا محروم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۸۶/۱)

اس شخص کی ناک رگڑی جائے جس کے سامنے میرا تذکرہ ہو پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

اور جگر گوشۂ نبوت سیدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ: ''جو شخص میرا ذکر آنے پر درود پڑھنے سے چوک جائے وہ جنت کے راستے سے چوک جانے والا ہوگا''۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۳۸۴)

اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بڑا کنجوس قرار دیا ہے جو آپ کا نامِ نامی سن کر بھی درود شریف نہ پڑھتا ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلْبَخِيْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. (مشکوٰۃ شریف ۸۷/۱)

وہ شخص بہت بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

اور سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''کیا میں تمہیں لوگوں میں سب سے بڑے بخیل کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابہ نے عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟'' (یعنی ضرور بتلایئے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ لوگوں میں سب سے بڑا بخیل ہے''۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۳۸۵)

اسی طرح کی روایات کی بناپر حضراتِ فقہاء ومحدثین نے کسی مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہونے پر کم ازکم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب قرار دیا ہے۔ (شامی زکریا ۲ ر ۲۲۷)

درود شریف سے نیکیوں کا اضافہ

سرورعالم محسنِ انسانیت، سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود شریف پڑھنا آپ کی جانب سے امت پر کئے گئے بے انتہاء احسانات کی شکر گذاری کا ادنی سا مظاہرہ ہے؛ لہٰذا اگراس کے عوض میں کچھ بھی نہ عطا ہوتا پھر بھی بجا تھا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھئے کہ جو شخص ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں:

چناں چہ سیدنا حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام صبح کے وقت نہایت بشاشت کے ساتھ تشریف لائے، آپ کے چہرۂ انور سے خوشی کے آثار نمایاں تھے، حاضرین نے عرض کیا کہ: ’’اے اللہ کے رسول! آج آپ کے چہرۂ انور سے بشاشت ظاہر ہورہی ہے، کیا وجہ ہے؟‘‘ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَجَلْ! اَتَانِیْ اٰتٍ مِنْ رَّبِّیْ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِکَ صَلاۃً کَتَبَ اللّٰہُ بِھَا عَشَرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحیٰ عَنْہُ عَشَرَ سَیِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَہٗ عَشَرَ دَرَجَاتٍ وَرَدَّ لَہٗ مِثْلَھَا.

(مسند احمد بن حنبل ٤/٢٩، الترغیب والترھیب مکمل ٣٨٠)

جی ہاں! میرے رب کی طرف سے ایک قاصد میرے پاس آیا تھا، اس نے یہ خوش خبری سنائی کہ آپ کی امت کا جو بھی فرد آپ پر درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھیں گے اور اس کے دس گناہ معاف فرمائیں گے، اور اس کے لئے دس درجات بلند فرمائیں گے، اور جیسے اس نے رحمت کی دعا کی ہے ویسے ہی اسے بھی رحمت سے نوازیں گے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: ’’جو شخص ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ ۷۰ ر مرتبہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور فرشتے دعاء خیر کرتے ہیں‘‘۔ (مسند احمد ۲ ر ۱۸۷ عن عبداللہ بن عمرؓ، مشکوٰۃ شریف ۱ ر ۸۷، مرقاۃ ۳ ر ۱۸)

پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں درود شریف کی پیشی

دنیا میں جہاں کہیں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے اور جو شخص بھی یہ سعادت حاصل کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فرشتے اس کام پر مقرر فرما رکھے ہیں کہ وہ درود شریف کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ مَلائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِیْ السَّلاَمَ. (عمل الیوم واللیلۃ، الترغیب والترھیب مکمل ۳۸۱)

اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے ہیں جو (ساری دنیا میں) چکر لگاتے ہیں اور مجھ تک میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

اور بعض روایات میں ہے کہ روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلاۃ والسلام پر ایک ایسا فرشتہ مقرر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے نام ونسب کا علم عطا کیا ہے، وہ وہیں کھڑے کھڑے پوری دنیا میں جہاں جہاں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے اس کا علم حاصل کرلیتا ہے اور پھر درود پڑھنے والے کا نام اس کے والد کے نام کے ساتھ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہے، چناں چہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِقَبْرِیْ مَلَکاً اَعْطَاہُ اللّٰہُ اَسْمَاءَ الْخَلائِقِ فَلاَ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اَحَدٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا اَبْلَغَنِیْ بِاسْمِہٖ وَاسْمِ اَبِیْہِ ھٰذَا فُلانُ بْنُ فُلانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَیْکَ. (رواہ البزار والطبرانی، الترغیب والترھیب مکمل ۳۸۱)

اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے اور اسے تمام مخلوقات کے نام عطا فرمائے ہیں، پس قیامت تک جو شخص بھی مجھ پر درود شریف پڑھے گا وہ فرشتہ اس کو میرے پاس اس کے نام اور اس کے والد کے نام کے ساتھ یہ کہہ کر پیش کرے گا کہ فلاں بن فلاں نے آپ کی خدمت میں درود شریف پیش کیا ہے۔

ذرا غور فرمائیں! ایک امتی کے لئے کس قدر مسرت کی بات ہے کہ اس کے پیش کردہ درود

کا ذکر آقا کے دربار میں ہو؟ اگر درود شریف کا کوئی اور فائدہ نہ بھی ہوتا تو یہی ایک فائدہ اس کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی تھا۔

درود شریف کے ذریعہ قربِ نبوی کا حصول

درود شریف کی کثرت کا ایک بڑا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کی بدولت آخرت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا قربِ خاص نصیب ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلَاةً. (ترمذی شریف حدیث: ٤٢٠، الترغیب والترهیب ٣٨١)

یقیناً مجھ سے قیامت کے دن سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر (دنیا میں) سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والے ہوں گے۔

لہٰذا جو شخص آخرت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی معیت اور تقرب کا متمنی ہو اسے کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

درود شریف کے ذریعہ دنیا وآخرت کی فکروں سے نجات

حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: ''میں آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں، تو مجھے کس قدر اس کا وظیفہ بنانا چاہئے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جیسی تمہاری مرضی''، تو میں نے عرض کیا کہ: ''ایک چوتھائی حصہ درود شریف پڑھا کروں؟'' پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ''جیسی مرضی! اور اگر زیادہ کروگے تو یہ تمہارے لئے اور بہتر ہوگا''، چناں چہ میں کچھ کچھ مقدار بڑھاتا رہا، تا آں کہ میں نے عرض کیا کہ: ''اب میں سب وظیفوں کو چھوڑ کر بس درود شریف ہی پڑھا کروں گا؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِذاً یَکْفِیْ هَمُّکَ وَیُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ. (الترغیب والترهیب ٣٨٠)

تو پھر یہ درود شریف تمہاری ہر فکر وغم کو دور کرنے کا سبب بن جائے گا، اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

الغرض درود شریف کے بہت فضائل احادیثِ شریفہ میں وارد ہیں، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، علماء نے اس مبارک موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ بالخصوص اردو زبان میں شیخ

الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہٗ کی شہرۂ آفاق کتاب ''فضائل درود شریف'' اس موضوع پر انتہائی جامع ہے، اس کو مطالعہ میں رکھنا چاہئے۔

جمعہ کے دن درود شریف کا خاص اہتمام

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص طور پر جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ: ''اس دن پڑھا ہوا درود شریف بالخصوص میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے''۔ لہٰذا اور دنوں کے مقابلہ میں جمعہ کے روز خصوصیت سے درود شریف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ.

تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی دن ان کی وفات ہوئی، اسی دن پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا؛ لہٰذا جمعہ کے دن میرے اوپر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو؛ کیوں کہ تمہارا درود میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: ''ہمارا درود شریف آپ پر کیسے پیش کیا جا سکے گا حالاں کہ وفات کے بعد جسد اقدس مٹی میں ہوگا؟'' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَا حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَأْكُلَ اَجْسَامَنَا. (سنن ابی داؤد: ۱۰۴۷، سنن ابن ماجة: ۱۶۳۶، الترغیب والترھیب مکمل ۱۶۹)

اللہ تعالیٰ نے زمین پر ہمارے (انبیاء علیہم السلام کے) جسم کھانے کو حرام کر دیا ہے (یعنی حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے اجسادِ مقدسہ بعینہٖ محفوظ رہتے ہیں، وہ مٹی نہیں بن سکتے)

اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا اہتمام

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان کا جواب دینے کا

جہاں حکم فرمایا وہیں اذان کے بعد خصوصیت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا بھی حکم دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ، فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشَراً، ثُمَّ سَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ. (مسلم شریف حدیث: ۳۸۵، ابوداؤد شریف حدیث: ۵۲۷، الترغیب والترهیب مکمل ۷۹)

جب تم موذن کی آواز سنو تو جیسے وہ کہے ویسے ہی تم بھی کہو، پھر میرے اوپر درود شریف پڑھو؛ کیوں کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے مقامِ وسیلہ کی سفارش کرو جو جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو عطا ہوگا، اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں وسیلہ کی سفارش کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

اور بعض صحیح روایات میں اذان کے بعد دعاء وسیلہ کے کلمات بھی وارد ہیں، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جو شخص اذان سننے کے وقت درج ذیل دعاء وسیلہ مانگے تو اس کے لئے قیامت میں میری شفاعت واجب ہو جائے گی‘‘۔ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْداً الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ. (بخاری شریف: ٦١٤، ابوداؤد شریف: ۵۲۹، الترغیب والترهیب مکمل ۷۹)

اے اللہ! جو اس مکمل دعوت اور قائم کی جانے والی عبادت کے مالک ہیں، آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ وسیلہ اور فضیلت سے سرفراز فرمائیے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقامِ محمود پر فائز فرمائیے جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

واضح رہے کہ یہ دعاء وسیلہ بھی ایک اعلیٰ قسم کا درود شریف ہے، جو اگر چہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کے ضمن میں وارد ہوا ہے؛ لیکن اسے اذان کے ساتھ خاص نہیں سمجھنا چاہئے ؛ بلکہ دیگر اوقات میں بھی ذوق وشوق کے ساتھ دعاء وسیلہ کا اہتمام رکھنے سے انشاء اللہ نہ صرف یہ کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے محبت میں اضافہ ہوگا ؛ بلکہ یقینی طور پر حسب وعدہ آخرت میں آپ کی شفاعت نصیب ہوگی ، چناں چہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں مطلقاً دعاء وسیلہ کی تاکید وارد ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهَا لِيْ عَبْدٌ فِي الدُّنْيَا اِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيْداً اَوْ شَفِيْعاً. (رواه الطبراني في الاوسط، الترغيب والترهيب مكمل ٨٠)

اللہ سے میرے لئے ''وسیلہ'' مانگا کرو؛ کیوں کہ جو شخص بھی میرے لئے دنیا میں وسیلہ کی سفارش کرے گا میں اس کے حق میں قیامت کے دن گواہ بنوں گا یا (یہ فرمایا کہ) اس کے لئے شفاعت کروں گا۔

درود شریف پڑھنے کے مستحب مواقع

ویسے تو ہر مناسب وقت میں درود شریف پڑھا جاسکتا ہے؛ لیکن درج ذیل مواقع پر خصوصیت سے پڑھنا مستحب ہے: (۱) جمعہ کا دن (۲) جمعہ کی رات (۳) صبح کے وقت (۴) شام کے وقت (۵) مسجد میں داخل ہوتے ہوئے (۶) مسجد سے نکلتے ہوئے (۷) اذان کے بعد (۸) دعاء کے آغاز، درمیان اور ختم پر (۹) دعاء قنوت کے آخر میں (۱۰) آپس میں ملاقات اور جدائیگی کے وقت (۱۱) وعظ وتقریر اور مطالعہ وتکرار کے دوران (۱۲) حدیث شریف کی تدریس کے وقت (۱۳) خطبۂ نکاح میں (۱۴) تلبیہ پڑھنے کے بعد (۱۵) سعی کے دوران صفا ا ورمروہ پر (۱۶) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری کے وقت (۱۷) کسی چیز کے بھول جانے کے وقت۔ وغیرہ (تلخیص: شامی زکریا ۲/۲۳۰-۲۳۱)

کن مواقع میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے؟

فقہاء نے لکھا ہے کہ درج ذیل مواقع پر درود شریف پڑھنا سخت بے ادبی اور مکروہ ہے:
(۱) جماع کے وقت (۲) قضاء حاجت کے وقت (۳) ٹھوکر لگنے کے وقت (۴) تعجب کے وقت (۵) جانور ذبح کرتے وقت (۶) ناک سنکنے کے وقت (۷) بیچنے کے وقت کسی سامان کی اچھائی ظاہر کرنے کے لئے۔(مثلاً سامان دکھا کر یہ کہے کہ **اللّٰھم صل علی محمد**)
(شامی زکریا ۲/۲۳۱)

اسی طرح آج کل جو لوگ موبائل کی گھنٹیوں میں درود شریف وغیرہ فیڈ کر لیتے ہیں یہ بھی بے ادبی اور مکروہ ہے، اور درود شریف کا غلط اور بے جا استعمال ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

چالیس پسندیدہ درود شریف

درود شریف کے جو صیغے خود نبی اکرم ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہیں بلاشبہ وہ سب سے افضل ہیں، تاہم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء ومشائخ نے نبی اکرم ﷺ سے تعلق کا اظہار کرتے ہوئے اپنے اپنے انداز میں درود شریف کے نذرانے پیش کئے ہیں، اور بعد کے علماء نے اس طرح کے کلماتِ درود کو کتابی شکل میں جمع کر کے شائع کردیا ہے، ان کتابوں میں علامہ سخاویؒ کی ''القول البدیع'' علامہ جزولیؒ کی کتاب ''دلائل الخیرات'' اور علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ کی کتاب ''ذَرِیْعَةُ الْوُصُوْلِ اِلیٰ جَنَابِ الرَّسُوْلِ'' بہت مشہور اور نافع ہیں۔ ذیل میں ''ذریعۃ الوصول'' اور ''دلائل الخیرات'' وغیرہ سے منتخب کر کے چالیس پسندیدہ درود شریف مع ترجمہ ذکر کئے جارہے ہیں، اور آخر میں درود شریف کے بعد پڑھی جانے والی چند جامع دعائیں بھی لکھ دی گئی ہیں، انشاء اللہ ان کو پڑھنے سے محبتِ نبوی میں اضافہ ہوگا، اور تقربِ خداوندی نصیب ہوگا۔ چوں کہ نبی اکرم ﷺ کا نام نامی لیتے وقت ادب کا اظہار پسندیدہ ہے، اس لئے آپ ﷺ کے اسم مبارک سے قبل ہر جگہ ''سیدنا'' کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ **قال فی الدر المختار وندب السیادة لأنه زیادة الاخبار بالواقع عین سلوک الادب فهو افضل من ترکه.** (درمختار بیروت ۱۹۷/۲-۱۹۸ وایده الشامی بحثاً)

(۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ۱۹)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح رحمتیں نازل فرمایئے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ ہی حمد وثنا کے لائق اور بزرگی والے ہیں۔

(۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ. وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ۲۲)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح رحمتیں نازل فرمایئے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر سب جہانوں میں برکتیں نازل فرمائی ہیں،

○

(۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَصَلِّ عَلَیْنَا مَعَھُمْ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ. (ذریعة الوصول ۲۰)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی رحمت کا نزول فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمتوں کا نزول فرمایئے۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی برکتیں نازل فرمایئے، جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکتیں نازل فرمائی ہیں، اور ان کے ساتھ ہم کو بھی برکتوں سے نواز دیجئے۔

○

(٤) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ،

وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ، وَتَرَحَّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ. (ذریعة الوصول ۲۷)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمت نازل فرمائی، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکت نازل فرمائی، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر مہربانی فرمایئے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر مہربانیاں فرمائی ہیں۔

(۵) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ۳۲)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ - جو نبی امی ہیں- پر اور آپ کی ازواج امہات المؤمنین پر، اور آپ ﷺ کی ذریت اور اہل بیت پر اپنی رحمتیں اور برکتیں مبذول فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔

(٦) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ٣٣)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اپنی عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ ہی حمد کے مستحق اور بزرگی والے ہیں۔

(٧) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ الرَّسُوْلِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ آمَنَ بِکَ وَبِکِتَابِکَ وَأَعْطِهٖ أَفْضَلَ رَحْمَتِکَ وَاٰتِهٖ الشَّرَفَ عَلٰی خَلْقِکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَاجْزِهٖ خَیْرَ الْجَزَآءِ، وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. (ذریعة الوصول ٤٠)

ترجمہ : اے اللہ! اپنے بندے اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرمایئے جو رسول اور نبی امی ہیں، جو آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان لائے ہیں، اور آپ ﷺ کو قیامت کے دن اپنی افضل ترین رحمت اور اپنی مخلوق پر برتری عطا فرمایئے، اور آپ ﷺ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمایئے، اور آپ ﷺ کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، اس کی برکتیں اور سلام پیش ہے۔

(۸) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیّیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ إِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْداً یَّغْبِطُهُ فِیْهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالآخِرُوْنَ. (ذریعة الوصول ٤١)

ترجمہ : اے اللہ! رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام اور نبیوں کے ختم کرنے والے، سیدنا حضرت محمد ﷺ کو اپنی عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمایئے، جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، خیر کے امام اور خیر کے قائد ہیں، اور رسول رحمت ہیں۔ اے اللہ! آپ نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمایئے، جو اولین و آخرین کے لئے رشک کا مقام ہے۔

(۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَبْلِغْهُ الْوَسِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ مِنَ الْجَنَّةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ الْمُصْطَفِیْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ مَوَدَّتَهٗ وَفِی الْأَعْلِیْنَ ذِکْرَهٗ، وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ

عَلیٰ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ٤٢)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرمایئے، اور آپ ﷺ کو جنت کے ''وسیلہ'' اور بلند درجہ میں پہنچایئے، اے اللہ! برگزیدہ حضرات کے دل میں آپ ﷺ کی محبت ڈال دیجئے، اور مقرب حضرات کے دل آپ ﷺ کی دوستی، اور اونچے لوگوں (فرشتوں) میں آپ ﷺ کا ذکر عام فرما دیجئے، اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں، بے شک آپ لائقِ حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں، بے شک آپ ہی حمد کے لائق ہیں، بزرگی والے ہیں۔

○

(۱۰) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضیٰ لَهٗ. (ذریعة الوصول ٥٠)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ چاہیں اور پیغمبر علیہ السلام کے لئے پسند فرمائیں۔

○

(۱۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا

مُحَمَّدٍ صَلَاةً تَكُوْنُ لَکَ رِضىً وَّلِحَقِّهٖ أَدَاءً، وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ، وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ، وَاجْزِهٖ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِياً عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ إِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (ذريعة الوصول ۵۱)

ترجمہ: یااللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسی رحمت نازل فرمایئے جو آپ کی رضا کا سبب ہو، اور جس کے ذریعہ آپ ﷺ کا حق ادا ہوجائے، اور آپ ﷺ کو "وسیلہ" اور وہ مقام عطا فرمایئے جس کا آپ نے سیدنا حضرت محمد ﷺ سے وعدہ فرما رکھا ہے، اور آپ ﷺ کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرمایئے جس کے آپ اہل ہیں، اور آپ ﷺ کو ہماری طرف سے ان سب سے افضل جزا عطا فرمایئے جو آپ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہو، اور اے ارحم الراحمین! آپ ﷺ کے تمام بھائیوں پر، جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں رحمتیں نازل فرمایئے۔

○

(۱۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ. (ذريعة الوصول ۵۲)

ترجمہ: یااللہ! اپنے بندے اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے، اور ایمان دار مردوں اور عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور عورتوں پر بھی رحمت نازل فرمایئے۔

(۱۳) اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ حَمِدَکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یَحْمَدُکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ کَمَا تُحِبُّ أَنْ تُحْمَدَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ، وَصَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ، وَصَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ أَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ. (ذریعة الوصول ٦٥)

ترجمہ: اے اللہ! آپ کے لئے حمد ہے ان لوگوں کی تعداد کے بقدر جنہوں نے آپ کی حمد کی، اور آپ کے لئے حمد ہے ان لوگوں کی تعداد کے بقدر جنہوں نے آپ کی حمد نہیں کی۔ اور آپ کے لئے حمد ہے جیسا کہ آپ کو پسند ہے کہ آپ کی حمد کی جائے۔ اے اللہ! رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ان لوگوں کی تعداد کے بقدر جو آپ پر درود پڑھیں اور رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر بہ تعداد ان لوگوں کے جو آپ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھیں، اور رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر جتنا کہ آپ کو پسند ہے کہ آپ ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے۔

(١٤) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ وَعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ، جَزَی اللّٰهُ تَعَالیٰ سَیِّدَنَا مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ. (ذریعة الوصول ٥٢)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ - جو نبی امی ہیں - پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت محمد ﷺ کو ہماری جانب سے اس قدر جزائے خیر عطا فرمائیں جس کے آپ ﷺ اہل ہیں۔

(۱۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تُنْجِیْنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْأَهْوَالِ وَالآفَاتِ، وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ، وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ، وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَکَ أَعْلَی الدَّرَجَاتِ، وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ، فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، إِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (ذریعة الوصول ۷۲)

ترجمہ: اے اللہ! رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر، ایسی رحمت کہ آپ اس کی برکت سے ہمیں تمام ہولناکیوں اور آفتوں سے نجات عطا فرمائیں اور اس کی برکت سے آپ ہماری تمام حاجتیں پوری فرمادیں، اوراس کی برکت سے آپ ہمیں تمام برائیوں اور گناہوں سے پاک کردیں، اوراس کی برکت سے آپ ہمیں اپنے پاس اعلیٰ درجات عطا فرمائیں، اور اس کی برکت سے آپ ہمیں تمام بھلائیوں کی آخری حدوں تک پہنچادیں، دنیا کی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی، بلاشبہ آپ ﷺ ہر چیز پر قادر ہیں۔

(۱۶) اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَةَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْکُبْرٰی، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْیَا، وَأَعْطِهٖ سُؤْلَهٗ فِی الْآخِرَۃِ وَالْأُوْلٰی، کَمَا آتَیْتَ إِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی. (ذریعة الوصول ۸۰)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ قبول فرمایئے، اور آپ ﷺ کے بلند درجہ کو مزید بلند فرمایئے، اور دنیا وآخرت میں آپ ﷺ کی ہر

درخواست کو منظور فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت موسیٰؑ کو نوازا۔

○

(۱۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّأَصْحَابِهٖ وَأَوْلَادِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَأَتْبَاعِهٖ وَأَشْيَاعِهٖ، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ أَجْمَعِيْنَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (ذريعة الوصول ۹٦)

ترجمہ: یااللہ! اے ارحم الراحمین! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر، اور حضرت سیدنا محمد ﷺ کی آل پر، اور آپ ﷺ کے احباب پر، اور آپ ﷺ کی اولاد پر، اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر اور آپ ﷺ کی ذریت پر، اور آپ ﷺ سے محبت رکھنے والوں پر، اور آپ ﷺ کے پیروکاروں پر، اور آپ ﷺ کے گروہ پر، اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمتوں کا نزول فرمائیے۔

○

(۱۸) اَللّٰهُمَّ أَعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّداً أَفْضَلَ مَا أَنْتَ مَسْؤُوْلٌ لَّهٗ إِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (ذريعة الوصول ۱۳٦)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ کو اس سے افضل اور بہتر عطا فرمائیے، جو آپ سے سوال کیا جائے قیامت کے دن تک۔

○

(۱۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تَكُوْنُ لَكَ رِضاً وَّلِحَقِّهٖ أَدَاءً. (ذريعة الوصول ۱۵۳)

ترجمہ: یااللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمائیے جو آپ کی خوشنودی کے حصول کا سبب ہو اور آنحضرت ﷺ کا حق ادا کرنے کا موجب ہو۔

○

(۲۰) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.** (ذريعة الوصول ١٦٧)

ترجمہ: یااللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے، اور قیامت کے دن آپ ﷺ کو اپنے دربار میں تقرب کا مقام عطا فرمائیے۔

○

(۲۱) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.** (الحرز الثمين ١٣، بحواله: فضائل درود شريف ٦٤)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو نبی امی ہیں، پر اور آپ کی آل پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیے، نیز آپ کی خدمت میں سلام پیش ہے۔

○

(۲۲) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ، اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ. اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ شَانَهٗ وَبَيِّنْ بُرْهَانَهٗ وَاَبْلِجْ حُجَّتَهٗ وَبَيِّنْ فَضِيْلَتَهٗ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهٖ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، وَيَا رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ**

لِوَآئِهٖ وَاسْقِنَا بِكَأْسِهٖ وَانْفَعْنَا بِمَحَبَّتِهٖ آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ بَلِّغْهُ عَنَّا اَفْضَلَ السَّلَامِ وَاجْزِهٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ بِهِ النَّبِيَّ عَنْ اُمَّتِهٖ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ. (دلائل الخيرات ٣١)

ترجمہ: اے اللہ! سید نا حضرت محمد ﷺ پر، اور سید نا حضرت محمد ﷺ کی اولا د پر رحمتوں کا نزول فرمایئے ، اور ان کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرمایئے اور ان کو مقامِ محمود پر فائز فرمایئے، جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بیشک آپ وعدہ کے خلاف نہیں فرماتے ۔ اے اللہ! آپ ﷺ کی شان میں اضافہ فرمایئے ، اور آپ ﷺ کی دلیل کو واضح فرمایئے اور آپ ﷺ کی حجت کو روشن فرمایئے اور آپ ﷺ کی فضیلت کو ظاہر فرما دیجئے ، اور آپ ﷺ کی امت کے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرمایئے، اور ہمیں آپ ﷺ کی سنت پر عمل نصیب فرمایئے، اے جہانوں کے پروردگار! اور اے عرشِ عظیم کے مالک، اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں نبی اکرم ﷺ کی جماعت میں اور آپ کے جھنڈے تلے میدانِ محشر میں اٹھایئے گا، اور ہمیں آپ کے (حوضِ کوثر کے) پیالہ سے سیراب فرمایئے، اور آپ کی محبت سے ہمیں نفع عطا فرمایئے ۔ اے رب العالمین! ہماری یہ درخواستیں قبول فرما لیجئے، اے اللہ! اے پروردگار! ہماری طرف سے افضل ترین سلام حضور کی خدمت میں پہنچایئے ، اور آپ کو ان جزاؤں میں سب سے افضل جزا عطا فرمایئے جو آپ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہیں، اے رب العالمین۔

○

(٢٣) جَزَى اللّٰهُ عَنَّا سَيِّدَنَا مُحَمَّداً ﷺ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ.

(الحزب الاعظم: ٢٤٦)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے سیدنا حضرت محمد ﷺ کو آپ کی شایانِ شان بدلہ عطا فرمائیں۔

○

(٢٤) اَللّٰهم صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْأَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَفِی الْمَلَأِ الْأَعْلیٰ اِلیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ. (الحزب الاعظم: ٢٥٣)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کو، سب اگلوں پچھلوں اور مقرب فرشتوں میں قیامت کے دن تک اپنی رحمت میں ڈھانپ لیجئے۔

○

(٢٥) اَللّٰهم صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَعَلیٰ آلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً. (ذریعة الوصول ٩١)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرمایئے، اور کامل سلامتی سے نوازیئے۔

○

(٢٦) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ. (فضائل درود شریف ٧١)

ترجمہ : اے اللہ! اپنے بندے اور نبی اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے، جو نبی امی ہیں۔

○

(۲۷) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً مَّقْبُوْلَۃً تُؤَدِّیْ بِھَا عَنَّا حَقَّہُ الْعَظِیْمَ.

(دلائل الخیرات ۷۹)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر دائمی رحمتِ مقبولہ نازل فرمایئے، جس کے ذریعہ سے آپ ہماری طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ کا عظیم حق ادا فرمائیں۔

○

(۲۸) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ ھُوَ قُطْبُ الْجَلَالَۃِ وَشُمْسُ النُّبُوَّۃِ وَالرِّسَالَۃِ وَالْھَادِیْ مِنَ الضَّلَالَۃِ وَالْمُنْقِذُ مِنَ الْجَھَالَۃِ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً دَآئِمَۃَ الْاِتِّصَالِ وَالتَّوَالِیْ مُتَعَاقِبَۃً بِتَعَاقُبِ الْاَیَّامِ وَاللَّیَالِیْ. (دلائل الخیرات ۸۴)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے جو کہ عظمت کے مینار، آفتابِ نبوت و رسالت، گمراہی سے بچانے والے اور جہالت سے نکالنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر بلا فصل متواتر صلاۃ وسلام رات دن پیش فرمائیں۔

○

(۲۹) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَزَیْنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَخْیَارِ وَاَکْرَمِ مَنْ اَظْلَمَ عَلَیْہِ اللَّیْلُ وَاَشْرَقَ عَلَیْہِ النَّھَارُ.

(دلائل الخیرات ۱۰۴)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرمایئے جو تمام نیکوں کے سردار، منتخب پیغمبروں کے سرتاج اور ان تمام لوگوں میں بزرگ و برتر ہیں جن پر رات تاریکی ڈالتی اور دن روشنی ڈالتا ہے۔

○

(۳۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ أَلْفَ أَلْفَ مَرَّةٍ. (ذريعة الوصول ٦٠)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ہزار ہزار مرتبہ (یعنی دس لاکھ مرتبہ) رحمتوں کا نزول فرمایئے۔

○

(۳۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَاهُ لَهٗ. (دلائل الخيرات ١٤٠)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتیں نازل فرمایئے، جس قدر بھی آپ کو پسند ہو اور جتنا آپ ان کے حق میں مناسب سمجھیں۔

○

(۳۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ. (دلائل الخيرات ١٧٥)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے بشمار ان لوگوں

کے جنہوں نے آپ کو یاد کیا۔ اے اللہ سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے بشمار ان لوگوں کے جو آپ کی یاد سے غافل رہے۔

○

(٣٣) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا صُلِّيَ عَلَيْهِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَضْعَافَ مَا صُلِّيَ عَلَيْهِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ. (دلائل الخيرات ١٨٦)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے بشمار ان درودوں کے جو آپ ﷺ پر پڑھے گئے۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے ان درودوں سے کئی گنا جو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے جس کے آپ مستحق ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے جس قدر بھی آپ کو محبوب اور پسند ہو۔

○

(٣٤) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ. اَللّٰهُمَّ تَوِّجْهُ بِتَاجِ الْعِزِّ وَالرِّضَاءِ وَالْكَرَامَةِ. اَللّٰهُمَّ اَعْطِ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا سَأَلَكَ لِنَفْسِهٖ. وَاَعْطِ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا سَأَلَكَ لَهٗ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِكَ. وَاَعْطِ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا اَنْتَ مَسْئُوْلٌ لَّهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (دلائل الخيرات ٢٠٤)

ترجمه : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمایئے، اے اللہ! ان کو عزت وخوشنودی اور احترام کا تاج اڑھایئے۔ اے ربِ کریم! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں میں سب سے افضل عطا فرمایئے جوانہوں نے آپ سے اپنے لئے مانگا ہو، اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان چیزوں میں سب سے افضل عطا فرمایئے جو ان کے لئے آپ سے آپ کی مخلوق میں سے کسی نے مانگا ہو۔ اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں میں سب سے افضل عطا فرمایئے جو قیامت تک آپ سے مانگی جانے والی ہیں۔

○

(۳۵) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مَنْ خَتَمْتَ بِهِ الرِّسَالَةَ وَاَيَّدْتَّهُ بِالنَّصْرِ وَالْكَوْثَرِ وَالشَّفَاعَةِ.** (دلائل الخيرات ٢١٤)

ترجمه : اے اللہ! جس ذات پر آپ نے رسالت کا اختتام فرمایا اور اپنی خاص نصرت اور حوضِ کوثر اور شفاعت کے ذریعہ اس کی تائید فرمائی، اس ذات پر رحمتیں نازل فرمایئے۔

○

(۳٦) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلیٰٓ اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ.** (دلائل الخيرات ٢٣٧)

ترجمه : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ جو آپ کے بندے آپ کے رسول اور نبی امی ہیں، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتیں نازل فرمایئے۔

○

(۳۷) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى أَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ وَاَكْرَمِهِمْ لَدَيْكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِهٖ**

وَصَحْبِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا كَرِيْمُ. (از: خطبۂ جمعہ،شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)

ترجمہ : اے اللہ! آپ اپنی مخلوق میں سب سے محبوب اور اپنے دربار میں سب سے معزز ومکرم سیدنا ومولانا حضرت محمد ﷺ پر، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر صلاۃ وسلام اور رحمتیں نازل فرمایئے، جس قدر آپ چاہتے ہیں اور جتنا آپ کو پسند ہو اور جس عدد میں آپ چاہتے ہیں اور جتنے پر آپ راضی ہیں۔

(۳۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَآ اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ. (دلائل الخيرات ٢٤٥)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے جیسا کہ آپ نے ہمیں ان پر درود پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمایئے جیسی کہ آپ کی شان کے مناسب ہے۔

(۳۹) اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَارْضَ عَنِّيْ رِضاً لَا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَداً. (الحزب الاعظم ٢٨١)

ترجمہ : اے اس قائم ہونے والی دعوت اور نفع بخش نماز کے مالک! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، اور مجھے اپنی ایسی خوشنودی عطا فرمایئے جس کے بعد آپ کبھی ناراض نہ ہوں۔

(٤٠) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ، وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّثْلَ ذٰلِكَ وَارْحَمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّثْلَ ذٰلِكَ.

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان رحمتوں میں سب سے افضل رحمت نازل فرمایئے جو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی پر نازل کی ہو، اور اسی طرح سیدنا حضرت محمد ﷺ پر برکتوں کا نزول فرمایئے، اور اسی قدر سیدنا حضرت محمد ﷺ پر مہربانیاں فرمایئے۔

درود شریف کے بعد پڑھنے کے لئے

چند منتخب دعائیہ کلمات

بہتر ہے کہ درود شریف کا ورد کرنے کے بعد درج ذیل الفاظ سے دعائیں مانگی جائیں، جن کی قبولیت کی بہت امید ہے، انشاءاللہ تعالیٰ۔

- اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْداً طَيِّباً كَثِيْراً دَائِماً مُبَارَكاً مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.
- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ وَعَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰى نَفْسِهٖ.
- فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ. وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِياً وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ، يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ.

□ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

ترجمہ: اے اللہ! ہر طرح کی بہترین، بے حساب، دائمی، بابرکت آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان پائے جانے والے خلا کے بقدر اور جس قدر آپ چاہتے ہوں وہ سب حمد وثنا اور تعریفیں آپ ہی کی شانِ عالی کے لائق ہیں۔

اللہ کے عرش کے وزن کے بقدر اور اس کے کلمات کی روشنائی کے بقدر اور اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اور اس کی اپنی مرضی کے بقدر ہر طرح کی خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

اللہ کی ذات پاک ہے، جس وقت کہ تم شام میں ہوتے ہو اور جس وقت تم صبح کرتے ہو، اور زمینوں اور آسمانوں میں ہر طرح کی تعریف اسی کو زیب دیتی ہے، اور شام وسہ پہر میں بھی (وہی حمد وثنا کے لائق ہے) وہ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے، اور زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اسے زندگی عطا کرتا ہے، اسی طرح تم بھی (موت کے بعد قبر سے زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے۔

پس اللہ ہی کے لئے ہے ہر طرح کا شکر جو آسمانوں اور زمینوں کا مالک ہے، اور تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں میں بڑائی اسی کو زیب دیتی ہے، اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

○

□ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (دعائے عرفہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، ہر طرح کی بادشاہت صرف اسی کے لئے ہے، اور تمام تعریفوں کا مستحق بس وہی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادرِ مطلق ہے۔

○

□ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً ﷺ عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ، اَشْھَدُ اَنَّہٗ قَدْ اَدَّی الْاَمَانَۃَ وَبَلَّغَ الرِّسَالَۃَ وَنَصَحَ الْاُمَّۃَ وَجَاھَدَ فِي اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ، فَجَزَاہُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَنَّا وَعَنْ جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرَ الْجَزَاءِ وَاَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، آپ اکیلے ہیں، آپ کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور آپ کے سچے رسول ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یقینی طور پر امانت ادا فرمادی، اور اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دیا، اور امت کے ساتھ کامل خیرخواہی فرمائی، اور اللہ کے دین کے لئے قربانی کا حق ادا فرمادیا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری جانب سے اور تمام مسلمانوں کی جانب سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہترین اور شاندار بدلہ عطا فرمائیں۔

○

□ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ نَوَیْتُ بِصَلٰوتِیْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اِمْتِثَالاً لِاَمْرِکَ وَتَصْدِیْقاً لِنَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَمَحَبَّۃً فِیْہِ وَشَوْقًا اِلَیْہِ وَتَعْظِیْماً لِّقَدْرِہٖ وَکَوْنَہٗ ﷺ اَھْلاً لِذٰلِکَ، فَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ بِفَضْلِکَ وَاِحْسَانِکَ وَاَزِلْ حِجَابَ الْغَفْلَۃِ عَنْ قَلْبِیْ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ.

ترجمہ : اے اللہ! آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے میری نیت آپ کے ارشاد کی تعمیل، اور آپ کے نبی سیدنا حضرت محمد ﷺ کے سچے ہونے کا اقرار، اور ان کی محبت اور ان کی طرف میلان اور ان کی عظمتِ شان اور ان کے رحمت کے مستحق ہونے کا اظہار مقصود ہے؛ لہٰذا اس درود شریف کو محض اپنے فضل وکرم سے میری طرف سے قبول فرمایئے، اور میرے دل سے غفلت کے پردے ہٹا لیجیۓ اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لیجیۓ۔

○

□ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّلَمْ اَرَهُ فَلاَ تَحْرِمْنِیْ فِی الْجِنَانِ رُؤْيَتَهٗ وَارْزُقْنِیْ صُحْبَتَهٗ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِهٖ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِهٖ مَشْرَباً رَّوِيّاً سَآئِغاً هَنِيْئاً لاَ نَظْمَأُ بَعْدَهٗ اَبَداً اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ.

ترجمہ: اے اللہ! میں سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایمان لایا ہوں گو کہ مجھے آپ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی، پس مجھے جنت میں آپ کے دیدار سے محروم مت فرمایئے گا اور مجھے آپ کی مصاحبت عطا فرمایئے گا، اور مجھے آپ کے دین پر وفات عطا فرمایئے، اور مجھے آپ کے حوضِ کوثر سے خوب خوب سیراب فرمایئے گا جس کے بعد کبھی بھی ہمیں پیاس نہ لگے، بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

○

□ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْ حَوْضَهٗ لَنَا مَوْعِداً لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا. اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهٖ وَتَوَفَّنَا عَلٰی مِلَّتِهٖ وَعَرِّفْنَا وَجْهَهٗ وَاجْعَلْنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ وَحِزْبِهٖ. اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ كَمَا آمَنَّا بِهٖ وَلَمْ نَرَهٗ وَلَا تُفَرِّقْ بَيْنَنَا

وَبَيْنَهٗ حَتّٰى تُدْخِلَنَا مَدْخَلَهٗ وَتُوْرِدَنَا حَوْضَهٗ وَتَجْعَلَنَا مِنْ رُّفَقَآئِهٖ مَعَ الْمُنْعَمِ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ، وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا.

ترجمہ : اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو ہمارا پیش رو بنا دیجئے، اور آپ کے حوض کوثر کو ہم میں سے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے اجتماع کی جگہ بنا دیجئے، اے اللہ! ہمارا حشر آپ کی جماعت میں فرمایئے۔ اور ہمیں آپ کی سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمایئے، اور آپ کی ملت پر ہمارا خاتمہ فرمایئے، اور ہمیں آپ کی شناسائی عطا فرمایئے، اور ہمیں آپ کی جماعت اور گروہ میں شامل فرما دیجئے، اے اللہ! ہمیں آپ کے ساتھ جمع فرما دیجئے، جیسا کہ ہم آپ پر بن دیکھے ایمان لا چکے ہیں، اور آپ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان جدائیگی مت فرمایئے، یہاں تک کہ آپ ہمیں ان کے داخل ہونے کی جگہ (جنت) داخل فرمائیں، اور آپ ہمیں ان کے حوضِ کوثر پر لے جائیں، اور ہمیں آپ کے رفقاء کے ساتھ شامل فرمائیں، ان لوگوں کے ساتھ جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے، یعنی حضراتِ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔

❍

□ اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ صُدُوْرَنَا. وَيَسِّرْ بِهَآ اُمُوْرَنَا. وَفَرِّجْ بِهَا هُمُوْمَنَا. وَاكْشِفْ بِهَا غُمُوْمَنَا. وَاغْفِرْ بِهَا ذُنُوْبَنَا وَاقْضِ بِهَا دُيُوْنَنَا وَاَصْلِحْ بِهَا اَحْوَالَنَا وَبَلِّغْ بِهَا اٰمَالَنَا وَتَقَبَّلْ بِهَا تَوْبَتَنَا وَاغْسِلْ بِهَا حَوْبَتَنَا وَانْصُرْ بِهَا حُجَّتَنَا وَطَهِّرْ بِهَا اَلْسِنَتَنَا وَاٰنِسْ بِهَا وَحْشَتَنَا وَارْحَمْ بِهَا غُرْبَتَنَا وَاجْعَلْهَا نُوْرًا

بَيۡنَ اَيۡدِيۡنَا وَمِنۡ خَلۡفِنَا وَعَنۡ اَيۡمَانِنَا وَعَنۡ شَمَائِلِنَا وَمِنۡ فَوۡقِنَا وَمِنۡ تَحۡتِنَا وَفِيۡ حَيَاتِنَا وَمَوۡتِنَا وَفِيۡ قُبُوۡرِنَا وَحَشۡرِنَا وَنَشۡرِنَا وَظِلًّا فِيۡ يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ عَلٰى رُءُوۡسِنَا وَثَقِّلۡ بِهَا مَوَازِيۡنَ حَسَنَاتِنَا وَاَدِمۡ بَرَكَاتِهَا عَلَيۡنَا حَتّٰى نَلۡقٰى نَبِيَّنَا وَسَيِّدَنَا مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَنَحۡنُ اٰمِنُوۡنَ مُطۡمَئِنُّوۡنَ فَرِحُوۡنَ مُسۡتَبۡشِرُوۡنَ.

ترجمہ: اے اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی برکت سے ہمارے سینے کھول دیجئے، اور اس کی برکت سے ہمارے کام آسان فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہماری فکروں کو دور فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہمارے غم زائل فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہمارے گناہ بخش دیجئے، اور اس کی برکت سے ہمارے قرض ادا کرا دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری حالتیں سنوار دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری مرادیں پوری فرما دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری توبہ قبول فرما لیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری خطا دھوڈالئے، اور اس کی برکت سے ہماری دلیل کو غلبہ بخش دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری زبانیں پاک فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہماری وحشت کو اُنسیت سے بدل دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری کس مپرسی پر رحم فرمایئے اور اس درود شریف پڑھنے کو ہمارے آگے، پیچھے، داہنے، بائیں، اوپر، نیچے، زندگی میں، موت میں، قبر میں اور حشر میں، اور آخرت میں روشنی کا سبب بنا دیجئے، اور قیامت کے دن اس درود شریف کو ہمارے سروں پر سایہ بنا دیجئے اور اس کی برکت سے ہماری نیکیوں کے پلّے وزنی فرما دیجئے اور اس کی برکات کو ہمارے لئے دائمی بنا دیجئے، تاآں کہ ہم اپنے پیغمبر اور اپنے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں ملیں کہ ہم مطمئن، خوش اور فرحاں وشاداں ہوں۔

○

□ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا كَمَالَ اتِّبَاعِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلاً وَفِعْلاً ظَاهِراً وَبَاطِناً عَمَلاً وَاعْتِقَاداً ذَوْقاً وَّحَالاً.

ترجمہ : اے اللہ ہمیں اپنے پیغمبر ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامل پیروی کی توفیق عطا فرمایئے ، جو قول و فعل، ظاہر و باطن، عمل و عقیدہ، ذوق اور حالات (ہر اعتبار سے کامل ہو)

○

□ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا فِيْ اَعْظَمِ عِبَادِكَ عِنْدَكَ نَصِيْباً فِيْ كُلِّ خَيْرٍ تَقْسِمُ الْغَدَاةَ، وَنُوْرٍ تَهْتَدِيْ بِهٖ وَرَحْمَةٍ تَنْشُرُهَا وَرِزْقٍ تَبْسُطُهٗ وَضُرٍّ تَكْشِفُهٗ وَفِتْنَةٍ تَصْرِفُهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ترجمہ : اے اللہ! ہمیں اپنے بندوں میں سب سے زیادہ حصہ عطا فرمایئے ، ہر اس خیر میں جو آپ صبح کو عطا فرمانے والے ہیں، اور ہر اس نور میں جس کی آپ رہنمائی فرماتے ہیں، اور ہر اس رحمت میں جسے آپ عام فرماتے ہیں، اور ہر اس رزق میں جس کی آپ کشادگی فرماتے ہیں، اور ہر اس تکلیف کو دور کرنے میں جسے آپ ہٹاتے ہیں، اور ہر اس فتنہ کو دور کرنے میں جسے آپ دفع فرماتے ہیں، اے مہربانوں کے مہربان!

○

□ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَاناً دَائِماً لَا يَزُوْلُ، وَنَعِيْماً لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ.

ترجمہ : اے اللہ! میں آپ سے لازوال دائمی ایمان کا سوال کرتا ہوں، اور ایسی نعمتوں کا

طالب ہوں جو کبھی فنا نہ ہوں، اور میں آپ سے ہمیشہ رہنے والی جنت میں آپ کے پیغمبر (سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی رفاقت و معیت کی درخواست کرتا ہوں۔

○

□ اَللّٰهُمَّ اَعِنّیْ عَلٰی ذِكْرِکَ وَشُكْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنے ذکر وشکر اور اپنی عبادت اچھی طرح انجام دینے پر میری مدد فرمائیے۔

○

□ اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ.

ترجمہ : اے اللہ! بھلائی کا راستہ میرے دل میں القاء فرمائیے اور مجھے میرے نفس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھئے۔

○

□ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ مِنْ فَضْلِکَ اَفْضَلَ مَا تُعْطِیْ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِيْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے آپ مجھے ان (نعمتوں) میں سب سے افضل (ظاہری و باطنی نعمتوں) سے نوازیئے، جو آپ اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتے ہیں۔

○

□ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. (والصّٰفّٰت: ۱۸۰-۱۸۲)

ترجمہ : تیرے رب کی ذات پاک ہے، وہ پروردگار عزت والا ہے، ان باتوں سے منزہ ہے جو یہ (مشرک) بیان کرتے ہیں۔ اور رسولوں پر سلام ہے، اور ہر طرح کی خوبی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

□❖□

ماخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔ مرتب)

۱	القرآن الکریم	ترجمہ: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (م: ۱۳۳۹ھ)	مجمع الملک فہد مدینہ منورہ
۲	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م ۱۲۷۰ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۳	تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ العثمانی پانی پتیؒ (م: ۱۲۲۵ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۴	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م: ۶۶۸ھ)	دارالفکر بیروت
۵	احکام القرآن للجصاص	حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفیؒ (م: ۳۷۰ھ)	سہیل اکیڈمی دیوبند
۶	تفسیر عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ	مکتبہ رحیمیہ دیوبند
۷	صحیح البخاری	الامام ابومحمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م: ۲۲۶ھ)	مکتبۃ الاصلاح لالباغ مرادآباد
۸	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م: ۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دارالفکر بیروت
۹	جامع الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م: ۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دارالفکر بیروت
۱۰	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م: ۲۷۵ھ)	اشرفی بکڈپو دیوبند دارالفکر بیروت
۱۱	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینیؒ (م: ۲۷۵ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند دارالفکر بیروت
۱۲	نسائی شریف	الحافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائیؒ (م: ۳۰۳ھ)	مکتبۃ السعد دیوبند
۱۳	المؤطا امام مالک	حضرت امام مالکؒ (م: ۱۷۹ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت

۱۴	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاکر)	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م:۲۴۱ھ)	دار الحدیث القاہرہ
۱۵	سنن الدار القطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدار قطنیؒ (م:۳۸۵ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۶	مجمع الزوائد	علامہ ابوبکر الہیثمیؒ (م:۸۰۷ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۷	مصنف ابن ابی شیبۃ	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العبسی الکوفیؒ (م:۲۳۵ھ)	المجلس العلمی بیروت
۱۸	شعب الایمان	الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۹	صحیح ابن حبان	الامام محمد بن حبانؒ (م:۳۵۴ھ)	دار الفکر بیروت
۲۰	مستدرک حاکم	حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسا بوریؒ (م:۴۰۵ھ)	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز ریاض
۲۱	المعجم الطبرانی الاوسط	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰ھ)	مکتبۃ المعارف ریاض
۲۲	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰ھ)	دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۳	الترغیب والترہیب	الحافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ (م:۶۵۶ھ)	بیت الافکار الدولیۃ
۲۴	السنن الکبریٰ للبیہقی	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)	عباس احمد الباز
۲۵	کنز العمال	علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندیؒ (م:۹۷۵ھ)	عباس احمد الباز
۲۶	شرح معانی الآثار	امام طحاویؒ	مکتبہ رحیمیہ دیوبند
۲۷	السنن الکبریٰ للنسائی	الحافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (م:۳۰۳)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲۸	نخب الافکار	علامہ بدر الدین عینیؒ (م:۸۵۵ھ)	الوقف المدنی دیوبند
۲۹	فتح الباری	علامہ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م:۸۵۲ھ)	عباس احمد الباز
۳۰	عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین العینیؒ (م:۸۵۵ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳۱	فیض الباری	حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ (م:۱۳۵۲ھ)	مجلس علمیہ ڈابھیل گجرات
۳۲	فتح الملہم	حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۶۹ھ)	کراچی
۳۳	الروض الانف	الامام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ السہیلیؒ (م:۵۸۱ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳۴	دلائل النبوۃ	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت

۳۵	البدایة والنهایة	ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر القرشیؒ (م:۷۷۴ھ)	دارالمعرفة بیروت
۳۶	کتاب الدعاء	الامام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰)	دارالکتب العلمیة بیروت
۳۷	کتاب الروح	علامہ ابن قیم جوزیؒ	کراچی
۳۸	احیاء العلوم	امام غزالیؒ	نول کشور
۳۹	مصنف عبدالرزاق	عبدالرزاق بن ہمام العثمانیؒ	مجلس علمیہ ڈابھیل
۴۰	مرقاة المفاتیح	العلامہ علی بن السلطان محمد القاریؒ (م:۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۴۱	اعلاء السنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ)	دارالکتب العلمیة بیروت
۴۲	اوجز المسالک	حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ (۱۴۰۲ھ)	بیروت
۴۳	اطلس السیرة النبویة	ابوشوقی خلیل	بیروت
۴۴	مبسوط سرخسی	شمس الائمة محمد بن احمد السرخسیؒ (م:۴۸۳ھ)	دارالکتب العلمیة بیروت
۴۵	تنویر الابصار مع الدرالمختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشیؒ (م:۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۶	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م:۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۷	ردالمحتار (فتاوی شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م:۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، احیاء التراث العربی بیروت، زکریا دیوبند
۴۸	ملتقی الابحر	امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبیؒ (م:۹۵۶ھ)	دارالکتب العلمیة بیروت
۴۹	الدرالمنتقی	محمد بن علی بن محمد الحصینی المعروف بالعلاء الحصکفیؒ (م:۱۰۸۸ھ)	دارالکتب العلمیة بیروت
۵۰	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ) (م:۱۰۷۸ھ)	داراحیاء التراث العربی
۵۱	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفیؒ (م:۱۰۶۹ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۲	طحطاوی علی المراقی	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفیؒ (م:۱۲۳۱ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۳	فتح القدیر	علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ)	دارالفکر بیروت
۵۴	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ البخاریؒ (م:۶۱۶ھ)	ادارة القرآن کراچی
۵۵	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (م:۷۸۶ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند

۵۶	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزازؒ (م: ۸۲۷ھ)	کتب خانہ زکریا دیوبند
۵۷	الاشباہ والنظائر	علامہ بن نجیم مصریؒ (م: ۹۷۰ھ)	مکتبہ دار العلوم دیوبند
۵۸	عالمگیری/ ہندیۃ	علامہ نظام الدین وجملۃ من العلماء	دار احیاء التراث العربی بیروت
۵۹	البحر الرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م: ۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۶۰	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م: ۵۹۲ھ)	دار احیاء التراث العربی
۶۱	الفتاویٰ السراجیۃ	علامہ سراج الدین ابو محمد علی بن عثمان الاوسی الحنفیؒ (م: ۵۷۵ھ)	مکتبہ اتحاد دیوبند
۶۲	ہدایہ	شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانیؒ (م: ۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۶۳	بنایہ فی شرح الہدایۃ	علامہ بدر الدین العینی الحنفیؒ (م: ۸۵۵ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۶۴	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م: ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۶۵	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م: ۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۶۶	عنایہ	الامام اکمل الدین محمد بن محمود البابرتیؒ (م: ۷۸۶ھ)	دار الفکر بیروت
۶۷	خانیۃ	الاستاذ فخر الملۃ والدین قاضی خان محمود الاوزجندی	دار احیاء التراث العربی
۶۸	الفتاویٰ الولوالجیۃ	امام ابوالفتح ظہیر الدین عبد الرشید بن ابی حنیفۃؒ (م: ۵۴۰ھ)	دار الایمان سہارن پور
۶۹	تبیین الحقائق	علامہ فخر الدین عثمان بن علی الزیلعیؒ (م: ۷۴۳ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۷۰	تقریرات رافعی	علامہ عبد القادر الرافعیؒ (م: ۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۱	الموسوعۃ الفقہیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الشؤن الدینیہ کویت
۷۲	البحر العمیق	امام ابوالبقاء محمد بن احمد بن محمد بن الضیاء المکی الحنفیؒ (م: ۸۵۴ھ)	المکتبۃ المکیۃ
۷۳	کنز الدقائق مع البحر	الامام حافظ الدین النسفیؒ	کراچی
۷۴	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمدؒ (م: ۸۰۰)	دیوبند
۷۵	شرح وقایہ	صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعودؒ (م: ۷۴۷ھ)	فیصل پبلی کیشنز

۷۶	فتاویٰ ابن تیمیہ	علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ	سعودی عرب
۷۷	سیرۃ النبی للشبلی	علامہ شبلیؒ	فرید بک ڈپو دہلی
۷۸	الفقہ علی المذاہب الاربعۃ	عبدالرحمٰن الجزیریؒ	المکتبۃ العصریۃ بیروت
۷۹	المغنی فی الحج والعمرۃ	شیخ سعید بن عبدالقادر باشنفر	دار ابن حزم
۸۰	حلبی کبیر	شیخ ابراہیم الحلبیؒ (م: ۱۳۳۱ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۸۱	لباب المناسک	شیخ رحمت اللہ سندھیؒ	ادارۃ القرآن کراچی
۸۲	مناسک ملاعلی قاری	ملاعلی قاریؒ	ادارۃ القرآن کراچی
۸۳	غنیۃ الناسک	العلامہ محمد حسن شاہ المہاجر المکی	ادارۃ القرآن کراچی
۸۴	امدادالفتاوی	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م: ۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
۸۵	مناجاۃ مقبول	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م: ۱۳۶۲ھ)	دیوبند
۸۶	جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م: ۱۳۹۵ھ)	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
۸۷	احسن الفتاوی	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م: ۱۴۲۲ھ)	دار الاشاعت دہلی
۸۸	فضائل حج	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ (م: ۱۴۰۲ھ)	مکتبہ یحیوی سہارنپور
۸۹	اعیان الحجاج	محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ	مئو
۹۰	زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک	مولانا شیر محمد سندھیؒ	مکتبہ اشرفیہ ممبئی
۹۱	کتاب الفتاویٰ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۹۲	قاموس الفقہ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۹۳	معلم الحجاج	حضرت مولانا مفتی قاری سعید احمد صاحب اجراڑویؒ	مظاہر علوم سہارنپور
۹۴	ایضاح المناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح مرادآباد

۹۵	انواررحمت	حضرت مولانامفتی شبیراحمدصاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح مرادآباد
۹۶	انوارمناسک	حضرت مولانامفتی شبیراحمدصاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح مرادآباد
۹۷	حج میں قصرواتمام کی تحقیق	حضرۃ مولانامفتی محمد رضوان	راول پنڈی
۹۸	رسولہ اللہ کاطریقہ حج	مولانامفتی محمد ارشادصاحب قاسمی	زم زم بک ڈپوکراچی
۹۹	خواتین کے مسائل حج وعمرہ	مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی	کراچی
۱۰۰	ذریعۃ الوصول	شیخ مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ	مکتبہ لدھیانوی کراچی
۱۰۱	دلائل الخیرات	شیخ محمد بن سلیمان الجزولیؒ	مکتبہ محمودیہ میرٹھ
۱۰۲	الحزب الاعظم	ملاعلی قاریؒ	مکتبہ صدیق ڈابھیل